قرآن و حدیث اور جید علما و محدثین کی مستند کتب کا مجموعہ

حقائق کربلا
اور
اُن کا پس منظر

حسینیت زندہ باد

یزیدیت مردہ باد

مصنف

فیض رسول نقشبندی عطاری

نظرثانی:

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

قرآن و حدیث، اور جید علماء و محدثین کی مستند کتب کا مجموعہ

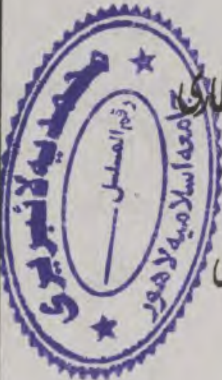
حقائق کربلا
اور
اُن کا پس منظر

یزیدیت مُردہ باد

حسینیت زندہ باد

مصنف

مولانا فیض رسول نقشبندی عطاری



نظرثانی:

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بُک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 37352022

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: حقائق کربلا اور اُن کا پس منظر

(باجواب) واقعہ کربلا اور اُس کا پس منظر

ازقلم: مولانا فیض رسول نقشبندی عطاری

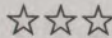
پروف ریڈنگ: مولانا قاری محمد نواز اختر گوندل

مولانا محمد شریف نوری قادری

انتساب

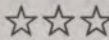
شمس العلماء ابوالفضل محمد اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میں اپنی محنت شاقہ خدمت جلیلہ کو ان کے نام کرتا ہوں جن کی نظرِ عنایت اور دعاؤں نے مجھے اس قابل کیا اور والد مرحوم رشید احمد ولد میاں عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ جن کی کاوشوں سے ناچیز اس قابل ہوا کہ اہلبیت کی عظیم بارگاہ میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کر سکا اللہ رب العزت اس کے صدقے میں ان کے درجات کو بلندی عطا فرمائے اور ان نیکوں کے صدقے میں اس کاوش کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہر خاص و عام کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



نذر عقیدت

پیر طریقت راہبر شریعت وارث علوم نبوت حضرت میاں خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی اور ان کے والد ماجد پیر طریقت رہبر شریعت بانی تحریک مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ زیب آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جن کی ایک نگاہ فیض نے ناچیز کو اس قابل کر دیا اور مناظرِ اسلام استاد العلماء فاتح نجدیت و دیوبندیت حضرت علامہ مولانا مفتی ابن مفتی محمد سعید احمد اسعد صاحب فیصل آباد جن حقیقی صحبت سے فیض یاب ہو کر اس قابل ہوا اور اس مقام پر پہنچا اللہ رب العزت ان کے فیوض و برکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم



الاهداء

بحضور تاجدار کربلا سید الشہداء مظہرِ شجاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیکرِ عشق و محبت منبعِ صبر و استقامت سید شباب اہل جنۃ مقصدِ اہل عقیدت و محبت ریحانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دلبند مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نور دیدۂ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے رفقاء جن کی نظر عنایت و نگاہ فیض سے مجھ جیسے نکمے کو ان پاک باز ہستیوں کی بارگاہ میں مدح سرائی کی توفیق نصیب ہوئی ان کے حقیقی شرعی مقام سے عوام الناس کو روشناس کرانے کی سعادت نصیب ہوئی

خاکپائے سگِ کوچہ اہل بیت نبوت واصحاب علیہم الرضوان

فیض رسول نقشبندی عطاری

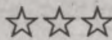
اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ میری میرے والدین کی میرے اساتذہ کی میرے احباب اور معاونین کی میرے تلامذہ اور میرے قارئین کی میرے ناشرین کی اور تمام مؤمنین کی مغفرت فرمائے اور ہم سب کو سعادت اور فلاحِ دارین عطا فرمائے اللہ رب العزت کا بے شمار مرتبہ شکر ادا کرتا ہوں اے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرما اور ہر خاص و عام کو استفادہ کرنے کی

توفیق عطا فرما اور مجھے دین حقہ پر ہمیشہ کے لیے قائم رکھ مزید دین متین اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

وصل اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم النبین سید المرسلین شفیعنا یوم الدین و علیٰ لہ و اصحابہٖ و ازواجہ و ذریاتہٖ و امتہ اجمعین

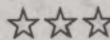
لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

سبحانک و بحمدک استغفرک و اتوب الیک



فہرست مضامین

مضامین | صفحہ نمبر



تبرکات اکابر

امام المناظرین فاتح نجدیت ودیو بندیت حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف سیالوی صاحب سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسول الکریم علیه و علیٰ آله واصحابه وسلم

بندۂ ناچیز نے حضرت مولانا فیض رسول نقشبندی صاحب کی کتاب حقائق کربلا اوران کا پس منظر کا بالاستعیاب مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ خوب محنت فرمائی ہے۔اور مولوی عطاء اللہ بندیالوی کی کتاب واقعہ کربلا اوراسکا پس منظر کا خوب رد کیا اور مولوی صاحب کوخوب آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ یہ کتاب عرصہ بیس سال سے منصۂ شہود پر تھی اور اس کا جواب اہل السنّت پر قرض تھا جس کو علامہ موصوف نے احسن ترین انداز میں ادا فرمادیا ہے۔

موصوف نے اپنی کتاب میں ٹھوس دلائل و براہین سے واضح فرمادیا کہ یزید کے فاسق ہونے میں سلف صالحین میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ تمام اہل اسلام کا تقریباً اجماعی مسئلہ ہے۔حتیٰ کہ ابن تیمیہ ابن کثیر جو کہ فریق مخالف کے معتمد علیہ ہیں انہوں نے بھی یزید کو فاسق و فاجر قرار دیا ہے۔(منہاج السنہ۔ البدایہ والنہایہ)

نیز علامہ تفتازانی' ابوبکر جصاصؒ صاحب فتاویٰ بزاریہ امام ابن جوزی

اور علامہ آلوسیؒ یہ اکابرین ملت اسلامیہ اور اساطین اسلام یزید پر لعنت کے بڑے شدومد سے قائل ہیں۔

حتیٰ کہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تو پوری کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یزید پر لعنت بھیجنی چاہیئے۔

علامہ آلوسی جن کی تفسیر کو مولوی نیلوی صاحب بڑی مستند تفسیر قرار دیتے تھے انہوں نے بھی اپنی تفسیر میں پرزور دلائل سے یزید کا ملعون ہونا ثابت کیا ہے۔ لیکن نیلوی اور اُن کے شاگرد رشید بندیالوی صاحب علامہ آلوسیؒ کی اس تحقیق سے بالکل متفق نہیں ہیں بلکہ جو اُن کی تحقیق کے مطابق اعتقاد و نظریہ رکھے اسے رافضی اور شیعہ قرار دیتے ہیں۔

جبکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جنہیں یہ بھی مجدد تسلیم کرتے ہیں انہوں نے بھی یزید کے بارے ارشاد فرمایا کہ یزید پلید صحابہ میں سے نہیں ہے اور اس کی بدبختی میں کسی کوئی کلام نہیں۔ جو کام اس بدطینت نے کیا کوئی کافر فرنگی بھی اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا تھا۔

اس طرح فقہ کی معتبر کتاب خلاصۃ الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے کہ یزید انتہائی درجے کا فاسق و فاجر تھا۔

الحاصل:

یزید کا فاسق و فاجر ہونا مولانا موصوف نے اکابرین کی کتب اور خود دیوبندی علماء اشرف علی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ حسین احمد المدنی اور قاری طیب وغیرہم کی عبارات سے بھی اس کا فسق و فجور واضح کیا ہے۔

علامہ ذہبی اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی میزان الاعتدال، تہذیب

التہذیب' لسان المیزان' تقریب التہذیب میں تحریر فرمایا ہے کہ یزید کی کوئی روایت قابل قبول نہیں اور راویت کے معاملے میں وہ نااہل ہے۔

اور امام احمد بن حنبل اور فتاویٰ بزازیہ' قاضی ابویعلی تو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسیؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ جسے اساطین اسلام کافر قرار دیں اس کی تعریف و توصیف کی جائے اور اسے امیر المومنین کہا جائے۔

اگر حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کا دور ہوتا تو ایسے مصنفین کو کوڑے لگائے جاتے جیسے کہ تہذیب التہذیب اور لسان المیزان میں مرقوم ہے کہ ایک آدمی نے آپ کے سامنے جب یزید کو امیر المومنین کہا تو آپ نے اسے بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

سمجھ نہیں آتا کہ اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلانے والے نیلوی صاحب اور شیخ القرآن کہلانے والے عطاء اللہ بندیالوی صاحب سے مسند ابویعلیٰ کی یہ حدیث کیوں اوجھل رہ گئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ اچھے انداز میں چل رہا ہوگا حتیٰ کہ بنوامیہ کا آدمی جس کا نام یزید ہوگا اُس میں رخنہ اندازی کرے گا۔

مجمع الزوائد جلد ۱۰ میں ہے کہ اس حدیث کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

لہٰذا ایسے حضرات کو چاہیے کہ شان اہلبیت میں گستاخیاں و بے باکیاں ترک کردیں۔

جیسا کہ مولانا حسن رضا خان صاحب نے فرمایا۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

نیز ان احادیث کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

انا حرب لمن حاربهم و سلم لمن سالمهم (ترمذی شریف)

نیز حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ حسنین کریمین کے بارے من احبهما فقد احبنی و من البغضهما فقد البغضنی ۔(ابن ماجہ، مستدرک) قال الحاکم والذھبی صحیح ۔حدیث مصطفیٰ ہے۔من عادی لی ولیا فقد ذنتہ بالحرب۔

تو جب عام ولی سے عداوت کرنے والا اس حدیث کا مصداق ہے تو جن کو اللہ نے یہ مقام ومرتبہ عطا کیا ہے کہ سارے غوث و ولی جمع بھی ہو جائیں تو ان کے خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے اُن کی شان میں گستاخی و بے باکی کرنے والے کا انجام کیا ہوگا۔

مولوی بندیالوی موصوف اپنے آپ کو وکیل صحابہ کہلواتے ہیں تو کیا یزید صحابہ میں سے ہے کہ جس کی وکالت کی جارہی ہے۔

وکیل صحابہ ہونے کا تو مقصد یہ تھا کہ حسنین کریمین کی خداداد شان بھی بیان کی جاتی۔

الفرض علامہ فیض رسول صاحب مدظلہ نے احسن انداز میں بندیالوی کا رد فرمایا ہے اور ناموس اہل بیت کا دفاع کیا ہے اللہ تعالیٰ سے التجاء ہے کہ مولانا موصوف کی اس کاوش کو اپنی پاک اور بلند بارہ گاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے میرے اور ان کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی ذریعۂ نجات بنائے۔اور موصوف

کو گستاخانِ رسول واہلبیت کا قلع قمع کرنے کی مزید توفیق مرحمت فرمائے۔

هذا هو الحق الصريح و خلافه هو الباطل القبيح و الله الموفق للقبول و هو المعطى و المسئول نصیرالدین سیالوی غفراللہ وعفاعنہ

احقر الانام

ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی غفراللہ

مہتمم جامع غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا

پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا فقیر غلام رسول قاسمی صاحب سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید الانبیآء والمرسلین و علی آله واصحابه اجمعین اما بعد

اہل سنت کی محبت اور عقیدت کا مرکز حضور نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ یہ بات بخاری و مسلم کی حدیث لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین سے مستفاد ہے۔

تمام اہل بیت اطہار اور جمیع صحابہ سے بلا تفریق محبت رکھنا نبی کریم ﷺ کی محبت کی بنا پر ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ احبوا اهل بیتی بحبی یعنی میرے اہل بیت سے میری خاطر محبت کرو (ترمذی) اور جمیع صحابہ کرام کے بارے میں ہے کہ من احبهم فبحبی احبهم ومن البغضهم فبغضی ابغضهم یعنی جس نے ان سے محبت رکھی اس کے دل میں میری محبت تھی اس لیے اس نے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس کے دل میں میرا بغض تھا اس لیے اس نے ان سے بغض رکھا۔ (ترمذی)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نحن نحب الصحابة لا لذواتهم و نحب اهل البیت لا لا نفسهم بل نحب جمیعا بواسطة النبی الکریم صلی الله علیه و آله وسلم (المستند المعتمد مفهوماً)

اہل سنت و جماعت ہمیشہ سے خارجیانہ اور رافضیانہ افراط و تفریط سے

دور رہے ہیں۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا میدان کربلا میں اترنا عزیمت پر عمل تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ کو منع کرنا رخصت پر عمل کی تجویز تھی۔ جبکہ یزید کے فسق وفجور میں کسی کو شک نہ تھا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ غلط کہنا یا اس جنگ کو دینوی مقاصد کے حصول کی جنگ سمجھنا خارجیت کی بنا پر ہے اسی طرح عراق تک جانے سے منع کرنے والے صحابہ کی نیت میں شک کرنا اور انہیں غلط قرار دینا رافضیت کی بنا پر ہے۔

اہل سنت کا مذہب مختار یہ ہے کہ سیدنا امام حسین اور جمیع صحابہ حق پر تھے جبکہ یزید غلط تھا اور یزید باقاعدہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جرم میں ملوث ہے ورنہ وہ کوفہ کی ذمہ دار فوج کے خلاف کارروائی ضرور کرتا اور کم از کم انہیں ان کے عہدوں سے ہی برخاست کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا کچھ نہ کیا اور محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ماتم کیا اور اپنے منہ پر تھپڑ مارے۔

واقعہ کربلا کے بعد لاکھوں صحابہ وتابعین کا یزید کے خلاف بغاوت کر دینا اور ہزاروں کا شہید ہو جانا اور یزید کی بیعت جوتے کی طرح اتار کر پھینک دینا صحابہ وتابعین کے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم نوا اور مخلص ترین ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ واقعہ حرہ میں یزیدی فوج کا حرمین شریفین کی حرمت کو پامال کرنے اور مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھنا' تین دن تک مسجد نبوی میں اذان کا نہ ہوسکنا اور بے شمار مقدس خواتین پر دست درازی کرنا یزید پلید کے واقعہ کربلا میں ملوث ہونے پر مہر لگا دیتا ہے کہ اس نے سانحہ کربلا سے بھی بڑا سانحہ کر کے دکھا دیا۔

حضرت مولانا علامہ فیض رسول صاحب دامت برکاتہم کی کتاب حقائق کربلا اور ان کا پس منظر متعدد مقامات سے دیکھی۔ نصیر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم نے اس کو مکمل مطالعہ فرما کر فقیر کو آگاہ کیا۔ بلاشبہ اس موضوع پر قلم اُٹھانے اور سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ و اہل بیت اطہار اعلیٰ جدھم وعلیہم الصلوۃ والسلام کے دین کی سربلندی کی خاطر قربانیوں کو واضح کرنے اور اس جنگ کو دو شہزادوں کی جنگ قرار دینے والوں کو لگام دینے کی ضرورت تھی۔ اللہ کریم جل شانہ' مصنف زید مجدہ کی اس عظیم کاوش پر انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی یہ خدمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی خدمت میں درجہ قبول پائے۔ اور اس کتاب کو قبول عام عطا ہو۔ ہم نے مصنف کی اردو پر ان کے جذبہ صداقت کو غالب پایا ہے۔

فقیر غلام رسول قاسمی
بشیر کالونی سرگودھا

عظیم سکالر حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی فاضل بغداد شریف و بھکی شریف

(ایم اے پی ایچ ڈی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسول الکریم

حق کا یہ طُرہ امتیاز ہے۔ یہ دبتا نہیں دبانے سے ابھرتا ہے۔ اور اپنا لوہا منوا لیتا ہے۔ امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی میدان کربلا کی طرف اظہار حق اور باطل کی سرکوبی کیلئے سفر کیا اور ایسی فتح پائی کہ آج تک اذانِ کربلا کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ جن لوگوں نے میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خانوادے اور اصحاب پر ظلم کی انتہا کر دی وہ تو ایک طرف رہ گئے افسوس ہے مجھے عاقبت نا اندیش لوگ آج بھی یہ دھندا کرتے نظر آتے ہیں۔ میدان کربلا میں یزیدیوں کے ہاتھ میں نیزے تھے اور آج نیزوں کی جگہ قلم ہیں۔ امام مظلوم پر نوک قلم سے خارجیت اور رافضیت کے محاذوں سے حملے کیے جا رہے ہیں۔ ایک خارجی نام نہاد ''بندیالوی'' نے واقعہ کربلا کے پس منظر میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس بغض کا اظہار کیا ہے اسے کوئی بھی منصف مزاج آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فاضل محتشم حضرت مولانا محمد فیض رسول نقشبندی عطاری کو جزاء خیر عطا فرمائے جنہوں نے حُب اہل اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حب صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سائباں کے نیچے بیٹھ کر حقائق کو مرتب کیا ہے۔ کمال اعتدال سے باطل نظریات کی نشاندہی کی ہے اور انہیں رد کیا ہے۔

میں نے اس کتاب کا مسودہ بعض مقامات سے پڑھا ہے۔ حضرت مولانا نے بڑی عرق ریزی سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ ان کا انداز تحقیق اور انداز استدلال قابل ستائش ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو عوام وخواص کیلئے زیادہ سے زیادہ مقبول بنائے۔ آمین

محمد اشرف آصف جلالی

خادم الحدیث جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

مومن پور روڈ داروغہ والا لاہور

بانی ادارہ صراط مستقیم

عرضِ مصنف

الحمدلله رب العالمين الصلوة والسلام على سيد المرسلين

و علىٰ اله و اصحابه و اهلبيته و علماء ملته وا هل السنة

اجمعين

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب ''واقع کربلا اور اسکا پس منظر'' جب میں نے خریدی جو کہ شیخ عطا اللہ بندیالوی صاحب کی تصنیف ہے۔ میں نے سوچا اور گمان کیا کہ شیخ موصوف نے حقائق و واقعات کو بہت اچھے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن جب پڑھا تو اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے مشاجرات و مناقشات اور دوسرے واقعات کو ایک خاص ذہن وفکر اور ایک مخصوص نقطہ نظر سے پیش کرنے کی کوشش کی اور اس کتاب میں بڑی حد تک اس روشن خیالی عالی ظرفی اور آزادروی کا جو رنگ موجود ہے جو انکی اپنی تحقیق اور ریسرچ کو ظاہر کرتی ہے اس میں نہ اسلاف کا لحاظ کیا نہ مسلمات کی عظمت تسلیم کی نہ اپنے علمی وفکری سرمایہ کو اصلی حالت میں استعمال کرنے کی کوشش کی بلکہ علمائے اسلام اور محدثین و متکلمین کی ساعی پر حرف گیری کرنے کی کوشش کی اور تاریخی حقائق کو اپنے موافق بنانے کے لئے واقعات کو توڑ کر پیش کیا گیا اور نہایت بے اصولی اور سطحیت کے ساتھ بحث کی گئی اس کتاب میں اہلسنت و جماعت کے صحیح موقف کے ساتھ مذاق کیا گیا اور نام شیعہ کی مخالفت کا اور کام اکابرین اہلسنت کے خلاف کیا یہاں تک کہ بے باکی کا مظاہرہ کیا گیا کہ اپنے اکابرینِ دیوبند کا دامن بھی چھوٹتا ہوا

محسوس ہوتا ہے۔ یزید کو بڑھانے اور اہلسنت کو گھٹانے میں صرف اورصرف اکیلے ہی اپنے توہمات اور تخیلات فاسدہ کے بازو و پاپر سوار ہوکر نعرہ لگاتے نظر آتے ہیں مگر افسوس مولف نے اپنے آپکو اس جاہ مستقیم پر نہیں رکھا بلکہ بڑی بے باکی سے حضرت علی، حضرت حسن و حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو جگہ بہ جگہ گرا کر یزید اوراس کے ساتھیوں کو اٹھانے کی کوشش کی اوران حضرات کو وہ سب کچھ بنادیا ہے جو احادیثِ صحیحہ، واقعاتِ معتبرہ اور حقائق مسلمہ کے سراسر خلاف ہے یہ فتنہ کچھ عرصہ قبل محمود عباسی مولف ''خلافت معاویہ یزید اور رشید ابن رشید از ابو یزید محمد دین نے پھیلایا تھا انہیں کتابوں اور اسی فتنہ کی ترجمانی کرتے ہوئے شیخ بندیالوی نظر آتے ہیں۔

میں نے اسی فتنے کی سرکوبی کے لئے قلم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہوائے نفسانی کے جال اور سفلی جذبات کے پھندے سے نجات عطا فرمائے اور اسلاف کرام اور مشائخ عظام کا منصبِ سیادت و قیادت سنبھالنے کی اہلیت واستعداد اور توفیق واستطاعت نصیب فرمائے اور احساس زیاں اور جذبہ انابت عطا فرمائے اور دین متین کی خدمت اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت کی ہمت وقوت بخشے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

از قلم فیض رسول نقشبندی عطاری

(۱۸ مئی 2005ء بمطابق ۹ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ بروز بدھ صبح آٹھ بجے آغاز)

مقدمہ

میرے پیش نظر جو نسخہ ''واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر'' ہے یہ طبع سوئم المکتبہ الحسینہ بلاک ۱۸ سرگودھا کا ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں مفتی محمد حسین نیلوی دیوبندی صاحب کی تقریظ بھی ہے۔ جناب مفتی صاحب ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف لب کشا ہوتے ہوئے کچھ یوں رقم طراز ہیں یہ کتاب اہل تشیع کی تردید میں لکھی گئی اگر کوئی سنی کہلانے والا اس کے خلاف قدم اٹھاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے وہ تشیع سے پوری طرح متاثر ہے (پھر آگے جا کر فرماتے ہیں) یاد رکھئے ہمارا مشن دوسرے مشنوں کے ساتھ ساتھ رد پرویزیت، رد فتنہ مرزائیت، رد بریلویت، رد انکار و رد عیسائیت، رد آغا خانیت اور رد روافض کے ساتھ ساتھ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہ اور دفاع ابناء صحابہ بھی ہے

(واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۱۸ از بندیالوی طبع سرگودھا)

اسی طرح جناب بندیالوی صاحب نے بھی کچھ الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف اپنے اندر کی غلاظت کو یوں پھینکا ہے ان مخالفین میں کچھ دوست بھی تھے اور کچھ دشمن بھی کچھ اپنے بھی تھے کچھ پرائے بھی۔ شیعہ کم تھے لیکن سنی نما شیعہ زیادہ تھے۔ ان میں ان پڑھ اور عقل و خرد سے محروم واعظ بھی تھے۔ یتیم العقل بھی، لوگوں کے نذرانوں پر پلنے والے اور تقدس کے نام پر معصوم عصمتوں سے کھیلنے والے گدی نشین بھی۔

(واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۲۱ از بندیالوی طبع سرگودھا)

اب میں قارئین سے ان کی لکھی ہوئی باتوں کا جواب یوں دیتا ہوں جناب علمائے دیوبند کبھی ہمیں شیعہ ہونے کا بلکہ ہماری رگوں میں شیعہ کا خون

دوڑنے کا اور کبھی ہمارے اکابرین میں سے بالخصوص امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ پر الزام اپنی تحریر وتقریر میں لگاتے رہتے ہیں۔ علماءِ دیوبند بالخصوص مفتی صاحب اور شیخ موصوف سے بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں جناب والا آج سے کچھ عرصہ پہلے تک تمھارے اکابر شیعوں کے بڑے شدومدد سے حمایتی اور ان کے حق میں فتوے دیتے رہے۔ بلکہ تعزیہ محرم کے لئے گھوڑے نکلواتے رہے ان کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتے رہے اور شیعہ حضرات کے مرنے پر جنازوں میں شرکت کرتے رہے اب آپ حوالے بھی دیکھ لیں یہ فیصلہ کر کے بتائیں کہ ہماری اہلسنت و جماعت کی رگوں میں شیعہ کا خون ہے یا یار لوگ اپنی حقیقت کو چھپانے کیلئے ہمیں طعنوں سے نوازتے رہتے ہیں۔

''دیوبندی لڑکی شیعوں کے نکاح میں''

دیوبند حضرات کی مایہ ناز شخصیت اور حکیم الامت کے لقب سے یاد ہونے والے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے پاس ایک استفتاء آیا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بندہ سنی (یعنی دیوبندی وہابی) المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنی وشیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عندالشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب:۔ نکاح منعقد ہوگیا لہذا اسب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال

(امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص 224-225 کتاب نکاح سوال نمبر 319 مطبوعہ دار العلوم کراچی)

نمبر۲۔ اسی فتاویٰ میں تھانوی صاحب نے شیعوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور

حلال کہا ہے۔

(ج ۳ ص ۶۰۸ امداد الفتاویٰ طبع دار العلوم کراچی)

تعزیہ نکالنے کی اجازت:۔

نمبر۳ اسی سر خلیل اعظم نے لکھا تھا ایک گاؤں گنجیر پور کانپور کے ضلع میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونیکی خبر سنی تھی میں اس گاوں میں مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چوہدری سمجھا جاتا تھا میں نے اسکو بلا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو اس نے کہا میرے ہاں تعزیہ بنتا ہے ہم ہندو کاہے کو ہونے لگے (اشرف علی تھانوی) نے اسکو تعزیہ بنانے کی اجازت دے دی۔

شــدھــی (وہ تحریک جو شردھانند میں ایک ہندو نے ہندوستان میں مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے لئے چلائی تھی۔

(تاریخ دار العلوم دیوبندی ۲۶۱ ج ا۔ طبع اسلامیات لاہور)

(فیروز اللغات اردو ش۔ دصفحہ نمبر ۸۷۸ مطبوعہ جدید دھلی)

(الافاضات الیومیہ جلد نمبر۴ ص ۱۵۲ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم ہندووں کے بھی حمایتی ہو جس نے ہندو بنانے کی تحریک چلائی تم اس کو خوش کرنے کے لئے فتویٰ دیتے ہو پھر تم ہندو کیوں نہ ہوئے۔

شیعوں کی مدد کا فتویٰ:۔

نمبر۴:۔ اجمیر میں مولانا یعقوب صاحب نانوتوی استاد تھانوی نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۴ص ۱۰۴ مطبوعہ تھانہ بھون۔)

نمبر ۵۔شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہیے الافاضات الیومیہ ج ٦ ص ۱۰۳ ملفوظ نمبر ۱۴۰ مطبوعہ اشرف المطالع تھان بھون

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نمبر ٦ نماز جنازہ:۔

نماز جنازہ شیعوں کا مولانا قاسم نانوتوی نے پڑھایا ایک کرامت کے طور پر قاسم نانوتوی کا یہ جنازہ پڑھانا لکھا۔حضرت قاسم نانوتوی نے ان شیعوں کے اصرار پر منظور فرمالیا اور جنازہ پر پہنچ گئے۔نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز جنازہ شروع کردی۔ سوانح قاسمی ج ۲ص ۱۷ مطبوعہ دارالعلوم دیوبند۔اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گھڑی گئی۔

نمبر ۷:۔ مشہور شیعہ عالم اور مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے۔۔۔نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراونڈ میں ۳ نومبر 1947ء بروز اتوار ادا کی گئی۔نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ (جانشین مولوی احمد علی لاہوری) نے پڑھائی۔خدام الدین لاہور ۸ نومبر ص ۳ آپ بھی ان اداوں پر ذرا غور فرمائیں۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔کیوں جناب بندیالوی صاحب اور مفتی صاحب اب بھی اگر آپ یہ کہیں کہ اہلسنت و جماعت کی رگوں میں شیعہ کا خون اور سنی نما شیعہ کے طعنے دو تو پھر اللہ تمھیں سمجھائے اور ہدایت عطا فرمائے۔

نمبر ۸۔سرخیل کا فتوی نہیں پڑھا تو پڑھ لیں:۔ جناب مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے

ہیں۔مولانا اسماعیل دہلوی صاحب کی صفائی پیش کرتے ہوئے جیسا کہ روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے:(فتاویٰ رشید ص ۱۶۵ مطبوعہ لاہور)

نمبر۹۔حضرت جو تبرائی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے۔کیا یہ کافر ہیں؟

مولانا تھانوی صاحب نے جواب دیا کہ محض تبرے پر تو کفر کا فتویٰ مختلف فیہ ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج۵ ص۴۳۳ مطبوعہ تھانہ بھون ملفوظ نمبر ۷۵۵)

جناب ایسے اکثر علماء آپ ہی کے ہیں جو شیعہ کو کافر نہیں کہتے۔ہم اہلسنت و جماعت ڈنکے کی چوٹ پر شیعہ کو کافر کہتے ہیں۔کسی حیلے بہانے سے کام نہیں لیتے بلکہ آپ ہی لوگوں کی ایک دہشت گرد تنظیم سپاہ صحابہ جب بنائی گئی تو اس کے سربراہ ضیاء الرحمٰن فاروقی بھی پہلے ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف سخت ترین الفاظ استعمال کرتے اور شیعہ ہونے کا طعنہ دیتے۔کہتے میرے پاس ستائیس دلیلیں ہیں کہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ شیعہ ہیں لیکن اللہ کی شان دیکھئے جب اس تنظیم نے شیعہ کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی تو ان کے کفر کو ثابت کرنے کیلئے کسی بڑے دیوبندی کے قلم سے کفر کا فتویٰ نہ ملا اگر ملا تو وہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امام کی زندہ کرامت ہے کہ جو لوگ امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کو شیعہ کہتے نہیں تھکتے تھے وہ بھی حقانیت کو ماننے پر مجبور ہو گئے مسلک حق اہلسنت اور امام احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کی تعریفیں کرنے لگے۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

مزید برآں یاد رہے تمھارے ایک اور باباجی جناب محمود الحسن دیوبندی صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی کی شان وعظمت کو یوں بیان کرتے

وہ صدیق معظم تھے سحاب لطف رحمانی | وہ شمع دین وملت تھے گل گزار عرفانی

محدث ایسا دیکھیں گے کہاں اے وائے حرمانی | مفسر ایسا لائیں گے کہاں سے یا خدا

(مرثیہ از محمود الحسن ص ۹ مطبوعہ اسحاق کتب خانہ دیوبند)

اتنی بڑی شان کے مالک شیعوں کے حق میں فتوے دیتے ہیں

نمبر 10:۔ آج بھی دار العلوم دیوبند میں ایک دروزاہ باب علی رضا ہے۔ یہ علی رضا کون تھا۔ ایک شیعہ تھا جس نے روپیہ لگایا اور بنوایا پھر اسی کا نام دروازے پر لکھ دیا گیا۔ دیکھیں تاریخ دار العلوم دیوبندی ج ۲ ص ۳۳۸ طبع اول ۲۰۰۵ء ادارہ اسلامیات لاہور کراچی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسکا انکار نہیں ہوسکتا۔

نمبر 11۔ جناب مولانا رشید احمد گنگوہی شیعوں کی حمایت کا فتویٰ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ سوال وجواب کو اختصار سے نقل کر رہا ہوں۔ حضرت عکرمہ وحضرت ابوسفیان کو جو مردود ملعون اور دوزخی بتائے ان کے بارے میں لکھتے ہیں جو شخص صحابہ کی بے ادبی کرئے وہ فاسق ہے فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۲۳ مطبوعہ محمد علی اسلامی کتب خانہ لاہور)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

چیلنج:۔

اے دیوبندیو! اگر تم واقعی دل سے کہتے ہو کہ "کافر کافر شیعہ کافر" تو پھر لگاؤ فتویٰ اپنے ان بڑوں پر اور بولو جو نہ مانے وہ بھی کافر اگر واقعی انصاف پسند

ہوتو آؤ میدان میں حوالہ غلط ہوتو فی حوالہ ایک ہزار روپے انعام حاصل کرو پوری زندگی جتنی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے ہم تم کو مہلت دیتے ہیں جب چاہو آؤ اپنے ان بڑوں کا دامن صاف کرو۔ ہم اہلسنت و جماعت کے اسلاف نے نہ منافقت کی نہ حمایت کی۔ علی الاعلان شیعوں کو کافر کہا۔ دیکھیں فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۶۰۹ مطبوعہ جدید لاہور۔ ہم اپنے اسلاف کے مسلک پر الحمدللہ کاربند ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اب آپ اپنے ان بڑوں کو شیعہ کہیں یا شیعہ نواز کہیں چاہے کافر کہیں ہم کہیں گے تو گلہ ہوگا

نمبر۱۲:۔ اور یہ پڑھیے روزنامہ جنگ لاہور بمعہ تصویر یکم جون 1992ء کو ایک شیعہ مرا تو اس کے جنازہ میں آپ ہی کے ہم مسلک جناب مولانا شاہی خطیب اور امام السلاطین شاہ عبدالقادر آزاد ناصر باغ میں شیعہ پولیٹیکل پارٹی کے چیرمین سید سکندر حسین شاہ کی نماز جنازہ ادا فرما رہے ہیں اب جناب اگر آپ میں ہمت ہے تو لگاؤ ان سب پر فتویٰ۔ ہم اہلسنت ان شیعہ کی حمایت بھی نہ کریں پھر بھی تم طعنے دو بتاؤ کیا یہ سب انصاف ہے۔

یہ ایسی خبر ہے کہ جس نے دیوبندی جماعت کے منہ پر سناٹے دار تھپڑ بھی رسید کر دیا اور ایوان دیوبند کی دیواروں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ دیکھیں یہ ان تمام دیوبندی مولویوں کا منہ کالا کرے گی۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

کھل گیا سب پہ تیرا بھید غضب تو نے کیا کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے کیا جواب دو گے تم خدا کے سامنے

تھانوی صاحب کے پاس شیعہ کی آمد:۔

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پاس کئی شیعہ آتے تھے۔ پھر اس نے (یعنی شیعہ مجتہد) معمول مقرر کرلیا کبھی کبھی ملاقات کے لئے آتا لیکن مناظرہ کی ہمت کبھی نہ ہوئی۔ کانپور میں بڑے بڑے رئیس شیعی سنی سب کے قلب میں خدا تعالی نے ایسی بات ڈال دی تھی کہ سب نیاز مندانہ آتے تھے۔ یہ سب بزرگوں کی برکت تھی۔

(الافاضات الیومیہ ج ۷ص ۶۴ ملفوظ نمبر ۶۱ طبع اشرف المطابع تھانہ بھون)

اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ نواز بھی تم اور تمھاری رگوں میں شیعہ کا خون ہے ہماری میں نہیں۔

ان دلائل و براہین سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ آپ نے جو الزامات اہلسنت و جماعت پر لگائے یہ بے سروپا ہیں۔

موصوف لکھتے ہیں کہ واقعات سنا کر عوام کو امام باڑوں کے دروازوں تک پہنچاتے ہیں اور پھر اندر کھڑے ذاکر سے کہتے ہیں کہ انہیں یہاں تک ہم لائے ہیں آگے تم اور تمھارا کام واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۴۰ مطبوعہ سرگودہا ۔میرے پاس الحمد للہ اور بھی بہت دلائل ہیں کہ دیوبندی حضرات شیعوں کے ہمنوا اور خیر خواہ ہمیشہ سے آرہے ہیں اور طعنے اہلسنت و جماعت کو اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ ہمارے اندر کی خرافات کو کہیں جان نہ لیں وہ چھپی رہیں اس لئے

میں نے واضح کر دیا کہ یہ لوگ طعنہ شیعہ کو تقیہ باز ہونے کا دیتے ہیں حقیقت میں خود بڑے تقیہ باز ہیں۔ جناب بندیالوی صاحب اندر کی بھڑاس نکالتے ہوئے اہلسنت و جماعت کے خلاف یوں گویا ہیں۔ جو لوگ یزید کو کافر۔ فاسق و فاجر ۔ پلید نہ جانے کیا کچھ کہا کرتے ہیں۔ ان کی اپنی عملی حالت یہ ہے کہ مریدوں سے لوٹی گئی حرام کی کمائی ان کی جزو بدن ہے۔ ان کے مصنوعی تقدس کی چادر کے نیچے حوا کی کتنی بیٹیاں بے آبرو ہوئیں اور ان کے دربار کے سنگ مرمر سے مزین فرش اپنے اندر کتنی سسکیاں دبائے ہوئے ہیں۔ لباس خضر میں راہزن اور ڈاکو۔

(واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۲۱ از بندیالوی طبع سرگودھا)

یزید پر تو آگے جا کر ان شاء اللہ عزوجل گفتگو ہوگی۔ میں سب سے پہلے یہ واضح کر دوں کہ جاہل اور بد عمل و بدکردار اور حرام کھانے والوں اور عورتوں کی عزت سے کھیلنے والے پیروں سے ہم اہلسنت و جماعت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم ایسے بدکردار پیروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ایسے پیر کسی اور ہی جماعت کے ہیں ہم تو صاف کہتے ہیں کہ مرشد کا معنی ہدایت دینے والا ہے تو جو خود گمراہ اور غلط راستے پر چلنے والا ہے اس کے پیچھے لگ کر گمراہ ہونا ہے۔ ہماری ایسے بدبختوں سے توبہ لیکن اتنی صاف باتوں کے باوجود تم پھر بھی کہو یہ تمھارے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الکذبین ترجمہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور کسی مسلمان پر جھوٹا بہتان لگانے والوں پر اس سے دگنی ہو۔ ہم آپ کی طرح نہیں کہ ادھر پیر و مرشد مانے پھر اسکی مخالفت کریں جو پیر کا عقیدہ نظریہ ہو اس کا انکار کریں۔

نمبرا۔ آیئے ذرا میں آپ کے جید علمائے دیوبند حضرات کے پیر و مرشد حاجی

امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کرتا ہوں وہ کیا فرماتے ہیں۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ قدس سرہ کی، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ (یعنی عرس) اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور منی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمتہ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸ وکلیات امدادیہ صفحہ ۸۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں　　　لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تمھارے بڑے پیر صاحب کا عقیدہ یہ ہے اور تم یہ عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک و بدعتی کہتے ہو۔ ظاہر نشانہ ہمیں بناتے ہو حقیقت میں یہ فتوے تمھارے بڑوں پر جا کر فٹ ہوتے ہیں۔

ے شرم تم کو مگر نہیں آتی

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی عملی زندگی یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نیازیں کھاتے نذرانے وصول کرتے، مدارس کے چندوں سے کوٹھیاں بناتے اور پھر گلچھڑے اڑاتے ہیں۔ مزاروں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر شریعت کا منہ چڑاتے ہیں۔ ہر ہندوانہ رسم کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے عقیدت ومحبت سمجھتے ہیں۔ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۱۔ اگر ان دیوبندیوں میں غیرت کا کچھ مادہ ہوتا تو یہ اپنے اکابر کو چھوڑ کر یہ اعتراض کبھی نہ کرتے کہ غیر اللہ کے نام کی نیاز حرام ہے لیکن ان کا قرآن وحدیث پر ایمان ہے نہ اپنے اکابرین پر۔ کیا

قرآن میں یہ آیت نہیں اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ۔(الفاتحہ)

ترجمہ ''چلا ہم کو راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا''

اس آیت کی تفسیر شیخ الہند محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں اور صراط مستقیم سے محرومی کل دو طرح پر ہوتی ہے۔ عدم علم یا جان بوجھ کر کوئی فرقہ گمراہ اگلا پچھلا ان دو سے خارج نہیں ہوسکتا۔ سو نصاریٰ تو درجہ اول میں اور یہود دوسری میں ممتاز ہیں۔ کچھ آگے جا کر فرماتے ہیں کہ یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور نافرمانوں سے علیحدگی میسر ہو۔

(ترجمہ تفسیر از محمود الحسن ص ۲ مطبوعہ صدر کراچی پاکستان)

نمبر ۳ یا تو ان بیچاروں کو اپنے بڑوں کی کتابیں میسر نہیں ہوتی جس وجہ سے اندر سے کورے رہ جاتے ہیں یا پھر ان کو مکتبوں سے ملتی نہیں جب خریدنے جاتے ہیں تو ساری کی ساری سنی لیکر جا چکے ہوتے ہیں۔ یہ بیچارے خالی واپس آجاتے ہیں یا پھر یہ اتنے غریب ہیں کہ پورے جہان سے لیکر کھالیں اور امریکہ کے ڈالر اور سعودیہ کے ریال ان غریبوں کو ملتے نہیں اور جو مساجد و مدرسوں سے ملتے ہیں وہ ہضم کر جاتے ہیں۔ خیر اب تو ان کو گورنمنٹ بھی نہیں دیتی۔ عوام کے جتنے صدقے کے بکرے ہوتے ہیں وہ یہ وصول کرنے کے بعد اہلسنت و جماعت کو بھیج دیتے ہیں۔ کتابیں خریدیں تو کیسے؟ اگر کوئی مر کے خرید لے تو وہ پڑھنے سے عاری ہوتے ہیں وقت سارا جہادِ کشمیر کی نظر ہو جاتا ہے۔ تقریباً پچاس ساٹھ سال ان کو جہاد کرتے اور لڑتے مرتے ہو چکے ہیں۔ کشمیر ان بچاروں کی طرح ویسے کا ویسا ہے۔ اگر کسی کے پاس کتاب پڑھنے کا وقت ہو تو وہ سمجھنے سے

قاصر ہے کریں تو کیا کریں۔ ان کے بڑوں نے کتابیں لکھیں تھیں کہ ہماری آنے والی نسلیں ان سے استفادہ کریں اور سیدھے راستے پر چلیں۔ اب ان کے ایسے ایسے نئے تازے پروگرام ہو چکے ہیں کہ یہ کبھی تو امریکہ پر بم پھینکنے کی تیاری میں ہوتے ہیں وہ بھی شرماتا ہے کہ جن کو پالا تھا وہی آڑے آ گئے ان کے بڑوں نے شیعوں کا ساتھ دیا تھا کہ ہمارے نام لیوا ہمارے راستے پر چلیں گے لیکن یہ شیعوں کے ایمان بگاڑوں پر بم پھینکتے ہیں اور اپنے اسلاف کے راستوں کو دن بدن منہدم کرتے نظر آتے ہیں پھر اس میں کامیاب نہیں ہوتے آگے آ کر مشرف صاحب پکڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری بلی ہمیں میاؤں میاؤں کرتی ہے اسکو مارو۔ ہم نے اس لئے تو نہیں پالی تھی کہ ہمارے ساتھ ہی جنگ کرے۔ کریں تو کیا کریں۔

ہوئے ہم جو مر کر رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

خیر مزار بھی انہیں کے بنتے ہیں جو مزاروں کے دشمن نہیں ہوتے انکا کون بنائے سب کو معلوم ہے ووٹ لینے ہوں تو مزاروں پر جانا جائز ورنہ ناجائز ہے۔ جیسا کہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مفتی محمود صاحب اور جناب مولانا عبید اللہ انور صاحب جو یہ کہتے بندیالوی صاحب کی طرح نہ تھکتے تھے۔ مزاروں پہ جانا حرام وہاں کے نذرانے کھانا حرام بلکہ خنزیر کھانے کے برابر ہے نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حرام لیکن اللہ رب العزت نے دیکھا تو یہ مولوی بڑے بے باک ہو گئے۔ میں بھی ان کو مزاروں پر لیجا کر چھوڑوں گا۔ پھر بچارے گئے تو وہ بھی کس مزار پر جس کے نام کو ہی شرک سمجھتے ہیں اور کہتے چلے آرہے ہیں۔

مفتی محمود و عبیداللہ انور کی داتا دربار پر حاضری:۔

لہذا خدا کی قدرت دیکھئے یہ دونوں حضرات حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے تو اس شان سے کہ وہاں کا حلوہ بھی کھایا وہاں کے نذرانوں کی چادریں بھی سروں کو جھکا کر بندھوائیں یعنی دستار بندی ہوئی۔ان ابن الوقتی، ضمیر فروش، شرارتی ملاؤں مفتیوں اور جانشینوں کو سب اپنے فتوے بھول گئے ووٹوں کی خاطر سب کچھ جائز ہوگیا۔اس بات کا نقشہ بڑے دلنشین انداز میں کھینچا ہے جناب حضرت مولانا ابونور محمد بشیر کوٹلوی لوہاراں والے رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محمود اور عبید بھی حاضر مزار پر ارے داتا نے منکروں کو بھی در پہ بلالیا

اوران اولیاء کے صدقے میں بٹتی ہیں نعمتیں داتا کی دیگ نے انہیں حلوہ کھلا دیا

خیر میں ان بھولے بھالے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ تمھارے اکابر انعمت علیھم میں شامل ہیں یا غیر المغضوب میں داخل ہیں فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے یا پھر آپ لوگوں کے فتوے اہلسنت و جماعت والوں کے لئے ہیں تمھارا مذہب کبھی اور ہوتا ہے اور کبھی اور مور کی طرح رنگ بھیس بدل بدل کر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

۱۔روزنامہ جنگ کراچی جمعرات ۱۴ اگست ۱۹۷۷ء مفتی محمود نے داتا دربار پر حلوہ تقسیم کیا۔پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گئے جہاں انہوں نے فاتحہ خوانی اور وہاں موجود لوگوں میں حلوہ اور

نان تقسیم کیے اور ملکی استحکام و ترقی کے لئے دعا مانگی اور ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نفاذ کے لئے بھی دعا مانگی پھر سجادہ نشین کے آستانہ پر کارکنان سے خطاب کیا۔

نمبر۲۔ مزید برآں:۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی جو کہ تھانوی صاحب کے خلیفہ ہیں لکھتے ہیں کہ عام لقب جو گنج بخش (خزانے بانٹنے والا) چلا ہوا ہے اس کی بابت روایت یہ ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پر آ کر حسب دستور صوفیہ چلہ کشی کی اور فیض و برکت (ظاہری نظر) سے مالا مال ہو کر جب رخصت ہونے لگے تو مزار کے رخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(تصوف اسلام ص ۱۴۹ از عبدالماجد دریا آبادی در مطبع معارف اعظم گڑھ بچاپ رسید طبع سوئم)

نیز لکھتے ہیں کہ مخدوم کے مرتبہ کمال کا اعتراف سب کو رہا ہے خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ فرید الدین گنج شکر دونوں سے متعلق روایت ہے کہ آپ کے مزار پر جا کر (نظرانے اور) چلے کھینچے ہیں اور فیض و برکت حاصل کی ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات کے چلہ کشی کے مقامات کے نقوش ابھی تک محفوظ ہیں۔

(تصوف اسلام ص ۱۵۱ طبع اعظم گڑھ)

بریکٹ والے الفاظ مولف کے ہیں غور فرمایئے یہ باتیں کسی سنی بریلوی عاشق رسول نے نہیں کہی بلکہ ایک دیوبندی عالم بیان کر رہا ہے امید ہے کہ اہل انصاف قبور سے فیوض و برکات کا انکار نہیں کریں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جنہوں نے

چلہ کشی کی وہ مزار پر آنے والے نذرانے بھی کھاتے رہے ہیں اور ظاہری باطنی فیض حاصل کرتے رہے۔ اللہ رب العزت عقل سلیم عطا فرمائے اور اعتراض کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

نیازیں:۔ اب آو ذرا اس طرف غور کریں غیر اللہ کی نیازوں کا بھی ہمیں طعنہ دیتے ہیں اس بارے ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ ایصال ثواب ہے کسی وقت کسی دن بھی کریں جائز ہے اور ثواب ہے۔ جیسا کہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد سے واضح کر چکا ہوں اور یہ کہنا جو بھی غیر اللہ کے نام پر مشہور ہو وہ حرام ہے یہ سراسر جہالت اور حماقت ہے۔ جیسا کہ یار لوگ حرام کہتے رہتے ہیں۔ اب میں اس بارے میں چند دلائل سے اس بطلان کو ظاہر کرتا ہوں۔ سب سے پہلے بندیالوی صاحب سے پوچھتا ہوں تمھارا نام عطا اللہ ہے یہ نام اللہ کا اسم نہیں ہے لہذا غیر اسم ہوا تو جو بھی غیر اللہ سے مشہور ہو جائے وہ حرام تو آپ کے نام کا کیا بنے گا۔ اسی طرح بیوی خاوند کے نام پہ مشہور ہوتی ہے یہ فلاں کی۔ یہ مولوی کی بیوی، یہ مکان فلاں کا، یہ کار فلاں کی، یہ جائیداد فلاں کی یہ مسجد فلاں کی یہ مدرسہ فلاں کا وغیرہ وغیرہ کیا آپ یہ فتوی لگا کر غیر اللہ کے نام کی نیازیں کہہ کر ان سب پر حرام کا فتویٰ لگائیں گے ایسے تو پھر کوئی بھی چیز حلال نہیں بچے گی۔ سب حرام ہو جائے گی کیونکہ ہر چیز کسی نہ کسی نام سے پکاری جاتی ہے۔ چلو ذرا قرآن وحدیث پر نظر ڈالئے۔ قرآن کی پہلی سورۃ کا نام فاتحہ، بقرہ، ال عمران، النساء پورے قرآن میں ایک سورۃ رحمٰن ہے باقی تمام غیروں کے نام پر بولی جاتی ہیں اور پڑھی جاتیں ہیں تو کیا ان تمام سورتوں پر بھی حرام کا فتویٰ لگاو گے۔ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی پ ۱۵ س بنی اسرائیل۔ ان مسجدوں

کے نام مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ غیر اللہ کے نام پر اللہ نے رکھے ہیں تا کہ ان خارجیوں کا بخار اتر جائے اور غیر اللہ کے نام کی چیزیں حرام کہنے سے باز آجائیں۔

حدیث:۔ صحیح بخاری شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشا دفرمایا: **احب الصلوۃ الی اللہ صلوۃ داوٗد واحب الصیام الی اللہ صیام داوٗد** ترجمہ: اللہ تعالی کی بارگاہ میں محبوب ترین نماز حضرت داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔

(بحوالہ بخاری شریف ج ا ص ۴۸۶ عربی مترجم ج ۲ ص ۶۷۰ کتاب الانبیاء ۱۳ طبع المکتبہ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

اگر داود علیہ السلام کی نماز، روزہ کہنا جائز ہے اور نام آنے سے اس میں نجاست نہیں گھس جاتی تو اولیاء کرام کے نام پر ان کے ایصال ثواب کے لئے اگر کسی چیز پر ان کا نام لیا جائے تو وہ بھی حرام نہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ اسی طرح حدیث شریف کی تمام کتابوں پر مثلا بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، وغیرہ آپ کے تمام مدرسے غیر اللہ کے نام پر ہیں یہ نام آنے کی وجہ سے حرام نہیں تو نیاز پر ایصال ثواب کیلئے اولیاء کرام کے نام آنے سے حرام نہیں۔ لیجئے لگے ہاتھوں آپ کے ایک اور پیشواء کا فتوی پیش کرتا ہوں (ایک فتویٰ پیچھے گزر چکا)۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی فتاویٰ عزیزی جس کا ترجمہ دیوبندی نے کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ مہندی شب یازدہم (یعنی گیارہ تاریخ) ربیع الاخر

میں روشن کرتے ہیں اور اسکو منسوب ساتھ جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کیساتھ کرتے ہیں اور نذر و نیاز قائم کرتے ہیں۔

جواب:۔ روشن کرنا مہندی جناب سید عبدالقادر جیلانیؒ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ بھی بدعت سیئہ ہے اس واسطے کہ جو قباحت تعزیہ داری میں ہے وہی قباحت مہندی میں بھی ہے اور فاتحہ پڑھنا ثواب اسکا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہ جائز ہے۔ فتاویٰ عزیزی مترجم ص ۱۸۸ مطبوعہ دہلی۔ یاد رہے انہی شاہ صاحب کے بارے میں امام الوہابیہ جناب اسماعیل دہلوی صاحب نے ان القابات سے نوازا ہے۔

ھدایت مآب قدوہِ ارباب صدق و صفاء زبدۂِ اصحاب فناء و بقاء سید العلما سند الاولیاء رحمت الله علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین مرجعُ ھر ذلیل و عزیز مولینا و مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع الله المسلمین بقائهٖ و اعزنا و سائر المسلمین بمجدهٖ و علائهٖ صراط مستقیم

(ص ۳۱۴۔۳۱۵ مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور)

نذرانوں کا ثبوت:۔

حدیث نمبر ۱۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی والدہ نے ایک نذر مانی تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم ان کی طرف سے نذر پوری کرو۔

(ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۵۸۵ باب نذر۔ مسلم شریف باب النذر ص ۵۳۵ ج ۲ رقم الحدیث ۴۱۲۲)

حدیث نمبر ۲۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے اپنی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ۔ احوال حضرت سیدی ابوالمواہب محمد شازلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وکان رضی اللہ عنه یقول رأیت النبی صلی اللہ علیه واله وسلم فقال اِذا کان تک حاجة واردت قضاء ھا نذر لنفیسة طاھر ة ولو فلسا فان حاجتک تقضیٰ

(الطبقات الکبریٰ ص ۶۸ ج ۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ یعنی حضرت محمد وح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تمھیں کوئی حاجت ہو اور اسکا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمھاری حاجت پوری ہوگی۔

علامہ شعرانی نانویں صدی ہجری کے مشاہیر سے ہیں اور ان کے بارے میں مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے انہوں نے آٹھ ساتھیوں سمیت صحیح بخاری جاگتے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پڑھی۔

فیض الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴ (انور شاہ دیوبندی)۔

حدیث نمبر ۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی عبادت کی نذر مانی وہ شخص اس عبادت کو کرے اور جس شخص نے گناہ کی نذر مانی وہ اس گناہ کو نہ کرے۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ نور محمد کراچی)

اجماع امت :۔ علامہ عابدین شامی نے فرمایا کہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ نذر کا پورا کرنا کتاب وسنت اور اجماع مسلمین سے ثابت ہے۔

(ردالمحتار ج ۳ ص ۹۱ مطبوعہ عثمانیہ استنبول از عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ)

حدیث نمبر ۴:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ ایمان لانے کا طویل ذکر کیا اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ عموریہ میں ایک پادری نے مجھے بتایا اب آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزول کا زمانہ قریب ہے۔ ان کی علامات یہ ہونگی نمبر ۱ ہدیہ قبول کریں گے نمبر ۲ صدقہ کو اپنے اوپر حرام کریں گے۔ پھر آگے جا کر فرماتے ہیں میں ایک دن کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے کر پہنچا اور عرض کیا یہ کچھ صدقہ کی چیزیں لے کر آیا ہوں آپ ان کو قبول کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حاضرین کو وہ چیزیں کھانے کا حکم دیا اور خود نہیں کھائیں اس طرح سلمان فارسی کو ایک علامت کی تصدیق ہوگئی۔ دوسرے دن پھر کچھ چیزیں لیکر بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا آقا آپ نے صدقہ کو کھایا نہیں یہ ہدیہ قبول کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ حاضرین کو کھلایا اس طرح دوسری علامت کی تصدیق ہوگئی اور مہر نبوت کو بھی دیکھ لیا اور اسکو بوسہ دیا آپ نے فرمایا سامنے آ و حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی سرگزشت سنائی پھر مسلمان ہو گئے۔

(مسند امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۸ھ ج ۵ ص ۴۴۔۴۱ مطبوعہ اسلامی بیروت)

(أسد الغابہ ج ۲ ص ۳۳۲۔۳۲۸ مطبوعہ ایران از علامہ محمد بن اثیر جذری)

و (طبقات ابن سعد ۲۲۹ تا ۲۳۳ مترجم جلد ۴ مطبوعہ کراچی از محمد بن سعد البصری رحمتہ اللہ علیہ)

معنی هدیه:۔ ہدیہ کا معنی معتبر لغت سے دیکھیں۔ تحفہ، نذرانہ، نذرین، نذر جمع ہدایا جامع فیروز اللغات اردو ص ۱۴۳۴ از مولوی فیروز الدین مطبوعہ دہلی قرآن کریم سے نذر کا ثبوت دیکھیں پارہ ۲ رکوع ۱۹ اس "الدہر" آیت نمبر ۷ (ترجمہ) وہ ایفاء نذر کرتے ہیں اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی مصیبت پھیلی ہوئی ہے۔

(ترجمہ از سید ضیاالله شاہ بخاری دیوبندی وہابی۔ ص ۵۸۳ طبع جامعۃ البدر الاسلامیہ ساہیوال پاکستان)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں یعنی جو منت مانی ہو اسے پورا کرتے ہیں ظاہر ہے کہ جب یہ خود اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کریں گے تو اللہ کی لازم کی ہوئی باتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

(تفسیر عثمانی ص نمبر ۷۵۲ طبع دار التصنیف لمیٹڈ شاہراہ لیاقت صدر کراچی۔)

پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۲۹ ترجمہ۔ پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔ ترجمہ ضیا اللہ شاہ بخاری وہابی۔ اس کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں اور اپنی منتیں پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنی مرادوں کے واسطے جو منتیں مانیں ہیں ادا کریں

(حاشیہ عثمانی ص ۴۳۲)

یہ ہیں اولیاء کی نذریں اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ نذر اولیاء کو ما اُحل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے۔ ان وہابیوں کے دادا بلکہ پردادا حضرت پیر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ الناس العارفین میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ:۔ اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے ان احباب سے جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت والد صاحب مخدوم شیخ اللہ دیہ

کے مزار کی زیارت کے لئے ڈاسنہ میں گئے تھے رات کا وقت تھا۔ اسی جگہ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ہماری دعوت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کچھ کھا کر جائیں وہاں آپ نے توقف فرمایا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد ورفت ختم ہوگئی احباب پر ملال طاری ہوا اچانک ایک عورت آئی جس کے سر پر میٹھے چاول کا تھال تھا۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئیگا میں اسی وقت کھانا پکا کر مخدول اللہ دیہ کی درگاہ میں قیام پذیر فقراء میں تقسیم کروں گی اسی وقت شوہر گھر پہنچا میں نے اپنی منت پوری کی ہے میری خواہش تھی خدا کرے اس وقت درگاہ میں کوئی موجود ہو، تاکہ وہ کھانا کھائے۔

(انفارس العارفین ص ۱۸۱ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مطبوعہ گجرات)

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح سمجھتی ہے اور تکوینی امور کو ان سے وابستہ سمجھتی ہے اور فاتحہ درود۔ صدقات اور نذر نیاز کے نام سے رائج ہیں اور معمول بنا ہوا ہے چنانچہ تمام اولیاء کرام سے یہی معاملہ ہے کہ ان کے نام پر نذر و نیاز فاتحہ، درود عرس اور مجالس منعقد کی جاتی ہیں۔

(تحفہ اثناعشریہ باب ہفتم در امامت فارسی ص ۲۱۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

(تحفہ اثناعشریہ باب ہفتم در امامت فارسی ص ۲۱۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

نمبر ۷:۔ س؟ مجوسی نے آتشکدہ کے لئے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لئے کوئی جانور نامزد کیا اور ان جانوروں کو مسلمانوں نے ذبح کر دیا۔

الجواب:۔ اگرچہ مسلمان کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال طیب ہے کھایا جائیگا۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۷۴ از اورنگزیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ)

نمبر ۸:۔ حضرت والد ماجد فرماتے تھے فرہاد بیگ پر مشکل پیش آئی اس نے نذر مانی کہ خداوندا اگر یہ مشکل حل ہوگئی تو اس قدر روپے میں حضرت (شاہ عبدالرحیم) کی خدمت میں پیش کرونگا۔ اس کی وہ مشکل حل ہوگئی اور وہ نذر اس کے ذہن سے جاتی رہی چند دنوں کے بعد اسکا گھوڑا بیمار ہوگیا اور ہلاکت کے نزدیک پہنچ گیا مجھے اسکی بیماری کا سبب معلوم ہوگیا میں نے خادم کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ اس کی بیماری نذر پورا نہ کرنے کی وجہ سے ہے اگر تم اپنے گھوڑے کو چاہتے ہو تو وہ نذر جو فلاں جگہ اپنے اوپر لازم کی تھی اسے بھیج دو وہ شرمندہ ہوا اور وہ نذر بھیج دی اسی وقت اسکا گھوڑا تندرست ہوگیا۔

(انفاس العارفین ص ۹۲۔۹۳ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مطبوعہ گجرات)

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقام:۔

یاد رہے کہ انہی شاہ ولی صاحب کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ ''شاہ ولی اللہ صاحب بڑے درجہ کے شخص ہیں''

(احسن العزیز ص 46 قصص الاکابر ص ۱۳ طبع المکتبہ الاشرفیہ جامع اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور)

تبلیغی جماعت (جو کہ دیوبندی وہابی کی ہی جماعت ہے) کے مولوی زکریا سہارنپوری نے شاہ ولی اللہ کو شیخ المشائخ اور قطب الارشاد وغیرہ القاب لکھے ہیں۔ فضائل درود شریف ص 43 مجلّہ تبلیغی نصاب مطبوعہ خواجہ اسلام لاہور۔ امام الوہابیہ، والدیابنہ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے شاہ ولی اللہ کو ان القابات سے نوازا ہے قطب المحقیقین، فخر العرفاء الکملین اعلم باالله حضرت ولی اللہ قدس سرہ (صراط مستقیم ص ۱۶ مطبوعہ لاہور)

اور شاہ ولی اللہ کا مقام اور شان جاننے کے لئے دیکھیں تاریخ دار العلوم دیو بند ج اص ۱۲۔

مسلمان دیکھیں ان تمام اکابرین دیو بند سے یہ کتنے جلیل و جمیل وہابیت کش فائدے حاصل ہوئے ان آخری واقعات سے ظاہر ہوا کہ (نمبر ۱) اولیاء اپنے زائرین مزارات پر مطلع ہوتے ہیں، ان سے کلام فرماتے ہیں جب حضرت مخدوم دیہ قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب حاضر ہوئے تو حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا۔ (نمبر ۲) اولیاء کرام کا بعد وفات بھی غیبوں پر اطلاع پانا کہ مخدوم کو معلوم ہوا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے اور یہ کہ آج اسکا شوہر آئیگا اور (نمبر ۳) یہ کہ اسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شرینی حاضر کریگی۔

(نمبر ۴) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر ماننی جائز ہے۔ (نمبر ۵) ان کی نذر مان کر پوری نہ کرنے سے بلا کا آنا اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا (نمبر ۶) کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل وقت شاہ ولی اللہ کے والد صاحب کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ (نمبر ۷) شاہ ولی اللہ کو معلوم ہوا کہ اس پر مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے ہے اس سے کہلا بھیجا کہ گھوڑا بچانا ہے تو ہماری نذر پوری کر واس نے وہ نذر پوری کی تو گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا۔

(نمبر ۸) یہ بھی معلوم ہوا فاتحہ مروجہ جائز ہے۔ (نمبر ۹۔) عرس اولیاء جائز ہے۔ (نمبر ۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ بھاری غضب کہ پیر پرستی ان کے گھر سے ثابت ان تمام بڑے شاہ صاحبوں سے معلوم ہوا کہ اس پر تمام امت مرحومہ کا اجماع چلا

آرہا ہے۔ یہ نئی نسل خارجیوں کی پتہ نہیں کہاں سے آئی اور یہ بھی فتح شکست تندرستی مرضی دولتمندی تنگدستی اولاد ہونا یا نہ ہونا مراد ملنا اور ان کی مثل احکام پر پہلے تمام بزرگوں کا ہونا جن کو یہ بھی مانتے ہیں وابستہ تھے۔ اب ان ۵ شاہ صاحب مثلاً حاجی امداداللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالرحیم وشاہ مخدوم وغیرہ کا ان عقائد پر وابستہ ہونا جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ثابت اور ان بڑوں کے کلام میں سے یہ بھاری پتھران سب چھوٹے خارجیوں پر مثلاً اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان وایذالحق گنگوہی کی خلیل احمد انبیٹھوی کی براہین قاطعہ و بندیالوی وغیرہ خرافات وہابیہ ان شاہ صاحبان کو ملا کر دیکھیں یہ سب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹر پکے مشرک گرٹھہرتے ہیں مگران کا مشرک ہونا آسان نہیں اسکے ساتھ ہی یہ بھاری (نمبر۱۱) فائدہ حاصل ہوگیا کہ اسماعیل دہلوی، گنگوہی وتھانوی اور سارے کے سارے مشرک کافر ہیں کہ اسماعیل دہلوی ان مشرکوں کا غلام، ان کا شاگرد، ان کے مریدوں کا مداح ان کو امام وولی وچنیں وچناں جاننے والا اور گنگوہی وتھانوی وبندیالوی اور سارے کے سارے وہابی ان دوتفویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور اس تیرے قرآنی دھرم پر بددین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والا اور جوالیسوں کو ویسا جانے وہ خود مشرک کافر بے دین۔ والحمدللہ رب العلمین۔

آئی جان شکنجے اندر جوں ویلنے دے وچ گنا روح نوں آکھ ہن اوہ محمد ہن رہویں تے منا

مزید برآں کسی وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امرتسری بنگالی بھوپالی بندیالوی وغیرہم کے پاس جواب ہوں تو لاؤ یا پھر آج ہی سے۔ وقفوھم انھم مسئولون . مالکم لاتنا صرون . بل ھم الیوم مستسلمون پ۲۳ص الصفت آیت نمبر۲۴ تا ۲۶

ترجمہ۔ اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے تمھیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ کا ظہور بے حجاب۔ کذلک العذاب و العذاب الآخرة اکبر لو کانو یعلمون

(پ۲۹ س القلم آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی تھی اگر وہ جانتے۔

مزید تبرکات کے ثبوت کے لئے دیکھیں تاریخ دار العلوم دیو بند ص ۱۸۵ او ۲۳۵ و ۲۳۷ ج ا طبع ادارہ اسلامیات لاہور

دوسرا رخ :۔ اب ذرا دوسری طرف دیکھتے ہیں یہ طائفہ کہتے ہیں یہ تم لوٹی گئی حرام کی کمائی کھاتے ہو اب میں واضح کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ لوٹتے اور کھاتے ہیں کبھی بنک لوٹتے ہیں تو کبھی ڈاکہ زنی کرتے کبھی اہلسنت و جماعت کے معمولات کو حرام کہتے ہیں اور پھر کھاتے بھی ہیں۔

حکایت :۔ ایک دفعہ میں سرگودھا کے ایک گاؤں میں گیا تو وہاں کے ایک مولوی نے مجھے کہا کہ قل تیجہ حرام ہے مجھے یہ معلوم تھا کہ اس گاوں میں یہ دیوبندی سنی بن کر امامت کرر ہے ہیں تو میں نے پوچھا کہ یہاں یہ قل کا ختم تم بھی پڑھتے ہو اور سب کچھ لیتے ہو اور کھاتے ہو تو وہ مولوی کہنے لگا ہم تو مزدوری سمجھ کر لیتے اور کھاتے ہیں میں نے کہا پھر اس کا مطلب یہ نکلا کہ ایک مزدور صبح سے شام تک مزدوری کرے شام کے وقت اسکو کتا ذبح کر کے یا زندہ دے دیا جائے کہا جائے یہ تمہاری مزدوری ہے لے لو گے۔ یہ سن کر مولوی صاحب چل دئے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ادھر حرام کہنا ادھر

کھانا۔

تھانوی کا حرام کھانا:۔ (میلاد کا ثبوت)

جناب مولانا رشید صاحب گنگوہی کو علم ہوا کہ مولانا تھانوی صاحب کانپور میں میلاد شریف کی محافل اور ختم وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں تو سخت ڈانٹ پلائی۔ گنگوہ سے کانپور خط لکھا اور کہا مولوی تو بدعتی ہو گیا ہے حرام کھاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو عاشق الہیٰ میرٹھی دیوبندی سوانح نگار گنگوہی نے تھانوی کا جواب شائع کر دیا۔

جواب:۔ بوالا خدمت بابرکت قدوۃ العرفا زبدۃ الفضلا حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ بصد تعظیم قبول باد والا نامہ شرف صدور لایا معزز فرمایا۔ حضرت عالی کے ارشادات سے اس عمل (مولود و قیام) کے جو مفاسد علمیہ و عملیہ عوام میں غالب پیش نظر ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی۔ اب یہاں کانپور کی حالت عرض کر کے جواب کا انتظار ہے۔۔۔۔۔۔ (مولود و قیام) کی پوری طرح مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کہ بعض علماء مجھکو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص (اشرف علی) وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔۔۔۔۔ اب تین صورتیں محتمل ہیں ایک یہ کہ ایسے موقع پر کوئی حیلہ (بہانہ) کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے دوسرے یہ کہ صاف مخالفت کی جائے مگر اس میں نہایت شور و فتنہ جسکی حد نہیں دنیوی مضرت یہ ہے کہ جہلا (اہلسنت) عوام سے ایذاء رسانی کا اندیشہ ہے دینی مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے (دھوکہ سے) عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی (یعنی وہابی بنایا ہے) سب بے اثر و بے وقعت ہو جائیگی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو

وہابی ہے ابتک پوشیدہ رہا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ یہاں کا تعلق ملازمت ترک کر دیا جائے ۔۔۔۔ یہاں ربیع الاول والآخر میں مجالس (مولود) کی زیادہ کثرت ہے۔۔۔۔۔الخ اشرف علی از کانپور ۲۹ محرم 1325ء ہجری

(تذکرۃ الرشید ج اول ص 135-136 طبع ادارہ اسلامیات لاہور کراچی)

زباں پر نعرہ توحید دل ایمان سے خالی رہے کلمہ لب پہ اور دل میں کدورت رسول کی

نیز لکھتے ہیں

تیسرے میں نے دیکھا کہ وہاں بدون شرکت ان مجالس (مولود) کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار سے وہابی کہہ دیا در پے تذلیل وتوہین زبان وجسمانی کے ہو گئے اور حیلہ بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ نوئے فیصدی موقع پر عذر کر دیا۔ اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض وواجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالی سے امید تسامح ہے، بحر حال وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا۔ اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے اور بفضلہ تعالی وعظ وغیرہ کے تو لینے کی مطلقاً میری عادت نہیں ہے باوجود اصرار کے صاف انکار کر دیتا ہوں مگر تنخواہ ضرور لیتا ہوں اور دینی منفعت میرے زعم میں تھی اور اب بھی ہے بلکہ روز افزوں ہے کیونکہ تعلیم و تدریس وعظ وغیرہ کا سلسلہ جاری ہے ان منافع کی تحصیل کی غرض سے منظور تھا کہ قیام کروں اور بدون شرکت قیام دشوار تھا اس ضرورت سے بھی شرکت اختیار کی۔ لیکن ان

سب اسباب وضرورات کے ساتھ بھی اگر کسی دلیل صحیح وصریح سے مجھ کو ثابت ہو جاتا کہ اسکی شرکت موجب ناراضی اللہ ورسول کی ہے تو لاکھ ضرورتیں بھی ہوتیں سب پر خاک ڈالتا۔

(بحوالہ تذکرہ الرشید جلد اول ص ۱۱۸ طبع ادارہ اسلامیات لاہور کراچی از عاشق الہیٰ میرٹھی)

کیوں جناب سب وہابی پورے زور وشور سے دن بھر رات انہیں محافل میں بیٹھتے اور کھاتے ہیں اور باقی اہلسنت وجماعت کے معمولات کو حرام وبدعت کہتے لکھتے تھکتے نہیں۔ تعجب تو یہ ادھر حرام اُدھر خود کھانا عین عمل میں حلال۔

قارئین دیکھا ان کے بڑوں کو بھی یہ پرانی بیماری ہے اہلسنت وجماعت کی مساجد میں سنی حنفی بن کر گھسنے کی اور یہانتک ختم، قل، میلاد وغیرہ میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ جب اپنی منافقت پھیلالی کچھ لوگوں کو وہابی بنا کر اپنی حمایت میں کھڑا کرلیا تو اس وقت یہ سب کچھ حرام وناجائز ہوگیا۔ پہلے جائز بھی اور اتنا جائز کہ حرام ہونے کی اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی کی کوئی دلیل انکے بڑوں کے پاس بھی نہ تھی جیسا کہ تھانوی صاحب کے جواب سے ظاہر ہے۔

لمحہ فکریہ:۔

سنی مسلمانوں کو نصیحت کے طور پر لکھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو جو گول مٹول ہوتے ہیں کہتے ہیں جی ہم تو مسلمان ہیں یہانتک بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو خدا کی قسم بڑے مسلمان ہمارا کسی فرقے سے تعلق نہیں۔ ایسے لوگوں کو ہرگز اپنی مساجد میں نہ داخل نہ ہونے دو اور اگر آجائیں تو نکال باہر کروں اور اپنی مساجد کو پاک رکھو بستر اٹھانے والوں، تبلیغی جماعت والوں سے کیونکہ یہی سنت رسول

ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو منہدم کروایا اور اپنی مسجد سے انکو نکالا تھا۔

(جامع البیان ج ۱۱ ص ۱۵ طبع بیروت)

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ مترجم ص ۶۵۵ ص ۷ ۹۴ طبع بیروت قاضی شوکانی کی فتح القدیر ج ۲ ص ۵۶۷)

(تفسیر کبیر ج ۴ ص ۱۳۱ طبع بیروت۔ فتح البیان ج ۵ ص ۱۲۸۶ از نواب صدیق غیر مقلد وہابی)

یہ شروع میں ایسے ہی کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ اپنی منافقت پھیلانا شروع کرتے ہیں کسی طرح لوگوں سے تعلق پیدا کر کے پہلے امام اور مولوی صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کر کے کہ یہ جاہل ہے اسکو تقریر کرنی نہیں آتی۔ اسکی آواز ٹھیک نہیں یہ نماز کے اندر بھول جاتا ہے، سویا رہتا ہے۔ بے جا اعتراض کر کے نکلوا دیا اور کسی دوغلے منافق کو جو اندر باہر کا میلا یعنی وہابی ہوتا ہے اس کو لاتے ہیں اور وہ اوپر سے سنی بن کر اندر سے شیطانیت پھیلاتا رہتا ہے۔ پھر ان میں کچھ سمجھدار لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہلے مسجد کمیٹی وغیرہ میں اپنے اثر ورسوخ سے کوئی عہدہ وغیرہ لے لیتے ہیں اور باقی انتظامیہ کو بھی اپنا حمایتی بنا کر یار وہ فلاں کہتا ہے کہ ہمارے مولوی صاحب اچھے نہیں ہیں ہمیں کوئی اور اچھا فاضل بڑا پڑھا لکھا لے آنا چاہیے یعنی جو تھانوی صاحب کے طریقے کو اپنانے والا ہو اور لوگوں کو شیطان بنانے والا ہو خود حرام کھاتا ہو اور دوسروں کو حرام کھلاتا ہو یا حرام سکھاتا ہو۔ لہذا ہوشیار اے سنی مسلمانو! ایسوں سے بچ کر رہو۔ ان منافقوں سے اپنی مساجد کو پاک رکھو۔ یہ بہت خطرناک ہیں ان کے عقائد بھی بہت گندے ہیں اصل میں یہ لوگ فتنہ گر ہیں۔ اخبارات ان باتوں کے گواہ ہیں کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی فتنہ ڈالتے ہی رہتے ہیں اگر کسی طریقے سے سنیوں نے

ان وہابیوں کو اپنی مساجد سے نکال بھی دیا پھر بھی یہ فتنہ سے باز نہیں آتے۔ آجکل انہوں نے اپنے آپ کو سنی کہلوانا شروع کر دیا ہے۔ ہم کہیں تم وہابی ہو کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم سنی حنفی ہیں۔ ہمارے بڑے بھی بریلوی سنی تھے۔ جھوٹی قسمیں اٹھا کر ہم میں گھس کر رہتے ہیں۔ پھر اعتراضات شروع یہ مولوی تو بڑا سخت بریلوی ہے،، بس لطیفے تقریر میں سناتا رہتا ہے۔ سنیوں کو کوئی اچھا عالم نہیں ملتا اسی وجہ سے تو یہ مسجد خالی ہوگئی۔ نمازی ہی کوئی نہیں ہوتا اور لوگ اس سے بدظن ہوگئے۔،، بس یہ اکیلا ہی نماز پڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سنی بھولے بھالے ان کی میٹھی میٹھی باتوں میں آکر پھنس جاتے ہیں اور ایمان برباد کر بیٹھتے ہیں۔

جاگتے رہو سنیو چوروں کی رکھوالی ہے

چوکیدار کا کام ہے پہرہ دینا لہذا میں بھی اللہ عزوجل اور اسکے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دین کے سچے خدمتگاروں کا ادنیٰ سا چوکیدار ہونے کی وجہ سے اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔

اے سنی مسلمان! لباس خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن پھرتے ہیں

جینے کی تمنا ہے تو پہچان پیدا کر

تمھارے دشمنوں کا سر کچلنے پر رہیں قائم غلامان شہہ احمد رضا خان یارسول اللہ ﷺ

مثال نمبر ۲۔ اس طرح کریم پارک نزد یادگار جامع مسجد جو کہ اہلسنت و جماعت کے نام پر رجسٹرڈ ہے لیکن دوغلوں نے سنی بن کر اسی مسجد میں قبضہ کر رکھا ہے۔

نمبر ۳۔ یادگار مین روڈ پر دربار شریف باباجی چھتری والے کے ساتھ مسجد ہے جس میں دیوبندیوں وہابیوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ویسے تو یہ درباروں پر جانے کے منکر

ہیں لیکن دربار کیساتھ مسجد مل جائے تو وہ نہیں چھوڑتے۔ وہاں نماز پڑھنے کو عین اسلام سمجھتے ہیں تعجب ہے دربار حرام ہے دربار کے ساتھ والی جگہ حلال۔ کیا عجیب منطق ہے ان کی۔

حرام کھانے کی اجازت:۔

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں اپنے ایک بڑے حضرت کا واقعہ کہ انہوں نے حرام کھانے کی اجازت دی ہے۔ حضرت مولانا مظہر حسین کاندھلوی (دیوبندی) اپنے گاؤں کی طرف گئے۔ وہاں ایک خان صاحب کو نماز کے بارے کہا جو شرابی اور رنڈی باز تھا وہ کہنے لگا مجھ سے وضو نہیں ہوتی اور نہ یہ دو بری عادتیں چھوٹتی ہیں (یعنی زنا اور شراب)۔ آپ نے فرمایا کہ بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو اس پر اس نے عہد کیا کہ میں بغیر وضو ہی پڑھ لیا کرونگا۔

(بحوالہ ارواح ثلاثہ مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ص192-193 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اسی طرح کی اور بھی خرافات ان کی کتابوں میں بے شمار درج ہیں اختصار کے پیش نظر نقل نہیں کرتا۔ ان کے ملاں ایسے جاہل مطلق ہیں جو کہ قرآن حکیم کی واضح آیات کے ساتھ یہ مزاح کرتے ہیں اور اپنی من مانی کے فتوے دے ڈالتے ہیں۔ تھانوی صاحب کے پہلے واقعے پر غور کریں تو کتنے وہابی کش فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ (۱) اگر واقعی میلاد شریف اور صلوۃ وسلام ختم وغیرہ کو یہ تھانوی صاحب ناجائز اور حرام جانتے تھے اور پھر کیوں اپنا پیٹ حرام سے بھرتے رہے اور محافل وغیرہ میں شرکت کرتے رہے۔ (۲) پھر مدرسہ سے تنخواہ بھی وصول کرتے رہے۔ (۳) یہ ہم اہلسنت کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں تو پھر مشرک

و بدعتی سے سلام لینا نا جائز۔ یہ سب کچھ مولوی صاحب اپنے پیٹ پوجا کی خاطر کرتے رہے۔ (۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ کا طعنہ تو شیعوں کو دیتے ہیں لیکن حقیقت میں تقیہ اور منافقت کی پرانی بیماری انہیں سے چلی ہوئی ہے۔ جس پر یہ منافق آج بھی کاربند ہیں۔ جیسا کہ میں چند واقعات سے یہ واضح کر چکا ہوں۔ ایسے اور بے شمار واقعات ہیں تقریباً ہر شہر میں اہلسنت و جماعت کی مساجد یہ دیوبندی سنی بن کر گھسے ہوئے ہیں اور صلوۃ وسلام ختم وغیرہ سب کچھ کرتے رہتے ہیں۔ لہذا یہ اپنے فتووں کی زد میں خود ہی آتے ہیں۔ یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ لوگ حرام کھانے کے عادی ہیں۔ ہمارے سنی بھائیوں کو اللہ تعالی جاگنے کی توفیق دے اور اپنی مساجد ان کے تسلط سے چھڑانے کی ہمت و توفیق بخشے۔ ان کا صرف مقصد یہ ہوتا ہے کہ پیٹ میں کچھ ڈالنا چاہیے چاہے وہ حرام ہی کیوں نہ ہو جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور وضو نہ ہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو''۔

(پارہ نمبر ۶۔ سورۃ المائدہ آیہ نمبر ۶)

وضو کے اندر بھی چار اعضاء کو دھونا فرض کیا گیا (۱) لیکن یہ ایسے کمبخت قرآن کی حدوں کو توڑ کر حکم دیتے ہیں بس تم نماز پڑھو۔ وضو نہیں تو بغیر وضو کے پڑھو لیکن یاد رہے جیسے کافر پر نماز نہیں ایسے ہی بے وضو پر نہیں۔ جیسے کافر پر نیک اعمال کرنے سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی بے وضو پر وضو کر کے نماز پڑھنا ہے نہ کہ بغیر وضو ہی ہے۔ (۲) اسی طرح کہتے ہیں زنا بھی کرتے رہو واہ مولویو تمھاری عقل کہ تم اتنے بڑے موحد ہونے کے دعویدار ہو پھر کہتے ہو زنا بھی

کرتے رہو۔ اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہے۔ (۳) کہ شراب بھی پیتے رہو کوئی چھوٹے گناہ ہوں تب بھی بندہ کہتا ہے کوئی بات نہیں لیکن تم تو ایسے بکتے ہو جیسے شریعت تمھارے گھر کی ہے جیسے تم چاہو حکم دے دو۔ (۴) یا پھر تمھیں وراثت میں ملی ہوئی ہے حرام کو حلال کرتے جاو اور قرآن مقدس کی آیات کا مزاح کرتے جاو۔ شاید ان بدبختوں کو قرآن کی یہ آیتیں بھی بھول چکی ہیں۔ ویسے یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کو کوئی اختیار نہیں وہ اللہ کے احکام پہنچانے کے پابند تھے لیکن دیکھو خود کتنے مختار بنے بیٹھے ہیں۔

پارہ ۱۸ آیت نمبر ۲ سورۃ نور میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ "عورت زانیہ اور مرد زانی ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمھیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

پارہ ۱۸ سورۃ نور آیۃ نمبر ۲

سچ فرمایا اللہ نے ان بدباطنوں کا تو ایمان ہی نہیں ان کو نہ زنا برا لگتا ہے نہ انکا ان آیات پر ایمان ہے

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے" اے ایمان والو! شراب اور جواء اور بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ سب ناپاکی ہے۔ شیطان کے کاموں میں سے ہے ان سے بچو تاکہ فلاح پاو۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمھارے اندر عداوت اور بغض ڈال دے تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم ہو باز آنے والے اور اطاعت کرو اللہ عزوجل کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اور پرہیز کرو اور اگر تم اعراض کرو گے جان لو کہ ہمارے رسول پر صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

(پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت نمبر 92-90)

حدیث: ترمذی شریف کی ایک حدیث کا ترجمہ بھی پڑھ لیجئے

؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میری بات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا۔ نبیوں کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیئے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی پھر اگر توبہ کر لے تو اللہ اسکی توبہ قبول فرمائے گا (اسی طرح فرمایا جو تین بار توبہ کر کے پیئے پھر اگر چوتھی بار پیئے گا تو توبہ قبول نہ ہوگی۔

(جامع ترمذی شریف ج ۱ ص ۸۸۲ ابواب الاشربہ مترجم طبع لاہور)

اسی حدیث کو امام نسائی اور ابن ماجہ و دارمی نے بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

روزنامہ پاکستان کی ہولناک خبر لکھتا ہوں اسکو بار بار پڑھیں اور اس دیوبندی ٹولا کو شاباش دیں۔ یہ تمھاری جماعت کے پیارے کرشمے ہیں کہ ایک شریف آدمی بھی پڑھ کر شرماتا ہے لیکن ان کو شرم نہیں آتی کہ ہم یہ حرام کے دھندے ختم کر دیں اور اپنے کارکنان کو سمجھا دیں کہ انسانوں والے کام کرو ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا آخر مرنا بھی ہے خدا کے سامنے کیا جواب دو گے۔ چنانچہ روزنامہ پاکستان 26 مارچ 1996ء خبر شائع ہوئی سپاہ صحابہ کا خطرناک دہشت گرد گرفتار 300 ڈکیتیاں اور 100 قتل کئے خونی دہشت گردوں کا انکشاف اعظم طارق اور فاروقی (دیوبندی) کی کیسٹیں سن کر دیوبندی جماعت سپاہ صحابہ میں شامل ہوا۔ سرغنہ فہیم بہاری کا اقرار، تنظیم نے فنڈ کیلئے ڈکیتیاں کروائیں 28 افراد کے قتل میں پھانسی کی سزا بھی ہو چکی ہے اور 11 ساتھی پہلے ہی گرفتار

ہو چکے ہیں۔ اس گروہ نے کراچی اور لاہور میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ ورلڈ کپ کے موقع پر لاہور میں انتہائی اعلیٰ شخصیت کو بھی قتل کرنا چاہتا تھا۔

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں راہزن پھرتے ہیں   جینے کی تمنا ہے تو پہچان پیدا کر

میں انصاف پسند لوگوں کو دعوت غور و فکر پیش کر رہا ہوں خدا کیلئے انصاف کیجئے کیا ایسے لوگ امام بننے کے قابل ہیں۔ توبہ کیجئے اور سبق حاصل کیجئے۔ بندیالوی صاحب نے بغیر سوچے سمجھے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ قبروں اور مزاروں کو سجدہ گاہ بنا کر شریعت کا منہ چڑاتے ہیں۔ واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۲۱ میں اسکے جواب میں سب سے پہلے یہ کہتا ہوں۔ لعنت اللہ علی الکذبین پ۳ ترجمہ: لعنت ہو اللہ کی جھوٹوں پر۔

اور مسلمانوں پر جھوٹا بہتان لگانیوالوں پر۔ ہمارے کس عالم دین نے یہ فتویٰ دیا کہ قبروں کو سجدہ کرو یا سجدہ کرنا جائز ہے؟ کوئی ایک ثابت کرو۔ نہ ہم سجدے قبروں کو کرتے ہیں نہ ہم اسکے قائل ہیں ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں سجدہ کرنا حرام ہے چاہے وہ کتنا بڑا دربار ہو یا مزار کیوں نہ ہو۔ تمھیں تو عادت ہے جھوٹے فتویٰ شائع کرنے کی۔

آیئے میں اس بارے میں اپنے اکابرین کا مسلک واضح کروں۔ ہمارے عظیم پیشوا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت نقل کرتے ہیں۔

سوال :۔ مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع بیچ اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے

شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلا شبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف کرنا تعظیمی نا جائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلے پر کھڑے ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔

(احکام شریعت مکمل ص 234 حصہ سوئم مطبوعہ کراچی فتاویٰ رضویہ ج۹ص 528 مطبوعہ جدید لاہور)

مزید اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا مکمل ایک رسالہ ہے کہ تعظیمی سجدہ حرام ہے چاہے کسی کو بھی کرے اس کو پڑھ لینا مفید ہوگا۔ اگر آپ نے پہلے نہیں پڑھا تو اب پڑھ لیں اور اپنے دل کو تسلی دے لیں۔ جاہل اگر کوئی کرتا ہے تو ہم کیا کریں وہ بھی حرام کا مرتکب ہے۔ اگر پھر بھی آپ طعنے دیں اور دیں گے اس لئے کہ نجدیوں کی طبیعت ہی ایسی گندی ہے کہ غلط باتوں سے باز نہیں آسکتے اور ایسے الزامات لگانے کے عادی ہیں چلو میں آپ کے بڑوں کا مسلک اس پر پیش کرتا ہوں ہماری تو آپ نہیں مانتے کم از کم اپنے بڑوں کا حیاء کر کے خاموش ہو جائیں یار لوگ چومنے کو بھی شرک کہتے ہیں۔ اس لئے یہاں چند آثار نقل کرتا ہوں خدا عزوجل ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

چومنے کا ثبوت:

نمبر ا۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں حکایت نمبر 266 مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے حافظ انوار الحق صاحب دیوبندی کی روایت سے نقل فرمایا کہ

حضرت مولانا قاسم نانوتوی چھتہ کی مسجد میں حجرہ کے سامنے چھپر میں حجامت بنوا رہے تھے کہ شیخ عبدالکریم رئیس لال کرتی میرٹھ حضرت مولانا سے ملنے کے لئے دیوبند آئے۔ مولانا نے انکو دور سے آتے دیکھا جب وہ قریب آئے تو ایک تغافل کے ساتھ رخ دوسری طرف پھیر لیا گویا دیکھا ہی نہیں وہ آکر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے انکے ہاتھ میں رومال میں بندھے ہوئے بہت سے روپے تھے جب انہیں کھڑے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا تو مولانا نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ آہا شیخ صاحب ہیں۔ مزاج اچھا ہے۔ انہوں نے سلام عرض کیا اور قدم چوم لئے اور وہ روپیہ بندھا ہوا قدموں میں ڈال (ڈھیر) کر دیا۔ حضرت نے اسے قدموں سے الگ کر دیا۔

(ارواح ثلاثہ ص 525 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

غور فرمائیں اس حکایت پر کہ حضرت نے جان بوجھ کر منہ پھیر لیا۔ دیکھا بھی تھا تا کہ شیخ صاحب انتظار کریں گے تو چاہت بڑھ جائیگی اور پھر شیخ صاحب ہاتھ باندھ کر بھی کھڑے رہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا آپکی توحید میں فرق تو نہیں آیا؟ کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہوتے ہیں۔ لیکن یار لوگوں نے ہم پر فتویٰ جڑ دیا اور اپنے مولوی صاحب کو عین توحید سمجھ کر چھوڑ دیا اور پھر شیخ صاحب نے قدم بھی چومے یہ بات واضح ہے کہ جب کوئی قدم چومے تو دیکھنے والے کو محسوس ایسا ہوتا ہے کہ جیسے یہ سجدہ کر رہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر چومنا حرام ہوتا تو حضرت نانوتوی اس شیخ پر فتویٰ لگاتے اور ڈانٹ پلاتے کہ شیخ صاحب تمھیں نہیں معلوم کہ خدا کے علاوہ کسی کے سامنے جھکنا شرک ہے۔ توبہ کیجئے تم مشرک ہو گئے ہو لیکن حضرت نے کوئی تنبیہ بھی نہ فرما کر یہ واضح

کر دیا کہ علماء کرام، ماں باپ، اساتذہ اور اولیاء کرام کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اگر ناجائز ہے تو لگاؤ فتویٰ قاسم نانوتوی پر کہ یہ کافر بدعتی مشرک تھا۔ اگر نہیں لگاتے تو یہ تمھاری شرک کی فتوی والی مشین صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے لئے ہے اور پھر شیخ صاحب نے دیوبندیت کو مٹاتے ہوئے نذرانہ بھی قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت نے اسے جائز سمجھ کر قبول کرلیا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ تمھارے بڑے بھی اہلسنت و جماعت والے ہی کام کرتے اور کرواتے رہے ۔لیکن تم نے انہی باتوں کو آج شرک کہنا شروع کر دیا ہے۔ ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومیں تو تمھاری شرک والی مشین حرکت میں آجاتی ہے لیکن تعجب ہے کہ یہاں نانوتوی صاحب بھی مشرک بنتے نظر آرہے ہیں۔ لیکن شرک کا فتوی کیوں نہ لگایا گیا۔

حدیث نمبر ۱۔

اس مسئلہ پر حدیث شریف پیش کرتا ہوں شاید آپ حدیث پڑھ کر چومنے کو شرک کہنا چھوڑ دیں۔

عالم مدینہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں

بروایۃ یحییٰ بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی بناتۃ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار مطہر سید الاطہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں اور مزار شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں مروان نے انکی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو تم کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا نعم انی لم ات الحجر انما جئت

رسول الله صلى الله عليه واله وسلم سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول لا تبكو اعلى الدين اذا وليه غير اهله ترجمہ: ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ہوں ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے دین پر نہ رؤ جب اسکا والی اسکا اہل ہو ہاں دین پر رؤ جب نااہل اسکا والی ہو۔

(وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلتہ الزیارۃ ج ۴ ص 1359 مطبوعہ بیروت)

سند حدیث یہی سید صاحب فرماتے ہیں رواہ احمد بسند حسن روایت کیا امام حاکم نے صحیح الاسناد مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۱۵

حدیث نمبر ۲۔ انہی شاہ صاحب نے لکھا امام احمد بن حنبل کے بیٹے نے باپ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر کو چھونا اور بوسہ دینا اور یہی مزار کے ساتھ کرنا جائز ہے۔ امام صاحب نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جائز ہے۔

(وفاالوفاء ج ۴ ص 1404 الفصل رابع مطبوعہ بیروت)

مشہور نقاد امام ذہبی فرماتے ہیں ہذا صحیح تلخیص الذہبی ج ۴ ص ۵۱۵

فوائد حدیث شریف :۔

یہ روضہ اقدس پر حاضری دینے والے جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ میزبان رسول تھے۔ ان کے اس فعل پر اعتراض کیا بھی تو مروان نے کیا جسکے بارے میں فتوی یہ دیا کہ تو نااہل ہے۔ معلوم ہوا کہ اعتراض کرنے والے کرتے رہے۔ ادب کرنیوالے ادب واحترام کرتے ہیں۔

۲۔ جیسے آج نجدی وہابی دیوبندی منع کرتے ہیں اہم اہلسنت و جماعت کرتے آرہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر ہم ہی ہیں یہ جدی وہابی نہیں۔ اس پر تمام حاجی صاحبان گواہ ہیں جو حاجی جاتا ہے وہ چومنے لگتا ہے یا ہاتھ لگانے لگتا ہے تو وہابی کہتے ہیں یہ شرک ہے۔

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی چومنے اور مس کرنے کو جائز قرار دیا۔ معلوم ہوا پرانے سب ہی اہلسنت و جماعت تھے۔ سچا اور جنتی گروہ الحمدللہ عزجل یہی ہے۔ ان کم بختوں کو یہ حدیث بھی یاد نہیں۔ اللہ رب العزت ان کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

شرک میرے بعد نہیں ہوگا

حدیث نمبر ۳۔ بخاری شریف میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں

سید عبدالدائم جلالی بخاری دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آٹھ سال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شہدائے احد پر نماز پڑھی (یعنی ان کے شہید ہونے کے بعد) اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس وقت ایسی حالت تھی جیسے کہ کوئی شخص زندوں اور مردوں کو رخصت کرتا ہے۔ پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ میں تمھارا ہراول پیشواء ہوں اور (قیامت کے دن) میں تمھارا گواہ ہونگا۔ (قیامت کے دن) تم سے ملنے کا مقام حوض ہے اور مجھے اس جگہ سے وہ حوض (کوثر) نظر آرہا ہے اور مجھے اپنے بعد تمھارے مشرک ہوجانے کا خوف نہیں ہے۔ صرف اس بات کا خیال ہے تم دنیا کے لالچ میں پڑ جاو گے۔ حضرت عقبہ کہتے ہیں کہ سب سے آخری بار میں نے اس روز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تھا۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۱۴۸ طبع بیروت)

(بخاری شریف مترجم پ ۱۶ کتاب المغازی باب جنگ احد کا بیان ج ۳ ص 75-76 مطبوعہ الاعربیہ اقبال ٹاون لاہور) (ابوداود رقم الحدیث 3223)

فوائد حدیث:۔ اب اس حدیث پر غور فرمائیں تو کتنے وہابی کش مسائل حل ہو جاتے ہیں

نمبر ا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے انکو رخصت کیا جیسے زندوں کو کرتے ہیں گویا شہدائے احد زندہ ہیں باقی بھی شہدا ایسے ہی زندہ ہیں۔

۲۔ شہید وہ ہوتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پر کٹ مرے جب نبی کے نام پر مرنے والوں کا یہ مقام ہے کہ وہ زندہ ہیں تو پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں۔

۳۔ یہ آپ کا فرمانا کہ میں تمھارا گواہ ہوں اور گواہی وہی دے سکتا ہے کہ اس نے جس کے متعلق گواہی دینی ہے اسکو جانتا ہو اور اس کے اعمال کو بھی جانتا ہو ورنہ گواہی ثابت نہیں ہوگی۔ مثلاً جج کے سامنے کوئی گواہ ہو جج صاحب اس سے پوچھیں تم اس کو جانتے ہو۔ وہ کہے نہیں جانتا۔ جج کہے گا مولوی شرم کر جس کو تو جانتا ہی نہیں اس کے بارے میں کیا گواہی دیگا۔ پھر جج یہ بھی پوچھے گا جب یہ واقعہ ہوا تھا جس کے بارے میں گواہی دینی ہے تو پاس تھا وہ اگر کہے نہیں تو جج آگے سے یقیناً یہ ہی کہے گا جناب تم گواہی دینے کیلئے آگئے ہو اور جسکی صفائی پیش کرنی ہے اس کو جانتے بھی نہیں۔ واقعہ جب ہوا اس کے پاس بھی نہیں تھے۔ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ تمھیں جھوٹی گواہی دینے پر اندر کردوں گا۔ لہذا تسلیم

کرنا پڑے گا کہ حضور نے ہماری گواہی دینی ہے۔ آپ ہمیں جانتے بھی ہیں اور ہمارے حال سے واقف بھی ہیں۔

۴۔ ایک دیوبندی مولوی حنیف صاحب گنگوہی فاضل دیوبند لکھتے ہیں شھد (ش۔ک) شھادتاً گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو اٹکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔

(الصبح النوری شرح المختصر القدوری جلد ۲ ص 286)

نمبر ۵۔ آپکا یہ فرمانا کہ میں یہاں سے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں ماننا پڑے گا کہ اللہ رب العزت جل و علیٰ نے آپکی نگاہ میں ایسی تاثیر دی ہے کہ آپ ہر چیز کا مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں۔

نمبر ۶۔ اور مجھے اپنے بعد تمھارے مشرک ہو جانے کا خوف نہیں ان الفاظ پر غور فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس طرح برأت شرک کا اظہار فرما رہے ہیں کہ یہ خوف ہی ختم ہو گیا ہے لیکن یہ نجدی ٹولہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی کس طرح سینہ زوری کیساتھ مخالفت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو مشرک بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ سچ فرمایا امام احمد رضا نے

؎ شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب　　　اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

نمبر ۷۔ نہ انکا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان ہے نہ قرآن پر۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مرضی سے تو بولتے ہی نہیں بلکہ ارشاد ہوتا ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ پ ۲۷ س النجم آیت نمبر ۳۔۴۔ ترجمہ۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کیطرف کی جاتی ہے یہ

آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بھکنا بے راہ چلنا ممکن و متصور نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں ۔ جو فرماتے ہیں وہ وحی خدا ہوتا ہے۔اس لئے ہمیں تو یقین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تم میرے بعد شرک نہیں کرو گے تو یہ حق ہے۔ بخاری نے نقل کر کے ہر قسم کے وہم کو ختم کر دیا۔

نمبر ۸۔اب میں ان نجدیوں کے سارے گروپ سے پوچھتا ہوں خدارا انصاف سے کام لو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت جو کر رہی ہے وہ عین حق ہے اس میں کوئی شرک والی بات نہیں لیکن جو خود مشرک بدعتی ہر قسم کی برائی بے حیائی جس میں ہو اس کو دوسرا بھی ویسا ہی نہیں نظر آتا ہے۔

نمبر ۹۔ جو خطرہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں پایا جانے والا تھا اس کا بھی اظہار فرمایا کہ تم دنیا میں ملوث ہو جاؤ گے نہ کہ مشرک بن جاو گے۔جس طرح شرک بڑا ظلم ہے اسی طرح کسی مسلمان کو مشرک کہنا بھی بڑا ظلم ہے۔اور یہ دو متضاد حقیقتیں ہیں شرک اور اسلام ۔ اسلام آیا ہی شرک کی جڑیں کاٹنے کے لئے نہ کہ مشرک بنانے کے لئے۔

دوسرا رخ:۔ ان لوگوں کو خدا کا خوف ہوتا تو یہ کبھی بھی شرک شرک کی رٹ نہ لگاتے ۔آیئے اب دیکھیں ان کے فتووں کی وجہ سے ہم مشرک ہیں یا فتویٰ لگانے والے خود ہیں۔ سچ فرمایا اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ترجمہ:۔بے شک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے جو قرآن اتنا پڑھے گا کہ اسکے چہرہ پر اس کی رونق بھی نظر آئے گی ۔اسکا اوڑھنا بچھونا اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالی چاہے گا یہ

چیز اس کو لاحق رہے گی۔ پھر اس شخص سے وہ حالت چھن جائے گی وہ ان تمام چیزوں کو پس پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوگا۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس پر شرک کا فتویٰ تہمت لگے گی وہ شرک کا حقدار ہوگا یا کہ شرک کا فتویٰ صادر کرنیوالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ لگانے والا۔ اس حدیث کی سند جید ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور)

(تفسیر ابن کثیر مترجم ج ۲ ص ۴۰ پ ۹ س اعراف آیت ۱۷۷ طبع ضیاالقرآن لاہور۔ کراچی)

یہ حدیث دیکھیں تاریخ کبیر ج ۴ ص ۳۰۱ حدیث ۲۹۰۷۔ از امام بخاری

دیوبندیوں وہابیوں کی خیانت

اس تفسیر کا وہابیوں نے ترجمہ شائع کیا تو یہ حدیث ہی کھا گئے یعنی نکال دی۔ یہ ایسے بدباطن ہیں حدیثیں چوری کر کے کھا جاتے ہیں۔ یہ سراسر قرآن وحدیث کے ساتھ غداری کرنے والے ہیں۔ جو حدیث ان کا صفایا کرنے والی تھی یعنی جو ہم پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اسکا جواب جس حدیث میں تھا، ترجمہ میں سے انہوں نے اس حدیث کو نکال دیا اور اسی طرح انہوں نے اور کئی کتابوں کے ساتھ یہ کھیل کھیلا ہے لیکن ان کم بختوں کا یہ یاد نہیں کہ ایسا کرنے سے حضور کے غلاموں کا اور خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر مٹ نہیں سکتا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس حدیث پر غور کرنے سے کتنے وہابی کش فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

نمبر ا۔ ایک شخص کا مطلب یعنی ایک گروہ کا وہ قرآن بہت پڑھے گا بالکل یہ بات ان وہابیوں پر فٹ ہے وہ اس طرح کہ یہ لوگ قرآن بہت پڑھنے پڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کچھ دیوبندی قسم کے لوگوں سے یہ بھی سنا گیا کہ ان جیسا تو کوئی قرآن نہیں پڑھتا اب چند سالوں سے انہوں نے سب کچھ پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ سنی بریلوی مشرک اور گستاخ ہیں لہذا ان کو مارو اور ان کا مال لوٹو یہ جائز ہے اس لئے تو اس گروہ کے بڑوں نے اپنے چھوٹوں کو ایک خاص تربیت کیساتھ اس مشن کو آگے چلایا ہے اور ان کو ٹریننگ دے کر دہشت گردی سکھادی ہے۔ نام جہاد کشمیر کا استعمال کرتے ہیں اور حقیقت میں ہمارے اس ملک پاکستان کو بدنام کرتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کی جانیں لیتے ہیں اسی لئے تو کبھی یہ شیعوں کے امام باڑوں پر بم پھینکتے ہیں تو کبھی اہلسنت و جماعت پر پھینکتے ہیں اس قسم کے واقعات ماضی قریب اور حال میں کثرت سے ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں جن کے ثبوت اخبار اور ٹیلی وژن کے ذریعے سے نشر ہوتے رہے ہیں اور اس بات پر کئی شواہد انکی کئی کتب میں بھی موجود ہیں کہ

ا۔ سنی مشرک ہیں جیسا کہ بندیالوی صاحب نے خود بھی ہمیں بار بار مشرک کا طعنہ دیا۔

۲۔ لیکن اللہ کے محبوب اور غیب دان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آج سے کئی صدیاں پہلے بتادیا تھا کہ ایسا ہوگا اور ہمیں اہلسنت و جماعت کو بری فرمادیا اور فتویٰ لگانے والوں کو شرک کا حقدار ٹھہرایا۔

۳۔ کیا قرآن وحدیث نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ کلمہ پڑھنے والوں کو مشرک

کہو ہر گز نہیں بلکہ یہاں تک حدیث شریف میں حکم ہے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(بخاری شریف ج ا ص 103 مطبوعہ لاہور)

دھشت گردی کا ختم کرنے کا نسخہ:۔

اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کافر کو ناجائز قتل کیا جائے جو ہمارے ملک میں رہتے ہیں۔ مثلاً پاکستان کے رہنے والے تمام کافر غیر حربی ہیں اور ذمیوں کے حکم میں ہیں۔ اسی لئے پاکستان میں رہنے والے تمام کافروں کیساتھ یا بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور دیگر معاشرتی معاملات استوار کرنا جائز ہے البتہ ان کے ساتھ محبت اور دوستی کے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہے اور مرتدین کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق یا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

نمبر ۴۔ رہا یہ کہ ان کو بم مارنا یا قتل کرنا جب کہ وہ مسلمانوں کیساتھ جنگ نہ کریں یا جنگ کے لئے مشورہ بھی نہ دیں تو یہ ہر گز اجازت نہیں۔

کافروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم :۔

حدیث نمبر ا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ جو مشرکہ تھی آپ نے اس کو طلاق دے دی تھی) اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس گوہ۔ ترمس (ایک قسم کی سبزی) اور گھی کا ہدیہ (یعنی نذرانہ) لیکر آئی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اسکا ہدیہ لینے سے انکار کیا اور اسکو اپنے گھر آنے سے بھی منع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی۔لَا یَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

(پ 28سورة الممتحنه آیت نمبر ۸)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں کے ساتھ عدل و نیکی کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔

(پ 28سورة الممتحنه آیت نمبر ۸)

آپ نے اس کا ہدیہ قبول کرنے اور اسکو گھر میں آنے کا حکم دے دیا۔

اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔اس کی سند میں معصب بن ثابت ہے امام احمد نے اسکو ضعیف کہا اور امام ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۲۶۲۰، ۳۱۸۳ طبع بیروت)

(صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۰۰۳۔سنن ابوداؤ درقم الحدیث ۶۶۸)

(تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۴۴۴ زیر آیہ طبع دارالاشاعت کراچی)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کافروں کے ساتھ احسان سے منع نہیں فرماتا جو مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے اور چند حدیثیں اس ثبوت میں پیش کیں ۔ دیکھیں تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۶۶۸ مطبوعہ بیروت۔ مترجم ج ۴ ص ۵۹۴ طبع ضیاء القرآن لاہور۔

اس طرح کافروں کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں مزید احکام دیکھیں ہدایہ اخیرین ص ۶۵۷ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان ردمختار ج ۱ ص ۳۴۰ طبع دہلی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۴۲۰ طبع جدیدی لاہور)

قارئین ان دلائل و براہین سے واضح ہوا کہ جو کافر یا بدمذہب ہمارے ملک میں رہتے ہیں ان سے محبت نہ کی جائے لیکن ان کو بلاوجہ تنگ نہ کیا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں یہ لوگ اچھے خیالات پیدا کریں لیکن ان کم بختوں کو یہ تمام باتیں بھول چکیں ہیں کافر بھی کہتے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں جو آپس میں ایسے کرتے ہم ایسے اسلام میں نہیں جاتے خدا ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ یہ بھی واضح کردوں کہ ان دیوبندیوں وہابیوں نے جو خون ریزی شروع کی ہے اس کی بنیاد نہ تو شیعہ نے ڈالی نہ ہی اہلسنت و جماعت نے ڈالی ہے یہ بنیاد ان کی ہے جب کہ ہم سب نے ملکر مرزائیوں کو کافر کہا لیکن وہ بھی تو یہیں اسی ملک میں رہیں گے مطلب ان تمام باتوں کے نقل کرنے کا واضح ہے کہ

ملک میں ہمیں امن و امان قائم کرنا چاہیے، دہشت گردی کو ختم کرنا چاہیے۔ جس کسی پر ظلم ہو وہ اگر خود ہی بدلہ لینے کی کوشش کرے گا تو یہی کچھ ہوگا حقیقت یہ ہے کہ قصاص کا بدلہ خود لینے کا حکم نہیں بلکہ یہ حکم قاضی یا حاکم یا عدالت وغیرہ کا ہے وہاں رٹ کی جائے۔ اسی طرح جو غلط کام کرتے ہیں یا گستاخی کے مرتکب یا ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں تو ان کے بارے میں حکومت سے مطالبے کرنے چاہیے۔ وہاں سے ایسے لوگوں کو سزا دلوائی جائے نہ کہ خود سزا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ مزید ثبوت کے طور پر دیکھیں وہابیوں دیوبندیوں کی کئی دہشت گرد تنظیموں پر پابندی لگ چکی ہے۔ مثلاً سپاہ صحابہ، لشکر

جھنگوی، جیش محمد، لشکر عمر، حرکت المجاہدین القاعدہ وغیرہ شیعوں کی سپاہ محمد و فقہ جعفریہ وغیرہ اور اہلحدیث کہلانے والوں کی لشکر طیبہ اور جماعت الدعوۃ وغیرہ وغیرہ یہ سب تنظیمیں ان بدمذہبوں کی ہیں۔ الحمدللہ عزوجل ہم اہلسنت و جماعت کی کوئی دہشت گرد تنظیم نہیں ہے۔

قتل ناحق!!!

یادرکھیں جتنے بے گناہ مسلمانوں کو انہوں مارا اور شہید کیا سب کا حساب انہیں دینا پڑے گا۔ اور ایک مسلمان مومن کو ناجائز شہید کرنے کا گناہ کتنا عظیم ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

و من یقتل مؤمنا جھنم خٰلِدًا فیھا و غضب اللہ علیھم و لعنہ اعدَّلہٗ عذاباً عظیما

(پ۵ س النساء آیت ۹۳)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب معلوم ہوا کہ کسی مومن کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے

پھر اس پر تعجب یہ کہ جن کو یہ مارتے اور بم پھینکتے ہیں۔ ان کو قتل کرنا حلال جانتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے اگر مرنے والے واقعی سب گستاخ اور کافر تھے لیکن اس کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ واقعی ایسے ہیں۔ جب ان میں ایک بھی مسلمان

نکلا۔ جسے مارنے والے نے حلال سمجھا تھا لہذا کسی مسلمان کا قتل حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے حکم دینے والا بھی اسی زمرے میں آئیگا۔

شیخین نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا قول نقل کیا ہے کہ (قصداً یعنی جان بوجھ کر) مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ عمداً (یعنی جان بوجھ کر) مومن کے قاتل کیلئے توبہ نہیں۔

(تفسیر مظہری ج۳ص۲۱۷ طبع دارالاشاعت کراچی)

واضح ہو گیا بندیالوی صاحب نے نذر و نیاز و نذرانے مزاروں کو سجدے کرنے کے جو الزام لگائے ہیں وہ باطل ہیں۔ آخر میں یہ کہ ہر ہندوانہ رسم کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے عقیدت محبت سمجھتے ہیں۔ الحمدللہ عزوجل جو لزامات تھے ان کو بھی میں نے واضح کیا اور ہر اعتراض کے جواب کو قرآن حدیث مفسرین و محدثین اور اولیاء کاملین بالخصوص ان دیوبند حضرات کے اکابر سے واضح کیا اب دیکھنا یہ کہ بندیالوی صاحب کو مصنف بننے کا شوق چڑھا تو کم از کم جھوٹے الزام تو نہ لگاتے یا پھر اپنے اکابر کی کتابیں ہی پڑھ لیتے تو جناب کو یہ لکھنے کی زحمت نہ ہوتی اور وقت بھی ضائع نہ ہوتا اور نہ ہی کتابت اور طباعت پر خرچ ہوتا مگر مولوی صاحب کو اہلسنت و جماعت کو مشرک بنانے کا اور اپنی جہالت کا بھوت ایسا سوار ہوا جس کو میں کچھ واضح کر چکا مزید ان شاء اللہ عزوجل آگے انکشاف ہوگا۔

ہم پر ہندوانہ رسم کا اعتراض ہے ذرا اپنے گھر کی خبر لیجئے جب جشن دیوبند منایا گیا۔

صدسالہ جشن میں اندرا گاندھی:۔

روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ مارچ بروز بدھ ۱۹۸۰ء اور روزنامہ جنگ کراچی ۳ اپریل ۱۹۸۰ء میں بمعہ تصویر شائع ہوا ایک سکھنی اندر گاندھی سے صدارت کروائی گئی اور پھر اسکی تقریر بھی سنی گئی۔ بڑے بڑے مفتی اور ملاں نیچے اور سکھنی کو منبر رسول پر بیٹھا کر توہین منبر بھی کروائی گئی غیر محرم کی تقریر بھی سنی گئی۔

نوائے وقت لاہور ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء۔

اس وقت یہ یاد نہ آیا کہ ہم کونسی رسم ادا کر رہے ہیں اور پھر ہندوؤں کی سردار کو دعوت دے رہے ہیں۔ بھول گئے سب فتوے اس سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ ان کا تعلق سکھوں سے ہے 30 لاکھ کی گرانٹ بھی لی جو حلال سمجھ کر کھائی۔ میں پوچھتا ہوں یہ کون سی اسلامی رسم آپ کے بڑوں نے ادا کی اور اس طرح آج کل تو تم نے بھی جھنگوی صاحب، فاروقی صاحب، اعظم طارق صاحب کے سالانہ دن اور یادیں منانا شروع کر دیں ہیں تو جناب یہ کون سی اسلامی رسمیں آپ منا رہے ہیں۔ ہم کریں تو مشرک و بدعتی اور تم کرو تو عین اسلام بلکہ موحد رہو یہ کہاں کا انصاف ہے

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

ان حقائق سے معلوم ہے کہ اس تبلیغی رائے ونڈی جماعت کو ۱۹۸۰ء میں بنے ہوئے سو سال مکمل ہوئے اس خوشی میں انہوں نے اندر گاندھی کو بلایا اس سے پہلے اس جماعت کا نام ونشان نہیں پھر صدارت اس سے کروائی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ تعلق ہو انہوں نے اندرا گاندھی بلا کر ثابت کر دیا کہ ہمارا تعلق سکھوں سے ہے۔ ہم محفل و

جلسہ کریں یا سالانہ بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے عرس منائیں تو ناجائز ہندوانہ رسم یہ منائیں اور سکھوں سے صدارت کروائیں تو عین اسلام کیا عجیب ان کے فتوے ہیں پھر ہم صدارت کے لیے اپنے راہنماؤں پیروں کو بلاتے ہیں انہوں نے کہا ہمارا رہنما پیر تو نہیں پیرنی ہے اس کو بلا لیتے ہیں۔



جنگ کراچی

بدھ ۸ جمادی الاول ... مطابق ...



مسز اندرا گاندھی دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب کے موقع پر تقریر کر رہی ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت ۲۲ فروری 1994ء بروز منگل خبر شائع ہوئی

آج مولانا جھنگوی شہید کا یوم شہادت منایا جارہا ہے۔ لاہور سپاہ صحابہ پاکستان کے بانی شہید ناموس صحابہ، امیر مولانا حق نواز جھنگوی کا یوم شہادت آج ۲۲ فروری کو پاکستان سمیت دنیا بھر میں منایا جارہا ہے شہید کی یاد میں سپاہ صحابہ ... کے تمام مراکز

دفاتر میں قرآن خوانی جلسے سیمینار اور دیگر پروگرام ہونگے۔

۲۔روزنامہ جنگ میں 16 فروری بروز بدھ 2005 کو خبر معہ تصویر شائع ہوئی کہ الحمرا ہال مال روڈ میں پیر یعقوب علی شاہ کے عرس کے موقع پر ڈاکٹر اسرار احمد خطاب کر رہے ہیں۔

۳۔روزنامہ ایکسپریس لاہور 5 مارچ 2005 بروز ہفتہ خبر شائع ہوئی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام آج عظمت صحابہ کانفرس ہوگی۔آج بیگم کوٹ چوک لاہور میں سالانہ عظیم الشان عظمت صحابہ کانفرس ہوگی۔

(یاد رہے یہ کانفرس ہر سال ہوتی ہے جس موقع پر شہر بھر میں اشتہارات لگائے جاتے ہیں اور دیواروں پر چاکنگ کی جاتی ہے۔)

۴۔جلی سرخی صفحہ اول پر روزنامہ جنگ کراچی بروز جمعہ 8 1 اکتوبر 2004 ملتان اعظم طارق کی برسی کے اجتماع میں دھماکہ 41 جاں بحق۔

۵۔مفتی جمیل اور مولانا نذیر (دیوبندی) کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی آج ہوگی۔روزنامہ جنگ کراچی 11 اکتوبر 2004 بروز پیر

حق پہ ہیں اہلسنت و جماعت آشکار ہوگیا　　اہل باطل کی شکستوں کا نظارہ ہوگیا
کیا لطف جو تم پر پردہ کھولے　　جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ہم میلاد شریف یا عرس منائیں یا سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کا ختم دلائیں تو دیوبندی وہابی اچھل اچھل کر بولتے ہیں یہ ہندوانہ رسمیں ہیں اور تم بدعتی ہو کہ فتوے اہلسنت و جماعت پر لگاتے ہیں،اب ان اخبار کی خبروں کو پھر پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کون سچا اور کون جھوٹا۔

ہمیں کہا جاتا ہے کیا یہ کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کئے یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کئے تم کیوں کرتے ہوں۔ میں یہی سوال ان کیطرف بڑھاتا ہوں کہ تم جھنگوی صاحب کا یوم منا کر کون سی اسلامی رسم ادا کرر ہے ہو اور ڈاکٹر پر اسرار صاحب عرس کی محفل میں خطاب کر کے کس صحابی کی سنت ادا کرر ہے ہیں۔ اور قرآن کی کس آیت پر عمل پیرا ہیں۔ جواب تمھارا وہی ہمارا اور اہلحدیث کہلوانے والے تو دیو بندی سے بھی بڑھ کر ہیں وہ عظمت صحابہ کانفرس کر کے کون سی سنت پر چل رہے ہیں۔ تمھارے یہ سارے فتوے بس اہلسنت و جماعت کے لئے ہیں۔ تم کرو تو عین اسلامی کام ہوں ہم کریں تو ہندوانہ رسمیں بن جائیں۔

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

لیکن تمھارا تو مسلک و مذہب ہی ایسا دوغلا ہے اپنی باری آتے تو کوئی حلال حرام نہیں دوسروں کی باری سب کچھ نا جائز ہو۔ لگے ہاتھوں ایک اور فتویٰ پڑھ لیجئے۔

حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو:۔

حکایات ۳۱۶ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیو بند پڑھتا تھا وہاں ایک سیاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاول کا مہینہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا۔

اور خطبہ نہایت طویل کہ ختم ہونے پر ہی نہ آئے۔۔۔۔ حضرت مولانا گنگوہی بھی اتفاقاً تشریف فرما تھے۔۔۔ فرمایا مولانا خطبہ ختم کیجئے وہ بولے چپ رہو خطبہ میں بولنا حرام ہے مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو۔

(ارواح ثلاثہ ص 281 از مولانا تھانوی صاحب مطبوعہ لاہور)

دیکھا جناب اپنی باری کیسے یہ بے باک ہوکر بولتے ہیں "حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو"۔

ہمارے رہبران دین وملت کی یہ حالت ہے کہیں کس سے ہم اپنے دل کی حالت

اس حکایت میں غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سیاح ولایتی صاحب بھی سنی تھے گنگوہی صاحب نماز کے فوراً بعد جوتا اٹھا کر چلدئے ان ولایتی صاحب نے کہا بلاو اس وہابی کو خطبہ میں بولتا تھا۔ (سنی تھے تبھی میلاد شریف بھی پڑھنا شروع کردیا) مؤلف ارواحِ ثلاثہ ص ۲۸۲ یہ بھی معلوم ہوا کہ تم وہابی ہو اہلسنت سے تمھارا کوئی تعلق نہیں۔

نفس پرست مولوی:۔

حکایت ۳۰۵ حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا (یعنی عرس مؤلف) حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید وشاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں (کسی حجرہ) میں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ تو حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لیکر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے تو کہنے دو۔

(ارواح ثلاثہ از تھانوی ص ۲۷۳، ۲۷۴ مطبوعہ لاہو)

واہ مولویو کیا خون کیا تم نے اپنے مسلک کا

ڈھیٹ اور بے شرم دیکھے ہیں دنیا میں بہت مگر سب پر سبقت لے گئی بے حیائی آپکی

قارئین! ان مولویوں کی باتیں پڑھ کر انصاف سے فیصلہ فرمائیں کیا یہ عالم کہلوانے کے لائق ہیں کیا یہ امام بنانے کے قابل ہیں۔ ارے بدبختو! یہ بھی خیال نہ آیا کہ کم از کم اپنے مولویوں کی باتوں کو اپنی کتابوں میں تو کم از کم نہ لکھیں۔ لیکن تم نے سوچا کہ وہ تو سوادا اور چسکا لیتے رہے ہم لکھ کر ہی تھوڑی لذت محسوس کرلیں پھر بھی خیال نہیں کہ لوگ خانقاہ میں عرس پر آئے ہیں اور یہ اپنے چسکے پورے کرر ہے ہیں۔ اب بھی یہ طعنے ہمیں دیتے ہیں تم ہندوانہ رسم ادا کرتے ہو کیوں بندیالوی صاحب یہ تمھارے بڑے کس قرآن وحدیث پر عمل کرر ہے تھے۔ خاشا وکلا کہتے ہیں تمھارے پیروں کی مصنوعی تقدس کی چادر کے نیچے حوا کی کتنی بیٹیاں بے آبرو ہوئیں۔ اس قسم کی بری باتیں اور الزامات لگاتے ہیں اور ہم نے الزام نہیں لگایا بلکہ مسلک دیوبند کی بنیاد جن پر ہے ان کا پردہ کھولا ہے وہ بھی انکی کتب سے تا کہ ان کو اپنے مولویوں کی کتابیں دیکھ کر ہی کچھ شرم آجائے اب ان سے پوچھو مشرک کون بدعتی کون ہندو کون ہندوانہ رسم والے کون؟ بے حیا و بے غیرت کون؟

مشرک بھی تو بیمان بھی تو بدعتی بھی تو دنیاں تے شیطان بھی تو

وہ قصے اور ہونگے جن کو سن کر نیند آتی ہے تڑپ اٹھو گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی

صادق ہوں اپنے قول کا غالب خدا گواہ ہے کہتا ہوں سچ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

اس واقعہ کی مزید مذمت احادیث سے پڑھ لیجئے

حدیث نمبر ۱:۔

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ لوطیہ کہلائیں گے۔اور یہ تین طرح کے ہونگے۔

۱:۔ان سے بات چیت کریں گے ۲۔جو ان سے ہاتھ ملائیں گے اور گلے ملیں گے

۳۔جو ان کے ساتھ بدفعلی کریں گے ان سبھوں پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے مگر وہ جو توبہ کر لینگے تو اللہ عزوجل ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔اور وہ لعنت سے بچے رہیں گے۔

(کنز العمال ج۵ ص۱۸۸)

حدیث نمبر ۲:۔

حضرت سیدنا ابوسعید وکیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قوم لوط کا سا عمل کرتے ہوئے مرے گا تو تدفین کے بعد اسے قوم لوط کے قبرستان میں منتقل کر دیا جائے گا اور اس کا حشر قوم لوط کے ساتھ ہوگا۔

(کنز العمال ج۵ ص۱۸۸)

اللہ رب العزت پڑھنے والوں، لکھنے والوں اور اس کام میں امداد کرنے والوں کو ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے بدبختوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین

اعتراض :۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں: ”غیر اللہ کے لئے علم غیب، حاضر و ناظر اور مختار کل جیسے شرکیہ عقائد اپنائے ہوئے ہیں۔یہ ہوئی نامزے کی بات کہ ایک

مشرک اور بدعتی شخص یزید کو اس لئے اچھا نہیں سمجھتا کہ وہ فاسق تھا"۔

(واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۱۱۲ از بندیالوی)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے ـــ ـ وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اوراس سے میل جول محبت اور موؤت سب حرام ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۷۹ امطبوعہ محمد علی اسلامی کتب خانہ کراچی)

عطائی علم غیب کا ثبوت:۔ ہمارا عقیدہ

علم غیب کے بارے میں ہمارا اہلسنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ہر قسم کے غیبوں کو جاننے والا اور مالک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ رب العزت نے علم غیب عطا فرمایا ہے اگر خدا عزوجل اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا آپس میں مقابلہ یا موازنہ کیا جائے تو اللہ کا علم ایک بہت بڑا سمندر جس کا کنارہ ہی نہیں جبکہ اللہ کے علم کے مقابلے میں ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم اتنا بھی نہیں مانتے کہ جتنا کہ سمندر سے چڑیا نے چونچ بھری ہو اور اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا موازنہ مخلوق کے ساتھ کریں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو اللہ عزوجل نے علم عطا فرمایا ہے وہ ایک بہت بڑا سمندر اور مخلوق کا اتنا بھی نہیں جتنا چڑیا نے سمندر نے چونچ بھری۔

اس پر ہمارے علمائے کرام اور محدثین نے بہت لکھا اور دلائل بھی دیئے ہیں اختصار کیساتھ چند دلائل پیش کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

پ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۳

ترجمہ:۔اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔
(ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

تفسیر کبیر میں یوں لکھا ہے۔ای من الاحکام و الغیب ۔یعنی احکام اور علم غیب عطا فرمایا تفصیل دیکھیں تفسیر کبیر ج ۴ ص ۳۹ از امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ زیر آیت تفسیر خازن میں ہے

انزال اللہ علیک الکتاب و الحکمۃ و اطلعک علیٰ اسرار ھما وواقفک علی حقا ئقھما.

ترجمہ:۔اللہ نے آپ پر قرآن اتارا اور حکمت اتاری اور آپکو ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا اور ان کی حقیقتوں پر واقف کیا۔

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

و علمک مالم تکن تعلم من خیر الا و لین والاخرین وما کان و ماھو کائن

(جامع البیان ج ۵ ص ۲۷۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔اولین اور آخرین کی خبروں اور ما کان و ما یکون میں سے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولین اور آخرین کی خبروں کا علم عطا فرمایا اسی طرح اللہ نے آپ کو منافقین کے مکر اور ان کے حیلے بہانوں کی خبر کی پھر فرمایا یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ۔ یہاں غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو جو

عطا فرمایا اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (بنی اسرائیل آیت ۸۵) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (النساء آیت ۷۷) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو کچھ دیا اسکے متعلق فرمایا وكان فضل الله عليك عظيما ۔ سنو جس کے سامنے ساری دنیا کے علم اور خود ساری دنیا قلیل ہے تو جس کے علم کو وہ عظیم کہدے اس کی عظمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۱۴۴ مطبوعہ بیروت۔ قرآن کریم میں عطائی علم کے متعلق اور بھی بہت سی آیات ہیں اختصار کے پیش نظر ایک پیش کی۔

ہو شرم تو کافی ہے ایک حرف صداقت ہی　　　بے شرم کو کافی نہیں دفتر و صحیفے

قارئین متقدمین علماء و محدثین تمام اہلسنت و جماعت تھے اور ان کے عقائد بھی اہلسنت و جماعت والے ہی تھے لیکن دیوبندیوں وہابیوں کی عقلیں ماتم کے قابل ہیں۔ ان کو اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اتنی عداوت ہے۔ کہتے رہتے ہیں اللہ عزوجل نے ان کو کچھ بھی نہ دیا بس وہ تو ہماری طرح کے انسان ہی تھے۔ اور محض مجبور تھے (نعوذ باللہ)۔ عطائی علم غیب کا قائل وہابی کے نزدیک مشرک ہے۔ چنانچہ

امام الوہابیہ علم غیب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

کہ ثابت کرنا (علم غیب) اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء کرام سے رکھے خواہ پیر و مرشد سے رکھے خواہ امام و امام زادہ خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے

دینے سے غرض اس عقیدہ سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۲ از مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی مطبوعہ آرام باغ کراچی)

عطائی علم غیب کا قائل بھی کافر مشرک ہے۔

(تقویۃ الایمان مع تذکیرا خوان ص ۲۷۱ فتویٰ از علمائے دیوبند)

غور کریں اس فتویٰ کی زد میں کتنے کتنے جلیل القدر علماء محدثین اور مفسرین آتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک کوئی شاید ہی شرک سے بچا ہو سوائے ان کی جماعت کے جن کے پیٹوں میں سعودیہ کے ریال اور امریکی ڈالر ہوں ان کو کون مسلمان نظر آئے یہ سمجھتے ہیں جیسے ہم ہیں ویسے سب۔ اب احادیث کا مختصر ساخاکہ پیش خدمت ہے۔

علم ماکان و مالکون کا ثبوت:۔

حدیث نمبر ۱۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے درمیان ایک مجلس میں کھڑے ہوئے پھر آپ نے ابتداء خلق سے خبریں بیان کرنا شروع کر دیں حتیٰ کہ جنتیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانیکی اور جہنمیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانیکی خبریں بیان کیں جس شخص نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے اس کو بھلا دیا اس نے اس کو بھلا دیا۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۳ مطبوعہ کراچی کتاب بداء الخلق)

حدیث نمبر ۲:۔

حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر منبر سے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آ گیا اور عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ فاخرنا بما کان و ما یکون کی خبریں دیں سو ہم میں سے جو زیادہ حافظہ والا تھا اسکو اسکا زیادہ علم تھا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ نور محمد کراچی کتاب الاقضیہ)

حدیث نمبر ۳۔

حضرت امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے ابی سعید خدری سے کچھ الفاظ فرق کے ساتھ اسی حدیث کو روایت کیا دیکھیں

(جامع ترمذی شریف ص ۳۱۹ مطبوعہ نور محمد کراچی)

اسی حدیث کو امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا۔ دلائل النبوت ج ۲ ص ۵۸۷ مطبوعہ بیروت مزید سنن ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ مجتبائی لاہور۔ مسند امام احمد رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۲۷۸ مطبوعہ بیروت۔

حدیث نمبر ۴۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اجازت سے آپ کی شان میں چند اشعار سنائے جن میں سے ایک شعر یہ: فاشھد ان اللہ لارب غیرہ و انک مامون علی کل غائب :

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی رب نہیں آپ اللہ کے غیبوں پر امین ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ اشعار سن کر مجھ سے بہت خوش ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ اقدس سے خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے اور آپ نے فرمایا افلحت یا سواد ۔اے سواد تم کامیاب ہو گئے۔

(دلائل النبوت ج ا ص ۱۱۴ مطبوعہ دار النفائس از امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ)

اسکے علاوہ اس حدیث کو بہت سے علماء اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ علامہ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر مالکی۔ (الاستیعاب علی ہامش الاصحابہ ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ بیروت)

دیوبندی لوگوں کو جن پر ناز ہے حافظ ابو الفدا اسماعیل بن کثیر دمشقی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(السیرت النبویہ ج ا ص ۳۴۶ مطبوعہ بیروت)

مزید شیخ عبداللہ بن عبداللہ الوہاب نجدی (مختصر سیرت الرسول ص ۴۹ مکتبہ سلفیہ لاہور)

قارئین! حدیث نمبر ۱، ۲ کی شرح میں تمام محدثین کرام نے یہی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور جہنمیوں کے جہنم میں جانے تک سب کچھ بیان فرمایا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ دیکھیں عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۱۰ و مرقات شرح مشکوۃ ج ۱۱ ص ۴۔ اشعۃ العمات ج ۴ ص ۴۴۴ و ارشاد الساری شرح صحیح

بخاری ج۵ ص۲۵۰ و فتح الباری شرح بخاری ج۶ ص۲۹۰۔

حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نمبر۴ پر غور کرنے سے کتنے وہابی کش فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

نمبر۱۔ صحابی فرماتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ہر غیب پر امین ہیں اور امین وہی ہوگا جس کے پاس کوئی امانت رکھی ہو تو اس نے خیانت نہ کی لہذا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ رب العزت کے علم غیب کے امین صحابی کا عقیدہ بھی اور نقل کرنے والوں کا بھی۔ مزید برآں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت سواد رضی اللہ عنہ پر خوش ہوئے اور فرمایا سواد تم کامیاب ہو گئے۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم غیب کا امین کہا اور آپ نے سند جاری فرمائی کہ تم کامیاب ہو گئے لیکن نجدی ٹولہ کی خباثتیں یہ ہیں کہ غیب ماننے والوں کو مشرک کافر کہتے ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ عقیدہ رکھنے والوں کو کامیاب قرار دے رہے ہیں۔

جیسے پہلے حوالے گزر چکے اب غور کریں تو ان کم بختوں کے یہ فتوے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لگے جنہوں نے غیب مانا اور ان حدیثوں کو آگے اسلام بلکہ عین اسلام سمجھ کر روایت کیا اور جلیل القدر محدثین کے ساتھ ساتھ ان پر بھی کفر وشرک کے فتوے لگے۔ نجدیوں کے پیشواؤں نے بھی لکھا اور مانا لیکن ابھی تک بعد میں آنے والے دیوبندیوں وہابیوں کی کھوپڑیوں میں یہ حدیثیں نہیں گزریں۔ یہ شرک کی مشینیں لے کر اہلسنت وجماعت کے گلے کاٹتے پھرتے ہیں۔

لو اپنے دام میں صیاد آ گیا   اقرار بھی انکار بھی

اشرف علی تھانوی لکھتے ھیں:۔

فرمایا آج کل کہنے کو تو علم کی ترقی ہو رہی ہے مگر حقیقت میں جہل کا بازار گرم ہے۔ ہر شخص مجتہد اور محقق بنا ہوا ہے جس کو دیکھو مفسر، مفتی، محدث بن رہا ہے کتنے بڑے ظلم کی بات ہے۔ اسی وجہ سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ جہاں کسی سے ذرا سی کوئی بات خلاف نفس ہوئی اور کفر کا فتوی لگا دیا گیا۔ کتنی سخت بات ہے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے علم کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے میں نے کہا جو شخص علم بلاواسطہ کا قائل ہے وہ تو کافر ہے اور جو علم بواسطہ کا قائل ہے یعنی خدا کی عطا کے واسطے کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط کا قائل ہو گو یہ اعتقاد کذب تو ہے مگر ہر کذب کفر نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۶۸ ملفوظ نمبر ۸۴ مطبوعہ تھانہ بھون)

نوٹ: ہم اہلسنت و جماعت محیط کے قائل تو نہیں بلکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے علم غیب محدود مانتے ہیں جبکہ اللہ رب العزت کا علم ذاتی بھی ہے اور لا محدود بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے جیسا کہ میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں۔ اب تھانوی کا اور امام الوہابیہ کا موازنہ کریں تو کتنا تضاد ہے کفر کا فتویٰ اگر ہم پر ہے تو تھانوی پر کیوں نہیں اگر تھانوی پر ہے تو ہم پر بھی نہیں۔

دوسرا رخ:۔ تھانوی تو اتنا بڑا اسر خیل اعظم ہے اس پر تو یہ چھوٹے مفتی فتویٰ لگانے کی جرات نہیں کریں گے تو امام الوہابیہ اسمعیل قتیل کا رگڑا نکل جائے گا۔ اب ان دونوں میں سے ایک مفتیؔ تو ضرور جھوٹا ثابت ہوگا۔ کیونکہ اسماعیل تو عطائی کا بھی منکر ہے اور تھانوی عطائی کا قائل ہے۔

تھانوی کا دوغلاپن :۔

تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مع بسط البنان ص ۱۳از اشرف علی تھانوی مطبوعہ ملتان)

قارئین! یہ کیسے دوغلے مولوی ہیں کبھی کوئی بات لکھتے چھاپتے ہیں اور بولتے ہیں اور کبھی کوئی۔ یہاں اس عبارت میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا انکار ہے وہیں اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین بھی کی گئی گویا یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کی نسبت زید عمر بلکہ ہر بچے مجنون پاگل جمیع حیوانات و بہائم بچھیا اُلو گدھے وغیرہ کے ساتھ کر کے توہین کی گئی اس عبارت کے پیش نظر کم وبیش ۳۳ علمائے کرام و مفتیان شرع نے جن میں بالخصوص علماء حرمین و مفتیان نے اس عبارت کے پیش نظر ان دیوبندیوں کے بڑوں پر کفر کے فتوئے لگائے ان کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر کہا مثلاً اشرف علی تھانوی و خلیل احمد انبیٹھوی و قاسم نانوتوی و رشید گنگوہی و مرزا قادیانی وغیرہ ہم پر علماء مدینہ و مکہ سے فتوے طلب کئے۔ سب مفتیان کرام نے ان کی گستاخانہ عبارات کی گرفت کرتے ہوئے کفر کے فتوے صادر کئے اور ان فتووں کو اعلیٰ حضرت امام رضا خان علیہ نے طلب کر کے کتابی صورت میں شائع کیا جس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر والیمین رکھا شائقین اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

سوال: اعتراض:

قرآن میں ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں ایسے ہی احادیث میں بھی ہے۔

جواب:۔ہم کہتے ہیں جہاں قرآن واحادیث کے ذخیرہ نے علم غیب کی نفی کی وہاں اس سے مراد ذاتی علم غیب ہے۔عطائی کی ہرگز نفی نہیں کی۔اللہ تعالیٰ جواد ہے وہ انبیاء اولیاء کرام کو علم غیب عطا فرماتا ہے اگر یہ بات نہ تسلیم کی جائے تو پھر معاذ اللہ قرآن وحدیث میں تضاد واقع ہوگا۔واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں علم غیب کی نفی اور ایک طرف عطا کا اعلان ہے اس لئے ضروری ہے کہ یہ تاویل کی جائے۔ہماری اس تاویل کو تمام پہلے علماء محدثین نے نہ صرف قبول کیا بلکہ صاف لکھا ہے۔شائقین مطالعہ فرمائیں۔تفسیر روح البیان وعلامہ سلیمان جمل نے فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین وشاہ ولی اللہ نے فیوض الحرمین میں تفسیر خازن و شیخ عبدالحق نے مدارج النبوت میں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں اور تفسیر روح المعانی میں اور علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ الحدیثیہ کے ص ۲۶۸ ص ۴۶۷ وعلامہ شامی اور علامہ رافعی اور علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ وغیرہا میں اسی طرح کے دلائل دیکھے جاسکتے ہیں۔

مناظرہ سوال و جواب:

سوال:۔ ایک دیوبندی نے مجھ سے سوال کیا کہنے لگا اللہ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں۔جو کہے وہ مشرک کوئی نہیں جانتا ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔؟

جواب:۔میں نے اس سے کہا آج کل سائنس نے اتنی ترقی کرلی ہے جس سے قرآن وحدیث سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی میں نے اس سے کہا یہ کہنا چاہیے کہ

اللہ کے بتائے کے بغیر کوئی نہیں جانتا اور جو چیزیں ہم سے غائب ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی عطا سے جانتے ہیں۔ مثلاً ہمارے کاندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں ہمیں نہ وہ نظر آتے ہیں نہ ہمیں انکا وزن محسوس ہوتا ہے۔ اور جنت و دوزخ سب ہم سے غائب ہیں اور یہ کہنا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالکل غیب نہیں جانتے اس کا صاف مطلب ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرشتوں کو جانتے نہ جنت و دوزخ کو یہ حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا ہی انکاری ہو جائے گا۔ تم غیب کا انکار کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے ہی انکاری ہو رہے ہو۔ پھر یہ حقیقت ہے کہ جس نبی و رسول کے زمانہ نبوت میں لوگوں نے جس قدر ترقی کرنی ہو اللہ رب العزت نبی و رسول کو ان تمام ترقی وکمال سے کہیں بلند شان دیکر بھیجتا ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں کے اوپر حاوی ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تمام حکیموں سے لاعلاج مریضوں کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے شفا دینا واضح دلائل قرآن حکیم نے بیان کیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ نبوت میں سائنس نے ترقی کی ایک آلہ کافروں نے تیار کیا جس کا نام الٹرا ساونڈ ہے وہ یہ بتا رہا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ پھر ہم کتنی دفعہ الٹرا ساونڈ کروا کر مشرک بن چکے ہیں۔ یقیناً کئی بار۔ یہ مادیات کی قوت و طاقت ہے پوری دنیا میں کثرت سے مسلمان الٹرا ساونڈ کروا کر کیا بن چکے ہیں کیا خیال ہے۔ تو جو ان سے کہیں بلند روحانیت ہے اسکا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ یقیناً یہ بات تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بے شمار علوم کے خزانے عطا فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ تمھیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

قارئین! غور فرمائیں یہ ملاں کہتے پھرتے ہیں جو عطائی علم غیب کا قائل وہ بھی مشرک کافر ہے، ہم اگر ان کے فتووں کو مان لیں تو پھر پوری دنیا میں رہنے والے سواد اعظم مسلمانوں میں کوئی بھی مسلمان نظر نہیں آئے گا اور بہت سے علماء محدثین صحابہ کرام، تابعین حضرات ان کے فتووں کی زد میں آ جائیں گے۔ اور ان کے بڑے بڑے پادری بھی محفوظ نہیں اگر ہم علم غیب مان کر کافر و مشرک ہیں تو کہنے والوں کے باپ کیوں نہیں جیسا کہ میں الحمد للہ لکھ چکا ہوں۔

لباس حضر میں یاں سینکڑوں راہزن پھرتے ہیں — جینے کی تمنا ہے تو پہچان پیدا کر
یاالٰہی یہ سادہ لوح مسلمان کہاں جائیں — یہ مولوی بھی عیاری یہ سلطانی بھی عیاری سے

دیوبندیوں کا خدا عزجل عالم الغیب نہیں (معاذ اللہ)

ان بدبختوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم غیب کیا ماننا ہے یہ تو ایسے جاہل ہیں کہ خدا کو بھی عالم الغیب نہیں مانتے چنانچہ

۱۔ تھانوی ترجمہ پ۲ س البقرہ آیت ۱۴۳ لکھتے ہیں۔ جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ترجمہ اشرف علی تھانوی پ۲ س البقرہ آیت ۱۴۳)

۲۔ محمود الحسن لکھتے ہیں کہ اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا۔

(ترجمہ محمود الحسن پ۲ س البقرہ آیت ۱۴۳)

۳۔ شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا

(ترجمہ شاہ عبدالقادر پ۲ س البقرہ آیت ۱۴۳)

اب غور کریں معلوم کون کرتا ہے جس کو پہلے علم نہ ہو تو واضح ہوا کہ دیوبندی خدا کو

بھی عالم الغیب نہیں مانتے۔انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ دشمنی تو کی ہی تھی لیکن خدا کو بھی معاف نہیں کیا اب مسلمان غور کریں ان لوگوں کا اسلام کیا اور ایمان کیا امام الوہابیہ کو بھی پڑھ لیجئے

سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے معلوم کر لیجئے یہ اللہ ہی کی شان ہے

(تقویۃ الایمان ص ۲۹ مطبوعہ میر محمد کراچی از اسمٰعیل دہلوی)

۴۔مولوی حسن علی دیوبندی شاگرد رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کرینگے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

(بلغۃ الحیران ص ۱۵۷،۱۵۸ مطبوعہ گوجرانوالہ)

معلوم وہ کرتا ہے جس کو پہلے علم نہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر آن ہر قسم کے علوم غیبیہ حاصل ہیں اور دریافت کرنے یا معلوم کرنے کا عقیدہ خدا کے بارے میں صریح کفر ہے۔ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر کرتے ہیں کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔

(شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱)

قارئین!اب فیصلہ آپ خود فرمائیں جن کا خدا بھی عالم الغیب نہیں نبی بھی نہیں تو وہ امام بنانے کے قابل ہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنی ہے۔چاہے اگر کافر ہو پڑھ لیتے ہیں چاہے آگے سکھ ہو چاہے دیوبندی وہابی۔

وہ چہرہ جن کا مومن کا مگر دل ہے ابو جہل ہے اُجلا جن کا تن گندی زبان سیرت ہے ان کی

حدیث نمبر ۷:امام بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہم سے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں قیامت تک ہونے والے تمام امور بیان فرمادیئے جس شخص نے اسے جانا اس نے جان لیا اور جس نے نہ جانا اس نے نہ جانا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۷ مطبوعہ کراچی)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آپ نے قیامت تک کے لئے جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بیان کردیا اگر آپ کو قیامت تک کا اور قیامت کے بعد میدان حشر و جنت و دوزخ کا علم نہیں تو یہ سب کچھ کیسے بیان کردیا۔ اگر کوئی وہابی یہ اعتراض کرے کہ اس وقت علم عطا ہوا بعد میں ختم ہو گیا ایک آن واحد کیلئے عطا ہوا تھا۔ جواباً عرض ہے کہ کون سی آیت کون سی حدیث ہے جسمیں یہ ہے کہ آپ کو یہ کمال پہلے ملا پھر معاذ اللہ چھین لیا گیا ورنہ کسی کے کہنے سے ایسا نہ ہوا نہ ہوگا۔ جب کہ قرآن حکیم پ ۳۰ س الضحیٰ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر آنیوالے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے یعنی ہر آن آپ کے فضائل و کمالات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حدیث نمبر ۲۔ امام ترمذی لکھتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا تو رب العزت نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی پھر فتجلالی کل شی و عرفت ہر چیز مجھ پر منکشف ہوگئی میں نے اس کو

جان لیا۔ ہذا حدیث حسن صحیح یہ حدیث صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ص ٦٦٤ طبع کراچی)

دوسری حدیث میں فرمایا میں نے جان لیا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے

(صحیح مسلم ج ٢ ص ٣٩٠)

(سنن ترمذی ص ٦٦٤ طبع کراچی)

یہ دونوں احادیث ملاحظہ ہوں مسند احمد ج ١ ص ٣٤٨، مسند احمد ج ٤ ص ٣٤٤، زرقانی شرح مواہب ج ٧ ص ٢٠٤۔ کنز العمال ج ١١ ص ٤٢٠

حاضر و ناظر کا ثبوت:۔

حاضر و ناظر کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسمی اعتبار سے آسمان پر ہے لیکن اپنی نورانیت کے ساتھ روئے زمین کے ہر گھر اور ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبوت کے آفتاب اپنے جسم اطہر، جسم بشری کے ساتھ گنبد خضریٰ میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور جس پر آپ کرم کرنا چاہیں اسکے گھر آپ جلوہ گری فرما سکتے ہیں۔ یہ قوت و طاقت اللہ نے انہیں عطا فرما دی ہے چند دلائل حاضر خدمت ہیں۔

آیت نمبر ١۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً

پ ٢٢ س الاحزاب آیت ٤٥

ترجمہ: اے نبی ہم نے بے شک آپکو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے

(ترجمہ تھانوی بیان القرآن)

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیامت کے روز دیگر گواہیوں کے ساتھ ساتھ اپنی امت کے تمام افراد کی نیکیوں اور برائیوں کی گواہی دیں گے۔ اب یہ واضح بات ہے کہ ہمارے اعمال کی گواہی وہی دے سکتا ہے جو ہم سے واقف ہو اور ہمارے اعمال سے بھی ورنہ گواہی قابل قبول نہیں ہوگی۔

نمبرا۔ آیۃ کریمہ کی تفسیر میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی جو کہ حکیم الامت تھانوی دیوبندی کے خلیفہ مجاز ہیں لکھتے ہیں "اس صفت کا ظہور حشر میں ہوگا جب آپکی شہادت پر آپکی امت کا فیصلہ ہوگا" شاہداً کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ آپ تمام امتوں کے رسولوں پر بطور شاہد پیش ہونگے کہ وہ ادائے رسالت کر چکے **قیلہ** المراد شاھداً علی جمیع الامم یوم القیامۃ بان انبیاء ھم قد بلغوھم الرسالۃ (روح)

اور مولانا رومی نے تو یہ بھی پہلو مراد لیا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو بندوں کے مختلف مراتب و منازل سے مطلع کر رکھا ہے۔

در پیش نظر بودش مقامات العبادء زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

(تفسیر ماجدی ص ۸۵۱ ج ۵ طبع تاج کمپنی لاہور۔ کراچی)

نمبر ۲۔ مفتی شفیع صاحب کراچی والے جو کہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی تھے

لکھتے ہیں اور امت پر شاہد ہونیکا ایک مفہوم عام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے سب افراد کے اچھے برے اعمال کی شہادت دیں گے۔

(زیر آیہ نمبر ۴۵ سورہ احزاب)

نمبر ۳۔ اسی سے ملتا جلتا مفہوم تفسیر عثمانی ص ۵۵۰ از شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا۔

نمبر ۴۔ دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی نے بھی موافقت فرمائی

(زیر آیہ نمبر ۴۵ سورہ احزاب طبع قرآن محل لاہور تفسیر معارف القرآن از کاندھلوی ج ۴ ص ۳۱۰)

نمبر ۵ وہابی عالم احمد حسن دہلوی نے بھی اتفاق کیا دیکھیں۔ احسن التفاسیر ج اص ۳۲۲ طبع المکتبہ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور

نمبر ۶۔ وہابیہ غیر مقلد حضرات کے پیشواء قاضی شوکانی نے بھی لکھا تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۲۸۸ طبع دار المعرفہ الطباعۃ والنشر بیروت لبنان

اگر ہم اہلسنت و جماعت یہ مانیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے اعمال کی گواہی دیں گے اور ہمارے اعمال کا مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں مشرک بن جائیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان دیوبندی وہابی حضرات کے بڑے اسی مسئلہ میں ہمارے ساتھ متفق ہوں تو وہ پکے مواحد رہیں آخر ہم نے ان مولویوں کی کوئی گائے تو نہیں چرائی ہم مشرک بنیں یہ مسلمان رہیں۔ ہوشیار رہوا ے مسلمانو! ان

دو غلے مولویوں کے کردار بھی دیکھیں تحریر بھی دیکھیں اور شرک شرک کے فتوے بھی۔ اگر ان مفتیوں کے متعلق میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔

نجد یا سخت گندی ہے طبیعت تیری کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کہ خاک کو جو ڑمٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری
نجد یا بہت گندی ہے طبیعت تیری

نمبر ۷۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں شاہدؑ (یعنی عالم وحاضر بحال امت وتصدیق وتکذیب ونجات وہلاکت ایشاں یعنی امت کے حال۔ ان کی نجات وہلاکت اور تصدیق وتکذیب پر حاضر اور عالم)

(مدارج النبوت ج۱ص۲۶۰)

معنی شہادت:۔

علامہ راغب الاصفہانی فرماتے ہیں۔ والشہادۃ قوما واعن علم حصل بمشاہدۃ بصیرۃ اوبصر۔

بصیرت سے آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے جس چیز کا علم حاصل ہوتا ہے اسکی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں

(مفردات القرآن مترجم ج۱ص۵۵۶ طبع لاہور)

یہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں گواہ وہی ہوتا ہے جس نے پورے واقعہ کو دیکھا ہو ورنہ گواہی ناممکن ہے جیسا کہ جلیل القدر علماء سے واضح ہو چکا ہے ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے اعمال واحوال پر حاضر وناظر ہیں تب ہی آپکی گواہی معتبر ہوگی یہ کیسے ممکن ہے ہم دنیا میں یہ اصول اپنائیں کہ گواہی وہی

دے گا جس نے پورے واقعہ کو دیکھا ہو تو جس کو اللہ رب العزت گواہ بنائے وہ بغیر مشاہدہ کے گواہی دے تو یہ اعتراض حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی ذات پر ہے کہ اس نے جھوٹے گواہ بنا رکھے ہیں معاذ اللہ جو بغیر دیکھے گواہی دیتے ہیں۔ مولویو توبہ کرلو ورنہ ہم کہیں گے۔

اس گستاخ بے ادب ٹولے کو بتا دے اے حسن یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان مصطفی ﷺ

دلیل نمبر ۱۔ شیطان ملعون آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر قرآن مجید میں ہے۔

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

پ ۸ اعراف آیت ۱۷

ترجمہ:۔ پھر ان پر آوں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں سے شکر گزار۔

(ترجمہ محمود الحسن دیوبندی ص ۱۹۶)

دلیل نمبر ۲۔ حدیث ترجمہ: بے شک شیطان ابن آدم میں خون کی طرح دوڑتا ہے (الحدیث) اب اس آیت وحدیث پر غور کریں تو بخوبی معلوم ہوگا کہ اکیلے ابلیس لعین میں یہ قوت اللہ نے رکھی بے شمار انسانی مخلوق میں سے ہر ایک کی راہ میں بیٹھے اور ان پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو۔ اگر ابلیس لعین میں آن واحد میں متعدد مقامات پر موجود ہونیکی قوت ماننا شرک نہیں تو اور کوئی مولوی

شیطان کے خلاف نہیں کہتا کہ وہ ہر جگہ نہیں یا انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور ہر انسان کی رگوں میں خون کی طرح نہیں دوڑتا ہے سب ہی خاموش لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ مردود میں تو یہ قوت ہو تو جو اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اس میں ایسی قوت مانیں تو خدا کی توحید ان مولویوں کو بگڑتی ہوئی نظر آئے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ ان مولویوں کا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اگر ایمان ہوتا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر اعتراض نہ کرتے جبکہ یہ بات ہے کوئی انسان امریکہ میں کوئی افریقہ میں کوئی سعودی عرب میں تو کوئی پاکستان میں ہے تو یہ ملعون ہر ایک کے پاس جاتا گمراہ کرتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس مردود نے یہ دعویٰ خدا کی بارگاہ میں کیا

جیسا کہ پ ۸ الاعراف آیت نمبر ۱۸ میں مذکور ہے لیکن اس کے اس دعویٰ کو رد نہیں کیا کہ تو ہر انسان کو گمراہ نہیں کرے گا بلکہ فرمایا میرے نیک بندے تیرے جال میں نہیں آئیں گے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شیطان مردود آن واحد میں ہر انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور ہر جگہ پہنچ بھی جاتا ہے خدا نے اسکو یہ مہلت دے دی ہے ارے کم بختو مان جاؤ کہ اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان اس مردود سے کہیں بڑھ کر ہے اور اللہ عزوجل نے یہ قوت دے دی ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۔ فرشتہ ملک الموت حاضر و ناظر ہے

ملک الموت حاضر و ناظر ہر میت کے پاس ہوتا ہے روح نکالتا ہے دیکھیں پ ۲۱ س السجدہ آیت ۱۱ تو کہ قبض کر لیتا ہے تم کو موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

اور منکر ونکیر فرشتے ہر قبر میں سوال و جواب کیلئے حاضر ہوتے ہیں جبکہ پوری دنیا میں اربوں انسان رہتے ہیں اور ایک ہی وقت میں متعدد انسان لقمہ اجل بنتے ہیں۔کوئی امریکہ میں تو کوئی عرب میں تو کوئی پاکستان میں حتی کہ مختلف ممالک میں مرتے بھی ہیں اور مختلف مقامات پر قبریں بھی بنتی ہیں ملک الموت، منکر ونکیر حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں تو جو ان کے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں تمام مخلوقات کے نبی سردار صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں ان کے حاضر و ناظر ہونے پر کیوں اختلاف ہے۔

دلیل نمبر ۴: سوال اعتراض:

سرگودھا کی تحصیل بھلوال میں گاؤں بدین کے ایک دیوبندی ماسٹر صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں (معاذ اللہ) میں نے جواب میں کہا

الجواب:۔

جناب آپ حاضر و ناظر ہو جائیں اور لوگ حاضر و ناظر ہو جائیں تو کوئی اعتراض نہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر کیوں

اعتراض ہے۔ کہنے لگے کیسے؟ میں نے کہا ٹی وی کے ذریعہ حج کرتے ہوئے حاجیوں کو دیکھا ہے کہنے لگے جی دیکھا ہے میں نے کہا مزید پوری دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے اچھے برے حالات واقعات بھی ٹی وی پر اکثر لوگ دیکھیں اور سنیں اور ریڈیو کے ذریعے سنتے بھی رہتے ہیں۔ اگر ہم غور کریں دور دراز کے علاقوں کی باتیں عام انسان سنیں اور دیکھیں یہی تو حاضر و ناظر کا مفہوم ہے۔ ارے کافروں نے آلے تیار کیے جن سے ہم سن اور دیکھ سکتے ہیں یہ مادی چیزیں ہیں انسان کی تیار کی ہوئی ان میں یہ قوت و طاقت ہے لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شانوں سے نوازا ہے اپنے قربِ خاص سے بھی نوازا، امام الانبیاء بنایا اور روحانیت کا مرکز و محور بنایا ان میں یہ طاقت کیوں نہیں کہ وہ مدینہ شریف میں اپنے مزار پرانوار میں جلوہ گر ہوتے ہوئے پوری دنیا کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ارے مولویو! مان جاؤ تم اپنے گھروں میں بیٹھ کر مکہ مدینہ میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کروا اور وہ نہ کریں کچھ انصاف کرو خدا کا خوف کرو۔ اب احادیث پر ایک نظر ڈال لیں

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

دلیل نمبر ۵۔

حدیث نمبر ا۔

عن ثوبان ان نبی اللہ صلی للہ علیہ والہ وسلم قال ان اللہ ذوی ا

لی الارض فرئیت مشارقھا و مغاربھا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ کتاب لفتن طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا پس میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

اس حدیث شریف پر غور کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر چیز کا مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۶۔ مزید اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى ؕ

اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمھارے لئے ہر آنیوالی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔

(پ ۳۰ ضحیٰ آیت ۴)

اس آیت کی تفسیر میں وہابی مولوی لکھتا ہے۔ تیری ہر آخری گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی ہر آن تیری ظاہری و باطنی ترقی ہوگی۔

(تفسیر ثنائی ج ۴ ص ۱۶۸ مطبوعہ سول لائن سرگودھا)

دیوبندی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں یعنی آپکی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔

تفسیر عثمانی ص ۷۷۸ مطبوعہ لیاقت صدر کراچی

واضح ہوا کہ اللہ رب العزت نے جو شان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دی وہ واپس نہیں لی بلکہ مزید مقام بلند ہوتا جارہا ہے۔

دلیل ہے۔

تو آپ پوری دنیا میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں

حدیث ترجمہ :۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا ہے تو میں نے اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

(زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۰۴)

اس حدیث شریف کو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما سے تین محدثین نے روایت کیا ہے۔

نمبر ۱ نعیم بن حماد نمبر ۲ امام طبرانی نمبر ۳ ابونعیم صاحب حلیۃ نے اور صاحب کنزالعمال نے دوسری جگہ اسی حدیث کو ج ۱۱ ص ۳۷۸ پر بھی روایت کیا ہے سبحان اللہ کیا عظمت وشان ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی، فرمایا بے شک یعنی اس بات میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے میں سب کو مثل کفِ دست دیکھ رہا ہوں اور صیغہ مضارع کا بولا تاکہ ان مولویوں کے وہم نکل جائیں جس طرح ہتھیلی کو دیکھنے میں اور کنارے میں دیکھنے میں کوئی فرق نہیں یوں ہی مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوتے ہوئے مشرق ومغرب شمال دجنوب بحروبر کو دیکھنے میں کوئی فرق نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ سید العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم امریکہ، افریقہ، جاپان، روس، آسٹریلیا، ہند، سندھ پاکستان، چین، افغانستان الحاصل دنیا کے ہر ملک ہر صوبے ہر شہر ہر قوم ہر قبیلہ کو بیک وقت اللہ عزوجل کی عطا سے دیکھ رہے ہیں۔ دلائل تو اور بھی ہیں بس انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے   کل نہ مانیں گے قیامت میں
گر مان گیا

اختیارات مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ثبوت

بندیالوی نے اختیار ماننے والوں کو مشرک کہا اپنے امام الوہابیہ کی اتباع کرتے ہوئے ان کا امام لکھتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۵ مطبوعہ کراچی)

مزید اپنے اندر کا گند نکلا۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

(تقویۃ الایمان ص ۴۳ مطبوعہ کراچی)

پھر اس پر بس نہیں بلکہ ماننے والے کو مشرک کہا جاتا ہے حوالہ اوپر دیکھیں

مختار کل کا مفہوم:۔ مختار کل کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے پاس جو بھی قوت واختیار ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اس کی عطا اور بخشش کے بغیر کوئی مخلوق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمیت نہ تو ایک ذرہ کی مالک ہے نہ ہی کسی چیز کے مختار۔ لیکن مختار کل یہ مفہوم ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو الوہیت سمیت ہر طرح کا اختیار حاصل ہے معاذ اللہ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے خاتم النبین ہونے کی حیثیت سے اپنے دائرہ کار کے اندر تمام اختیارات حاصل ہیں۔

دلیل نمبر ا۔

آیت: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

پ۵ النساء آیت ۶۵

ترجمہ:۔ تو اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمھارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے آپ کے جھگڑوں میں تمھیں حاکم نہ بنائیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا

پ۲۲س الاحزاب آیت ۳۶

ترجمہ: اور نہ کسی مرد نہ کسی عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا۔

پ۲۲س الاحزاب آیت ۳۶

اس پہلی آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔ جب نزول پر غور کریں تو واضح ثبوت ہو جائے گا۔ دوسری آیۃ کریمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ امر وجوب کیلئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں اور ہر مومن کی جان کے بھی مالک ہیں اور آپ کا حکم ماں باپ کے حکم سے زیادہ اہم

ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم بھی اللہ عزوجل کا حکم ہے غیر کا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس چیز سے منع فرمادیں اس سے رکنا کیوں ضروری ہے اسکی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل ۲ حدیث:۔ **انّ ماحرّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مثلُ ماحرّم اللہ ۔**

سنن ابن ماجہ شریف ص ۳ باب ۲ طبع احیاء السنۃ النبویہ سرگودھا
مشکوۃ شریف ص ۲۹ کتاب الایمان الفصل الثانی
اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۵۵ مترجم طبع لاہور

ترجمہ: بے شک جس چیز کو اللہ عزوجل کے رسول نے حرام فرمایا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا ہو اس حدیث کو دنیائے وہابیت کے سب سے بڑے محدث ناصر الدین البانی نے صحیح کہا

(صحیح ابن ماجہ ص ۷)

تین نمازیں معاف کردیں

دلیل نمبر ۳

حدیث: تین نمازیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معاف کردیں اپنے اختیارات سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ فضالہ بن عبید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سکھایا مجھے تو یہ بھی کہ محافظت کر پانچ نمازوں پر میں نے کہا ان وقتوں میں مجھے بہت کام ہوتے ہیں تو ایک ایسی بات بتلایئے جب میں اسکو کروں کافی ہوجائے تو آپ نے فرمایا محافظت کر عصرین پر ہماری زبان میں عصرین مروج نہ تھا میں نے پوچھا عصرین کیا ہے فرمایا دو نمازیں ایک قبل

طلوع آفتاب کے ایک قبل غروب آفتاب کے (یعنی فجر اور عصر کی نمازیں)

سنن ابی داؤد شریف ج ا ص ۲۰۵ مترجم کتاب الصلوۃ باب المحافظۃ علی الصلوت

سند صحیح حدیث ھے اس حدیث کے متعلق البانی صاحب لکھتے ہیں
"صحیح"

(صحیح سنن ابوداؤد ج ا ص ۸۴)

دلیل ۴:۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث شریف کی شرح میں ایک دیوبندی عالم خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں امام احمد اپنی مسند میں فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی شعبۃ نے قتادہ سے انہوں نے نصر بن عاصم سے انہوں نے قبیلہ کے ایک آدمی سے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھا کریگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس شرط کو قبول فرمایا۔ اس حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے تین نمازیں معاف فرمادیں تھیں۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپکو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جسے چاہیں جو حکم ارشاد فرمادیں اور جسے چاہیں جو واجب چاہیں ساقط فرمادیں جس طرح کہ میں نے اس مسئلہ کو کتاب الخصائص میں بیان کردیا ہے پس یہ بھی اسی سے ہے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جس مبہم مرد کی روایت بیان کی ہے وہ فضالۃ ہی ہیں اس لئے کہ وہ بھی لیثی ہیں اور نصر بن عاصم بھی لیثی ہیں اس لئے فرمایا عن رجل منھم اپنے قبیلہ سے ایک مرد سے

(بذل المجهود فی حل ابی داود ج ۱ ص ۲۴۸ طبع مکتبہ قاسمیہ ملتان عارف کمپنی مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۵)

اس حدیث شریف سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نمازیں سب ضروری ہیں مگر عصر اور فجر سب سے ضروری ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ''گھر کو لگ گئی آگ گھر کے چراغ سے'' کے مترادف ہے۔

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ یہ مولوی تو شرک شرک کہتے نہیں تھکتے لیکن اس سہار نپوری نے ان سب کی ناک کاٹ دی اوران کی محنتوں پر پانی پھیر دیا یہ مان کر کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اختیار حاصل ہے جو چاہیں واجب ساقط کر دیں یا فرض ساقط کر دیں۔

لو جناب چور پکڑا گیا

دلیل نمبر ۶:

پاک و ہند میں وہابیت کے معمار اول اور اپنے زعم باطل میں شرک کی قینچی لے کر ہر ایک مسلمان کو کترنے والے اپنی ہی قینچی سے کترے گئے۔ اختیار کے متعلق ان کے فتوے گزرے اب وہی فتوے ان پر فٹ کر لیجئے اور جہنم کی طرف شرک عظیم کے مجرم بن کر جاتے دیکھئے۔ میری مراد ہے شاہ اسماعیل دہلوی

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ومجاز ہوتے ہیں اوران بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے معنی اسی کلام کا یہ ہے کہ عرش سے

فرش تک ہمارے مولد کی سلطنت ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۳۹ مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام لاہور

خداوند قدوس کے نائب کی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تشریعی اختیارات بھی حاصل ہیں اور تکوینی بھی۔

دلیل ۷: شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بات کا اختیار ہے کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں اور احکام آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد تھے۔ صحیح بات یہی ہے۔

اشعۃ اللمعات ج اص ۶۰۹ در مطبع ایم ڈی مصر کتاب کتاب الصلوۃ

باب الاضحیۃ الفصل اول مترجم ج ۲ ص ۶۱۶ طبع لاہور

شیخ عبدالحق کا مقام:۔

دلیل ۸:۔ ان کے بارے میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں چونکہ شیخ عبدالحق بڑے محدث ہیں اس لئے انہوں نے جو دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی ہونگی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لئے انکا یہ قول قابل قبول ہے۔

اشرف الجواب ص ۳/۵۵۱

نیز کہتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اسی دولت سے مشرف تھے اور صاحب

حضوری تھے

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۶ ملفوظ نمبر ۵ مطبوعہ تھانہ بھون ج ۹ ص ۱۰۰ مطبوعہ ملتان)

جن کا اتنا بڑا مقام ہے وہ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مختار بھی مانتے ہیں حاضر وناظر اور علم غیب کے بھی قائل ہیں یہ بعد میں آنے والے جاہل پتہ نہیں کس نسل سے ہیں۔ ان سب باتوں کو شرک کہتے ہیں نہ قرآن وحدیث کا خیال نہ اتنے بڑے جلیل القدر محدثین کا حیاء نہ جہنم کا خوف نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اللہ عزوجل کے ناراض ہو جانے کا ڈر۔

دلیل نمبر ۹۔ چنانچہ شیخ محدث لکھتے ہیں۔ مذہب مختار (یہی ہے) کہ احکام نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں جس کے لئے چاہیں نہ کریں اور جس کیلئے چاہیں تخصیص فرمادیں۔

اشعۃ اللمعات ص ۱۲۳ ج ۴ طبع لکھنوایم ڈی مصر کتاب الآداب باب الشفقۃ الفصل الثانی

سورج پلٹے الٹے پاوں چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

نمبر ۱۰۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیار کے بارے میں ایک مستقل عنوان قائم فرمایا ہے۔ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بانہ، یخص من شآء بماشاء من الاحکام۔ دیکھیں خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ مترجم ج ۲ ص ۶۲ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور باب نمبر ۴۰۹

ترجمہ:۔ آپکی یہ خصوصیت ہے کہ آپ جس عورت کا جس مرد سے چاہیں اس کے والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کر دیں۔

شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ صحیح اور مختار مذہب یہی کہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد ہیں جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں اور وہی کام دوسرے کے لئے جائز قرار دیں اور اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے کہ تتبع کرنے والے پر مخفی نہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر شریعت بنا کر ساری اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد کر دی۔

مدارج النبوت ص ۱۸۳ ج ۲ فارسی

مترجم ج ۲ ص ۲۶۰ طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور باب غزوہ بنو قریطہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

نمبر ۱۱ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ترجمہ:۔ گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث میں سے ایک فائدہ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام میں جس ذات کی طرف رجوع کیا جائے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی ذات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کسی امتی کو کسی حکم کے ساتھ خاص فرماتے ہیں اور اسی بات سے دوسرے کو منع فرما دیتے ہیں خواہ کوئی عذر نہ بھی ہو۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۱۶

دلیل نمبر ۱۲ امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ خاصہ شمار کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جسے چاہیں جو چاہیں خاص فرما دیں۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۳۲۳

اسی طرح امام قسطلانی و امام نووی و علامہ عبدالوہاب شعرانی تمام جلیل القدر محدثین نے یہی لکھا۔ مخالفین میں سے نجدی شیخ حافظ ابن تیمیہ و نواب صدیق

حسن خان و حسین بٹالوی اور مولوی مودودی وغیرہم نے بھی لکھا ہماری تائید کی۔
اب میں دیوبندی حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ اتنے جلیل القدر علماء ومحدثین قرآن وحدیث کو صحیح نہ سمجھ سکے اب تم صحیح سمجھے اور تم لوگوں نے بس شرک شرک کہنا سیکھا ہے اللہ تم کو ہدایت عطا فرمائے دلائل کا الحمدللہ عزوجل ایک انبار لگایا جاسکتا ہے لیکن اختصار کے پیش نظر علماء ومحدثین کی آرا پیش کیں۔

جنهیں وهابی اپنا پیشواء کهتے هیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں، زبور میں تو صراحت سے آپ کا اسم مبارک بھی آچکا ہے جو سارے احتمالات اور شبہات کی بیخ کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس زبور میں جو یہود کے پاس محفوظ ہے یوں تحریر ہے صرف ترجمہ پڑھیے۔ اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی تلوار حائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے۔ سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور پاکی بولنے سے احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔

تحفہ اثناعشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان انبیاء علیہم السلام ص ۱۴۹ طبع سہل اکیڈمی لاہور

مترجم تحفہ اثناعشریہ ص ۳۳۵ طبع دارالاشاعت کراچی

واضح کر دیا شاہ صاحب نے اور سب جھوٹوں کو کہا خبردار اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم مالک و مختار ہیں ساری زمیں اور تمام امتوں کے لہذا گندے عقیدے سے توبہ کرلو۔

حدیث نمبر ۳ ۔ امام بخاری نقل کرتے ہیں۔ یقین کرلو کہ زمین کے مالک

اللہ ورسول ہیں

صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اخراج یسود ج ۱ ص ۴۴۹ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی

حدیث نمبر ۴: لکھتے ہیں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میں سو رہا تھا کہ تمام خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب قول ابی عبداللہ ۲ ص ۱۰۸۰ طبع کراچی

ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ نے تمام خزانوں کا مالک ومختار بنایا ہے۔

حدیث نمبر ۵: حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنادیا اور اسکے ساکنوں کیلئے دعا فرمائی اور بے شک میں نے مدینہ منورہ کو حرم کردیا جس طرح انہوں نے مکہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اسے دو گنا برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کیلئے کی تھی

صحیح بخاری کتاب البیوع۔ باب برکۃ صاع ج ۱ ص ۲۸۶ طبع کراچی

حدیث نمبر ۶: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

شرح معانی الآثار۔ کتاب الصید ج ۲ ص ۳۴۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو احکام شرع

سپرد کر دیئے ہیں جس کو چاہیں اپنے اختیارات سے حرام کر دیں یا جائز رکھیں اور پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں دوگنا برکتیں ہیں۔

لیکن وھابیوں کے پیشواء نے ظلم کی انتہا کردی

کسی فرشتے اور پیغمبر کو بھی کسی چیز کا اختیار نہیں دیا ہر چیز اپنے اختیار میں رکھی (معاذ اللہ)

نیز لکھتے ہیں پیغمبر کو خود اپنی جان کا کچھ اختیار نہیں (معاذ اللہ)

تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ص ۳۵۴، ۳۴۹ از اسمعیل وہابی طبع میر محمد کتب خانہ کراچی

زبان پر نعرہ توحید دل ایمان سے خالی رہے کلمہ لب پر اور دل میں کدورت رسول کی

نیز لکھتے ہیں

جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں

تقویۃ الایمان ص ۴۳ طبع میر محمد کتب خانہ کراچی

یہ ہیں بندیالوی اور ان کے پیشواؤں کے گستاخانہ کلمات جو یہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کی بے ادبی کرتے ہوئے بولتے اور لکھتے ہیں لیکن یہ بے چارے قرآن وحدیث سے اتنے جاہل اور کورے ہیں کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کس شان سے نوازا ہے اور کس طرح مالک و مختار بنایا ہے جو کچھ آپ فرما دیں وہی خدا کا قانون ہے اور حکم شریعت کہلاتا ہے پڑھیے

حدیث نمبر ۷: علامہ ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہے جب ان کے شوہر اول حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

شہید ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسماء سے فرمایا کہ تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

کنز العمال رقم الحدیث ۲۷۸۲۰ ج ۹ ص ۴۵۰ طبع

الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ ذکر جعفر بن ابی طالب ج ۴ ص ۱۴۱ طبع بیروت

یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اختیار قرآن وحدیث میں حکم اس عورت کو جس کا خاوند فوت ہو جائے اس پر سوگ چار مہینے اور دس دن واجب ہے۔

پ۲ س البقرہ ۲۳۴ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۱ طبع نور محمد کراچی

لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی تخصیص فرمادی۔

حدیث نمبر ۸ : حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہوا عرض کی میں نے روزہ توڑ بیٹھا اپنی بیوی سے نزدیکی کر کے۔ فرمایا غلام آزاد کر عرض کی نہیں کر سکتا ہے فرمایا لگا تار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے عرض کی نہیں۔ فرمایا بیٹھ جا اتنے میں ایک شخص خرمے خدمت اقدس میں لایا آپ نے فرمایا یہ لے جا انہیں خیرات کر دے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ عرض کی میرے سے زیادہ مدینے میں کوئی محتاج نہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ سن کر مسکرائے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

بخاری شریف کتاب الصوم ج ۱ ص ۲۵۹ و ۳۰۴ طبع قدیمی کراچی

صحیح مسلم کتاب الصیام ج اص ۳۵۴ طبع کراچی

سنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کفارۃ الفطر رقم الحدیث ۷۲۴ ج ۲ ص ۱۷۵

سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب کفارۃ ج اص ۳۲۵ طبع آفتاب عالم پریس لاہور

اور بے شمار احادیث کی کتب میں یہ حدیث موجود ہیں

ارے جاہل وہابیوں دیکھ لو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اختیارات روزہ توڑنے کا کفارہ بیان کیا گیا حدیث شریف اور فقہاء احناف کے مطابق واجب ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے محض اپنے اختیار سے اپنے صحابی کی تخصیص فرمادی اب بھی تم نہ مانو تو خدا ہی تمھیں ہدایت دے سکتا ہے ہم نے الحمدللہ اپنا فرض ادا کردیا۔

وھابی ھونے کا ثبوت

کیا دیوبندی وہابی نہیں:۔

بندیالوی صاحب کی کتاب سے کئی جگہ یہ اشارۃ لکھا ہوا ہے ہم دیوبندی ہی اہلسنت و جماعت ہیں بلکہ کئی جگہ واضح ہے کہ اہلسنت ہیں

کربلا اور اسکا پس منظر ص ۱۳۲ از بندیالوی

اور جناب یونس انور صاحب جو کہ شہدا مسجد میں خطیب ہیں انہوں نے اس کی تقریظ لکھی ہے اور وہ ناظم اعلیٰ جمیعۃ اشاعۃ التوحید والسنہ ہیں۔اسی طرح ان دیوبندی وہابی حضرات نے اب اپنی مساجد پر بورڈ اہلسنت حنفی کے لگانے شروع کردئے ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے ایسا کرنے کی ضرورت ان کو اس لئے پیش آئی ہے کہ عوام چونکہ سمجھتے اور جانتے ہیں کہ دنیا میں سچا مذہب اہلسنت و جماعت ہے اس لئے انہوں نے بورڈ لگانے شروع کردیئے تاکہ ہم عوام کو صحیح

طرح الو بنائیں جب عوام سنی سمجھ کر آئیں پہلے جو پکے وہابی ہیں وہی آتے ہیں بورڈ لگانے سے سب آئیں گے اپنے جلسوں میں بھی اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے ہیں تاکہ انہیں گمراہ کریں۔ ہم تو پہلے ہی اہلسنت و جماعت اور وہی عقائد جو ائمہ اہلسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہیں ان پر گامزن ہیں اب میں یہ واضح کرونگا کہ ان دیوبندی حضرات کا یہ دوغلا پن ہے حقیقت میں انکا اہلسنت و جماعت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ۔ یہ وہابی ہیں ان کے بڑے سب مانتے کہتے اور لکھتے ہیں ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔

نمبر ۱۔ جن دنوں دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی صاحب کانپور کے مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے۔۔۔۔ محلّہ کی کچھ عورتیں فاتحہ دلانے مٹھائی لے کر آئیں تو تھانوی صاحب نے کہا ۔ بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں (ہمارے ہاں) فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو۔

اشرف السوانح جلد ا ص ۴۸ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

نمبر ۲۔ دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب کہتے ہیں خود اپنے متعلق ہم بڑے سخت وہابی ہیں

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۲۰۲۔ طبع فیصل آباد۔

نمبر ۳۔ امیر دیوبندی تبلیغی جماعت مولوی زکریا صاحب کا فراخدلانہ اقرار و اعتراف کہ ہم وہابی ہیں۔ مولوی منظور صاحب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۲۰۴ طبع ملک سنز فیصل آباد تالیف سید محمد ثانی حسنی دیوبندی

نمبر ۴۔ اقرار پر اقرار:

مولانا تھانوی بڑے ہی حسرت بھرے انداز میں فرماتے ہیں اور اپنی ذہنی فکری، قلبی وہابیت کا اقرار و اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو میں سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں۔

الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۶۷ الافاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۵۰

ملفوظ نمبر ۳۶۲ طبع تالیفات اشرفیہ ملتان

تعارف:۔ اس موضوع پر مزید لکھنے سے پہلے وہابی مذہب کا تعارف لکھتا ہوں پڑھیں یہ مذہب شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دشمن اسلام مسیلمہ کذاب کی قوم نجدی سعودیوں کی سازش سے پیدا ہوا تھا۔ اس مذہب کے امام شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس مذہب کو خارجی اصولوں پر استوار کر کے ۱۱۴۳ھ میں رائج کیا اور اس کے ابتدائی عقائد ابن حزم ظاہری و ابن تیمیہ غیر مقلد و ابن قیم جوزی جو اپنے وقتوں میں پیدا کر چکے تھے مگر ان کو باقاعدہ مرتب کر کے ایک مستقل مذہب کی شکل میں شیخ محمد نے ہی شائع کیا تھا اس لئے یہ مذہب اسی کی طرف منسوب ہو کر وہابی کے نام سے مشہور ہو گیا اس ثبوت میں ایک مایہ ناز عربی مؤرخ سید دحلان کی تحقیقات کا ایک اقتباس کافی ہے۔ لکھتے ہیں یعنی اس وہابی مذہب کے بانی ابن عبدالوہاب نے اپنا وہابی مذہب ۱۱۴۳ھ میں ایجاد کیا پھر یہ مذہب ۱۱۵۰ھ میں خوب مشہور ہو گیا اس مذہب کو سب سے اول قبول کرنے اور اس کی تبلیغ میں سرگرم ہونے والے بانی اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی قوم کے سعودی نجدی تھے انہیں شاید اپنے قومی مقتداء مسیلمہ کذاب کے صحابہ کرام کے ہاتھوں مارے جانے کی وجہ سے مسلمانوں سے سخت دشمنی بھی تھی جب ابن عبدالوہاب نے تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر

ان کا قتل حلال قرار دیا تو سعودیوں کو مسلمانوں سے جنگ کا نادر موقع ہاتھ آگیا اور وہ سب کے سب اسکا مذہب قبول کر کے وہابی ہو گئے اور توحید کی آڑ میں وہابیوں کے علاوہ سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی کہہ کر ان سے جنگ لڑنے اور ان کے قتل کے لئے آمادہ ہو گئے شیخ محمد بن عبدالوہاب قبیلہ بن تمیم سے ۱۱۱۱ھ میں بمقام تمیمیہ ملک نجد میں پیدا ہوا (جسے آجکل الریاض کہا جاتا ہے) اس کی وفات ۱۲۰۶ھ میں بتائی جاتی ہے۔

فتوحات اسلامی مصنف سیّد دحلان مفتی مکہ معظمہ ج ۲ ص ۲۰۶ سطر ۲۳ مطبوعہ ہرات۔

دیوبندی مذہب ص ۱۲۸، ۱۲۹ مطبوعہ لاہور از محمد عاصم سفرنامہ ارض القرآن ص ۱۱۳

یہ ہے ان دیوبندیوں وہابیوں کا پیشواء جس نے تمام مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہہ کر انکا قتل کرنا حلال کہا اور اس بدبخت کی پھیلائی ہوئی شرارتوں کو آج تک دیوبندیوں وہابیوں نے اپنایا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر دہشت گردی کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں اب ان نجدی ملاؤں کا دہرا معیار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کی آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔

جواب:۔ ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب مختار نے فرمایا ہے اور خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام علی (رضی اللہ عنہ) کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔۔۔ ان کا حکم باغیوں کا ہے۔۔۔

اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب نجدی کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگران کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علمائے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے ان کی شوکت توڑ دی۔

المہند ص ۱۹ مطبوعہ دیوبند۔

نمبر۲۔ دیوبندی حضرات کا تازہ رسالہ چراغ سنت میں لکھا ہے اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم سے ہیں۔

چراغ سنت قصوری ص ۱۳۳۔

نمبر۳

اس نجدی کے عقائد پر کلام کرتے ہوئے مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں۔ زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم وحضوری آستانہ شریف وملاحظ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا ممنوع جانتا ہے۔

شہاب ثاقب ص ۴۶ مطبوعہ میر محمد کراچی

نمبر۴۔ نیز لکھتے ہیں شان نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مستقل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔۔۔۔۔ان کے بڑوں کا مقولہ ہے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد) کہ

ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوۃ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے تو کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے (معاذ اللہ)

یہ عقائد شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اور ان کے پیروکار وہابیوں کے ہیں۔

شہاب ثاقب ص ۵۶، ۵۷ از مولوی حسن احمد دیوبندی مطبوعہ قاسمی دیوبندی وص ۴۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی

میں نے اپنے قاری حضرات کو بتانے کیلئے مختصر تعارف وہابی دیوبندی مذہب اور ان کے کفریہ عقائد کو واضح کر چکا کہ یہ ایسے دو غلے ملاں ہیں خود لکھتے ہیں کہ وہابی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور خود بھی انہی گستاخوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں یوں دین میں بھی فسانے تلاش کرتے ہیں یہ فتنہ گر تو بہانے تلاش کرتے ہیں۔

یہ بھی پڑھیے جو شخص آپ کا ادب کرے وہ پکا بے ایمان اور جو شخص آپکی بے عزتی کرے وہ پکا مومن مسلمان ہے۔ چنانچہ تھانوی لکھتے ہیں۔

نمبر ا۔ بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان۔

افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۷۴ ملفوظ نمبر ۵۵ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

نمبر ۲۔ وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۷۰ از تھانوی دیوبندی

دیوبندی مذہب اور تھانوی اصول سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادب کرنیوالا شخص بے ایمان ہے کیونکہ تھانوی نے با ادب کو بے ایمان قرار

دیا ۲۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے ادبی کرے وہ پکا مومن ہے کیونکہ تھانوی نے بے ادب کو باایمان کہا

۳۔ جو شخص سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفت وثنا کر رہا ہے اور ادب کی تلقین کرتا ہو سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے کیونکہ تھانوی کے نزدیک آپ کا ادب بدعتی ہی کرتے ہیں اور یہی ان کے بدعتی ہونے کا سبب ہے۔

۴۔ جو شخص سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہو اور گستاخ ہو اور بدگوئی اور سب شتم کرے اور بے ادبی کی تلقین کر رہا ہو سمجھ لو کہ وہ وہابی دیوبندی ہے کیونکہ تھانوی کے فیصلہ سے آپ کی توہین وہابی ہی کرتے ہیں۔ اب غور کریں یہ کتنے خطرناک قسم کے لوگ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کرنے کو ایمان سمجھا ہوا ہے۔ آیئے قرآن پر نظر ڈالیں ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن وحدیث ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُم

ترجمہ تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں سے ہے

پ۶ المائدہ آیت ۱۵

وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

ترجمہ: اور جب کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو

پ۷ الانعام آیت ۶۸

اس آیت کے حکم میں ہر کافر ومبتدع اور فاسق داخل ہیں ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں

تفسیر احمدیہ تحت آیہ مطبوعہ انڈیا ص ۳۸۸

بدمذہبوں، کافروں، منافقوں سے میل جول محبت و مورت نہ کرنے کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔ ملاحظہ ہو پارہ ۱۲ ع ۱۰ سورہ ہود آیت ۱۱۳، و آیت ۱۱۸ پ ۴ ع ۳ س ال عمران وغیرہ

حدیث نمبر ا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے ج ا ص ۱۰ مطبوعہ کراچی

ترجمہ ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

ابن حبان وطبرانی کی حدیث میں ہے

ترجمہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے پاس نہ بیٹھو ان سے رشتہ نہ کرو وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاو مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاو نہ ان کی نماز پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

ان وہابیوں کے بارے میں علمائے حرمین شریفین نے فرمایا وہابیہ ضروریات دین کے منکر اللہ اور رسول کی جناب میں توہین کرنے والے ہیں اور قطعاً کافر ہیں۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جس نے ان کے کفر و عذاب میں شک بھی کیا وہ بھی کافر ہے۔

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ص ۱۳ مکتبہ نبویہ لاہور۔

ادب کیا صحابہ نے!!

ان وہابیوں کے عقائد پڑھ لینے کے بعد ان کے بے ادب اور گستاخ ہونا واضح ہوا اور اب صحابہ کرام علیھم الرضوان کی طرف نظر کیجئے وہ کتنا ادب کرتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پانی نیچے نہ گرنے دیتے تھوک مبارک پھنکتے تو وہ بھی کسی نہ کسی کے مبارک ہاتھ پر گرتا ناک مبارک صاف کرتے تو وہ بھی زمین پر نہ جانے دیتے۔

بخاری شریف ج ا ص ۳۳۴ ابواب سترۃ المصلی مطبوعہ المکتبۃ العربیہ اقبال ٹاون لاہور۔

بخاری شریف ج ا ص ۲۱۴ مطبوعہ لاہور کتاب الوضو باب استعمال فضل وضوء الناس الرحیق المختوم ص ۶۳۴ مطبوعہ سلفیہ لاہور از صفی الرحمٰن وہابی

مزید برآں

عین نماز کی حالت میں ادب کیا امام نے مصلیٰ امامت کو آپ کے لئے خالی کر دیا اور امامت ترک کر کے آپ کا مقتدی بننا لازم سمجھا اور مقتدی صحابہ نے تالیاں بجا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ کی تشریف آوری سے باخبر کیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو نماز تہجد میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی دائیں جانب برابر کھڑا کیا اس کے باوجود ازراہِ ادب پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز تہجد میں شامل ہوئے اور آپ کی قرآت کی طوالت کی وجہ سے تھک کر چور ہو گئے لیکن از راہ ادب نہ بیٹھے حالانکہ نوافل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں۔ مولائے مرتضیٰ سید الاولیاء رضی اللہ عنہ نے اپنی عصر کی نماز اپنی جان بھی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیند پر قربان کردی۔ آگر ادب کرنے والے بدعتی ہیں تو پھر یہ تمام صحابہ بدعتی کہلائیں گے (معاذ اللہ) ماننا پڑے گا ادب ہی میں سب کچھ ہے امام اہلسنت فرماتے ہیں

؎ مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان ان کو دے چکے — اور حفظ جان تو جان فروض غرر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی   پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

میں ان وہابیوں سے سوال کرتا ہوں جو ہمیں بدعتی مشرک کہتے نہیں تھکتے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کو ختم کر دیا اور مشرک و بدعت کرنے کا حکم شروع کر دیا کیا معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو توحید کی سمجھ بوجھ نہ تھی اور صحابہ کرام کو اصلی توحید کا درس نہ دے سکے العیاذ باللہ یا صحابہ کرام عقل وفہم اور حکمت و دانش سے خالی تھے اس لئے وہ آپ کے دیئے ہوئے اسباق کو یاد نہ رکھ سکے نعوذ باللہ لیکن ان وہابیوں نے یاد رکھایا خداوند تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کی اس نوعیت کی تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کو دیکھ نہ رہا تھا۔ اس لئے ان کو ایسے اعمال وافعال سے روک نہیں سکے العیاذ باللہ۔ اب

دوسرا رخ

اس طرف چلتے ہیں کہ وہابیہ خبیثہ کی ایک طرف اتنی خرافات گستاخانہ دوسری طرف ان دیوبندیوں کا ان کے متعلق اقرار واصرار ملاحظہ فرمائیں۔

نمبرا۔ دیوبندی حضرات کے ایک بہت بڑے عالم اور سرخیل اعظم جناب رشید احمد گنگوہی دیوبندیوں وہابیوں کا مذہباً و اعتقاداً ایک ہونا لکھتے ہیں۔ عقائد میں سب متحد مقلد وغیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶ مطبوعہ کراچی ص ۶۲

نمبر۲۔ تمام دیوبندیوں کا فیصلہ اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے

المہند ص ۹ مصنفہ ومصدقہ تمام مولویان فرقہ دیوبند۔

نوٹ: یہ کتاب المہند ہندوستان کے تمام دیوبندیوں اور دیوبند مذہب کے تمام

ذمہ دار اماموں نے متفقہ طور پر تصنیف وتصدیق کر کے شائع کی ہے اس کتاب پر تمام دیوبندیوں کے دستخط موجود ہیں اور یہ ان کی مایہ ناز کتاب ہے اس میں دیوبندیوں کا یہ کہنا سنی حنفی وہی ہوسکتا ہے جو وہابی ہو تو دیوبندیوں کا وہابی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اب میں لگے ہاتھوں یہ بھی بتاوں کہ یہ سنی بنتے ہیں وہ بھی ایسے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کافر کہنے والا سنی رہتا ہے۔

نمبر۳۔ وہ اپنے اس کبیرہ گناہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوئم ص ۱۴۱ از مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی

اس فتویٰ سے واضح ہوا کہ یہ بھی صحابہ کے گستاخ ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جیسے شیعہ صحابہ کے گستاخ ہیں اسی طرح یہ دیوبندی بھی صحابہ کے گستاخ ہیں اور یہ سنی بھی صرف نام کے ہیں حقیقت میں اہلسنت و جماعت وہی ہیں جو نہ صحابہ کرام کے گستاخ نہ انبیاء واولیاء کے گستاخ اور صحیح قرآن وحدیث پر چلنے والے ہیں اور جنت والے بھی اور یہ دوغلے نہ سنی نہ انکا قرآن وحدیث سے تعلق یہ وہابی خارجی پڑھیے

نمبر۴۔ وہابی ہونا دیوبندی کیلئے بہت بڑی نعمت ہے

چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں

اپنے حق میں صیقل زرنگار ہے

تقویۃ الایمان مع تذکیرہ الاخوان ص ۲۸۷ مطبوعہ میر محمد کراچی

وہابی متبع سنت ہونے کی نشانی ہے

نمبر۵۔ سوال: وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان کے مذہب والوں کے مطابق اہلسنت و جماعت ہیں یا مخالف

جواب :۔اس وقت اوران اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲۴ مطبوعہ کراچی

نمبر ۶ :۔ وہابی شیخ محمد بن عبدالوہاب کے متبعین کا لقب ہے اس لقب کے یہ معنی ہے کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع یا موافق ہو

مولانا تھانوی دیوبندی کا امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۳۳

یہ رہزن راہبر بن کر نکل آئے ہیں میدان میں کریں کس طرح ہم اپنی حفاظت ان سے

نمبر ۷ :محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔

نمبر ۸ ۔س :۔وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ کیا تھا؟

جواب :۔محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶ مطبوعہ کراچی

نمبر ۹ ۔نجدیوں کے عقائد اچھے ہیں۔نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔

افاضات الیومیہ ص ۶۳ و ۷۷ از تھانوی دیوبندی

غور فرمائیں ان تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں غیر مقلد اہلحدیث کہلانے والے بھی وہابی ہیں بس ان دونوں کا امام ابن عبدالوہاب نجدی اور اسمعیل دہلوی ان کے روحانی باپ ہیں ۔ان کے عقائد کفریہ تعارف میں واضح ہو چکا ہے لہذا ان دیوبندیوں وہابیوں کا گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہونا واضح اور روشن ہے ان کے کفر میں شک کرنیوالا بھی کفافر ہے جیسا کہ علماء حرمین شریفین کے فتویٰ جات کے حوالے لکھ چکا ہوں ۔اے مسلمانو! اہلسنت و جماعت والو غور کرو۔ کیا یہ امام بنانے کے قابل ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا الٹا برباد کرنے کے مترادف ہے اب بھی اگر کسی

مسلمان کو شک رہے تو پھر اللہ اسے ہدایت عطا فرمائے۔ اتنے واضح دلائل براہین ہونے کے باوجود دیوبندی اپنے آپ کو اہلسنت ظاہر کرنے کی کوشش کریں تو یہ ان کی منافقت اور دوغلا پن ہے لیکن یہ بات ضرور ہے اگر یہ سنی بننے کی کوشش کریں، تو ان کے بڑے جو پادری ضرور ان کے منہ پر تھپڑ رسید کرینگے کہ ہمیں وہابی ہونے پر فخر ہے اور وہابیت کو ہم نے پھیلایا لیکن تم پیچھے نا اہل پیدا ہو گئے ہماری محنتوں پر پانی پھیر رہے ہو۔

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

دھرا مکان بنایا ہے یار نے — آیا کوئی ادھرے تو ادھر نکل گئے

وھابی مذھب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان

نمبر ۱۰۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اور س کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۴،۱۹۲

نمبر ۱۱۔ **دیوبندیوں کا نجات دھندہ مولوی رشید ھے**

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

(تذکرہ الرشید ج ۲ ص ۱۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور)

بالکل مرزا قادیانی بھی اسی طرح بکتا تھا یہ مرزا کی حمایت میں لکھتے پھرتے ہیں۔

غور کر مسلمان کہ یہ اپنے مولویوں کو کس درجہ پر پہنچا رہے ہیں نبی کے متعلق کہتے ہیں وہ ہدایت نہیں دے سکتے دیکھیں۔

تقویۃ الایمان ص ۳۴۷ مطبوعہ کراچی

اللہ ہی ہدایت رہتا ہے لیکن اپنے مولوی کو وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی کے درجہ کا مصداق بنا دیا گیا کہ ہدایت ونجات گنگوہی کی اتباع پر موقوف قرار دے دی گئی توان دیوبندی ملاؤں کی شریعت ہی نئی اور علیحدہ ہے اس سے صاف یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہی نیا ہے جو کہ انگریز سرکار اور ہندو شیعہ کے باہمی اختلاط سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

چنانچہ پڑھیے:

نمبر ۱۲۔ دیوبندی خدا

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی مولوی رشید گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں

خدا ان کا مربی ہے وہ مربی تھے خلائق کے مرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ مرثیہ

ص ۱۰ از محمود الحسن دیوبندی مطبوعہ دیوبند

وھابیوں دیوبندیوں کا خانہ کعبہ گنگوہ ھے

نمبر ۱۳

پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ مرثیہ محمود الحسن ص ۱۰ مطبوعہ دیوبند

ہمارے قبلہ وکعبہ ہو تم دینی وایمانی مرثیہ ص ۱۲

شاباش اے دیوبندیو وہابیو کیا تمھارے پیشواؤں نے گند لکھا اپنی کتابوں میں کیا

اس طرح کے عقائد رکھنے والے اور لکھنے والے مومن مسلمان کھلانے کے حقدار ہیں ہر گز نہیں یہ چند گستاخانہ تحریرات نقل کیں اختصار سے ورنہ پورا دیوبند کا گند گندی نالی کی طرح گند سے بھرا پڑا ہے۔

ہم اسی لئے تو کہتے ہیں کہ نبیوں کی شان کی باری آئے تو کہتے ہیں تم ان کو خدا سے ملاتے ہو ان کی شان میں زبان سنبھال کر بولو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔

۱۴۔ اور نبی ولی کی تعریف بشر کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم

تقویۃ الایمان ص ۵۹ مطبوعہ کراچی از اسمعیل دہلوی۔

لیکن جب اپنے مولویوں کی شان بیان کرتے ہیں تو پھر تمام کے تمام اصول بھول جاتے ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں انہوں نے کلمہ مولوی رسول اللہ پڑھا ہوا ہے ورنہ ادھر منہ سنبھال کر نہ کہتے اور ادھر منہ کھول کر نہ بولتے۔

تیرے فتووں سے روحیں کانپ جاتی ہیں حقائق کی عجب اے واعظ کفر نما اسلام ہے تیرا

لبالب ہے تمھارے ذہن کا کاسئہ عداوت مصطفیٰ سے مگر خالی محبت سے سراسر جام تیرا

نمبر ۱۵۔ دیوبندیت کا مدینہ تھانہ بھون ھے؟

تھانوی صاحب لکھتے ہیں جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں (تھانہ بھون) میں بھی نہیں رہ سکتا۔

افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۵۷ ملفوظ ۳۳۸ طبع ملتان

بتانا مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں نہ انکا خدا

رسول پر ایمان ان کا سب کچھ اپنا علیحدہ گھڑا ہوا دین ہے جس کی ابتدا ابن عبدالوہاب، دہلوی و گنگوہی وتھانوی نے رکھی دیوبندی وہابی ان کے پیروکار ہیں اب میں آخر میں ان کے متعلق اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ لکھ کر آگے چلتا ہوں۔

حدیث نمبرا۔ بخاری شریف میں ایک دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ممبر کی کروٹ میں کھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ فتنہ اس جگہ ہے فتنہ اس جگہ سے جہاں سے دشمن کا سینگ نکلے گا یا شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حدیث نمبر۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اس وقت آپ کا منہ مشرق کی طرف تھا آپ نے فرمایا ہوشیار ہو جاؤ یہ جگہ فتنہ ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حدیث نمبر۳۔ الهم بارك لنا فی شامنا الهم بارك لنا فی يمننا قالو يارسول الله و فی نجدنا قال الهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی يمننا قالو يا رسول الله وفی نجدنا فأظنه قال فی الثالثة هناك الزلازل و الفتن و بها يطلع قرن الشيطان۔

(صحیح بخاری ج۲ص۱۰۵۰مطبوعہ کراچی)

کتاب الفتن پارہ۲۹ یہی حدیث ملاحظہ ہو سنن ترمذی شریف کتاب الفتن باب عمل کا مشکل دور

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اے اللہ ہمارے ملک شام میں اور یمن میں برکت فرما لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہمارے نجد میں آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ملک شام اور یمن میں برکت فرما لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نجد میں (راوی کہتے ہیں) میں گمان کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا وہاں (یعنی) نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کریگا۔

بخاری شریف مترجم ج ۳ ص ۷۶ ۷ عبدالدائم جلالی بخاری دیوبندی مطبوعہ اقبال ٹاون لاہور

اس حدیث کی شرح میں سید احمد بن زینی وحلان مکی شافعی نے فرمایا

یہ حدیث ابن عبدالوہاب کی مذمت بیان کرتی ہے تفصیل کے لئے دیکھیں خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام ص ۳۳۵۔۳۳۴ مزید تاریخ نجد وحجاز ص ۱۴۸ مطبوعہ لاہور یہی حدیث ملاحظہ ہو سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الشام والیمن

قارئین غور فرمائیں اللہ رب العزت کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدیوں بعد میں ہونے والے فتنہ کے متعلق خبر دیتے ہوئے تمام غیب کھول دیئے نجد سے اور بھی کئی فتنے پیدا ہوئے لیکن جو سب سے بڑا فتنہ شیطان کا سینگ نکلنے والا اتنا خطرناک تھا جس نے آج تک امت مسلمہ میں لڑائی فساد ڈالا ہوا ہے جیسا کہ تعارف میں گزرا اس نجد سے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نکلا اور امت مسلمہ کو اس نے مشرک قرار دیا عقائد دیوبندی وہابی حضرات کے گزر چکے اور اس نجدی کی مذمت بھی۔ دیوبندی وہابی حضرات کی کتب اور سرکردہ مولویوں کے قلم سے واضح کر چکا ہوں اسی لئے یہ کمبخت وہابی حضور کا علم غیب نہیں مانتے کہ آپ

نے ہمارے قومی مقتداء و پیشوا اور روحانی باپ کی مذمت کی اور کھول کر بیان کر دیا انکو غصہ ہونے کی وجہ سے بھی غیب کے قائل نہیں آپ نے یہ بھی فرمایا دیا وہ شرک شرک کی رٹ لگا کر میرے غلاموں کو مشرک کہے گا لیکن مشرک بدعتی وہ ٹولا خود ہوگا۔

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ آپ نے مدینہ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس طرف فتنہ ہے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے

صحیح مسلم شریف ج ا رقم الحدیث ۸۹ کتاب الایمان

علامہ ابی لکھتے ہیں مشرق سے مراد مدینہ کا مشرق ہے اور وہ نجد ہے اسی طرح تبوک کے مشرق میں بھی نجد ہی ہے نیز اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے یمن اور شام میں برکت دے صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے نجد میں۔ تیسری بار آپ نے فرمایا وہاں زلزلے اور طاعون ہوگا اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔ اور حدیث میں ہے اے اللہ مضر کو سختی سے کچل دے اور مضر بھی نجد میں ہے

اکمال اکمال المعلم ج ا ص ۱۵۹ طبع العلمیہ بیروت

نیز یہی علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں صوبہ نجد میں ایک مقام ہے عیینہ اسی جگہ مسیلمہ کذاب پیدا ہوا اور اسی جگہ محمد بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے لوگوں کے عقائد متزلزل ہوئے۔ اور بہت فتنے ظاہر ہوئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں شیطان کے دو سینگوں کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہی دو شخص ہوں

اکمال اکمال المعلم ج ا ص ۱۴۰ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت

اھلسنت و جماعت کی پہچان

الحمدللہ ہم اہلسنت و جماعت ہیں۔ بریلوی ہماری نسبت ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے اس لئے یہ خاص ان سے محبت وعقیدت رکھنے کی وجہ سے بریلوی ہمارا لقب بھی ہوسکتا ہے۔ مسلک ہمارا اہلسنت وجماعت۔ مذہب ہمارا اسلام ہے اور یہی مذہب ومسلک اہلسنت و جماعت ہی قرآن وحدیث والا ہے صحابہ کرام اور اہلبیت والا تابعین اور تابع تابعین والا اور اکابرین والا یہی سچا اور سُچا ناجی نجات پانے والا جنتی مسلک ہے۔ جس پر ہم کاربند ہیں اس کی سچائی کی گواہی قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود ہیں۔

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنتی جماعت اہلسنت و جماعت ہے اس کے ساتھ ساتھ نبیوں کے تاجور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیامت تک کے حالات و واقعات کو بیان کیا ہر آنے والے فتنے سے آگاہ کیا ہر ایک جھوٹے فرقے کی نشاندہی فرمائی حتی کہ بیان فرمایا یہود ونصاری کے ۷۲ بہتر فرقے تھے اور میری امت کے تہتر فرقے بنیں گے۔

بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقوں میں سے ایک جنت میں باقی سب جہنم میں جائیں گے اور اسی طرح میری امت کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی جنتی جماعت کون سی ہوگی فرمایا وہ جماعت ہے بعض میں فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں یہ جنتی اور یہ بھی فرمایا کہ اس کا نام اہلسنت و جماعت ہے اب ہم قرآن وحدیث کے دلائل نقل کرتے ہیں تاکہ حق واضح ہو

رہزنوں کا ہوا گرم بازار ہے رہنماؤں سے اب قوم بیزار ہے

غیرت دین وایمان کا بیوپار ہے آج سچا مسلمان خطرے میں ہے

آیت نمبر ا۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

ترجمہ:۔ اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی

پ ۴ س ال عمران آیت ۱۰۵

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں

اس آیہ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن کثیر نے حدیث کی رو سے لکھا حضرت ابو عامر عبداللہ بن یحیٰ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے آئے۔ آپ ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں اختلاف پیدا کر کے بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ اس امت کے تہتر فرقے ہونگے اور ایک کے سواء تمام جہنمی ہونگے اور وہ فرقہ ناجی۔ اہل السنۃ و الجماعۃ ہے یعنی اہلسنت و جماعت ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۶۱ طبع ضیاء المصنفین۔ ضیاء القرآن

ابن کثیر عربی ج ا ص ۵۸۴

آیت نمبر ۲۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

ترجمہ: جس دن کچھ چہرے سفید ہوں اور کچھ سیاہ ہونگے

پ ۴ س ال عمران آیت ۱۰۶

تفسیر: اس آیہ کریمہ کے تحت قاضی محمد ثناءاللہ مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حدیث نمبر۲: حضرت سعید بن خبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی فرمایا

اہلسنت کے چہرے روشن ہونگے اوراور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہونگے۔

تفسیر مظہری ج۲ص ۳۳۳ مترجم عبدالرائم جلالی دیو بندی طبع دارالشاعت کراچی

حدیث نمبر۳:۔ ویلمی نے مسند فردوس میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اہلسنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہونگے۔

زیر آیت یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے مظہری عربی ج ٦ ص ۱۱۴۔ تفسیر الدرالمنثور سیوطی جزدوئم ص ۱۱۲ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت تفسیر قرطبی ج ۲ص ١٦٧۔ تفسیر فتح القدیر ج ا ص ۳۷۱ وخازن ج ا ص ۳٦۹

آیت نمبر۳۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ

پ ١٤ النحل آیت ۹

ترجمہ: سچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے۔

تفسیر: علامہ اسمعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ھو دینُ الاسلام وھو طریقہ اہلسنت و جماعہ بے شک دین اسلام ہی سیدھا راستہ اور وہ راستہ اہلسنت و جماعت کا ہے

روح البیان ج۵ ص ۱۳ طبع مصر وپ ۱۴ ص ۲٦ طبع بہاولپور

مترجم پ۱۴ ص ۱۶۳ طبع بہاولپور

اختصاراً چند روایات اوران کی تفاسیر مستند کتب سے پیش کیں واضح ہوا کہ اہلسنت

و جماعت حق والی جماعت ہے اور یہی جنتی باقی سب جہنمی ہیں اسی ضمن میں تین احادیث بھی بیان ہوئیں جن میں صحابہ کرام کی زبان اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے مسلک حق اہلسنت و جماعت کی حقانیت ثابت ہوگی۔

حدیث نمبر ۴ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا۔ قیامت تک میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ سب لوگوں پر غالب رہے گا۔ (یہی گروہ حق والا جنتی ہے

بخاری شریف ج ۴ کتاب التوحید ص ۹۶۲ ومترجم عبدالرائم دیوبندی طبع لاہور

جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۶ ابوالفتن ص ۵۹ مترجم طبع لاہور

ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۷۴ کتاب الفتن مترجم

حدیث نمبر ۵: سنن ابودود میں امام سلیمان بن اشعث سجتانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھیں تین آفتوں سے بچالیا۔ ایک یہ کہ تمھارا نبی تمھارے لئے بددعا نہ کرے کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ اہل باطل حق پر غالب نہ ہوں تیسرا یہ کہ تم گمراہی پر متفق نہیں ہوگے۔

سنن ابوداود ج ۳ ص ۲۹۳ مترجم ابوالفتن

ان تمام احادیث پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ ایک جماعت یا گروہ ہمیشہ حق پر رہیگا یعنی پوری دنیا گمراہ نہیں ہوگی بلکہ اکثر حق پر رہیں گے جیسا کہ ابوداود کی حدیث میں آیا کہ گمراہی پر سب متفق نہیں ہوں گے۔

میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی

حدیث نمبر ۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت پر وہ کچھ ضرور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے۔ یہاں تک اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کے پاس اعلانیہ آیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسے ہوں گے جو یہ حرکت کریں گے۔ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ نجات پانے والے کون ہیں آپ نے فرمایا جو میرے صحابہ کرام کے راستے پر ہوں گے (یعنی اہلسنت و جماعت)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سنن ترمذی کتاب الایمان مترجم ج ۲ ص ۲۲۶ طبع فرید بک لاہور

فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۷۳ طبع سٹیلائٹ ٹاون سرگودھا

سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۴۸۷ کتاب الفتن میں یہ اضافہ بھی ہے کہ وہ جماعت سے وابستہ رہنے والے ہیں باقی حدیث وہی ہے راوی اور ہیں

مشکوۃ شریف کتاب الایمان کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا باب الفصل ثانی

تفسیر روح البیان پ ۴ س ال عمران ۲۶ مترجم طبع بہاولپور

شرح حدیث: شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں اور مذہبوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری امت تہتر فرقوں اور مذاہب میں بٹ جائے گی۔ یعنی جو ایمان کے مدعی اور اہل قبلہ ہیں اصول عقائد میں ۷۳ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ کلھم فی النار یہ

سب سوء عقیدہ کے باعث دوزخ میں جائیں گے۔تاہم بد عملی کی بنا پر فرقہ ناجیہ اہلسنت میں سے بھی کچھ لوگ کچھ وقت کے لئے ممکن ہے دوزخ میں ڈالے جائیں۔

اشعۃ اللمعات ج ا ص ۴۶۷ مترجم طبع فرید بک لاہور

حدیث نمبر ۷:

امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی جب تم اختلاف دیکھو تو بالسوادالاعظم بڑی جماعت کو لازم پکڑلو

سنن ابن ماجہ ج ۲ مترجم کتاب الفتن باب السوادالاعظم ص ۴۷۲ طبع لاہور

مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنہ الفصل ولثانی

شرح حدیث: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ رکھتے ہیں

آپ نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو۔سواد یعنی سیاہی اور بمعنی جمہور لوگوں کی کثیر جماعت۔چنانچہ سیاہی لشکر سے اس کی کثرت اور زیادتی مراد ہوتی ہے۔ اس ارشاد سے درحقیقت اس مذہب کی اتباع کی ترغیب مقصود ہے جسے علماء امت کی اکثریت نے اختیار کیا ہے۔

اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۴۲ فارسی مترجم ج ا ص ۴۶۹ طبع لاہور

مزید برآں اس حدیث میں حکم ہے کہ سواد اعظم کو لازم پکڑو چھوڑو گے تو گمراہ ہوجاوگے۔

نیز لکھتے ہیں فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ہے

سوال:۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کیسے پتہ چلتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ہے اور یہ سیدھا راستہ اور خداوند تعالیٰ کا راستہ ہے اسکے علاوہ باقی سب دوزخ کے راستے ہیں حالانکہ ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ راہ راست پر ہے اور اس کا مذہب حق ہے

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے بلکہ اس کے لئے دلائل و براہین کی ضرورت ہے اور اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی دلیل و برہان یہ ہے کہ یہ دین نقل سے بھی تعلق رکھتا ہے اور صرف عقل کافی نہیں اور متواتر اخبار سے معلوم اور احادیث اور آثار کی تلاش و تتبع سے متعین ہو چکا ہے کہ سلف صالح یعنی صحابہ کرام۔ تابعین عظام اور ان کے بعد کے لوگ سب اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر تھے اور مذاہب و اقوال میں بدعات و خواہشات صدر اول کے بعد پیدا ہوئیں۔ صحابہ کرام اور اسلاف متقدمین سے کوئی ان بدعات و خواہشات کا قائل نہ تھا۔ بلکہ وہ حضرات ان سے پاک اور بری تھے اور جو لوگ ان بدعات و خواہشات کے قائل ہوئے اہلسنت و جماعت نے ان سے قطع تعلق اختیار کر لی اور ان کے خیالات و عقائد کا رد فرمایا۔ احادیث کی چھ کتب (صحاح ستہ) اور دوسری مشہور و معتمد کتابیں کہ احکام اسلامی کا مدار و منبع ان پر ہے۔ ان کے منبع مؤلفین اور مذاہب اربعہ کے آئمہ فقہا و غیرہم جو ان آئمہ کے طبقہ میں تھے۔ سب اسی مذہب اہلسنت و جماعت پر تھے۔ اور اشاعرہ و ماتریدیہ جو اصول کلام کے آئمہ گزرے ہیں سب نے سلف کے مذہب کی ہی تائید کی ہے اور دلائل عقلیہ کے ساتھ اسی مذہب کا اثبات فرمایا ہے اور جو کچھ سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اجماع امت میں آچکا ہے۔ ان حضرات نے

اسی کی تاکید کی ہے۔اس بنا پر ان کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا ہے۔اگرچہ یہ نام بعد میں پڑا لیکن ان کا مذہب واعتقاد قدیم ہے۔ان کا طریقہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع سلف کے آثار کی اقتداء اور اپنے عقول، آراء او رخواہشات پر اعتماد نہ کرنا اور نصوص کو ان کے ظاہر معنی پر رکھنا ہے مگر بوقت اختلاف دوسرے فرقوں مثل معتزلہ و شیعہ کے اور ان لوگوں کے جوان کے اعتقادات کے موافق ہیں کہ انہوں نے فلسفہ سے سہارا لیا اوران کے اوہام و آراء کو اختیار کیا ہے۔اسی طرح متقدمین و محققین مشائخ صوفیہ جو طریقت کے استاد۔زاہد و عابد و متورع اور متقی اور جناب حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتے ہیں اور اپنے نفس کی طرف نیکی کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت کی نسبت کرنے بری اور پاک تھے۔یہ سب حضرات بھی اسی مذہب اہل سنت و جماعت پر ہوئے ہیں۔جیسا کہ ان مشائخ کی معتبر کتابوں سے واضح ہے اور صوفیا کرام کی نہایت ہی قابل اعتماد کتاب تصوف ہے ۔جس کے بارے میں سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تصوف کتاب نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے صوفیہ کے عقائد جن پر ان کا اجماع ہے اس میں بیان کئے ہیں وہ سب بلا کسی کمی وبیشی کے اہلسنت و جماعت کے عقائد ہیں جو ہم نے دعوی کیا کہ فرقہ ناجیہ صرف اہلسنت و جماعت ہے تو اس کی صداقت اس سے بھی ظاہر وواضح ہے کہ حدیث ،کلام فقہ تصوف سیرت تاریخ کی معتبر کتابیں جو مشرق و مغرب میں مذکور و مشہور ہیں سب جمع کی جائیں اور مخالفین بھی اپنی کتابیں لائیں تو حقیقت حال بالکل ظاہر ہو جائے گی۔مختصر یہ کہ دین اسلام میں سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے

اشعۃ اللمعات باب الاعتصام ج ا ص ۵۰ فارسی

مترجم ج ا ص ۴۶۲، ۴۶۱ طبع لاہور

اس طرح آج بھی اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو پوری دنیا میں اکثریت اہلسنت و جماعت کی نظر آتی ہے الحمد للہ عزوجل

حدیث نمبر ۸: مشہور محدث فقیہ، زاہد حضرت علامہ ابواللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں لکھا جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک جنتی باقی سب جہنمی ہیں تو صحابہ کرام نے عرض کیا جنتی کون ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔

اهل السنة و الجماعة ۔

تنبیہ الغافلین ص ۲۰۱ مترجم ص ۳۰۵، ۳۰۳ ج ۲ طبع کراچی

سند حدیث صحیح ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو مستدرک حاکم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے لکھا۔ ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم

یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اسکی تخریج نہیں کی

المستدرک الحاکم ج ا ص ۱۲۸

امام ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری لکھتے ہیں اسی حدیث کی شرح میں

فلاشك و لاريب انهم اهل السنة و الجماعة

مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ا ص ۲۴۸، ۲۰۴ و ۱۴۸ طبع مصر

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ اہلسنت و جماعت ہی ہے۔

حدیث نمبر ۹: جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم وہ جنتی لوگ کون ہوں گے تو فرمایا ما انا علیه و اصحابی ۔

سنن ابی داود کتاب الایمان باب افتراق ہذا الامۃ

فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۳۷ طبع سرگودھا

شرح حدیث: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کی تابعداری کو لازم پکڑا ہے وہ اہلسنت و جماعت ہی ہیں ۔ خدا تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے ۔

مکتوبات امام ربانی ۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۸۵ ص ۱۷۵ ج ا طبع ادارہ اسلامیات لاہور ۔

اہل بیت سے اہلسنت کا ثبوت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

شیعہ حضرات کی مستند کتاب سے اہلسنت کی سچائی کا ثبوت

اما اهل السنة فالمتمسُکون بما سنة الله و رسوله

اہلسنت وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جاری کئے ہوئے طریقوں پر قائم ہیں ۔

احتجاج طبرسی ص ۹۰ طبع نجف اشرف

مجالس المؤمنین ص ۲۷۵ و جامع الاخبار ص ۷۷

امام حسن و حسین اہلسنت و جماعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

تاریخ ابن خلدون ص ۱۰۱ ج ۲ طبع کراچی خطبہ امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا

تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۶۲ طبع بیروت

علامت اہلسنت و جماعت:

آج کل دیوبندی وہابی حضرات نے بھی اپنے آپ کو اہلسنت کہلوانا اور لکھنا شروع کر دیا ہے کیوں کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت جنتی اور سچی جماعت ہے اور انہوں نے بھی جھوٹا لبادہ اوڑھنا شروع کر دیا ہے لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے دوغلا پن چھپ نہیں سکتا لہذا پڑھئے اصلی اہلسنت و جماعت کی علامت تا کہ کوئی دھوکہ نہ دے سکے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا سچا کون اور اس کی نشانی کیا ہے تو فرمایا۔

علامة اهل السنة كثرة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه واله وسلم۔

اہلسنت کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود سلام پڑھتے ہیں۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع ص ۵۲ طبع مدینہ منورہ از علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ نشانی وہابیوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ کثرت کے ساتھ صلوۃ وسلام نہیں پڑھتے بلکہ سلام پڑھنے والوں کو مشرک کہتے ہیں

اہلسنت و جماعت پرانا نام وہابیوں کا اقرار

مشہور تابعی امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہلسنت و جماعت کو دیکھ کر ان کی روایت کی ہوئی حدیث لی جاتی ہے اور اہل بدعت کو دیکھ کر ان کی روایت کی ہوئی حدیث ترک کی جاتی ہے۔ اس کلام سے ظاہر ہوا کہ اہلسنت و جماعت کا لقب (نام) اس سے بھی پہلے کا ہے

فتاویٰ اہلحدیث۔ از حافظ عبداللہ روپڑی

ج ا ص ۲۷ طبع از ثنا النبویہ سرگودھا

فتاویٰ ثنائیہ از ثنا اللہ امرتسری ج ا ص طبع مکتبہ ثنائیہ النور اکیڈیمی سرگودھا

بدعتی کون؟

آج کل ان دیوبندیوں وہابیوں نے ایک نئے طریقے سے ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کر رکھی ہے وہ یہ کہتے ہیں یہ بدعتی ہیں اور ہم اہلسنت ہیں لیکن الحمدللہ عزوجل میں نے اپنے عقائد قرآن وحدیث وصحابہ کرام وعلماء محدثین سے ثابت کئے ہیں اور یہی اہلسنت و جماعت کے عقائد ہیں یہ کبھی مسلمانوں کو مشرک اور کبھی بدعتی کی رٹ لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہم ہرگز بدعتی مشرک نہیں بدعتی کون ہے ان دیوبندیوں وہابیوں کے گھر کی شہادتیں پڑھیں۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

اہلسنت و جماعت ایک پرانا اور مشہور مذہب ہے یہ صحابہ کرام کا مذہب تھا جو انہوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سیکھا تھا۔

ومن خالف ذالك كان مبتدعاً عند اهل السنة و الجماعة

جوان کی مخالفت کرے وہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک بدعتی ہے

منہاج السنہ ص ۲۵۶ ج ا

فقہ کی مشہور کتاب متفقہ امام المعروف فتاویٰ شامی میں ہے۔

اهل البدعة كل من قال قولاً خالف فيه اعتقاد اهل السنة و الجماعة

یعنی جو اہل سنت و جماعت کے اعتقاد کے خلاف بات کرے وہ بدعتی ہے

درالمختار ج ۳ ص ۲۵۴

اگر ابھی بھی کسی کورے دماغ کی تسلی نہ ہو تو حدیث پڑھ لیں شائد ہمیں بدعتی کہنے سے رک جائیں۔

حدیث: ما احدث قوم بدعةً الا رفع مثلها من السنة

مشکوۃ ص ۳۱ رواہ احمد باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

جب کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو اس کی مثل سنت ختم ہو جاتی ہے

ثابت ہوا بدعت وہ ہے جس کام کے کرنے سے سنت بدل جائے۔ اگر کسی عمل سے سنت نہیں بدلتی تو وہ عمل بدعت نہیں کہلائیگا۔

ہم اللہ کے فضل سے کوئی ایسا کام نہیں کرتے جس سے قرآن وحدیث وسنت کا کوئی طریقہ بدل جائے اگر کوئی ایسی بدعت ہم نے جاری کی ہو جس سے قرآن وحدیث یا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ بدلتا ہے تو ثابت کرو یہ میدان ہے۔

حضرت امام نووی رحمتہ اللہ علیہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

نمبر ا۔ وہ نیا کام جو کتاب وسنت یا اثر واجماع کے خلاف ہو بدعت ضلالت کہلائے گی۔

نمبر ۲۔ وہ نیا کام جو اچھا ہو اس میں کسی عالم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس نئے کام میں قطعاً کوئی برائی نہیں۔

تہذیب الاسماء والفات ج ۲ ص ۲۳ طبع بیروت

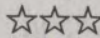
ثابت ہوا کہ خواہ مخواہ یار لوگ ہمیں بدنام کرتے ہیں ہم اہلسنت وجماعت ہیں

اور جو اہلسنت و جماعت کے طریقے اور عقائد کے خلاف ہو حقیقت میں وہی بدعتی ہے

قرآن وحدیث وسنت اور صحابہ کرام وتابعین واولیاء عظام کے طریقوں پر چلنے والے ہم ہیں قطعاً بدعتی نہیں ہمارا یہ عقیدہ قرآن وسنت کے ساتھ مخالفین کے گھر سے بھی ثابت ہوجاتا ہے ۔ اللہ رب العزت ہمیں اسی پرانے مذہب ومسلک اہلسنت و جماعت پر قائم ودائم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

اس موضوع پر صرف چند دلائل پیش کئے ہیں اختصار سے ورنہ مکمل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔الحمدللہ رب العالمین۔

شیخ بندیالوی کے قلم سے یزید کی تعریف و ثنا کے انداز پڑھئے۔



باب اول

ہاں جن مؤرخین اور علماء نے تحقیق و جستجو سے کام کیا اور روایت کو پرکھا ان کی کتب فسقِ یزید کے عنوان سے خالی نظر آتی ہیں بلکہ انہوں نے یزید کا دفاع کیا اس کی صفائی پیش کی۔۔۔۔۔اور تعریف وتوصیف کے ساتھ اس کا ذکر کیا ۔۔۔۔اور وہ یزید کی مدح سرائی کیوں نہ کرتے کہ وہ تابعی تھا جس نے سینکڑوں اصحاب رسول کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔۔۔۔اسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کاتب وحی معاویہؓ کے بیٹے ہونے کا شرف حاصل ہے۔۔۔۔ اس کا دادا اور دادی دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیض یافتہ اور منظور نظر تھے۔۔۔۔ ہاں یزید کو رشتے میں حضور سے یہ قرب ہے کہ اس کی پھوپھی (ام حبیبہ) ام المومنین کے مرتبے پر فائز ہیں اور اس لحاظ سے رحمتِ کائنات یزید کے پھوپھا لگتے ہیں۔

واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۲۲ مطبوعہ سرگودھا

تبصرہ:۔ سب سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ جن علماء و محدثین یا مؤرخین نے یزید کی تعریف وتوصیف کی ہے ان کا نام اور ان کی کتب کے حوالے دیتے تو ہم غور کرتے کہ واقعی ان علماء و مؤرخین نے یزید کی تعریف کی اور صفائی پیش کی صرف یہ کہہ دینا کہ ان کی کتب فسق یزید سے خالی ہیں۔ اس کے جواب میں ہم یہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور پھر انکا حال تو یہ کہ اکثر مؤرخین کو تو غلط کہہ رہے ہیں نام لیکر چند اپنے وہابی ملاؤں کو صحیح سمجھتے ہیں تو پھر یہ صاف کیوں نہیں کہ دیتے کہ عہد رسالت سے لیکر فلاں صدی تک کوئی اسلامی تاریخ دنیا میں موجود

نہیں تھی اب جو وہابیوں نے لکھی وہ معتبر ہے پھر ہم کہیں گے کہ تم نے یہ تاریخ کہاں سے لے لی جب پہلے کوئی مستند نہ تھی تو جو کچھ تم نے لیا وہ کہاں سے لیا اور اب وہابیوں کو ہی صحیح تاریخ کا پتہ چلا باقی تو سب کے سب علم سے کورے ہی تھے یا پھر یہ دیوبندی اپنے غیر مقلد بھائیوں کی طرح جی ہم تو کسی کی تقلید نہیں کرتے کیوں کہ پہلے سب غیر المغضوب میں شامل ہیں ہم انعمت علیھم ہیں تو ٹھیک ہے اپنے غیر مقلد بھائیوں سے مل جائیں پھر حنفی کہلانے کا فراڈ چھوڑ دیں ویسے ان کے بڑوں نے لکھا بھی ہے کہ عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶

اور یہ بات قابل تسلیم کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بیٹا واقعی نسبت بڑی چیز ہے ہم تو الحمدللہ نسبت والے ہیں اور نسبت کو مانتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو نسبت سے خارج کر لے تو پھر نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی حسب اور نسب دونوں اعلیٰ ہوں تو قابل تعریف لیکن ایک طرف یزید کی نسبت تو بہت اچھی تھی لیکن حسب میں بگڑنے کی وجہ سے نسبت بھی یزید کی کٹ گئی یہ تو صحابی کا بیٹا تھا جو نبی کا بیٹا ہو اگر وہ بھی اپنا تعلق نبی سے کاٹ کر بگڑ جائے تو نسبت بھی وہاں کوئی فائدہ نہیں دیتی ویسے تو بندیالوی اینڈ کمپنی ہمیں طعنہ دیتی ہے نبی حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے لیکن یہاں وہ قانون ان کو کیوں بھول جاتا ہے ادھر نبی کے متعلق اتنا کہتے ہوئے نہیں شرماتے ادھر صحابی کے بیٹے پر منہ کھول کر بولتے ہیں یہاں وہ قرآن کی آیت کیوں بھول جاتے ہیں چلو میں یاد کرا دیتا ہوں تا کہ قرآن سمجھ کر کچھ تو شرم ان کو آ جائے لیکن شرم والوں کو شرم آتی ہے۔ بے

حیاء کی شرم ختم ہو جاتی ہے۔

قال ینوح انه لَیس من اهلك انه عمل غیر صالح

پ۱۲ س ہود آیت ۴۶

فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں اس آیۃ کریمہ کے اس حصہ سے معلوم ہوا کہ کونسی قرابت سے دینی قرابت زیادہ قوی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربت اسی کو فائدہ دیتی ہے جو دین پر ہو جو دین سے نکل جائے برا ہو جائے چاہے وہ اچھی قرابت والا کیوں نہ ہوا اسکو نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی سید اگر ایسے کام کرنے کے بعد بدعقیدہ ہو جائے وہابی دیوبندی شیعہ ہو جائے تو وہ بھی فارغ ہے کیوں کہ سید کیلئے ایمان ضروری ہے۔

مسئلہ: کافر بیٹا باپ کی میراث نہیں پاتا۔ خیر یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں قرابت نسبتی بیکار ہے جب تک قرابت دین قوی نہ ہو بالکل اسی طرح کا معاملہ یزید کے متعلق ہے کہ وہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ضرور تھا لیکن کام اس کے ایسے خطرناک ہیں جن کی وجہ سے وہ نسبتی قرابت سے فارغ ہے پھر باپ نے یہ وصیت بھی کی کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نرمی کرنا لیکن وہ باپ کی بھی نافرمانی کر گیا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے تھامے رہو لیکن یزید آل کا دشمن بنا سنت کو ختم کرنے والا قرآن وحدیث کو ٹھکرانے والا دلائل ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئیں گے۔

تعجب ہے ان ڈالروں کی چھنکار میں بکنے والے ملاؤں پر ان کو یزید صحابی رسول کا بیٹا تو نظر آتا ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت نظر نہیں آتی کہ وہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس کے متعلق میرے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو خاتون جنت کا نور عین ہے پھر یہ حیف ان کی عقلوں پر کہ یزید کا مقابلہ کراتے پھرتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جن کے بارے اللہ کے لاڈلے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میرا بیٹا شہید ہوگا اور یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ لہذا اے یزید کے مناقب بیان کرنے والے یزیدیوں اور یزیدی اقدامات کی حمایت میں کتابیں لکھنے والے یزیدیو اپنے انجام کی فکر کرو اور سوچو تم کس راہ پر چل رہے ہو اگر تمھیں یزید بہت پیارا ہے تو تمھیں یزید مبارک ہو اور ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ مبارک ہو۔ میری بات کو دل کی گہرائیوں میں بیٹھا کر سوچو اور رات کی تنہائیوں میں تہجد کے وقت اٹھ کر یہ دعا کرو یا اللہ جہاں تو یزید کو رکھا ہے وہاں ہمیں بھی رکھ اور جو ٹھکانا مقام تو نے یزید کو دیا ہے وہی ہمیں بھی عطا فرما اگر ایسے وقت یہ دعا تمھارے منہ سے نہ نکلے یہ نکلے مولا حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ عطا فرما تو پھر میں یہ کہوں گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مآخذ پر اک نظر:

شیخ بندیالوی کے ایک خوشہ چین اور نام لیوا حمایتی اور یزیدی ٹولہ کے بدقماش لکھتے ہیں۔ آج جو شخص بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتا ہے تو اس کا سہارا طبری مسعودی ان اثیر ابن کثیر وغیرہ کتب ہوتی ہیں جبکہ معلوم ہو چکا ہے کہ

ان سب کے پاس جو مواد ہے وہ سارے کا سارا ابومخنف لوط بن یحیٰ اذدی متوفی ۱۷۰ھ کا ہے اس بدقماش کٹر رافضی کذاب کے گھڑے افسانے کی بنیاد پر خیر القرون کے بے گناہ لوگوں کو مطعون کرنا کہاں کی دیانت ہے قابل غور بات یہ ہے کہ حادثہ کربلا کے بعد کسی شخص نے بشمول خاندان حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس ظلم کا ذمہ دار امیر یزید بن معاویہ کو نہیں ٹھہرایا نہ کوئی تحریک برپا کی کسی مخالف نے اپنی مخالفت کے اسباب میں اس حادثہ کو شامل نہیں کیا یہ کارستانی سب سے پہلے ابومخنف کذاب کے بعدازاں اس کی نوک پلک سنوار کر ابن جریر طبری نے اس افسانے کی تشہیر کی پھر نام نہاد اندھے مؤرخین اس سے نقل کرتے چلے گئے۔ طبری کے بارے میں بلند پایہ محدث حافظ احمد سلیمانی کا یہ قول درست ہے کہ وہ رافضیوں کے لئے روایتیں گھڑتا تھا اپنی تاریخ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر لعنت کا لفظ لکھنے والا کیسے سنی ہوسکتا ہے اور شیعہ شعار کے مطابق مزعومہ اماموں کے نام کے ساتھ علیہ السلام کتابوں میں جابجا موجود ہے۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶

سب سے پہلے میں ان یزیدی ہمنواؤں سے سوال کرتا ہوں کہ تم نے پوری تاریخ کی کتب کو غلط کہا۔ اپنے اندر کی بھڑاس نکالتے ہوئے کسی کو کذاب کہا کسی کو رافضی افسانے گھڑنے والا کہا پھر تم نے یہ مواد کہاں سے حاصل کیا حماقت تو یہ ہے کہ اس ظالم نے اپنے پیشواؤں کا بھی حیاء نہ کیا ابن کثیر کو بھی معاف نہیں کیا وہ ابن تیمیہ کا شاگرد ہی نہیں بلکہ عاشق ہے اور ابن تیمیہ کی خاطر مبتلائے مصائب بھی ہوتا رہا اسکو تو دیوبندی وہابی بڑی اچھی تعریف سے یاد کرتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ میز بین اصح و اسقم یعنی یہ تو صحیح اور ناقص روایات میں تمیز کرتا تھا پھر تعجب تو یہ کہ اس کو غلط بھی کہتے ہیں لیکن اپنی اس کتاب کا اکثر مواد انہیں سے لیتے ہیں پھر یہ تو شیعوں کے سخت خلاف ہے اگر ایسی کوئی روایت رافضیوں والی ہو تو بڑے زور شور سے رد کرتا ہے حتیٰ کہ یزید تک کی صفائی بھی بیان کرتا نظر آتا ہے اور ابن کثیر اپنی تفسیر کے دیباچہ کا اکثر حصہ ابن تیمیہ کے مقدمہ اصول تفسیر سے ہے اور پھر پوری تفسیر میں اس کا لحاظ بھی رکھتا ہے۔

البدایہ والنہایہ کتاب ہم اہلسنت کیلئے ہر گز حجت نہیں :۔

البدایہ و انھایہ جو حافظ ابن کثیر دمشقی کی ہے شیخ بندیالوی نے کئی جگہ اس کتاب سے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ میں اس کتاب اور مصنف کے بارے میں کہتا ہوں کہ یہ ہم اہلسنت کے لئے ہر گز حجت نہیں اسکی بہت سی وجوہات ہیں بندیالوی صاحب کے رد میں ہم نے بھی اس کتاب سے استدلال پکڑا ایک تو اس وجہ سے کہ جو ان کی اصل عبارتیں تھیں ان میں جو گڑ بڑ تھی وہ واضح کی جائے دوسرا اس وجہ سے کہ یہ برادری ابن کثیر اور اس کے استاد ابن تیمیہ کو مفسر محدث عالم سکالر مانتے ہیں ہم نے کہا کیوں نہ انکار دان کے گھر سے کیا جائے اصولی بات کے پیش نظر ہم نے کوشش کی کہ مسلمات خصم پیش کئے جائیں لہذا ہمارے لئے یہ گستاخوں کا بڑا ٹولہ حجت نہیں جبکہ ان دیو بندیوں وہابیوں کے لئے حجت ضرور ہے بد قسمتی سے بعض ہمارے علماء کی کتب میں ابن کثیر کے نام کے ساتھ دعائیہ الفاظ لکھے ہوئے ملتے ہیں یا تو وہ کاتب سے غلطی ہوئی یا پھر ان علماء نے غور و فکر کئے بغیر اپنے حسن ظن کے مطابق الفاظ درج کر دیئے حقیقت

یہ ہے کہ ہمارے علماء اہلسنت و جماعت نہ ان گستاخوں کے کبھی خیر خواہ ہوئے نہ اب ہیں نہ ہی ان شآء اللہ بعد میں ہونگے۔ بلکہ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو غلط نہ ہو کہ ان تیمیہ کے بیان کردہ قرآن فہمی کے صحیح اصول کے مطابق بڑی حد تک اگر کوئی تفسیر لکھی گئی تو وہ حافظ ابن کثیر کی تفسیر ہے اسی لحاظ سے ابن تیمیہ کے تلامذہ میں یہ خصوصیت ابن کثیر کے حصہ میں آئی۔

حیات ابن تیمیہ صفحہ ۶۶۱ مترجم از یوسف کوکن وہابی طبع ذوالنورین اکادمی سرگودھا۔

مزید برآں ابن کثیر کی اپنے استاد حافظ ابن تیمیہ سے عقیدت محبت معلوم کرنی ہو تو البدایہ والنہایہ جلد ۱۳، ۱۴ میں کئی مقامات ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں پھر ج ۱۴ ص ۱۷۴ مترجم پر ابن تیمیہ کے القابات پڑھیں

شیخ، امام، علامہ، فقیہ، حافظ، زاہد، عابد، پیشواء، شیخ الاسلام، تقی الدین، ابولعباس احمد بن شیخ علامہ مفتی شہاب الدین ابوالمحاسن، عبدالحلیم ابن شیخ الاسلام ابی البرکات عبدالسلام بن عبداللہ ابی القاسم محمد بن الخضر بن محمد ابن الخضر بن علی بن عبداللہ بن تیمیہ الحرانی ثم دمشقی وغیرہ لکھے ہیں۔

البدیہ والنہایہ ج ۱۴ ص ۱۸۱ مترجم طبع نفس اکیڈیمی

اب اس کے ساتھ ہی مزید ابن تیمیہ کا کچھ تعارف پڑھیے کیونکہ بندیالوی خارجی یزیدی نے ابن تیمیہ اور ابن کثیر کو سند سمجھا ہے اور ابن تیمیہ کے بارے میں بندیالوی صاحب کہتے ہیں بڑا اسکالر محدث مفسر تھا۔

ابن تیمیہ ساتویں صدی ہجری کے آخر اور آٹھویں صدی کے اوائل میں ظاہر ہوا اور اسی دعوت کا آغاز کیا جسے ابن حزم جیسا نابغہ روزگار اپنے عصر و عہد میں پھیلا چکا۔

حیات ابن حزم ص ۳۱۳ جب ابن تیمیہ کی خصوصی دعوت یہ تھی کہ انبیاء و اولیا کا وسیلہ ناجائز ہے تو خوب جان لینا چاہیے کہ اس کا اولین داعی ابن حزم تھا۔

حیات ابن تیمیہ ص ۵۲۴ طبع شیخ غلام اینڈ کمپنی لاہور کراچی از ابوزہرہ مصری۔

حیات ابن حزم ص ۳۱۴۔

ابن حزم پہلا شخص تھا جس نے صوفیا کو اپنی کڑی تحقیق کا نشانہ بنایا اور ابن تیمیہ آیا تو اس نے ابن حزم سے ایک قدم آگے رکھا۔

حیات ابن حزم ص ۳۱۸

عقیدہ ابن تیمیہ کے متعلق فاضل محقق ابوزہرہ مصری لکھتا ہے ابن تیمیہ کی تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب وسنت میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق جو کچھ بھی مذکور ہے مثلاً فوق ۔تحت ،استویٰ علی العرش یا اس کا چہرہ اور ہاتھ خدا کی محبت اور بغض اسے بلا تاویل جوں کا توں مان لیا جائے ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ حنابلہ نے چوتھی صدی ہجری میں بعینہ انہیں خیالات کا اظہار کیا اور انہیں سلف کی جانب منسوب کیا تو علماء ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اس سے خدا کی تجسیم وتشبیہ لازم آتی ہے۔

المذاہب الاسلامیہ ص ۳۴۸ ج ۲ طبع دارالفکر بیروت القاہرہ والعربی

ذلیل اور گمراہ کرنے والا علامہ ابن حجر کی نظر میں:

ابن تیمیہ کو اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا اور گمراہ کیا اندھا اور بہرا اور ذلیل کیا وہ ایسا رزیل شخص تھا کہ اس کے مفسدانہ اور جھوٹے اقوال کے متعلق علماء دین نے صراحتاً بیان کیا ہے اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنی ہو تو امام ابوالحسن سبکی

جن کی امامت وجلالت پر سب کا اتفاق ہے او جو مقام اجتہاد پر فائز تھے ان کے بیٹے تاج الدین سبکی اور امام لعزبن جماعت اور ان کے ہم عصر علماء کرام اور ان کے علاوہ دیگر علمائے کرام شافعیہ، مالکیہ، حنفیہ وغیرہ کے کلام کا مطالعہ کریں۔

ابن تیمیہ نے یہی نہیں کہ صوفیائے متاخرین پر اعتراض کئے

ترجمہ: بلکہ اس نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا کو بھی ہدف تنقید بنایا جس کا بیان آگے آئے گا۔ الحاصل اس کے کلام کو کہیں قیام نہں اس نے محض ایسی قیاس آرائیوں سے کام لیا ہے جن کا نہ کوئی سر پیر ہے نہ ہی وزن ہے اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ بدعتوں کے جاری کرنے والا خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا جاہل اور غالی ہے اس کے عقائد اور طریقے اور افعال جو ہم میں سے جاری کرے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے آمین۔

فتاویٰ حدیثیہ ص ۹۹ مطبوعہ مصر از امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

ابن تیمیہ کی تکفیر سازی:

ابن تیمیہ کی مخالفت اپنی انتہا کو اس وقت پہنچی جبکہ ۷۲۶ھ میں اس نے یہ اعلان کیا کہ مزارات کی زیارت کرنا اور اولیاء اللہ کا واسطہ اختیار کرنا حرام ہے۔

ابن تیمیہ اس مخالفانہ تحریک کے پہلے رہنما تھے جس کے ذریعے روحانی اور اہل ذوق حضرات کے خلاف اعتراضات اور تکفیر کے تیر برسائے گئے تھے۔ ان کے بعد جو صوفیاء کے مخالف افراد آئے وہ سب ابن تیمیہ کی راہ پر گامزن رہے۔

حیات ابن قیم ص ۶۵۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

ابن تیمیہ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کی نظر میں:

ابن تیمیہ کا کلام جو کہ منہاج السنہ وغیرہ کتابوں میں ہے اور اس کے بعض کلاموں سے وحشت ہوتی ہے خصوصاً ان امور سے بہت زیادہ وحشت ہوتی ہے کہ اس نے اہل بیت کے حق میں تقریظ کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے منع کیا ہے اور غوث اور قطب اور ابدال سے انکار کیا اور صوفیاء کرام کی تحقیر کی ہے اور اسی طرح کے اور بھی امور اس کے بعض کلام سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کی نقل میرے پاس موجود ہے اس کے زمانے میں شام اور مغرب اور مصر کے علمائے کرام نے اس کے کلام کی تردید کی۔ پھر اس کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم نے اس کے کلام کی توجیہہ کرنے میں نہایت کوشش کی مگر وہ توجیہہ علماء کرام نے قبول نہیں حتی کہ مخدوم معین الدین سندی نے سیدی والد صاحب کے زمانہ میں اس کے رد میں طویل رسالہ لکھا اور اس کے کلام کو علماء اہلسنت نے رد کیا اور علماء اہلسنت کے نزدیک اسکا کلام باطل اور اس کے کلام کی وجہ سے اہلسنت پر کیونکر طعن ہوسکتا ہے۔

فتاوی عزیزی ص ۴۴۸ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی مترجم زکی دیوبندی

باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتوب ہیں   حکم سے رب اکبر کے مردود ہیں
ادب کی اے حضر جن کو دولت ملی   اہلسنت کے مسلک کی کیا بات ہے

اب میں ان بندیالوی اینڈ کمپنی سے پوچھتا ہوں جن کو تم محدث مفسر مورخ تسلیم کرتے ہو ان تمھارے پیشواؤں نے رد کیا ان کے کلام کو باطل کہا لیجیے جناب ان

کے بڑوں کے قلم سے ان کا صفایا ہو گیا۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

ایسے انبیاء اور اولیاء کے گستاخ اہلسنت و جماعت کیلئے تو قطعاً حجت نہیں ہو سکتے پھر یہ دوغلا پن ادھر ان کو غلط کہنا دوسری طرف انہیں کا مواد پیش کرنا سراسر ظلم ہے یاد رہے یہ اس لئے کہ ابن کثیر و ابن تیمیہ وغیرہ انہیں حضرات کے پرداووں میں سے ہیں یہ انہی کا کرشمہ ساز ہیں کبھی ان کو غلط کہتے اور کبھی ان کو مفسر محدث لکھتے ہیں۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

شاہ عبدالعزیز کا مقام دیوبندیوں کے نزدیک:

شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ محدث دہلوی کوئی معمولی ہستی نہں کہ ان کی شان میں تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب ترویج دین نہایت حزم و تدبیر کے ساتھ کرتے تھے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے جتنے بزرگوں کو دیکھا ہے وہ سب جتنے شاہ عبدالعزیز صاحب کے معتقد تھے۔ اس قدر کسی اور کے نہ تھے۔

ارواح ثلاثہ ص ۳۵ حکایت نمبر ۲۱ مطبوعہ رحمانیہ لاہور مزید ان کی کرامات کو تھانوی صاحب نے ص ۳۲ تا ۱۵۰ اتنے صفحات ان کی شان میں لکھے ہیں انہیں شاہ صاحب کے متعلق امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی یوں القابات لکھتے ہیں۔

ہدایت مآب قدوۂ ارباب صدق وصفا زبدۂ اصحاب فناء وبقاء سید العلماء سند الاولیاء رحمت اللہ علی العالمین وراث الانبیاء والمرسلین مرجع ہر ذلیل وعزیز مولنا

مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واعزن وسائر المسلمین بمجدہ وعلاۃ

صراط المستقیم ص ۳۱۴ مطبوعہ اسلامی اکیڈیمی لاہور

ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ غیر معتبر ہے

اب غور کریں شاہ صاحب کے نزدیک ابن تیمیہ کا کلام باطل ہے اور وہ اہلسنت وجماعت کے علماء کے نزدیک معتبر نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک یہ انبیاء واولیاء کا گستاخ ہے ہم اس کو نہ محدث نہ مؤرخ نہ مفسر کچھ بھی نہیں مانیں گے اسی طرح اس سے محبت رکھنے والے اس کے شاگرد ہمارے لئے معتبر نہیں البتہ دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک معتبر مانے جاتے ہیں اس لئے اس ملاں نے اکثر ان کی کتابوں سے مواد لکھا ہے

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب تک گمراہ یا بے دین یا کافر یا گستاخ رسول زندہ ہو اس کی ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کیلئے دعا واستغفار کرنا کفر ہے۔ بحکم قرآن سورۃ توبہ آیت ۸۴

بس اسی لئے ابن کثیر ہمارے لئے غیر معتبر ہے کیونکہ یہ ابن تیمیہ کی بے حد تعریف بھی کرتا ہے اس کو رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ اس نے باغی بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو

البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۶۷ طبع بیروت اردو ج ۷ ص ۵۲۲ طبع کراچی

پھر شیخ بندیالوی نے اس ابن کثیر کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے

علامہ ابن کثیر کی اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنھایہ میں لکھا ہے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۹ طبع سرگودھا)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن کثیر انکے لئے حجت ہے اس لئے اتنا اچھا اسکو اور اسکی کتاب

کو لکھتے ہیں۔ اور رحمت کی دعائیں کرتے ہیں

کامل ابن اثیر تاریخ کی معتبر کتب میں سے ہے؟

ابن اثیر جن کی تاریخ الکامل اور اسد الغابہ تاریخ اسلام کی معتبر ترین کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کتب پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا سب ہی اعتماد کرتے ہیں حتی کہ ان کے ہم عصر قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں۔

یعنی یہ تو حدیث کے حفظ اور اسکی معرفت اور اس کے متعلقات کے امام تھے۔ قدیم و جدید تاریخ کے حافظ تھے اور اہل عرب کے انساب اور ان کے حالات سے خوب باخبر تھے۔ ان پر رافضی کا الزام لگانا بہت بڑا ظلم ہے یہ بہت بڑے ثقہ تھے۔

(وفیات الاعیان ج ۲ص ۱۶۶۔۱۶۵ الجزنسائی طبع بیروت لنبان)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں اور کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ اور کتاب الکامل فی تاریخ کے مصنف ہیں جو واقعات کے لحاظ سے بہترین کتاب ہے۔ آپ کا پورا نام امام علامہ عز الدین ابوالحسن علی بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری موصلی۔

(البدیہ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۲۵۹ مطبوعہ کراچی)

ابن جریر طبری رحمتہ اللہ علیہ کا مقام علماء محدثین کی نظر میں:

نام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب امام ابو جعفر طبری ہے ان کی

ولادت ۲۲۴ھ میں ہوئی انہوں نے بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے طلب حدیث کے سلسلہ میں دور دراز علاقوں کا سفر کیا بڑی جامع تاریخ کی ایک کتاب تصنیف کی ان کی ایک تفسیر الکامل ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے ان دونوں کے علاوہ اصول اور فروع میں ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں۔ان سب میں بہتر تہذیب الآثار ہے اگر یہ مکمل ہوگئی ہوتی تو دوسری کتاب کی حاجت نہ ہوتی اور ضرورت پوری کرنے کیلئے کافی ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہ اُس کو مکمل نہ کر سکے ان کے متعلق یہ منقول ہے کہ یہ متواتر چالیس برس تک کتابیں لکھتے رہے ہر روز کتابت کا اوسط چالیس اوراق ہوتے تھے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ ص ۳۶۳ مطبوعہ کراچی)

اعتراضات کے جوابات:

ان لوگوں کے ہاں کسی کو رافضی کہنے کا معیار یہ ہے کہ جو اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کرے یا اپنی اولاد میں سے کسی کا نام اہلبیت کے نام پر رکھے یا ان کیلئے سلامتی کی دعا کرے ان کے نزدیک وہ کذاب بھی اور شیعہ بھی ہو جاتا ہے۔اسی قسم کا اعتراض امام ابو جعفر طبری پر کیا کہ انہوں نے اپنی کتاب تاریخ طبری میں اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہے اب میں اس کا ثبوت ان کے بڑے شاہ صاحب کے قلم سے کھول دیتا ہوں کہ تا کہ واضح ہو جائے امام طبری کو اس وجہ سے شیعہ کا الزام لگانا بہت بڑا ظلم ہے ورنہ یہ شاہ صاحب بھی شیعہ قرار پائیں گے۔

چنانچہ فتاویٰ عزیزی میں ہے

کیا غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنا جائز ہے :

سوال: تحفہ اثنا عشریہ میں صلوۃ وسلام یعنی درود وسلام بالاستقلال بارہ اماموں کے حق میں لکھا ہے حالانکہ یہ امور اہلسنت والجماعت کے نزدیک ناجائز ہے اس واسطے کہ اس میں اہل بدعت کی مشابہت لازم آتی ہے اور اہلسنت نے ایسی مشابہت سے پرہیز کرنا اپنے لئے لازم جانا ہے تو اس امر کے جواز کیلئے سند اہلسنت کی معتبر کتب سے بیان کرنا چاہیے۔

الجواب: تحفہ اثنا عشرہ میں کسی جگہ صلوۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں نہیں لکھا گیا۔

البتہ لفظ علیہ السلام کا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ حضرت سیدۃ النساء و جناب حسنین رضی اللہ عنہما و دیگر آئمہ کے حق میں مذکور ہے اور اہلسنت کا مذہب یہی ہے کہ صلوۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں درست نہیں اور لفظ سلام غیر الانبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں ۔ اس کی سند یہ ہے اہلسنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی الخلوص ابوداود وصحیح بخاری میں حضرت علی وحضرت حسنین وفاطمہ و حضرت خدیجہ وحضرت عباس کے ذکر مبارک کے ساتھ لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے ۔ البتہ بعض علماء وماوراوالنہر نے شیعہ کی مشابہت کے لحاظ سے اس کو منع لکھا ہے لیکن فی الواقع مشابہت بُروں کی خیر میں منع ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی کتاب اصول حنفیہ کی شاشی ہے اس میں نفس خطبہ میں بعد حمد وصلوۃ کے لکھا ہے ''والسلام علی ابی حنفیہ واحبابہ'' یعنی سلام نازل ہو حضرت ابوحنفیہ رحمتہ اللہ علیہ پر اور آپ کے احباب پر اور ظاہر ہے مرتبہ حضرت موصوفین کا جس کا نام نامی اوپر

مذکور ہوا ہے حضرت امام اعظم کے مرتبہ سے کم نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کے نزدیک بھی لفظ سلام کا اطلاق ان بزرگوں کی شان میں بہتر ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ لفظ علیہ السلام غیر انبیاء کی شان میں کہنا چاہیے چنانچہ یہ حدیث ہے کہ علیہ السلام تحیۃ الموتی یعنی اموات کی شان میں علیہ السلام کہنا ان کے لئے تحفہ ہے تو اہل اسلام میں غیر انبیاء کی شان میں بھی علیہ السلام کہنا شرعاً ثابت ہے فقط

فتاویٰ عزیزی ص ۲۶۱ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مطبوعہ سعید کمپنی ادب منزل کراچی مترجم زکی دیوبندی

کیونکہ جناب قاضي انور صاحب آپ کے اعتراض کا قبلہ شاہ صاحب کے قلم سے صفایا ہو گیا اب لگاو فتویٰ کہ شاہ صاحب بھی شیعہ ہیں اگر تم میں طاقت ہے پھر اگر لگاو گے تو پوری دیوبندی زریت کا جنازہ نکل جائے گا کیونکہ تھانوی صاحب لکھ گئے کہ ہمارے تمام بزرگ شاہ صاحب کے معتقد تھے تو کرو چیلنج اپنے بڑوں کو کہ تم رافضیوں کے معتقد کیوں ہو گئے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب تو شیعہ کے خلاف بہت کام کر گئے اگر کوئی کسر باقی تھی تو مولوی زکی صاحب نے فتاویٰ کا ترجمہ کر کے پوری کر دی یہ ہمارے بڑے پیشواء ہیں تو ثابت ہو گیا اہلسنت و جماعت کا مذہب سچا ہے اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ لکھنے والے امام جعفر طبری بھی سچے ہیں تم الزام لگانے والے آئمہ اہلسنت پڑھو اور تم جاہل ایسے ہو کہ اپنے آئمہ کی کتابیں پڑھنے سے عاجز ہو۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں

میں نے جو کلی وجزوی حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ کبیر تالیف محمد بن

جریر طبری کا خلاصہ ہے کیونکہ فن تاریخ میں جس قدر کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان میں سے اسی کو قابل اعتماد پایا ہے اور کبار واخبارات عدول صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مطاعن سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مورخوں کے کلام میں ایسے واقعات دیکھے جاتے ہیں جس سے ہوا پرستوں کو ان بزرگوں کے حق میں شبہ وبدظنی پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایات نقل کی جائیں میں نے جزئی حالات کو طبری کے علاوہ اور لوگوں کی کتابوں سے حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کیا ہے۔

(تاریخ ابن خلدون ج اول ص ۵۵ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی)

کیا انبیاء کے علاوہ کسی پر درود وسلام پڑھنا حرام ھے:۔

اس سلسلے میں ہمارا یہ موقف ہے کہ انبیاء کے غیر پر طبعاً صلوٰۃ وسلام بھیجنا جائز ہے اور الفراداً اور استقلالاً صلوۃ بھیجنا خلاف اولیٰ ہے یعنی اچھا نہیں اور صرف سلام بھیجنا بلا کراہت جائز ہے یہی جمہور کا مسلک ہے اور یہی ہمارا موقف ہے۔ دلائل اسکے حسب ذیل ہیں۔

آیت نمبر ا۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

ترجمہ: آپ ان پر صلوۃ بھیجئے آپکی صلوٰۃ ان کے لئے باعث طمانیت ہے

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۳ پ ۱۰)

آیت نمبر ۲۔ أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جس پر ان کے رب کی جانب سے صلوۃ اور رحمت

پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۷

آیت نمبر ۳۔ هُوَ الَّذِیُ یُصَلِّیُ عَلَیُکُم

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے

(سورۃ الاحزاب پ۲۲ آیت نمبر ۴۳)

چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں

نمبر ا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس جب لوگ صدقہ لے کر آتے تو آپ ان کیلئے دعا کرتے اے اللہ ان پر رحمت بھیج سو میرے باپ ابو اوفیٰ صدقہ لے کر آئے تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل پر رحمت بھیج۔

(صحیح بخاری شریف رقم الحدیث ۱۴۹۷ ج۱)
(صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۰۷۸ ج۱)

نمبر ۲۔ امام دارمی نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ پر اور میرے خاوند پر صلوٰۃ بھیجئے تو آپ نے ان پر صلوۃ بھیجی۔

سنن دارمی رقم الحدیث ۴۶ طبع بیروت

مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۳، ۳۹۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۹ طبع بیروت

نمبر ۳۔ مشہور و معروف روایت درود ابراہیمی کی جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر دورد پڑھنے کا ذکر موجود ہے

(بخاری شریف کتاب الصلوۃ)

مزید برآں السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصٰلحین نماز میں پڑھا جاتا ہے ان آیت واحادیث میں ہمارا موقف اور اہلسنت وجماعت کا مذہب روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ان دلائل وثبوت کے بعد کسی اور حوالہ کی ضرورت تو نہیں لیکن مزید برآں ایک قرض چڑھا دیتا ہوں۔

قاضی سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

جو وہابیوں کے نزدیک علم وعمل، زہد کمال اور فضل وورع دونوں کے جامع تھے انہوں نے اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام بے شمار مرتبہ اپنی کتاب میں لکھا ہے

(سیرت رحمۃ اللعلمین ج۲ص۱۱۶ طبع الفیصل ناشران اردو بازار لاہور)

اس کتاب کا مقام وھابیوں کے نزدیک:

خلیفہ ہدایت اللہ کا بیان ہے کہ میرے پاس برما، بنگال بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ مرقوم ہے کہ کتاب رحمۃ اللعالمین بھیج دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو رحمۃ اللعالمین جو قاضی سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔

(کرامات اہلحدیث حکایت نمبر۱۹ص۲۶ طبع چنیوٹ بازار فیصل آباد از عبدالمجید خادم سوہدردی شاگرد جناب ابرہیم سیالکوٹی)

دیوبندیوں کا اقرار علیہ السلام کھنا جائز:

مولوی اسحاق ملتانی دیوبندی لکھتے ہیں غیر انبیاء خصوصاً سیدنا حسین (علیہ السلام) کے نام کے ساتھ جملہ دعائیہ کے طور پر لکھنا جائز ہے

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۹۳۔طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
یہ کتاب مختلف علمائے دیوبند کی کتب کا مجموعہ ہے جسمیں مفتی عبدالستار دیوبندی کا مقدمہ لکھا ہے۔

علامہ ذہبی کی تصدیق امام طبری کے بارے میں:

نمبر۲۔ اعتراض کہ احمد سلیمانی کا یہ قول کان لا روافض رافضیوں کے لئے رواتیں گھڑتا تھا۔ جناب قاضی نے اتنا بڑا الزام تو لگا دیا اس لئے کہ ہم بہت بڑے خطیب ہیں سب لوگ ہماری بات مان جائیں گے نہ کتاب کا حوالہ نہ جلد بس سن سنا کر یوں ہی باتیں گھڑنے کی عادت بنا رکھی ہے میں اپنے قارئین سے دلائل بیان کرتا ہوں تا کہ پتہ چل جائے کہ یہ لوگ جھوٹ اور جھوٹے الزام گھڑنے والے ہیں لیجئے سب سے پہلے میزان الاعتدال سے اس الزام کا جواب امام ذہبی کے قلم سے

ترجمہ:۔ محمد بن جریر بن یزید طبری امام ابو جعفر صاحب روشن تصانیف ثقہ۔ صادق ہیں۔ (حضرت علی سے) موالات و تشیع رکھتے ہیں مگر مضر نہیں احمد بن علی سلیمانی نے یہ افتراء کیا کہ آپ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑتے ہیں۔ جیسا کہ کہا سلیمانی نے اور یہ عیب لگانا ظن کذب (جھوٹا گمان ہے) بلکہ آپ لائق اعتماد کبائر آئمہ اسلام سے ہیں اور ان کی عزت و ناموس پر حملہ آور ہونا غلطی ہے نیز جھوٹ اور دیوانگی سے اذیت دینا نا جائز ہے پس اگر علماء کے کلام کو پیش نظر رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ بہت بڑے امام ہیں اور شائد سلیمانی کا

گمان محمد بن جریر بن رستم ابو جعفر طبری رافضی کی کتاب کے متعلق ہے جس سے اہل بیت سے روایتیں بیان کی گئی ہیں اور عبدالعزیز کتانی نے اسے رافضی کہا ہے۔

میزان الاعتدال جلد سوئم ص ۳۵ مطبوعہ از امام ذہبی

لیجئے جناب بندیالوی اینڈ کمپنی اس اعتراض کی بھی کلی کھل گئی اگر واقعی کہیں ایسا ثبوت لعنت کا ہوتا تو تم پیش کرتے لیکن تاریخ طبری ایسے الزام سے پاک ہے تاریخ الاصم والملوک لطبری جلد چہارم میں بے شمار مرتبہ حضرت سیدنا امیر معاویہ کا نام نامی موجود ہے لیکن کہیں لعنت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور حالات بیان کئے ہیں وہاں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔

تاریخ طبری ج چہارم ص ۱۵۷ مترجم مطبوعہ دارالاشاعت کراچی مترجم سید حیدر علی طباطبائی دیوبندی وتسہیل تشریح مولانا اصغر مغل دیوبندی مزید براں یہ کہ اکثر جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ لکھے ہیں ص ۱۶۵ تو اب قارئین اندازہ لگائیں ایسے الفاظ لکھنے والے قطعاً شیعہ نہیں ہو سکتے یہ سراسر الزام ہے یہ بھی میں ان دوغلوں سے پوچھتا ہوں کہ دیوبندیوں نے اس تاریخ طبری کا ترجمہ شائع کر کے واضح کیا کہ یہ شیعہ نہیں اگر واقعی ان کے نزدیک امام طبری شیعہ تھے تو پھر انہوں نے ترجمہ کیوں کیا اس کتاب کی تشہیر و اشاعت کیوں کی اور یہ گناہ کیوں کمایا جبکہ اب دیوبندی بھی شیعوں کو ہم بھی سب کافر کہتے ہیں تو کافر کے مذہب کی اشاعت کرنا گناہ و کفر کا پھیلانا ہے اور اب لگاؤ فتویٰ ان ترجمہ کرنے والے تسہیل و تشریح کر کے لکھنے والے اور کتابت پر لاکھوں روپے خرچ

کرنے والوں پر اور چھاپنے والوں پر یا یہ اقرار کرو کہ ہمارا مذہب پیسہ کمانا ہے جیسے بھی پیسہ ہاتھ آئے لے لو چاہے حرام ذرائع سے ہو یا انگریزوں سے ملے یا کافروں سے ملے یا کافروں کا مذہب پھیلا کر ملے ہر صورت پیسہ چاہیے بہر حال ان لوگوں کے گھر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابن جریر طبری شیعہ نہیں ورنہ یہ اس کتاب کو شائع کر کے کیا بن گے۔

امام طبری کی صفائی امام بخاری سے:

یا پھر یہ لوگ یہ کہنا چاہتے ہیں جہاں بھی کسی کتاب میں لعنت کا لفظ لکھا ہو حضرت امیر معاویہ کے بارے میں تو وہ رافضی ہے پھر میں ان کو کہتا ہوں بخاری شریف میں لفظ باغی لکھا ہے۔ دیکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا

تقتله الفئة الباغية يدعونه الى النار

بخاری شریف ج اول ص ۶۴ کتاب الصلوۃ۔

یعنی تجھے باغی گروہ قتل کریگا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے تو یہ صحابی صفین میں شہید ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ کے گروہ نے قتل کیا۔ میں کہتا ہوں جس طرح ہم یہاں اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ کچھ کہتے ہیں بلکہ صحابی مانتے ہیں اور وہ اعلیٰ مقام رکھتے ہیں نہ ہم امام بخاری کو کچھ کہیں گے اسی طرح یہ لفظ لعنت وغیرہ کہ طبری میں ہوں تو بھی ہم اسکی تاویل کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کسی رافضی شیعہ نے بعد میں اس کتاب کے اندر ملا دیئے ہیں اس وجہ سے کوئی الزام امام طبری پر نہیں لگائیں گے۔

اتنی صاف باتوں کے باوجود یہ لوگ امام طبری کو شیعہ رافضی کے طعنے دیں تو پھر یہ انکی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

امام طبری کی صفائی شاہ عبدالعزیز کے قلم سے :

شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے علی بن محمد عددی ابوالحسن سمسانی شیعی ہے جو تاریخ طبری کا اختصاری ہے جس میں اس نے جعلسازی کر کے بہت سی باتیں اپنی طرف سے بڑھا دیں ہیں کیونکہ یہ تاریخ طبری کا اختصاری بھی ہے اور وہی سہل عبارت کے سبب شہرت ورواج پا گئی۔ان روایات کے متعلق یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تاریخ طبری میں موجود ہے حالانکہ اصل تاریخ طبری میں انکا نام ونشان تک نہیں۔تاریخ طبری کے اس اختصار نے اہل سنت کے بھی بہت سے مورخین کو گمراہ کیا ہے۔کیونکہ اس میں ان کو جو ملتا ہے وہ لاعلمی کی بنا پر اصل تاریخ کی طرف اسے منسوب کر دیتے ہیں۔

تحفۃ اثناعشریہ اردو ص ۱۴۴ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
مترجم خلیل الرحمٰن نعمانی دیوبندی مطبوعہ مولوی مسافر خانہ کراچی باب ۲

اب تو بندیالوی اینڈ گروپ کو مان لینا چاہیے اور یہ الزام امام طبری پر لگانا چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ ان کے بڑے شاہ صاحب جو سید العلماء ہیں ارباب صدق و صفاء وہدایت مآب ہیں خدا کی تمام رحمتیں ان پر ہیں لہذا شاہ صاحب کی اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ امام ابوجعفر طبری میں کسی قسم کا عیب نہیں وہ اہلسنت کے آئمہ ثقہ سے ہیں ہاں ان کی اس تاریخ طبری میں کچھ باتیں شیعہ نے ملا دی ہیں باقی پوری کتاب مستند ہے۔

مزید اس ملاں قاضی نے لکھا عجمی منافقین نے۔۔۔۔ضعیف من گھڑت کہانیاں جمع کر دیں ان میں ابن اسحٰق۔ واقدی۔ کلبی اور ابو مخنف جیسے وضاع و کذاب بھی ہیں اور طبری دینوری۔ مسعودی۔ و یعقوبی جیسے تقیہ باز رافضی بھی۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۔

مورخین کی صفائی دیوبندیوں کے قلم سے:

پڑھئے برصغیر کے مایہ ناز مورخ و محقق اور عالم دین قاضی اظہر رمبارکپوری دیوبندی کے قلم سے سب کے جوابات کتاب خلافت معاویہ و یزید کے رد میں لکھی گئی کتاب سے مولف نے حضرت امام ابن کثیر صاحب تفسیر ابن کثیر اور صاحب البدایہ والنہایہ کو بھی نہیں بخشا اور ان کو بھی ان ہی آئمہ دین کے زمرے میں لانے کی کوشش کی ہے جن کو کذاب و مفتری اور نا قابل اعتبار قرار دیا ہے مولف نے اپنی کتاب میں جس جرأت و بہادری کا ثبوت دیا ہے اس کا تقاضا تھا کہ پہلے اسلامی تاریخ و روایت کا قصر معلیٰ مسمار کر دیا جائے اور اس کے جتنے ستون ہین ان کو ایک ایک کر کے گرا دیا جائے پھر اس کے ملبہ پر یہ نئی بنیاد ڈالی جائے اسی جرأت مندی نے ابو مخنف، محمد بن سائب، کلبی ہشام کلبی کے ساتھ ساتھ حضرت امام محدث، فقیہہ، مؤرخ مفسر ابن جریر طبری جیسے عظیم المرتبہ مسلم امام اسلام کی شان میں گستاخی کی۔ امام مسعودی جیسے ثقہ اور مسلم مؤرخ کو مجروح قرار دیا اور امام حدیث اور مفسر و مؤرخ حضرت امام ابن کثیر دمشقی پر کیچڑ اچھالی اور امام جلال الدین سیوطی کو حاطب اللیل لکھا آپ جیسے صرف ایک ہی مؤرخ و محقق کیلئے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ اپنی اسی کتاب کا اکثر و بیشتر حصہ آپ امام طبری کی تاریخ اور امام ابن کثیر کی تاریخ البدایہ والنہایہ علامہ مسعودی کی تنبیہ

الاشراف وغیرہ سے مرتب کریں اور اپنے مطلب کی تمام روایات کا بلا تکلف نقل کریں اور جہاں آپکے مطلب کی بات نہ ملے یا آپ کے مزعومات سے ٹکراؤ ہو وہاں ان بزرگوں کو غالی مصنف کذاب و مفتری و شیعہ قرار دیں اگر یہ کتابیں بقول آپ کے کذب وافتراء سے پر ہیں اور ان کے مصنفین کذاب و مفتری اور شیعہ ہیں تو آپ کو صرف علامہ ابن خلدون و امام ابن تیمیہ اور امام غزالی نیز ان جیسے بعض دیگر آئمہ کی کتابوں سے کام چلانا چاہیے تھا کیا مزے کی بات کہ ان آئمہ علم وفن کو بری طرح مجروح بھی کرتے ہیں اور پھر ان ہی سے استدلال کر کے ان کی توثیق بھی فرماتے ہیں البتہ جہاں آپ کا مفروضہ بگڑنے لگتا ہے وہاں ان بزرگوں پر مزید افترا پردازی کر دیتے ہیں پھر بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ بعض جگہ آپ خاص طور پر ان بزرگوں کی تصدیق و توثیق فرماتے ہیں۔

سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما صفحہ نمبر ۲۷۔۲۶ تلخیص شدہ از سید نفیس الحسین دیوبندی مقیم جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور مطبوعہ سید احمد شہید لاہور

اب بتائیں جناب بندیالوی اینڈ گروپ تمھارے قاضی مبارک صاحب اور سید نفیس شاہ نے تمھاری تمام باتوں کا رگڑا اور صفایا کر دیا کاش تم اپنے مولویوں سے ہی پوچھ لیتے یا ان کی کتابیں پڑھ لیتے تو تمھارے وقت کا بھی ضیاع نہ ہوتا اور کتابت وغیرہ پر خرچ بھی نہ کرنا پڑتا چلو اب تو میں نے واضح کر دیا ان تمھارے بڑوں نے تمھارا خون کر دیا اب ان پر لگاؤ فتویٰ کہ یہ بھی منافق کذاب رافضی ہیں اور ساتھ ساتھ شاہ صاحب پر بھی انہوں نے طبری وغیرہ کی صفائی تمام محدثین و مؤرخین کی کر دی جن کو تم کبھی منافق کبھی کذاب کبھی رافضی کہانیاں گھڑنے والے کہتے ہو

لبالب ہے تمھارے دین کا کاسہ عداوت سے   مگر خالی محبت سے سراسر جام ہے تیرا

یہ مورخین ابن خلدون کی نظر میں:

اور جو لوگ شہرت کی فضیلت اور امامت معتبرہ کے وارث ہوئے اور انہوں نے پہلے لوگوں کی کتابوں کو اپنی پچھلی تصنیفات میں جمع کیا اور وہ تعداد کے اعتبار سے بہت کم ہیں جیسے محمد بن اسحاق طبری۔ محمد بن سائب کلبی محمد بن عمر الواقدی وسیف بن عمر الاسلامی المسعودی اور دوسرے مشاہیر جو جمہور مورخین سے ممتاز ہیں۔ اگرچہ مسعودی اور واقدی کی کتابوں میں طعن وتعریض کی ایسی باتیں ہیں جو ثقہ لوگوں کو معلوم ہیں اور حفاظ وثقات میں مشہور ہیں اسکے باوجود کافی اہل علم نے ان کی روایات واخبار کو خاص طور سے قبول کیا ہے۔

مقدمہ ابن خلدون ص ۳ طبع بیروت لبنان

مترجم مقدمہ ابن خلدون حصہ اول ۱۶۰ مکتبہ نفیس اکیڈیمی کراچی علی وحسین ص ۲۹ مکتبہ سید احمد شہید لاہو

اب تو کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی اتنے بڑے مورخ ابن خلدون نے ان سب کی صفائی بیان کردی اور واضح کر دیا الزام لگانے والے جھوٹے ہیں علامہ کے الفاظ غور کرنے کے قابل ہیں کہ مختصر اور جامعہ الفاظ میں تعریف کر دی گئی۔

ملاں کدھر جا رہا اسکو بھی یار سوچ   ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

امام طبری کا مقام امام سیوطی کی نظر میں اور شارح مسلم امام نووی:

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کونسی ایسی تفسیر ہے جس سے

استفادہ کرنے کا مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اسکی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا کہ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جسکے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی (شارح مسلم) نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ

امام عبدالوہاب السبکی کی صفائی امام طبری کے بارے میں:

ترجمہ:۔ محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب جلیل القدر امام مجتہد مطلق ابوجعفر طبری علم و دین کے لحاظ سے دنیا کے اماموں میں سے ایک امام۔ ان کی تصانیف میں کتاب التفسیر اور کتاب التاریخ۔ (لاجواب ہیں)

تفسیر جامع البیان طبع دار الفکر بیروت لبنان

علامہ ابن خلکان اپنی تاریخ میں امام طبری کی یوں شان بیان کرتے ہیں:۔

ترجمہ: محمد بن جریر الطبری صاحب تفسیر کبیر و تاریخ شہیر بہت سے علموم وفنون میں امام تھے ان میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وغیرہ ہے اور بہت سے فنون میں انکی بہت اچھی تصنیفات ہیں جو ان کے علم و فضل کی وسعت و کثرت کی دلیل ہے وہ آئمہ مجتہدین میں سے تھے۔

جامع البیان تفسیر ج ۱ ص ۴ جامع البیان طبع بیروت

علامہ ابن حجر عسقلانی کی مہر تصدیق امام طبری پر:۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اپنی نقد و رجال کی مشہور زمانہ کتاب لسان المیزان میں امام ابن جریر طبری کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

محمد بن جریر بن یزید الطبری الامام الجلیل المفسر ابو جعفر اقذع احمد بن علی الحافظ۔ فقال کان تصنیع الروافض کذا قال السلیمانی وہذا رجم بالظن الکاذب بن ابن جریر کبار لا ائمۃ الاسلام

ترجمہ:۔ محمد بن جریر بن یزید طبری جلیل القدر امام اور مفسر ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے حافظ احمد بن علی سلیمانی نے آپ کے بارے میں بدکلامی کی ہے اور کہا ہے کہ آپ رافضیوں کیلئے حدیثیں گھڑتے تھے۔ جیسا کہ کہا سلیمانی نے اور یہ ان کے متعلق ظن کاذب ہے بلکہ امام ابن جریر اکابرین آئمہ اسلام سے ہیں۔

لسان المیزان ج ۵ ص ۱۰۰

مزید تسلی کے لئے ج پنجم ص/ ۱۰۰ تا ۱۰۳ ملاحظہ ہو سنی ابن جریر اور شیعہ ابن جریر۔

ابو مخنف کی صفائی:۔

ترجمہ:۔ ابو مخنف لوط بن یحییٰ شیعہ تھا۔ آئمہ کے نزدیک وہ حدیث میں ضعیف لیکن تاریخ کا وہ حافظ تھا۔ تاریخی روایات اس کے پاس ایسی ہیں جو اس کے غیر کے پاس نہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مصنفین اسکی طرف لپکتے ہیں۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۲، الفاروق ص ۳۴ از شبلی نعمانی طبع لاہور

دیوبندی مناظر اسلام امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں۔

تاریخ کیلئے تو سرے سے عدالت بھی شرط نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فرماتے ہیں:

حدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرض تو جب تاریخ کے واقعات کفار تک سے لی جاتی ہے تو یہاں یہ بحث چھیڑنا کس قدر غلط ہے۔ ہاں اصولی طور پر تاریخی باتیں تین قسم کی ہونگی۔

ا۔ جن کو ہمارے عقائد کے موافق پا کر ہمارے اکابر نے قبول فرمالیا وہ مقبول ہیں۔

۲۔ جن کو عقائد اہلسنت سے متصادم پا کر اکابر نے رد کر دیا وہ مردود ہیں۔

۳۔ جن کو ہمارے عقائد وغیرہ سے نہ تصادم ہے نہ تعاون۔ وہ بحیثیت تاریخ کے اکابر نے قبول کر لیں تو ان کو لے لیا جائیگا۔ بہر حال ان کے رد و قبول کا کام اکابر کر چکے ہیں، ہمیں کسی نئی پریشانی کی ضرورت نہیں رہی۔

۴۔ آپ نے ابو مخنف کے بارے میں لسان المیز ان کی عبارت نقل فرمائی یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں جو جرح کی جاتی ہے وہ یہ بتانے کیلئے کہ یہ احکام حلال وحرام کے بارہ میں احادیث روایت کرنے کے قابل نہیں اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کسی اور فن میں بھی قابل اعتماد نہیں دیکھئے قاری حفص رحمتہ اللہ علیہ کو محدثین نے ضعیف بلکہ کذاب تک لکھ دیا مگر اس سے ان کی قرآت پر قرآن پاک کی تلاوت تو نا جائز نہیں ہوئی۔ امام غزالی ابوطالب مکی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ کو نقل احادیث میں میزان الاعتدال میں نا قابل اعتماد قرار دیا ہے مگر تصوف کے تو وہ امام ہیں۔ اس میں ان سے استفادہ منع نہیں ہے کتنے فقہاء کرام کو نقل احادیث میں اسماء الرجال والوں نے نا قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ مگر مسائل فقہ میں آج تک ان کا فتویٰ چلتا ہے۔

محمد بن اسحاق کو احادیث حلال حرام کی روایت میں کذاب دجال تک کہا گیا، لیکن تاریخ اور مغازی کے وہ امام ہیں۔ بالکل یہی حال ابومخنف کا ہے۔

تجلیات صفدر جلد اول ص ۵۵۰، ۵۵۱ مکتبہ امدادیہ ملتان

حافظ سلیمانی کا لگایا ہوا الزام حافظ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے کیسے صاف الفاظ میں اسکا رد کر دیا امام جریر طبری کو آئمہ اسلام قرار دیا اتنے واضح ثبوت کے ہوتے ہوئے یزیدی نسل اگر امام ان جریر طبری کو شیعہ کہنے سے باز نہ آئیں تو جائیں جہنم میں۔

ہم نے الحمدللہ دلائل پیش کر کے واضح کر دیا امام ابن جریر پر یہ الزام ہے کہ وہ رافضی تھے یا ان کی حمایت کرتے تھے۔ اے اللہ عزوجل ان کو ہدایت عطا فرما۔ امین۔

خطیب بغدادی اور علامہ ابن کثیر کا نظریہ طبری کے بارے میں:

ترجمہ مولانا انوار الحق قاسمی دیوبندی کے قلم سے۔

خطیب بغدادی نے کہا کہ انہوں نے بغداد کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور آخر وقت تک وہیں رہے علماء کے ایک بڑے امام تھے ان کا قول حکم ہوتا اور ان کی معرفت اور فضل کی طرف بوقت ضرورت رجوع کیا جاتا انہوں نے اتنے علوم جمع کئے تھے کہ انکے زمانہ میں کوئی بھی ان کے مقابلے میں نہیں آتا۔ حافظ قرآن مجید ہونے کے ساتھ اس کی تمام مروجہ قراءتوں کے عالم معانی سے واقف احکام کو اچھی طرح جاننے والے تھے اسی طرح حدیث کی تمام قسموں کو اور صحیح وسقم، ناسخ اور منسوخ کی پوری واقفیت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں

کے اقوال کو بھی اچھی طرح محفوظ کیا تھا لوگوں کے حالات اور ان کے واقعات سب کے عارف تھے۔

ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں۔ تاریخ الامم والملوک۔ تفسیر الکامل۔ اس جیسی تو کوئی تفسیر تصنیف بھی نہیں کی گئی ہے۔ تہذیب الآثار۔ اس مضمون کی بھی۔ دوسری کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری ہے افسوس ہے کہ اسے مکمل نہ کر سکے فقہ کے اصول وفروغ میں بھی ان کی بہت سی کتابیں ہیں اور پسندیدہ بھی ہیں۔ ان میں کئی مسائل ایسے بھی جمع کیے گئے ہیں جن میں یہ متفرد ہیں۔

البدایہ والنہایہ جلد یازدھم ص ۱۴۵ مطبوعہ مکتبہ المعارف بیروت

تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ ص ۳۶۳، ۳۶۴ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی

اس میں مزید ابن جریر پر ہر قسم کے اعتراض کے جوابات دیکھیں۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۶۴ تا ۳۶۸ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

شیخ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی امام ابن جریر طبری کے بارے لکھتے ھیں :

تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے امام طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اور ان کے فضل وکمال وثوق اور وسعت علم کے معترف ہیں ان کی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی ان سے بڑھ کر علم نہیں جانتا ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔

سیرت النبی ج اول ص ۲۷ طبع ملک محمد شفیع اینڈ سنز مطبع مصطفائی کشمیری بازار بار پنجم۔ الفاروق ص ۳۷ و ۱۴ طبع لاہور

ابن تیمیہ کی زبان و قلم سے مہر تصدیق علامہ ابن جریر طبری پر:۔

تمام یزیدیوں کے پیشواء اور معتمد محدث ہمارے نزدیک گستاخ اور پرانا وہابی انبیاء اور اولیاء کا دشمن ہے امام ابن جریر طبری کی صفائی اس طرح لکھ گیا علامہ ابن جریر طبری میں بدعتوں والی کوئی بات نہیں تھی۔

فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۹۲ مطبوعہ مصر

ابن تیمیہ کا تعارف میں نے بھی بیان کیا لیکن یزید کی روحانی اولاد ابن تیمیہ کو بڑے محتاط فقیہ اور عالیشان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مزید آگے آئے گا ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں اگر امام طبری میں کوئی شیعیت کی بو ہوتی تو یہ ہرگز ان کو معاف نہ کرتا واضح طور پر لکھ دیتے معلوم ہوا کہ امام طبری ایسے الزاموں سے پاک ہیں ان میں شیعہ کا کوئی اثر نہیں تھا۔

ابوبکر ابنِ العربی کے نزدیک امام ابو جعفر طبری کا مقام:

ولا تقبلو روایۃ الا عن ائمۃ الحدیث ولا تسمعو المورخ کلاما الا الطبر ی الصواہم من القوصم ص ۲۴۸ طبع القاہرہ الطبۃ الثانیہ الدار السعودیۃ للنشر۔

یعنی تم آئمہ حدیث کی روایت کے علاوہ اور کسی کی بات قبول نہ کرو اور سوائے طبری کے کسی کا کلام قابل اعتماد نہیں۔ تاریخ میں

آشکار ہے حقیقت، قارئین ٹھیک طور پر جان چکے ہیں کہ تحقیق کے نام پر ناصبیت کے زہریلے انجکشن دینے والے اور یزیدیت کے مکروہ چہروں پر الفاظی کے خول

پہن کر آنے والے نام نہاد محققین خارجیت کا لباس پہن کر گندے جراثیم پھیلانے والے کیسی کیسی شعبدہ بازیاں دکھا کر قوم کو الو بنا کر گمراہ کرتے ہیں مگر ان کی شعبدہ بازیاں زیادہ دیر تک عوام کو دھوکا میں نہیں رکھ سکتیں۔

توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری

یوں دین میں فسانے تلاش کرتے ہیں — یہ فتنہ گر تو بہانے تلاش کرتے ہیں

حق پر ہیں اہلسنت آشکارا ہو گیا — اہل باطل کی شکستوں کا نظارہ ہو گیا

حرف آخر:۔

دارالعلوم دیوبند کا دینی و علمی واصلاحی ماهنامه کے نزدیک مقام وعظمت علامه ابوجعفر ابن جریر طبری:

قاری طیب صاحب دیوبندی دارالعلوم دیوبند سے شائع کرتے رہے ماہنامہ میں قسط وار مضمون محرم الحرام ۱۳۷۴ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۵۴ء میں پہلی قسط شائع ہوئی دوسری قسط صفر ۱۳۷۴ میں شائع ہوئی یہ تحقیقی مضمون مولوی عبدالحمید صاحب ارشد لکھتے رہے یہ شائع کرنے کا سبب بندیالوی صاحب کے پیشواؤں میں سے علامہ تمنا عمادی کا مضمون رسالہ طلوع اسلام کراچی سے علامہ ابوجعفر طبری کے بارے میں غلط باتیں شائع کی گئی کے جواب میں دارالعلوم دیوبند والوں نے قلم اٹھایا یہ صاحب یعنی علامہ تمنا عمادی صاحب اوٹ پٹانگ طور پر لایعنی باتیں لکھنے اور بار بار دوہرانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور پھر پوری شوخی اور ستم ظریفی یا کم از کم خود فریبی سے اسی کی تنقید تحقیق و تدقیق رکھتے ہیں۔

دیکھیں رسالہ دارالعلوم ماہ محرم ۱۳۷۵ھ ص ۳۷ ان ہی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے بندیالوی صاحب نظر آتے ہیں۔

علامہ عبدالحمید صاحب ارشد لکھتے ہیں، ذیل میں ہم مختصراً امام بن جریر طبری کے متعلق آئمہ جرح وتعدیل اور علمائے فن حدیث وتفسیر کی آراء نقل کرتے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کے متعلق شیعیت اور وضع و کذاب کا الزام محض افتراء وبہتان ہے اور وہ بفضلہٖ تعالیٰ مشہور حفاظ حدیث اور آئمہ اہلسنت میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے ہیں مشہور امام جرح وتعدیل حافظ شمس الدین ابوعبداللہ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے انہیں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے

دارالعلوم دیوبند ماہنامہ محرم ۱۳۷۴ھ ص ۳۸

امام ابوحامد الاسفر ائینی کا خراج تحسین:۔

آپ شہرہ آفاق شیخ الشافیہ ہیں آپ نے تفسیر طبری کے بارے میں فرمایا۔

اگر کوئی شخص ابن جریر کی تفسیر حاصل کرنے کی خاطر چین تک کا سفر کرے تو ایسی بیش بہا کتاب کے حصول کے پیش نظر یہ سفر اور یہ محنت اور یہ خرچ کچھ زیادہ نہیں۔

تذکرۃ الحافظ ۲ ص ۲۵۲، درالعلوم دیوبند ماہنامہ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ ص ۳۸

امام ابوحامد احمد بن ابی طاہر بن احمد الاسفرئنی المتوفی ۴۰۶ھ کا مقام:

ابن خلکان نے اپنی مستند تاریخ دفیات الاعیان ج ۱ ص ۱۹ پر لکھا ہے بغداد میں دنیا ودین کی ریاست کی انتہائی حد تک آپ پہنچے ہیں اور آپ کی مجلس میں ۳۰۰ سے زیادہ فقیہہ (بلکہ سات سو) استفادہ کی غرض سے حاضر رہتے تھے۔

دار العلوم ماہنامہ صفر ص ۳۸۔

آئمہ فن نے ان کی تعدیل و توثیق فرمائی ہے اتنی اکثریت کے مقابلے میں البیکندی کی تنہا جارحانہ رائے کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ کی بلند پایہ تفسیر اور شہرہ آفاق تاریخ اور دوسری تصانیف موجود ہیں۔ان میں کہیں بھی رفض و شیعیت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ ہر جگہ اہلسنت و جماعت اور سلف صالحین کے مسلک کی تائید اور ترجمانی کی گئی ہے۔شیعہ مصنفین نے کہیں بھی امام ابن جریر الطبری صاحب التفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر کو اپنے علماء یا مصنفین میں شمار نہیں کیا اور علماء اہلسنت نے انہیں اپنے آئمہ میں شمار کیا ہے۔

دار العلوم دیوبند ماہنامہ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ ص ۳۶ آخری قسط طبع دیوبند دہلی۔

امام ابومحمد عبداللہ بن اسعد یافعی الیمنی رحمتہ اللہ المکی المتوفی ۷۶۸ھجری

اپنی کتاب مرآۃ الجنان جز ثانی ص ۲۶۱ واقعات ۳۱۰ھ میں رقم طراز ہیں ۳۱۰ھ میں بغداد میں دینی علوم کے نام ور عالم بحر زخار نامی گرامی علماء میں ممتاز بلند پایہ تفسیر اور مشہور معتبر تاریخ کے مصنف صاحب اوصاف جمیلہ و تصنیفات کثیرہ امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے وفات پائی۔

ماہنامہ در العلوم ص ۳۹ ربیع الاول۔

کاش شیخ بندیالوی صاحب نے اپنے پیشواؤں کو پڑھا ہوتا یا ان کی قبر پر جا کر ہی پوچھ لیا ہوتا تو یہ اعتراضات نہ کرتے لیکن قبروں والے فائدہ انہیں کو دیتے ہیں جو قبر والوں کو مانتے ہیں منکروں اور فتوے لگانے والوں کو وہ فائدہ نہیں

پہنچاتے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔ اے ایمان والو قبروں والوں سے آس نہ توڑنا جیسے کافر آس توڑ بیٹھے

پ ۲۸ س الممتحنہ آخری آیت۔

امام محمد بن اسحاق کا مقام :۔

یزیدی ٹولہ نے امام محمد بن اسحاق کو بھی منافق رافضی اور کہانیاں گھڑنے والا کہا ہے میں اپنے قارئین سے ان کا تعارف پیش کرتا ہوں اور ان کو غلط کہنے کی وجہ بھی لکھتا ہوں طوالت کے خطرہ سے صرف ترجمہ کتابوں کے پیش کرتا ہوں تا کہ واضح ہو جائے روایت حدیث میں ماہرین اور ناقدین کے نزدیک آپ کتنا بڑا مقام رکھتے ہیں۔

حافظ جمال الدین یوسف المزی محمد بن اسحق کے متعلق لکھتے ھیں۔

محمد بن اسحاق نے صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور تابعین سے سالم بن عبداللہ بن عمر اور سعید بن المسیب کی زیارت کی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے تعلیقاً روایت کی ہے۔ اور امام ابوداود، امام نسائی، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے اصالتاً روایت کی ہے۔ زہری کہتے تھے کہ جب تک مدینہ میں محمد بن اسحٰق موجود ہیں ان کے علم کا خزانہ قائم رہے گا۔ امام شافعی فرماتے تھے کہ جو شخص مغازی میں تبحر حاصل کرنے کا ارادہ کریگا وہ محمد بن اسحٰق کا پروردہ ہوگا ابو معاویہ کہتے تھے کہ محمد بن اسحٰق کا حافظ لوگوں میں سب سے زیادہ ہے۔ امام بخاری نے کہا علی بن عبداللہ۔ محمد بن اسحٰق کی احادیث سے استدلال کرتے تھے اور ابن عیینہ نے کہا میں نے کسی شخص کو محمد بن

اسحٰق پر تہمت لگاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ابوزرعہ دمشقی نے کہا کہ محمد بن اسحٰق وہ شخص تھے کہ بڑے بڑے علماء ان سے علم حاصل کرنے کیلئے جمع ہوتے تھے ان میں سفیان، شعبہ، ابن عیینہ حماد بن زید۔ حماد بن مسلمہ۔ ابن المبارک۔ ابراہیم بن سعد تھے اور اکابر محدثین ان سے روایت کرتے تھے۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق پر قدری ہونے کی تہمت لگائی جاتی تھی حالانکہ وہ قدریہ کے عقائد سے بہت دور تھے۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی سے سوال کیا، کیا آپ کے نزدیک محمد بن اسحٰق کی حدیث صحیح ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے نزدیک محمد بن اسحٰق کی حدیث صحیح ہے۔ میں نے کہا پھر امام مالک نے ان پر جو اعتراض کیا اس کی کیا توجیہہ ہے۔ انہوں نے کہا امام مالک ان کے پاس نہ بیٹھے نہ انہوں نے پہچانا۔ میں نے کہا ہشام بن عروہ نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ (کہ محمد بن اسحٰق ہشام کی بیوی سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے اسکو نہیں دیکھا) علی بن مدینی نے کہا ہشام حجت نہیں اور ہوسکتا ہے کہ محمد بن اسحٰق نے بچپن میں ان کی بیوی سے حدیث کا سماع کیا ہو۔ ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک موسیٰ بن عبیدہ اور محمد بن اسحٰق میں سے کون پسندیدہ ہے۔ انہوں نے کہ محمد بن اسحٰق۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا کہ محمد بن اسحٰق صالح وسط ہیں۔ یعقوب بن شیبہ السدوی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا کیا آپ کو محمد بن اسحٰق کے صدق کے متعلق کوئی تردد ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ وہ صدوق (زیادہ سچے) ہیں عجلی نے کہا وہ ثقہ ہیں۔ شعبہ کہتے تھے محمد بن اسحٰق حدیث میں امیرالمومنین ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا محمد ابن اسحٰق ثقہ ہیں۔ بعض لوگوں نے ان

پر اعتراض کیا ہے۔ ایک مقام پر کہا جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مغازی کو جمع کیا ہے وہ محمد بن اسحٰق ہیں) ابو احمد بن عدی نے کہا کہ محمد بن اسحٰق کی فضیلت کیلئے یہ کافی ہے کہ انہوں نے سلاطین کو فضول کتابوں سے ہٹا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مغازی کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور بعد کے تمام سیرت نگاروں نے ان ہی سے استفادہ کیا ہے۔ احمد بن خالد نے کہا کہ ۱۵۱ھ میں محمد بن اسحٰق کی وفات ہوئی ہے۔

تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۸۳۔۷۰ ملخصا مطبوعہ دار الفکر بیروت

تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۔۳۳ مطبوعہ علمیہ بیروت

امام محمد بن اسحق کو کاذب کہنے کا جواب:۔

احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی لکھتے ہیں، سلیمان بن داود کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق کذاب ہے میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے وہیب بن خالد نے کہا وہ کذاب ہے۔ انہوں نے کہا میں نے وہیب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے مالک بن انس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے میں نے ہشام سے پوچھا تمھیں کیسے معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ وہ میری بیوی فاطمہ بن المنذر سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ وہ نو سال کی عمر سے میرے پاس رخصتی کے بعد آئی تھی اور اسکو تاحیات کسی مرد نے نہیں دیکھا۔

الکامل فی ضعفاءِ الرجال ص ۶ ص ۲۱۱۷ میزان الاعتدال ج ۶ ص ۵۸۔۱۵۷ المنتظم ج ۵ ص ۲۰۹

تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۷۵ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۴

ان ہی کی کتابوں میں سے اس اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو۔ امام ابن عدی لکھتے ہیں امام احمد نے فرمایا۔ امام محمد بن اسحٰق کیلئے یہ ممکن تھا کہ جس وقت ہشام کی بیوی فاطمہ مسجد جا رہی ہو۔ اس وقت انہوں نے اس حدیث کو سن لیا ہو یا کسی وقت وہ گھر سے جا رہی ہو تو ان سے سن لیا ہو۔

الکامل فی ضعفا الرجال ج ۶ ص ۲۱۲۰

علامہ ذہبی نے کہا کہ امام احمد نے فرمایا ممکن ہے کہ محمد بن اسحٰق نے ان سے مسجد میں یہ حدیث سنی ہو یا انہوں نے پردہ کی اوٹ سے یہ حدیث بیان کی ہو اور اس میں کیا چیز مانع ہے حالانکہ وہ بوڑھی اور عمر رسیدہ ہو چکی تھیں۔

میزان الاعتدال ج ۶ ص ۵۸

علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ امام محمد بن اسحٰق ہشام کی بیوی کے پاس گئے ہوں اور ہشام کو اس کی خبر نہ ہوئی ہوا لمنتظم ج ۵ ص ۲۰۹ حافظ مزی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد کے سامنے ابن اسحٰق کی ایک حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہشام نے اسکا انکار نہیں کیا ہوسکتا ہے کہ محمد بن اسحٰق ہشام کی بیوی سے اجازت لے کر گئے ہوں اور انہوں نے اجازت دے دی ہو اور ہشام کو اس کا علم نہ ہوا ہو۔

تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۷۵ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۵۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں امام محمد بن اسحٰق کو سلیمان التیمی۔ یحییٰ قطان اور وہب بن خالد نے کاذب کہا۔ وہیب اور قطان تو انہوں نے اس تکذیب میں ہشام بن عروہ اور مالک کی تقلید کی ہے اور رہے سلیمان التیمی تو مجھے نہیں معلوم

انہوں نے کس وجہ سے محمد بن اسحٰق پر اعتراض کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ روایت حدیث کے علاوہ اس کا کوئی اور سبب ہے کیونکہ سلیمان جرح اور تعدیل کے اہل نہیں ہیں۔ امام ابن حبان نے محمد بن اسحٰق کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ہشام اور مالک نے ان پر جرح کی ہے۔ رہے ہشام تو ان کا قول لائق جرح نہیں ہے۔ کیونکہ تابعین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھے بغیر ان سے حدیث روایت کرتے تھے اسی طرح محمد بن اسحٰق نے فاطمہ کو دیکھے بغیر ان سے حدیث روایت کی اور ان کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا اور رہے مالک تو انہوں نے ایک مرتبہ یہ کہا اور پھر وہ ان کی طرف پلٹ گئے۔ وہ روایت کی وجہ سے اعتراض نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں کی جو اولاد مسلمان ہو گئی تھی اور ان کو غزوہ خیبر وغیرہ کے واقعات یاد تھے محمد بن اسحٰق ان کو بھی تلاش کرتے ہر چند کہ ان سے استدلال نہیں کرتے تھے اور امام مالک کے نزدیک ان ہی سے روایت حدیث جائز تھی جو بہت ثقہ ہوں۔ اور جب امام ابن المبارک سے ان کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے تین مرتبہ کہا وہ بہت سچے ہیں اور امام ابن حبان نے کہا مدینہ میں محمد بن اسحٰق کے پائے کا کوئی عالم نہیں تھا اور نہ روایات کو جمع کرنے میں کوئی شخص انکی ٹکر کا تھا۔ (الی قولہ) امام ذہبی نے ہشام کی تکذیب کا رد کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہشام کا یہ کہنا بداہتاً غلط ہے کہ فاطمہ نو سال کی عمر میں اس کے نکاح میں آئی کیونکہ فاطمہ ہشام سے تیرہ سال بڑی تھی۔ اور امام ابن اسحٰق نے فاطمہ سے اس وقت حدیث روایت کی ہے جب ان کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی اور فاطمہ سے امام محمد بن اسحٰق کے علاوہ دوسروں نے بھی حدیث روایت کی ہے ان میں سے محمد بن سوقہ ہیں

تہذیب التہذیب ج۹ص ۳۸-۳۷مطبوعہ علمیہ بیروت

الحمدللہ عزوجل صاف ہوگیا الزام محمد بن اسحٰق کے متعلق جو لگایا جاتا ہے یہ الزام لگانیوالے جھوٹے ہیں اور جن کو اتنے آئمہ اسماء رجال نے ثقہ اور صحیح کہا ہے وہ یقیناً سچے ہیں اور پھر جو الزام لگایا جاتا ہے اس کی حقیقت واضح کردی تا کہ آئندہ اس قسم کا اعتراض کرنے کا کسی کو موقعہ نہ مل سکے۔

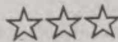
شبلی نعمانی سلیمان ندوی دیوبندی کی مہر تصدیق:۔

محمد بن اسحٰق نے فن مغازی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی وہ امام فن مغازی کے نام سے مشہور ہیں شہرت عام میں اگرچہ واقدی ان سے کم نہیں لیکن واقدی کی لغو بیانی مسلمہ عام ہے اور اس لئے ان کی شہرت بدنامی کی شہرت ہے۔

محمد بن اسحٰق تابعی ہیں ایک صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا۔

سیرت النبی ج اول ص ۳۳ مطبوعہ کواپریٹو کیپٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور۔

الفاروق ص ۳۴ از شبلی نعمانی طبع مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔



باب دوئم

بندیالوی صاحب لکھتے ھیں :

کہ حادثہ کربلا کے بعد کسی شخص نے بشمول خاندان حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس ظلم کا ذمہ دار یزید کو نہ ٹھہرایا نہ کوئی تحریک برپا کی کسی مخالف نے اپنی مخالفت کے اسباب میں اس حادثہ کو شامل نہیں کیا۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۔

صحابہ یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے:

لیجئے جناب بندیالوی اینڈ کمپنی جواب آ گیا سب سے پہلے طبقات الکبریٰ سے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بمعہ تابعین سب یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب یزید کے یہ ظلم شہادت والے سامنے آئے قافلہ مدینہ پہنچا تو بعد میں تمام نے یزید کے خلاف احتجاج کیا۔ جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فو اللہ ماخر جناعلیٰ یزید حتیٰ خفنا ان نرم بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکع الامھات و البنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰت۔

طبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۶۶ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۱۰۳ طبع دار صادر بیروت

الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ج ۲ ص ۳۶ طبع منیریہ مصر

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۱

آپ ہی کے علامہ عبداللہ العمادی دیوبندی کے قلم سے ترجمہ تا کہ آپ کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ترجمہ غلط کیا اگر غلط کہنا ہے تو پھر اپنے ملاں پر اعتراض آپ کا جائے گا پہلے یہ پڑھیے۔

عبداللہ بن زید وغیرہم سے مروی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے بنوامیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید پلید بن معاویہ کا عیب اور اس سے اختلاف ظاہر کیا۔ سب نے عبداللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان لوگوں سے موت پر بیعت لی اور کہا اے قوم۔ اللہ سے ڈرو جو یکتا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں۔

(اب ترجمہ عربی متن) واللہ ہم لوگ اس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ ایسا شخص ہے جو ماوں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے۔ (مزید اسی میں) واللہ اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں ان یزیدوں سے جہاد میں اللہ سے امتحان لوں گا۔

لوگ ہر طرف سے جوق در جوق آرہے تھے اور بیعت کر رہے تھے۔

ان راتوں میں عبداللہ بن حنظلہ کی سوائے مسجد کے اور کوئی خوابگاہ نہ تھی۔ غذا میں قدرے ستو پینے پر اضافہ نہ کرتے جس سے روزہ افطار کر کے دوسرے دن تک اسی طرح گذارتے۔ وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انہیں آسمان کی طرف سرا ٹھاتے نہں دیکھا گیا۔

طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۸۴ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی

یہی باتیں کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۱۳۲ تا ۱۱۳۵ تک

ملاحظہ فرمائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یزید کے خلاف صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بشمول اہلبیت نے تحریکیں چلائیں لیکن یزید نے کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیا اس بدکردار کا حال یہ تھا کہ جہاں کہیں سے لوگ اس کے خلاف اٹھتے تو یزید اور اسکے ہمنوا پہلے تو درہم و دینار کے لالچ سے ان لوگوں کو خریدنے کی کوشش کرتے اگر کامیابی نہ ہوتی تو پھر جنگ کرتے اور اسکا کوئی لحاظ نہ کرتے کہ ہماری تلوار صحابہ پر چل رہی ہے یا اہلبیت عظام پر یا مسجد و ممبر کی توہین ہو رہی ہے بس وہ لوگ اپنی حکومت کے نشہ میں بہت بدمست ہو چکے تھے جس طرح آج کل کے حاکم اپنی کرسی کو ہر حال بچانے کی کوشش میں رہتے ہیں بس یزید کہیں ان سے بڑھ کر تھا۔

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ اہلبیت کے عظیم لوگوں نے یزید کو اس ظلم کا ذمہ دار ٹھہرایا یہ بھی دیوبندیوں کے گھر کی شہادت اور مورخین سے

صحابی اور اهل بیت کے عظیم فرد کا فتویٰ کہ یزید اهلیبت کا قاتل هے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر نے اپنی خلافت کا اعلان کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباس کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ ابن عباس نے اپنے موقف کی وجہ سے انکار کیا جس کا انہیں حق تھا اس انکار سے یزید یہ سمجھا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لئے انہوں نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا اس بات سے خوش ہو کر (یزید) نے

ابن عباس کو ایک خط لکھا اور ابن عباس نے اس کا جواب دیا تاریخ نے یہ خط اور اس کا جواب اپنے دامن میں محفوظ کر کے بہت سے حقائق سے پردہ اٹھا دیا پہلے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نام نامہ یزید (یعنی خط) پڑھتے ہیں۔ ترجمہ بعد ازاں مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن زبیر نے آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی لیکن آپ نے ہم سے وفا کرتے ہوئے ہماری بیعت پر قائم رہے اللہ آپ کو ایک رشتہ دار کی طرف سے وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو وہ صلہ رحمی کرنے والوں کو اور عہد نبھانے والوں کو عطا فرمایا کرتا ہے۔ اب میں کچھ بھی بھولوں پر آپ سے حسن سلوک اور آپ کے شایان شان صلے کا فوری انتظام نہیں بھول سکتا اب آپ ذرا اتنا خیال اور رکھیں کہ باہر سے جو لوگ آپ کے پاس آئیں جنہیں ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے متاثر کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے انہیں آگاہ کر دیا کریں۔ کیونکہ اس حرم کعبہ کی حرمت پامال کرنیوالے (ابن زبیر) کی نسبت لوگ آپ کی بات زیادہ سنتے اور زیادہ مانتے ہیں۔

اور اب ابن عباس کا صاف جواب:۔

ترجمہ بعد ازاں۔ تمھارا خط مجھے ملا۔ میں نے جو ابن زبیر کی بیعت نہیں کی تو واللہ اس امید پر نہیں کی کہ تم مجھ پر احسان کرو گے اور میری تعریف کرو گے میری جو نیت ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے تم نے جو یہ کہا کہ تم مجھ سے حسن سلوک کو فراموش نہیں کرو گے تو اے انسان تم اپنے حسن سلوک کو اپنے پاس رکھو کیونکہ میں تم سے اپنا سلوک نہیں رکھنا چاہتا تم نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمھاری محبت اور ابن زبیر کی نفرت پیدا کروں اور انہیں ابن زبیر کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کروں تو نہیں یہ نہیں ہوگا یہ کام میرے لئے

باعث مسرت ہے نہ باعث عزت اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے تم نے حسین اور خاندان عبدالمطلب کے ان جوانوں کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں ستارے تھے تمھارے حکم سے انہیں ایک کھلے میدان میں اس حال میں چھوڑا کہ وہ خون میں لت پت تھے ان کے بدن پر جو کچھ تھا۔ چھینا جا چکا تھا۔ پیاس کی حالت میں انہیں قتل کیا گیا اور بے کفن، بے دفن رہنے دیا گیا، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور دبلے بجو بار بار ان کی لاشوں پر آتے رہے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم کو ان کے کفن دفن کی توفیق دی جو ان کے خون میں شریک نہ تھے۔

قسم ہے میرے رب کی ان کے طفیل تجھے یہ عزت ملی اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے۔ سو اب میں سب کچھ بھول سکتا ہوں لیکن یہ بات نہیں بھول سکتا کہ تیرے جبر سے حسن حرم نبوی سے نکل کر حرم الہیٰ میں آئے پھر تو اپنے سواروں کو مسلسل ان کے پاس بھیجتا رہا یہاں تک کہ انہیں عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا اور وہ اس حالت میں نکلے کہ ان کو دھڑ کا لگا ہوا تھا۔ پھر تیرے لشکر نے انہیں جالیا۔ اور یہ سب کچھ تو نے اللہ اور اس کے رسول اور ان کی اہلبیت کی عداوت میں کیا جس سے اللہ نے گندگی کو دور کر کے انہیں خوب پاک صاف کر دیا تھا۔

حسین نے تمھیں یہ بھی کہا کہ میں لڑائی بھڑائی نہیں چاہتا۔ مجھے واپس چلے جانے دو لیکن تم نے یہ موقع غنیمت جانا کہ انصار کی تعداد کم ہے اور پورے خاندان کو ختم کیا جا سکتا ہے تو تم ملکر ان پر یوں ٹوٹ پڑے گویا تم مشرکوں اور کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔ تو نے میرے باپ کے خاندان کو قتل کیا۔

تیری تلوار سے میرے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور میرا ایک مدعا علیہ تو ہے ان حالات میں تو مجھ سے مودت کا طلبگار ہے اس سے بڑھ کر عجیب چیز کیا ہوگی۔

اور کسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔ اگر آج تو نے ہم پر فتح پائی ہے تو ایک دن یقیناً ہم تجھ پر فتح پائیں گے۔

الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۱۲۸ طبع دار صادر دار بیروت لبنان

تجلیات صفدر ج ا ص ۵۸۹ طبع ملتان امین صفدری دیوبندی اوکاڑوی

امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ از ظفر اللہ شفیق دیوبندی ادارہ صراط مستقیم مسلم کالونی شالامار لاہور۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۸ از عبدالرشید نعمانی دیوبندی مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

انہیں کا قصہ سنا رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا رات انکی

ا۔ ان حقائق سے معلوم ہوا واقعہ کربلا کے بعد کوئی فرد یزید کا حامی نہ تھا جو پہلے خاموش رہے تھے اس واقعہ کے بعد انہوں نے بھی یزید کی شدید مذمت اور تردید کی اور کھل کر مخالفت بھی کی مزید براں اگر ان باتوں پر غور کریں تو بہت سے وہابی کش فوائد نظر آتے ہیں۔

۲۔ وہ یہ ان دیوبندیوں کی طرح یزید بھی صحابہ کرام اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا گستاخ تھا کہ اس نے اس مکتوب میں حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی

اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو ملحد لکھا۔

۳۔ یزید کا ذہن بہت ہی گندی سیاست کی آماجگاہ تھا۔

۴۔ پہلے مدینہ اور پھر مکہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جو وفود اور خطوط آتے تھے ان میں سے بہت سے یزید کے بھیجے ہوتے تھے اس طرح اس نے ایک سازشی منصوبے سے امام حسین کو پہلے مدینہ سے نکالا تو آپ مکہ پہنچے لیکن یزید نے وہاں سے بھی نکالا اور کربلا تک پہنچا دیا۔

۵۔ کربلا میں جو کچھ ہوا یزید کی رضا خوشنودی بلکہ حکم سے ہوا۔ اسکے بعد یزید کا اظہار افسوس محض منافقانہ پن تھا۔

۶۔ یہی حال دوسرے صحابہ کرام اور تابعین کا تھا کسی نے بھی یزید کے اقدامات کی تائید و تصویب نہیں کی بلکہ انہوں نے کھل کر واقعہ کربلا کے بعد یزید کی مذمت کی۔

صاف ہو گیا اعتراض مگر مزید برآں پڑھئے معتبر مؤرخ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ ترجمہ عبداللہ العمادی دیوبندی کے قلم سے مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اس کے پیرو بڑھنے لگے وہ قاتلان حسین اور مددگاران قتل کو تلاش کر کے انہیں تہ تیغ کرنے لگا اس نے ابراہیم بن الاشتہ کو بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ عبیداللہ بن زیاد کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا۔ مختار اس کے پاس گیا۔ پھر ابن زیاد کے سر کو ایک ڈبے میں رکھ کر محمد بن الحنفیہ (بن علی) اور علی بن الحسین رضی اللہ عنہ (یعنی زین العابدین) اور بقیہ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے

عبیداللہ کا سر دیکھا تو حسین پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حسین کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا۔ ہمارے پاس بھی عبیداللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں۔ بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی ثنا (یعنی تعریف) میں خطبہ نہ پڑھا ہو۔ دعا نہ کی ہو اور اسکے حق میں تعریف کے کلمات نہ کہے ہوں۔ حالانکہ ابن حنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اس کی طرف سے انہیں معلوم ہوتا تو اسے ناپسند کرتے (یعنی اسکے برے کام) اس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے۔ ابن عباس کہتے کہ اس نے ہمارا انتقام لے لیا۔ اس نے ہمارے کنبے کا بدلہ دے دیا۔ اس نے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا وہ عوام کے روبرو مختار کی تعریف کرتے۔

طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۱۵ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی

کھل گئی حقیقت کہ یار لوگ صرف اور صرف یزید کی تعریف کی خاطر اس کو بڑھا نے چڑھانے کی خاطر بہانے تلاش کرتے ہیں اسی وجہ سے کبھی محدثین پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں کبھی اہلبیت پر فاعتبرو یا اولی الابصار

؎ حقیقت ہو یا افسانہ مگر یہ بات ظاہر ہے گریبان چاک نجدیت نے نجدیت کا کر ڈالا

لیجئے یہ بھی پڑھ لیں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بیٹے زید الشہید ان کی والدہ ام ولد تھیں انہوں نے عہد سلطنت ہشام میں دعوئ خلافت کیا تھا بہت لوگوں نے ان کی بیعت کر لی تھی مدائن بصرہ واسط، موصل خراساں رے جرجان کے علاوہ صرف کوفہ ہی کے پانچ ہزار شخص تھے جب یوسف ثقفی ان کے مقابلے میں لشکر لایا تو یہ سب لوگ امام کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس طرح نجدہ بن عامر حنفی نے شہادت حسین کے وقت یمامہ پر حملہ کر دیا اور یزید بن معاویہ کی مخالفت کی اور

ابن زبیر کی مخالفت نہ کی بلکہ علیحدگی اختیار کر لی اس کے اصحاب اس کی پیروی کرتے تھے پس جب عرفہ کی شب آئی تو ولید بن عتبہ نے جمہور کیساتھ دفاع کیا اور حضرت ابن زبیر اور اصحاب نجدہ پیچھے رہ گئے پھر ہر فریق اکیلے اکیلے دفاع کرنے لگا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۳ اطبع نفس اکیڈمی کراچی

زید شہید نے فرمایا رفضونا الیوم اس دن سے رافضی کا لفظ نکلا

سیرت رحمت اللعالمین ص ۱۱۹ ج ۴ طبع الفیصل ناشران لاہور از سلیمان منصور پوری وہابی

مزید قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ محمد ذی النفس الزکیہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت کیا اور امام مالک نے ان کی رفاقت کا فتویٰ دیا تھا۔

سیرت رحمت اللعالمین ج ۴ ص ۱۱۵ طبع الفیصل ناشران غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بہر حال بتانا یہ مقصود تھا کہ اہلبیت کے گھرانے نے بھی بنی امیہ کے خلاف تحریکیں چلائیں لیکن کامیاب نہ ہو سکیں لیکن یہ بہانے گر بہانے بناتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ ملاوں کی تحریریں:-

گستاخ نمبر ۱۔ یہ بھی تعجب ہے ان یزیدی ملاوں پر کہ یہ گستاخان صحابہ و اہلبیت کے ساتھ ساتھ انبیاء اولیاء کے بھی گستاخ ہیں اپنی گستاخیاں چھپانے کیلئے باتیں گھڑتے رہتے ہیں گستاخ مولوی مفتی عبدالرحیم حنفی دیوبندی مبلغ ومناظر اسلام خطیب لاہور حال مال روڈ کی کتاب ندائے حق میں تقریباً باسٹھ اعتراضات و الزامات لگائے گئے ہیں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

نمبر ا۔ معاویہ ایک متنازعہ شخصیت ہیں ان کی بغاوت کے حمایتی انکو صحابی کاتب وحی مجتہد جنتی بناتے ہیں اہل علم وتحقیق علماء ومشائخ کے نزدیک نہ صحابی، نہ مہاجر، نہ انصار بلکہ باغی (معاذاللہ)

نمبر ۲۔ وہ کون ہے جسے محقق علمائے اسلام نے مشہور معروف کتاب مجمع البحرین میں لکھا ہرگز ہرگز صحابی نہیں (معاذاللہ) دشمنان امیر معاویہ اص ۱۹۴، ۱۹۵ طبع بلال گنج لاہور۔

یہ میں نہیں کہہ رہا حنفی دیوبندی ملاں کے کفریات نقل کیے ہیں جو اس نے ایک صحابی کے متعلق لکھے ہیں اسطرح اسی ملاں عبدالرحیم دیوبندی نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیچڑ اچھالتے ہوئے ۲ نامی گرامی کتابیں لکھیں ہیں ایک کا نام اظہار حق اور دوسری کا نام راہ ہدایت ہے جن لوگوں کو یہ دوخباثت سے بھری پٹاریاں دیکھنے کا اتفاق ہوا وہ جانتے ہیں کہ اس شخص نے کن کن طریقوں سے اپنے خبیث باطنی کا اظہار کیا اور رہتی دنیا تک اپنے لئے لعنت چھوڑی۔

گستاخ نمبر ۲۔ اسی طرح عبدالقیوم علوی فاضل وفاق المدارس دیوبند دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کی کتاب ۲ جلدوں میں لکھتے ہیں۔ مندرجہ بالا کلام کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوگئی کہ بغض علی خلافت علی کا انکار اور علی علیہ السلام پر سب وشتم کرنا شعائر نواصب میں سے ہے رہی یہ بات کہ اسکا متبدی اور بانی کون ہے اس کا تفصیلی جواب تو حصہ دوئم میں آئے گا۔ سردست اتنا بتادیتا ہوں کہ سب افعال شنیعہ اور عقائد قبیحہ کا بانی معاویہ بن ابی سفیان ہے جسے اہل

سنت غیر شعوری طور پر جلیل القدر صحابی سمجھ بیٹھے ہیں۔

تاریخ نواصب ج اول بحوالہ دشمنان امیر معاویہ ج ا ص ۲۷۴ طبع بلال گنج لاہور

کیوں میری گفتگو سے بگڑتے ہو بے سبب — اظہار حقیقت ہے کوئی گلہ تو نہیں

گستاخ نمبر ۳ ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے ان کو اہل بشام نے قتل کر دیا اس واقعہ سے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث کا راز ظاہر ہو گیا کہ اس کو باغی جماعت قتل کریگی اور یہ ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ باغی تھے۔

البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۶۷ عربی طبع بیروت

اردو ج ۷ ص ۲۲۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر دیو بندیت کا عمامہ سجا کر اور صحابہ کرام کے مداح ہونے کا دعویٰ کرنے والے مولوی مفتی عبدالرحیم اور مفتی عبدالقیوم کا عقیدہ ظاہر کرنے کے ساتھ مودودی علیہ ما علیہ کی شہرہ آفاق کتاب خلافت وملوکیت کا کچھ مطالعہ کریں۔

جناب مودودی لکھتے ہیں۔

گستاخ نمبر ۴ ۔زیاد بن سمیہ کا استحقاق بھی حضرت معاویہ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کیلئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ زیاد طائف کی ایک لونڈی سمیہ نامی کے پیٹ

سے پیدا ہوا لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت معاویہ کے والد جناب ابوسفیان نے اس لونڈی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی حضرت ابوسفیان نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ زیاد انہیں کے نطفہ سے جوان ہو کر یہ شخص اعلیٰ درجے کا مدبر۔ منتظم، فوجی، لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دیں تھیں ان کے بارے میں حضرت معاویہ نے اسکو اپنا حامی و مددگار بنانے کیلئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہیں کا ولد الحرام ہے۔ پھر اس بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دیا۔ یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے وہ تو ظاہر ہے ہی مگر قانونی حیثیت سے بھی ایک صریح ناجائز فعل تھا۔ کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صاف حکم موجود ہے کہ بچہ اسکا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور زانی کے لئے کنکر پتھر ہیں۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ نے اسی وجہ سے اسکو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اس سے پردہ فرمایا۔

خلافت وملوکیت ص ۱۷۵ مطبوعہ ترجمان القرآن لاہور۔

مزید یہ کہ مقدمہ میں میں رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے لکھ چکا۔ صحابہ کرام کا گستاخ کافر نہیں یہ تو قارئین پر واضح ہو چکا ہے یزید گستاخ صحابہ واہلبیت تھا۔ اسی طرح یزید کی روحانی اولاد پھر یہ لبادہ منافقین والا کہ ہم مداح خان صحابہ ہیں اتار کہ پھینک دیں لیکن یہ ایسا بھی کرنے کو تیار نہیں ہونگے وہ اس لئے کہ ان کی روٹیاں بند ہو جائیں گی۔

میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرما یہ منافقت کا لبادہ اتار کر مخلص مومن بن جائیں۔ آمین

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ یوں ہم فریاد کرتے نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

محققین علماء یزید کی تعریف وتوصیف پر اس لئے بھی مجبور تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سینکڑوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یزید کے ولی عہد بنائے جانے کی تائید کی اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت ولی عہدی اور بیعت خلافت کی تھی اور ان بیعت کرنے والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت ارقم حضرت جابر بن عبداللہ انصاری حضرت کعب بن عمرو انصاری ۔۔۔۔ حضرت انس بن مالک حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت جابر بن تمیک ، حضرت مالک بن ربیعہ حضرت ثاقب بن ضحاک ، حضرت ابوواقد لیثی حضرت ابوقتادہ انصاری حضرت رافع بن خدیج حضرت قیس بن سعد حضرت عثمان بن حنیف انصاری، حضرت براء بن عاذب حضرت ابوسعید خدری حضرت زید بن ارقم حضرت صفوان بن معطل ۔حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی حضرت معقل بن یسار۔ حضرت ابوہریرہ ، حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص ۔ حضرت سمرہ بن جندب حضرت ولید بن عقبہ، حضرت سعد بن العاص ۔ حضرت نعمان بن بشیر ، حضرت ضحاک بن قیس ۔ حضرت معاویہ بن خدج۔ حضرت عبداللہ بن عباس ۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے علاوہ سینکڑوں مشہور ومعروف صحابہ شامل تھے۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۴-۲۳

قارئین یہ تو آپ جان چکے ہونگے اکثر مؤرخین تو یزیدی کے نزدیک کوئی رافضی کوئی جھوٹا تو کوئی منافق مزید ان شآء اللہ عزوجل واضح ہوتا جائے گا۔ لیکن اس ملاں کو چاہیے تھا جو اس کے نزدیک ثقہ مؤرخ تھے ان میں کم از کم کسی کا تو حوالہ دیتے کہ فلاں محقق نے کہا کہ سینکڑوں نے یزید کی بیعت کی۔ لفظ سینکڑوں جمع ہے جس کا ماحصل کم از کم تین سو صحابہ کرام بنتے ہیں کیونکہ جمع کا اطلاق تین یا اس سے زائد پر بولا جاتا ہے پھر اس ملاں نے دو دفعہ یہ لفظ استعمال کیا اس کا حاصل چھ سو صحابہ بنتے ہیں۔ بندیالوی صاحب چھ سو صحابہ کی بیعت زید کے ہاتھ پر ثابت کریں۔

پھر حماقت اور بدعقلی اس ملاں کی نام صرف پینتیس صحابہ کے نوٹ کیے۔ کم از کم ایک سینکڑا کے نام تو لکھتے تا کہ ہم بھی پڑھتے کہہ دینے سے یا لکھ دینے سے تو سینکڑوں بن نہیں جاتے میں کہتا ہوں سینکڑوں صحابہ کرام کی بیعت یزید کے ہاتھ ثابت کرو فی سینکڑا ہزار روپیہ انعام لو۔ ورنہ میں یہی کہوں گا۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور صحابہ کرام پر جھوٹے الزام لگانیوالے پر بھی بے شمار لعنت

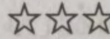
عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں کہ ایک صحابی بھی یزید کا ہمنوا نہ تھا۔ کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثناخواں اور حمایت میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۹ طبع مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور

بندیالوی ہوش کے ناخن لے تیری خرافات مانیں کہ چھ سو صحابہ یزید کی بیعت میں تھے یا تیرے ہم مسلک اور تیرے بڑے رہنما کی مانیں کہ ایک صحابی بھی

یزید کا حمایتی نہ تھا۔

اب میں اپنے قارئین سے پہلے تو یزید کی ولی عہدی کا ذکر کرتا ہوں تا کہ واضح ہو جائے کہ کتنے صحابہ کرام نے بیعت کی اور پھر مخالفت کرنے والوں کا بھی ذکر آجائے گا اور ان شآء اللہ عزوجل دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔



باب سوئم

یزید کی ولی عہدی کی داستان

اس عبارت میں یزید کی بیعت وخلافت کو ثابت کرنے کے لئے جس انداز میں صحابہ کرام کے نام پیش کئے گئے اور شاندار الفاظ استعمال کئے ہیں اگر ان پر غور کریں جہاں یہ یزید کی شان کو دوبالا کرتے ہیں دوسری طرف صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

یزید کی بیعت ولی عہدی کو ہمہ گیر ثابت کرنے کیلئے بے شمار صحابہ کرام کے ناموں کو استعمال کیا گیا لیکن حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے یزید کی ولی عہدی کے جواز کا مقام بہت ہی کٹھن تھا اس کے بعد پھر تمام منزل آسان ہو جاتی اس لئے مؤلف نے یزید کی منقبت ولی عہدی کو ثابت کرنے کے لئے صحابہ کرام کو استعمال کیا اور یزید کی صلاحیتوں اور جذبات ملی کے کارہائے نمایاں کی بنیاد پر اس کی محبوبیت کا قصر قائم کر کے پورے عالم کو اس کی زیارت کرائی ہے اور اپنی عادت کے مطابق بہت سے مورخین کو مجروح کر کے دھوکا دیا ہے۔

یزید کو ولی عہد کرنے کے اسباب:۔

میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلفائے اسلام کا انتخاب، اکابر مہاجرین وانصار صحابہ کرام کے مشورہ سے ہوتا رہا ۔یزید کی ولی عہدی کے زمانہ میں اکابر صحابہ کرام اٹھ چکے تھے لیکن ان میں بہت سے اکابر صحابہ کرام کی اولاد موجود تھی جنہیں خود بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ خصوصاً حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت حسین بن علی،

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس رضی اللہ علیہم اجمعین یہ حضرات اپنے اسلاف کرام کا نمونہ اور اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کا پیکر تھے ان سب حضرات کی موجودگی میں یزید جیسے شخص کا نام خلافت کیلئے پیش کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ تھا اس امر کی ابتدا یوں ہوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو معزول کر کے ان کی جگہ سعید بن عاص کو مقرر کرنا چاہتے تھے حافظ ابن کثیر نے ۵۶ھ میں یزید کی ولی عہدی کے متعلق یوں تبصرہ کیا ابن جریر نے شعبی کے طریق سے روایت کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو کوفہ کا امیر مقرر کرنے کا عزم کرلیا جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہیں پشیمانی ہوئی اور انہوں نے یزید بن حضرت معاویہ کے پاس آکر اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ سے ولی عہد ہونے کا مطالبہ کرے اس نے اپنے باپ سے مطالبہ کیا تو اس نے پوچھا یہ مشورہ تجھے کس نے دیا اس نے کہا حضرت مغیرہ نے حضرت معاویہ کو حضرت مغیرہ کی بات پسند آئی اور انہوں نے انہیں کوفہ کی عملداری پر واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس بارے میں کوشش کریں اس موقع پر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کام کی مضبوطی کے لئے سعی کی اور حضرت معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اس بارے میں اس سے مشورہ لیا تو زیاد نے اس بات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ یزید کے کھلنڈرے یعنی (برے کردار) پن اور شکار اور کھیل کی طرف متوجہ ہونے سے واقف تھا۔ اس نے حضرت معاویہ کے پاس عبیداللہ بن کعب بن النمیر کو بھیجا کہ وہ آپ کو اس رائے سے پھیر دے اور وہ زیاد کا بڑا امکار

دوست تھا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۰۷ ۸ مطبوعہ نفیس اکیڈمی مترجم اختر فتح پوری تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۱۴۲۔۱۴۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی مترجم سید حیدر علی طباطبائی دیوبندی ابن اثیر ج ۳ ص ۴۹ تجلیات صفدر ج ا ص ۰۷ ۵ طبع ملتان

پھر حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کا انتظام کرنے اور اسکی طرف دعوت دینے میں لگ گئے اور اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی اور آفاق کی طرف یہ بات لکھی اور دیگر صوبوں کے لوگوں نے بھی اس کی بیعت کر لی مگر عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت حسین بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس نے بیعت نہ کی (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہو کر مکہ کی طرف عمرہ کرنے آئے اور جب مکہ سے واپسی پر آپ مدینہ سے گزرے، تو آپ نے ان پانچوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ بلا کر ڈرایا دھمکایا اور ان میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے آپ کو سب سے سخت جواب دیا اور بڑی دلیری کے ساتھ آپ سے گفتگو کی اور ان میں سب سے نرم گفتگو کرنیوالے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما تھے۔

تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱ ۷ ۸ مطبوعہ نفیس کراچی
تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۴۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

نیز یہی لکھتے ہیں

ترجمہ:۔ عام لوگوں نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی اور یہ لوگ بیٹھے رہے نہ

موافقت کی نہ مخالفت کی۔ کیونکہ ان کو ڈرایا دھمکایا تھا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۰ عربی

حضرت سعید بن عثمان بن عفان کا بیان :۔

یزید کو حکمران بنانے کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کی اور آپ سے مطالبہ کیا کہ اس کی جگہ مجھے حکمران بنا دیں اور سعید نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے باتوں باتوں میں یہ بھی کہا کہ بلاشبہ میرا باپ (یعنی عثمان غنی رضی اللہ عنہ) ہمیشہ آپ کا خیال رکھتا رہا ہے حتیٰ کہ آپ شرف و مجد کی چوٹی تک پہنچ گئے ہیں آپ نے اپنے بیٹے کو مجھ پر مقدم کر دیا حالانکہ میں ماں باپ کے لحاظ سے اور ذاتی طور پر اس سے بہتر ہوں۔

تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۷۸ طبع کراچی

تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۴۵ طبع کراچی تجلیات صفدر ج ۱ ص ۱۷۵ طبع ملتان

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کا انکار بیعت یزید سے ثبوت بخاری شریف سے:۔

ترجمہ:۔ عبدالدائم الجلالی البخاری دیوبندی کے قلم سے یوسف ابن ماہک کہتے ہیں کہ مروان امیر معاویہ کی طرف سے حجاز کا گورنر تھا۔ ایک روز دوران تقریر اس نے یزید پلید بن معاویہ کیلئے بیعت لینے کا تذکرہ کیا حضرت عبدالرحمٰن بن صدیق اکبر نے مروان کو کچھ جواب دیئے (وہ یہ کہ یہ طریقہ ہرقلیہ ہے)

مروان بولا اس کو پکڑ لو عبدالرحمٰن بھاگ کر حضرت عائشہ کے مکان میں داخل ہو گئے۔ مروان بولا اسی کے متعلق خدا تعالیٰ نے آیت والذی قال لوالدیه اف

لکما اتعداننی ان اخرج نازل کی ہے یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا کہ سواء میرے عذر کے خدا تعالیٰ نے اور کوئی آیت ہمارے حق میں نازل نہیں فرمائی۔

صحیح بخاری شریف ج ۳ ص ۵۵۶ طبع العربیہ اقبال ٹاون لاہور۔

یہی روایت بخاری نسائی شریف کے حوالہ سے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۲ ص ۴۰۰ پر اور استعیاب فی الامضرفۃ الاصحاب ج ۲ ص ۳۹۳ پر بھی موجود ہے اوار تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۵۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان بریزید ومروان علیہ ماعلیہما پر:۔

بخاری۔ نسائی اور ابن ابی حاتم نے بہ الفاظ واحد متفرق واسطوں سے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مروان منجانب (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حجاز کا حاکم تھا اس نے ایک دن مدینہ منورہ میں خطبہ دیتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہ کو اپنے بیٹے کے ولی عہد بنانے میں بڑی ہی سمجھ بوجھ دی ہے۔ یہ رائے بالکل درست ہے کیونکہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کی یہی سنت ہے اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے کہا شیخین کی سنت نہیں بلکہ قیصر وہرقل کے طریقہ پر اور واقعہ یہ ہے کہ پدر بزرگوار حضرت ابوبکر نے بخدا اپنی اولاد و اہلبیت کو ولی عہد خلافت نہیں کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی پدری شفقت کی وجہ سے ولی عہد بنا رہے ہیں اس پر مروان نے کہا تم وہی ہو جس کے متعلق قرآن کریم میں نازل ہوا کہ والدین کو اف تک نہ کرو انہوں نے جواب دیا

اے مروان تم ابن لعین ہو اور آپ کے باپ پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لعنت کی ہے اس واقعہ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا والدین کو اف تک نہ کرو کی آیت فلاں فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مروان کے باپ پر اس وقت لعنت کی تھی جبکہ مروان ان کی پیٹھ میں موجود تھا اور جزو پدر تھا اس لحاظ سے مروان بھی مستوجب لعنت ہوا ہے۔

تاریخ الخلفاء ص ۲۰۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

قارئین ان باتوں پر غور فرمائیں۔ تو بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ تمام صحابہ کرام جو اس وقت موجود تھے وہ تمام یزید کی بیعت پر متفق نہ تھے بلکہ اختلاف کرنیوالے بھی تھے۔

ابوبکر ابن العربی کا عبداللہ بن عمر کی بیعت پر تبصرہ:۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا تم سے پہلے بھی خلفاء ہوئے ہیں اور ان کے بیٹے بھی تھے تمہارا بیٹا ان سے اچھا نہیں انہوں نے تو اپنے بیٹوں کے متعلق یہ نہیں سوچا جو تم اپنے بیٹے کے متعلق سوچ رہے ہو بلکہ انہوں نے اس کا اختیار مسلمانوں کو دیا ہے کہ اپنی بہتری سوچیں باقی رہا مجھے نصیحت کرنا کہ میں مسلمانوں میں اختلاف پیدا نہ کروں تو میں فی الواقع اختلاف نہیں ڈالوں گا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح جس بات پر وہ اتفاق کر لیں میں ان کا ساتھ دوں گا اور پھر باہر آ گئے۔

العواصم من القواصم ص ۲۱۶ طبع الدار السعودیہ لانشر

امام حسین و عبدالرحمن و عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ابوبکر ابن عربی کا تبصرہ:۔

نیز ابن عربی لکھتے ہیں۔

ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا اور جب یہ لوگ اندر آ گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا سے آغاز گفتگو کرتے ہوئے کہا تم جانتے ہو کہ میں نے تم سے کس قدر اچھا سلوک کیا ہے میں تم سے ہمیشہ چشم پوشی کرتا رہا ہوں تم لوگوں نے جو بھی بوجھ مجھ پر رکھا میں نے برداشت کیا میرا بیٹا یزید تمہارا چچا زاد تمہارا بھائی ہے اور تمہارے متعلق اس کے خیالات بڑے نیک ہیں میرا ارادہ ہے کہ تم اسے خلیفہ کا نام دے دو اور باقی معاملات تمہارے سپرد رہیں گے جسے چاہو رکھو جسے چاہو نکال دو جو چاہو حکم چلاؤ اور جیسے چاہو مال تقسیم کرو وہ تمہارے معاملات میں دخیل نہیں ہوگا سب لوگ خاموشی سے یہ گفتگو سنتے رہے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے لیکن پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا پھر پوچھا گیا جواب کیوں نہیں دیتے مگر ادھر خاموشی رہی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر کو متوجہ کر کے کہا اے ابن زبیر تم ہی بولو بخدا آپ تو خطیب قوم ہیں تو انہوں نے کہا۔ ہاں اے امیر المومنین میں تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جو چاہو پسند کر لو تو امیر معاویہ نے کہا ہاں بیان کرو تو انہوں نے کہا اس معاملہ میں اگر مناسب سمجھو تو وہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا اگر چاہو تو وہ کرو جو ابوبکر نے کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد

امت کے بہترین آدمی ہیں اگر چاہو تو وہ کرو جو عمر رضی اللہ عنہ نے کیا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے بہترین آدمی ہیں تو امیر معاویہ نے کہا خدا تیرے باپ کو جنت عطا کرے انہوں نے کہا کیا ابن زبیر نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے کسی کو خلیفہ مقرر نہ فرمایا۔ اہل اسلام نے اپنی مرضی سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا اگر چاہو تو یہ کام امت کی مرضی پر چھوڑ دو یہاں تک کہ منشائے ایزدی پوری ہو جائے اور مسلمان اپنے خلیفہ کو منتخب کرلیں تو امیر معاویہ نے فرمایا کوئی اور بات کرو آج تم میں ابوبکر کی مثل کوئی شخص موجود نہیں اور مجھے ڈر ہے کہ اختلاف ہو جائے پھر ابن زبیر نے کہا کہ ایسا کرو جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کر دیا جو قریشی تو تھا مگر انکے خاندان کا نہیں تھا تو امیر معاویہ نے کہا کہ تیسری بات بیان کرو ابن زبیر نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ وہ کرو جو عمر نے کیا انہوں نے یہ معاملہ قریش کے چھ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ کے سپرد کر دیا تھا اور اس شوریٰ میں ان کے گھر کا ایک آدمی نہ تھا۔ (حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس جواب کے بعد) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس کے سوا کوئی اور صورت ہو سکتی ہے تو انہوں نے کہا نہیں امیر معاویہ نے پھر دوسرے لوگوں سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو (یعنی امام حسین وعبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضوان اللہ علیھم وغیرہم سے) انہوں نے کہا ہمارا بھی یہی خیال ہے تو امیر معاویہ نے کہا کہ جو تمہاری مرضی ہے کرو اگر میری بات نہیں مانتے تو نہ سہی حالانکہ میں تمہیں ترقی دینا چاہتا ہوں اور میں نے تم کو انتباہ کر کے اتمام حجت کر دیا ہے اگر تم میں سے کسی شخص نے بھی برسر عام میری بات کو جھٹلانے کی کوشش

کی تو اس کا انتظام میں کرلوں گا میں ایک بات کرنیوالا ہوں اگر سچ بولوں گا تو اسکا مجھے اجر ملے گا اور اگر جھوٹ بولوں گا تو اسکا گناہ میری گردن پر ہوگا۔

العواصم من القواصم ص ۲۲۱، ۲۲۰ طبع الدالالسعودیہ لانشر۔

قارئین اندازہ فرمالیں کہ کس انداز میں یزید کی بیعت لی گئی۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ عبداللہ بن عمر کے متعلق لکھتے ھیں

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) بلوا کر حمد وثنا کے بعد کہا آپ کا مقولہ تو یہ ہے کہ جس دن مجھ پر کوئی امیر نہ ہوا اس رات مجھے سونا گوارا نہیں۔اب میں تمہیں مسلمانوں کے اتحاد میں پھوٹ ڈالنے سے خوف دلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں کسی قسم کے فساد کی کوشش نہ کروگے اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہوکر پہلے تو اللہ کی تعریف اور سرور عالم کی توصیف بیان کی اور پھر کہا۔

آپ سے پہلے والے خلفاء کے بھی فرزند تھے ان کے بیٹوں سے آپ کا بیٹا برتر و بالا نہیں اور انہوں نے اپنے بیٹوں کے لئے وہ سب کچھ نہیں کیا جو آپ نے اپنے بیٹے کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔انہوں نے خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں پر چھوڑا اور دور کے مسلمانوں نے اپنے حق خود اختیار کے پیش نظر اپنے لئے خلیفہ کا انتخاب کیا۔ اور مسلمانوں میں جو پھوٹ ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہو تو بخدا میں مسلمانوں میں افترا پسند نہیں کرتا اب بحالت موجودہ مسلمانوں کا اجتماع و اتفاق جس پر ہوگا اسی کو خلیفہ بنایا جائے گا اور میں بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرد ہوں جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں اتنا کہہ کر ابن عمر اس مجلس سے باہر چلے گئے ابن عمر

کی یہ تقریر سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ آپ پر رحم و کرم کرے۔

تاریخ الخلفاء مترجم ص ۱۹۸ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

علامہ و شتانی مالکی حضرت عبداللہ بن عمر امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کے متعلق لکھتے ھیں۔

بیاسی اور دیگر مورخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا اور لوگوں سے اس کی بیعت لے لی تھی۔ حضرت حسین بن علی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اس وقت بیعت نہ کی تھی۔ حضرت معاویہ کی وفات کے بعد جب یزید کی بیعت لی گئی تو ان تینوں حضرات سے بیعت لینا بہت اہم تھا۔ یزید نے مدینہ کے گورنر کو لکھا حسین و ابن عمر اور ابن زبیر کو گرفتار کر لو اور ان سے فوراً بیعت لو اور اس حکم میں کوئی رخصت نہیں ہے۔ مدینہ کے حاکم نے حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر کو بلوایا انہوں نے اگلے دن آنے کا وعدہ کیا پھر ابن زبیر اسی وقت مکہ چلے گئے گورنر نے ان کی تلاش کرائی لیکن انکا پتا نہ چلا کیونکہ حضرت ابن زبیر نے سفر میں عام اور معروف راستہ اختیار نہیں کیا تھا۔ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلوایا لیکن حضرت حسین بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ رات کو مکہ روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت حسین جب مکہ میں اطمینان سے رہنے لگے تو اہل کوفہ نے انہیں بیعت کے سلسلہ میں پیغامات بھجوانا شروع کر دیئے۔ حضرت حسین ان کی دعوت پر کوفہ کیلئے روانہ ہو گئے۔

اکمال اکمال العلم ج ۳ ص ۲۶ ۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

یزید کا تقرر خلافت نہیں بلکہ ملوکیت ھے۔

قارئین ان حقائق پر اگر غور کریں تو یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کے دور میں اسلامی حکومت وہ نظام جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفائے راشدین کی پیہم کاوشوں سے تشکیل پایا تھا۔ وہ زیر وزبر ہو گیا اور یزید کی ولی عہدی سے ملوکیت از سر نو مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی۔ اور افسوس کہ یہ تقرر صحابہ کی زندگی اور انکے علی الرغم ہوا۔ چنانچہ مروان نے جب مدینہ میں یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا تو عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے صاف انکار کر دیا اور کہا تم جھوٹ بولتے ہو یہ خلافت نہیں بلکہ تم نے خلافت کو ہرقلیت ملوکیت سے بدل دیا جیسا کہ بحوالہ بیان ہو چکا ہے۔

ملوکیت کے اہم ترکیبی عناصر خاندانی وراثت اور شخصی اختیار ہی ہیں اور یہ دونوں عنصر یزید کے تقرر میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ استصواب رائے عامہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ارباب حل وعقد سے مشورہ لینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور محض قوت کے بل بوتے پر یزید کی حکومت ٹھونس دی گئی ان باتوں کا ثبوت تو کئی جگہ سے دیا جا سکتا ہے لیکن وہابیوں کے پیشواء کے قلم سے ثبوت میں کافی سمجھوں گا۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:۔

ترجمہ: ہم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ یزید خلفائے راشدین میں سے ہے جیسا کہ بعض جاہل کردوں نے کہا۔

المنتقیٰ ص ۶۷۹ طبع السلفیته ۲۱ شارع الفتح بالرّوفة القاهره نیز لکھتے ہیں۔

ترجمہ: اور ہم کہتے ہیں کہ خلافتِ نبوۃ تیس سال تک ہے پھر ملوکیت ہوگئی جیسا

کہ حدیث میں آیا ہے اور اگر تم یزید کی امامت اور خلافت کے اعتقاد سے یہ مراد لیتے ہو کہ وہ اپنے وقت کا ملک اور صاحب سیف تھا۔ جیسا مروانی اور عباسی حکمران تو یہ بات یقینی ہے۔

المنتقی ص ۱۸۱

ابن تیمیہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ یزید مروانی اور عباسی حکمرانوں میں سے تھا اور یزید کی حکومت ملوکیت ہے۔

قارئین یزید کی ولی عہدی پر غور کریں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر و عبداللہ بن عمر و امام حسین اور عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم کا یزید کے خلاف احتجاج کرنا تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں بیعت کر لی لیکن ان آوازوں کو محض تین چار آدمیوں کی آواز سمجھنا غلطی ہے بلکہ یہ احتجاج قوم کے مختلف دھڑوں یعنی گروپوں کی آواز تھی ۔ یہ لوگ اپنی عبادت و ریاضت کی وجہ سے بلخصوص سیدنا حسین اپنی خاندانی نجابت اور خصائل کی بنا پر لوگوں کی نگاہ کا مرکز و محور تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت امام حسین کو کوفہ کے سفر سے روکتے ہوئے خط لکھا

ان هلكت اليوم طفى نورالارض فانك علم المهتدين و رجاء المومنين ۔

کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۷۷

یعنی اگر آپ شہید ہو گئے تو دنیا اندھیر ہو جائیگی اس وقت ہدایت یافتہ لوگوں کے امام ہیں اور مسلمانوں کی امیدیں آپ ہی سے وابستہ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ رقم فی هذا البلد فانت سيد اهل الحجاز۔

کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۸۶

اسی شہر میں قیام کیجئے کہ آپ باشندگان حجاز کے امام ہیں۔
ابن خلدون لکھتے ہیں۔ کیونکہ امام حسین نہ صرف مجتہد بلکہ مجتہدوں کے امام نمونہ تھے۔

مقدمہ ابن خلدون حصہ دوئم ص ۲۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

پس یہ کہنا کہ محض دو چار آدمیوں نے مخالفت کی تھی باقی ساری امت تو متفق تھی یہ تاریخی حقائق کی سراسر تکذیب ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آواز ہزاروں انسانوں کی آواز تھی اور ان کا احتجاج ایک جم غفیر کا احتجاج تھا ہاں یہ بات ضرور ہے بیزاری اور تنفر کی آگ جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں تھی اس کا اظہار کرنا حکومت کی قہر مانیت کے سامنے یہ کچھ آسان نہیں تھا لیکن جگر گوشہ رسولِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لبند فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حق گوئی کا حق ادا کیا اپنے جذبات کا اظہار بے خوف وخطر اور برملا کیا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی اپنی عزم پختگی حق گوئی پہ قائم رہتے ہوئے تادم آخر بیعت نہ کی۔

یزید کی بیعت کا ذکر حافظ ابن کثیر یوں لکھتے ھیں۔

۵۶ء کے حالات لکھتے ہوئے اسی سال میں حضرت امیر معاویہ نے لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کی دعوت دی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا ولی عہد ہوگا اور اس سے قبل آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس کا عزم کیا تھا۔

البدایہ النہایہ ج ۸ ص ۸۷۰ مترجم طبع نفس اکیڈمی کراچی

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ھیں یزید ظالم تھا خلیفہ نہ

تھا۔

امام حسین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خلافت راشدہ کا دعویٰ نہ تھا اور اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد تیس سال گزر جانے سے خلافت کا زمانہ گزر گیا تھا۔ بلکہ امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ مشکوۃ شریف میں جو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بادشاہ وقت کی بغاوت اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے منع فرمایا ہے اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو تو یہ حکم اس وقت میں ہے کہ بادشاہ ظالم کا تسلط ہو گیا ہو اور اس تسلط میں کسی کو نزاع نہ ہو۔ کوئی اسکا مزاحم نہ ہو۔

ابھی مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم وغیرہ صحابہ نے یزید کی بیعت قبول نہ کی تھی۔ حاصل کلام امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ یزید کا تسلط دفع کریں یعنی اس کا تسلط نہ ہونے پائے یہ غرض نہ تھی کی یزید کا تسلط رفع کریں یعنی یہ امر تھا کہ یزید کا کامل تسلط ہو گیا تھا اور آپ کا مقصود یہ تھا کہ اس کا تسلط اٹھا دیں۔ مسائل فقیہ میں دفع ورفع میں فرق ظاہر مشہور ہے۔

فتاویٰ عزیزی مترجم ۲۵۲،۲۵۱ طبع سعید کمپنی کراچی مترجم زکی دیوبندی

فوائد:۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب کے اس بیان سے کتنے وہابی کش فوائد حاصل ہوئے۔

۱۔ یزید ظالم بادشاہ تھا۔

۲۔ اسکی حکومت قائم نہ ہوئی۔

۳۔ یزید خلیفہ نہ تھا بلکہ ظالم بادشاہ تھا۔

۴۔ مدینہ مکہ وکوفہ والے یزید کی حکومت پر راضی نہ تھے لیکن اس کے ظلم کی وجہ سے کھل کر مخالفت نہ کر سکے۔

۵۔ یہ کہ یزید زبردستی حاکم بنایا گیا تھا۔

۶۔ جلیل القدر صحابہ اور اہلبیت کے دو عظیم افراد نے یزید کی بیعت نہ کی۔

۷۔ امام حسین کا خروج صحیح تھا اور اس ظالم کا تسلط ہٹانا واجب تھا اسی پر آپ نے عمل کیا حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔

دیوبندیوں کے مفتی عبدالرشید لکھتے ہیں (یزید) وہ جبر وزبردستی حکومت پر مسلط ہو گیا تھا اس نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک خلقت کو ذلیل کیا اور ناحق ان کا خون بہایا۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۷۰ ہ طبع لاہور

وحید الزمان وہابی حضرت عبداللہ بن عمر کی بیعت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے دولاکھ دراہم بھیج کر یہ خواہش کی تھی کہ وہ انکی زندگی میں ہی انکے صاحبزادے سے بیعت کر لیں مگر عبداللہ نے کہا شاید معاویہ رضی اللہ مجھ سے دولاکھ کے عوض یہ چاہتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے

میں اپنے دین کو ایسے سستے داموں بیچ ڈالوں شریعت کی رو سے دو امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہو سکتی خیر جب معاویہ فوت گئے تو عبداللہ بن عمر نے انکے بیٹے یزید کو لکھا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی یزید بہت خوش ہوا۔ اور اسی وجہ سے عبداللہ انکی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے۔

عبداللہ کا یہ مذہب تھا کہ گو یزید فاسق ہے مگر فسق و فجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اکثر فقہیوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیونکہ اہل حل وعقد نے اس کی بیعت نہ کی تھی سب کے سردار اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہل بیعت نے اسکی بیعت نہ کی تھی اور یزید کی خلافت دغا بازی اور زبردستی پر مبنی تھی۔

تیسر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ۵۲۰۔۵۱۹ ج ۶ کتاب الفتن مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور

نیز لکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے پیغمبر کا طریقہ چھوڑ کر قیصر و کسریٰ کا طرز اختیار کیا اور بادشاہت اور خلافت کو موروثی کر دیا باپ کے بعد اس کے بیٹے کو بادشاہ بنا دیا گیا گویا وہ کیسا ہی جاہل اور ظالم اور فاسق اور نالائق ہو۔ یزید پلید کے وقت سے یہ ظلم کا سلسلہ قائم ہوا جو اب تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

تیسیر الباری ترجمہ تشریح صحیح بخاری ص ۳۳۶ ج ۴ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور

میں نے وحید الزمان کی اس عبارت کو اس لئے پیش کیا کہ یہ صحابہ کرام کے متعلق آج کل کہتے ہیں ہم ان کے ماننے والے اور محبت کرنے والے ہیں لیکن حقیقت میں یہ گستاخان صحابہ ہیں تیسیر الباری کی اول عبارت کو پڑھکر یہ صاف نظر آتا ہے کہ یہ عبارت گستاخ ملاں کی ہے بے ادبی کے ساتھ نام لکھے گئے ہیں۔

ہم وہ باتیں ہرگز ماننے کو تیار نہیں جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوں تاریخی روایات

بھی وہی معتبر ہیں جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو

قرآن حکیم میں یہ واضح ہے ہر صحابی پر اللہ راضی ہے اور وہ اللہ پر راضی۔ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لعنة الله على الراشي المرتشي۔ رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

سنن ابن ماجہ شریف ابواب الاحکام مترجم ص ۴ ج ۲۔

حدیث شریف میں ہے الراشي والمرتشي كلاهما في النار رشوت دینے والا اور لینے والا جہنم میں ہے۔

الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۸۰ مجمع الزوائد باب فی الرشاد ص ۱۹۹ ج ۴ النہایہ ۱۳ از امام عبدالعزیز

(لہذا ثابت ہوا کہ یہ روایت جھوٹی ہے)

حدیث: میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں ان میں سے کسی ایک کی پیروی کر گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

اشعتہ اللمعات ج ۷ ص ۳۹۱ طبع لاہور باب فضائل صحابہ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ فقہ عمر ص ۴۵۴ از شاہ والی اللہ محدث دہلوی مترجم طبع علم عرفان لاہور۔

حدیث شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: یعنی فرمایا قرآن وحدیث میری سنت پر عمل کرو اور مسائل کا حل ام سے سمجھو اگر ان میں نہ پاسکو تو قول صحابی پر عمل کرو میرے صحابہ ایسے ہیں جیسا کہ آسمان میں ستارے لہذا تم نے جس صحابی کی بات پر عمل کیا ہدایت پا جاو گے اور

میرے صحابہ کا اختلاف تمھارے لئے رحمت ہے۔

العواصم من القواصم ص ۲۳۳ از قاضی ابوبکر الدار السعودیۃ للنشر

تاریخ کی جن روایات میں رشوت کا ذکر ہے وہ محل نظر ہیں۔

علامہ ابن خلدون یزید کی بیعت ولی عہدی پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

جب یزید فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو صحابہ کرام نے اس کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں کسی نے اسکی بیعت توڑ کر اس سے جنگ کا ارادہ کر لیا جیسا کہ امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے ماننے والوں نے کیا لیکن بعض یہ سوچ کر جنگ کے ارادہ سے باز رہے کہ اس سے ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور ناحق لوگوں کا کثرت سے خون ہوگا۔ علاوہ ازیں یزید کا مقابلہ بھی آسان نہ تھا کیونکہ اس وقت یزید برسر اقتدار تھا اور اسکی حمایت میں بنو امیہ ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے اور علاوہ ازیں قریش کے ارباب حل وعقد بھی اسکی حمایت کیلئے تیار تھے۔ اور مصر کا سارا قبیلہ جو سب سے زیادہ طاقتور تھا یزید کیساتھ جس کے مقابلہ کی ان میں تاب نہ تھی چنانچہ یہ لوگ بیعت توڑنے اور بغاوت کرنے سے رکے رہے اور اللہ سے اس کی ہدایت کی دعائیں مانگتے رہے یا پھر اس سے نجات کی۔ مسلمانوں کی جمہوریت اسی خیال کی تھی دونوں جماعتیں مجتہد تھیں اور دونوں میں سے کسی کو برا نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یہ سب مسلمانوں کی خیر خواہی اور تلاش حق کے لئے کوشاں تھے ان مقاصد میں ان کی مساعی لوگوں میں مشہور و معروف ہیں۔

مقدمہ ابن خلدون حصہ دوئم ص ۲۴ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی از علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون مترجم

راغب رحمانی دیوبندی

فوائد:۔

ابن خلدون کے اس تبصرہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے

۱۔یزید فاسق وفاجر تھا

۲۔تمام صحابہ یزید کی بیعت پر متفق نہ تھے بلکہ کچھ نے اپنے اجتہاد کی وجہ سے بیعت کرلی اور قائم رہے اور رخصت پر عمل کرتے رہے اور کچھ سر عام مخالفت میں کھڑے ہوئے جیسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن زبیر اور واقعہ حرہ والے صحابہ وتابعین رضوان اللہ مزید ثبوت

۳۔صحابہ اس لئے خاموش رہے کہ فتنہ برپا نہ ہو جائے اور ناحق لوگوں کی جانیں ضائع نہ ہوں۔

۴۔یزید کے پاس تلوار کی طاقت تھی فوج اس کے قبضہ میں تھی پولیس اس کے ساتھ تھی مقابلہ بہت مشکل تھا۔

۵۔ظالم کے ظلم سے نجات کی دعائیں مانگتے رہے یا پھر ہدایت کی۔

یہ تھی یزید کے ولی عہد بننے کی داستان الحمدللہ اکثر مورخین کے موٴقف کو بیان کیا تاکہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور کسی یزیدی کو تردد نہ ہو اس لئے پورا ثبوت مہیا کیا اللہ تمام قارئین کو حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اشکال کا ازالہ:۔

قارئین پر واضح کردوں تاکہ کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ولی عہد بنانے کی وجہ سے مورد الزام نہ ٹھہرائے کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ امت کی بہتری کیلئے کیا تھا اور حالات ایسے خطرناک تھے ان کو خوف تھا کہ امت

کے اندر مزید انتشار نہ پھیلے اس لئے سب کچھ انہوں نے کیا اگر کوئی غلطی کہے تو ہم اس کو اجتہادی غلطی کہیں گے اور اجتہادی غلطی کرنے والا بھی ایک اجر کا مستحق ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب انہوں یزید کی بیعت لی تو یوں دعا کی حافظ ابن کثیر نے اپنی سند کے ساتھ اس کو نقل کیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں یوں کہا (دعا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے (یزید) اسے امیر کیوں بنایا ہے اور میرے نزدیک وہ اس کا اہل ہے تو میں نے اسے جس بات کیلئے امیر بنایا ہے اسے اس کیلئے پورا کردے اور اگر میں نے اسے اس لئے امیر بنایا ہے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو جس بات کیلئے میں نے اسے امیر بنایا ہے اسے اس کیلئے مکمل نہ کر۔

نمبر اص ۱۴۱۵ طبع مکتبہ قادریہ

البدایہ اولنہایہ ج ۸ ص ۲۷۸ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

الصواعق المحرقہ ص ۷۴۰ از علامہ ابن حجر مکی الہیتمی مترجم فیصل آباد

نبراس ص ۵۲۱ طبع مکتبہ قادریہ لاہور

تاریخ الخلفاء ص ۳۰۷ طبع کراچی

ازالہ وھم :

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جان بوجھ کر فاسق وفاجر بیٹے کی بیعت کیوں لی تو اس کا جواب علامہ ابن خلدون کے قلم سے پڑھیے۔

یزید فاسق وفاجر تھا:۔

عہد خلافت (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) میں یزید فسق وفجور میں

مبتلا ہو گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان عدالت دیکھتے ہوئے یہ گمان بھی نہیں ہوتا کہ آپ کو اسے ولی عہد مقرر کرتے وقت یزید کے فسق و فجور کا علم تھا کیونکہ آپ انتہائی عادل اور صاحب فضل تھے بلکہ یزید کو اپنی زندگی میں گانا سننے پر برا بھلا کہتے رہتے تھے اور اس سے روکتے رہتے تھے حالانکہ گانا سننا دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں کم درجے کا ہے۔

مقدمہ ابن خلدون حصہ دوئم ص ۲۳ از رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن

تجلیات صفدر ج ا ص ۵۶۴ از امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی طبع ملتان

باپ کی وصیتیں یزید کو :۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کے فسق و فجور کا علم نہ تھا اور آپ نے یزید کو بار بار وصیت کی کہ مدینہ منورہ اور مکہ شریف کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک سے پیش آنا لیکن یزید ایسا بدبخت نکلا کہ باپ کی تمام وصیتیں بھول گیا چنانچہ حافظ ان کثیر دمشقی اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور فرمایا۔ اے میرے بیٹے میں نے تجھے سفر اور مردوں سے بے نیاز کر دیا ہے اور اشیاء کو تیرے لئے ہموار کر دیا ہے اور اعزاء کو تیرے لئے رام کر دیا ہے اور عربوں کی گردنوں کو تیرے لئے جھکا دیا ہے اور میں نے جس امر کی تیرے لئے بنیاد رکھی ہے اس کے متعلق مجھے چار آدمیوں کے متعلق تیرے ساتھ جھگڑا کرنے کا خوف ہے۔ حضرت حسین ابن علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم اجمعین (اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے

دو سال قبل فوت ہو چکے تھے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک ثقہ آدمی ہیں اور انہیں عبادت نے جلا دیا ہے اور جب ان کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہیگا تو وہ تیری بیعت کرلیں گے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پس پشت اہل عراق ہیں وہ انہیں تمھارے خلاف بغاوت کرائے بغیر نہ چھوڑیں گے پس اگر وہ خروج کریں تو ان پر فتح پالے تو ان سے درگزر کرنا بلاشبہ ان کا رشتہ (حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے) قریبی ہے اور حق عظیم ہے۔

تاریخ ابن کثیر ص ۹۴۳ مترجم ج ۸ طبع کراچی

تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۵۹ طبع کراچی

نمبر ۲۔ نیز لکھتے ہیں مورخین نے بیان کیا جب حضرت امیر معاویہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے یزید کو بلایا اور اسے جو وصیتیں کرنی تھی کیں اور اسے کہا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت محبوب ہیں ان سے صلہ رحمی کرنا اور نرمی کرنا ان کا معاملہ تیرے لئے درست ہو جائے گا اور اگر ان سے کوئی بات سرزد ہوئی تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں تجھے ان لوگوں سے کفایت کرے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا اور ان کے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رجب ۶۰ ھ کی شب کو وفات پا گئے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی اور یزید نے عبداللہ بن عمرو بن اویس العامری عامر بن لوئی کے ہاتھ امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ لوگوں کو بلا کر ان کی (یزید) بیعت لو اور قریش کے سرداروں سے آغاز کرو اور چاہیے کہ سب سے پہلے تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ

سے ابتداء کرو۔

البدایہ اوالنہایہ ج ۸ ص ۱۰۳۳ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی

ان وصیتوں میں سے چند کا ذکر ابن تیمیہ نے بھی کیا ہے ملاحظہ ہو منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۲۶

نمبر ۳ وصیت:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے یزید کو کہا اپنی اصلاح کر۔ لوگ تیرے لئے درست ہو جائیں گے اور انہیں اپنے بارے میں باتیں کرتا نہ چھوڑ ا۔ بلاشبہ لوگ جلدی سے شر کی طرف جاتے ہیں اور نماز میں حاضر ہو اور میں تجھے جو وصیت کر رہا ہوں جب تو نے اس پر عمل کیا تو یہ لوگ تیرے حق کو پہچان لیں گے اور تیری مملکت بڑی ہو جائے گی اور تو بھی لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جائیگا اور مکہ اور مدینہ منورہ کے باشندوں کے شرف کو پہچاننا بلاشبہ وہ تیرا اصل اور خاندان ہیں اور اہل شام کے شرف کو یاد رکھنا بلاشبہ وہ تیرے مطیع ہیں اور اہل امصار کی کی طرف خط لکھ جس میں ان سے نیکی کا وعدہ کر۔ یہ بات ان کی امیدوں کو بڑھا دے گی اور تمام صوبوں سے تیرے پاس آنے والے آئیں تو ان سے حسن سلوک کر اور ان کی عزت کر بلاشبہ وہ اپنے سے پیچھے والوں کے نمائندہ ہیں کسی تہمت تراش اور چغل خور کی بات نہ سن۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۵۹ مترجم طبع کراچی

یہ وصیتیں کچھ الفاظ کے فرق کیساتھ دیکھیں تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۵۶ طبع کراچی

قارئین یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دامن کو صاف شفاف کرتی ہیں اور یزید کی گرفت کرتی ہیں کہ یہ ظالم بدبخت اپنے باپ کا بھی

نافرمان ثابت ہوا اور جو ماں باپ کا نافرمان ہو وہ دوسروں کا کیا وفادار ہوگا۔ اس ظالم نے باپ کی وصیتیوں کو پس پشت ڈال دیا باپ نے وصیت کی حسین رضی اللہ عنہ نے تیری بیعت نہیں کرنی لیکن اس نے حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے ابتداء کرو باپ نے کہا مکہ اور مدینہ شریف کے لوگ شریف ہیں ان کی عزت کرنا پھر اس لئے بھی کہ وہ تیرے ایمان کی اصل اور خاندان کے لوگ ہیں لیکن اس ظالم نے مدینہ شریف کی حرمت کو پامال کیا وہاں کے لوگوں پر چڑھائی کی عورتوں کی عصمت دری کی گئی تفصیل ان شآء اللہ عزوجل عنقریب بیان کرونگا اسی طرح مکہ شریف کی حرمت کو بھی پامال کیا گیا کعبہ شریف کی چھت بھی جلائی گئی جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے ان شآء اللہ عزوجل۔ باپ نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ سے صلہ رحمی کرنا وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے ہیں ان کا خیال رکھنا لیکن اس ظالم نے ابتداء ان سے کی اور ظلماً شہید کروایا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ماں باپ کا نافرمان سیدھا جهنمی هے:۔

حدیث نمبر ۱۔ ترجمہ اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہیں اور اللہ عزوجل کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

اشعۃ اللمعات ج ٦ ص ۱۲۲ مترجم طبع لاہور۔

مشکوۃ شریف ص ۴۱۹ باب البر والصلۃ الفصل الثانی

ترمذی شریف ج ۱ ص ۸۹۵ طبع لاہور

اب غور کریں کہ باپ کی وصیت پر یزید عمل کرتا تو والد صاحب راضی ورنہ والد صاحب ناراض جب والد ناراض تو اللہ رب العزت بھی ناراض۔

حدیث نمبر ۲۔

ترجمہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالتماب علیہ الصلوۃ والسلام میں عرض کیا یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

مشکوۃ شریف ص ۴۲۰

اشعۃ اللمعات ج ۶ ص ۱۳۲

ابن ماجہ شریف ص ۲۶۰ ج ۲ ص ۲۹۵ مترجم

اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ بندہ والدین کی باتوں کو مان کر جنتی بن سکتا ہے اور ان کی باتوں کی نافرمانی کر کے سیدھا جہنمی ہوسکتا ہے اب فیصلہ قارئین کے ہاتھوں۔ دیکھیں یزید نے باپ کی باتوں کی نافرمانی کی یا نہیں۔ یقیناً کی تو اب وہ جہنم کا مستحق ہو چکا اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے امین

حدیث نمبر ۳۔

ترجمہ اپنے باپ کے آگے مت چلنا اور جب بیٹھنے لگو تو اپنے باپ سے پہلے مت بیٹھنا اور اپنے باپ کا نام لیکر مت پکارنا اور اس کیوجہ سے کسی کو گالی نہ دینا

تفسیر در منثور ص ۱۷۱ از امام سیوطی۔ ادب المفرد ص ۱۰۔ ۱۳ از امام بخاری طبع سانگلاہل

ادب المفرد مترجم ص ۶۲ طبع ادارہ پیغام القرآن لاہور

حدیث نمبر ۴۔

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی باقی ہے جو میں ان کی موت کے بعد ان سے کروں فرمایا

ہاں ان کے لئے دعائے رحمت کرنا ان کے لئے بخشش کی دعا ان کے بعد انکی وصیت کا نافذ کرنا اور ان رشتوں کو جوڑنا جو ان ہی کی وجہ سے جوڑے جائیں اور ان کے دوستوں کا احترم کرنا۔

ابن ماجہ ج۲ ص ۳۹۵

مشکوۃ شریف ص ۴۲۰۔ ابوداؤد

تحفہ مرحومین ص ۱۳۸ از خلیل الرحمٰن انوری دیوبندی طبع مدرسہ تعلیم الاسلام مکتبہ الفقیر فیصل آباد

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ان کی موت کے بعد باقی حق یہ ہوتا ہے کہ ان کی وصیت وغیرہ پر عمل کرنا۔

اشعۃ اللمعات ج۲ ص ۱۲۷ مترجم طبع لاہور

غور کریں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے والدین کے احترام کے متعلق کس طرح سخت تاکید فرمائی ہے کہ والدین کے کسی عمل کے معاملہ میں یا بات چیت کے معاملہ میں پیش قدمی مت کرنا حتیٰ کہ چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے میں ہر حال میں ادب ضروری ہے تو یزید نے کس طرح باپ کی وصیتوں کو توڑا اور نافرمانی کر کے اپنے آپ کو جہنم کی طرف دھکیلا بندہ جب والدین کی تابعداری اور طور طریقوں اور وصیتوں پر پورا پورا عمل کرتا ہے تو والدین اپنی اولاد پر قبر میں خوش ہوتے ہیں جب اولاد نافرمانی کرتی ہے تو قبر میں تنگ اور پریشان ہوتے ہیں یزید وہ شخص ہے جس نے اپنے والد صاحب کو قبر میں بھی تنگ کیا ان کی وصیتوں کو توڑ کر۔

قارئین اس طرف بھی توجہ فرمائیں باپ نے یزید کو فرمایا اپنی اصلاح کر یعنی برے کاموں کو چھوڑ لیکن یزید برا کام کرتا باپ نے فرمایا نماز پڑھو لیکن یہ نماز کا بھی تارک دلائل ان شاء اللہ عزوجل بیان ہونگے۔

بلکہ میں یوں کہوں تو بے جانہ ہوگا عین حقیقت ہوگی کہ یزید اسلام کی مقدس پیشانی پرایک بدنما داغ ہے دین کی پاک چادر پرایک سیاہ دھبہ اور مذہب کے نورانی چہرے پر ایک کلنک کا ٹیکہ یزید سے بجائے خلافت اسلامیہ کے شخصی حکومت کی بنیاد پڑگئی یزید نے امانت الہیہ میں خیانت کی اور اپنے باپ کی وصیتوں کو توڑا اوران کو بھلا کر بلکہ مٹا کر خلفائے راشدین کے ہر نقش حق کو مٹادیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کا مزاح کرنے والا سنتوں کو ختم کرنے والا۔ بندیالوی اینڈ کمپنی کو میں کہتا ہوں یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں کھڑا کرنا دین کی توہین اور اسلام کے ساتھ کھلی جنگ ہے اس لئے کہ یزید فتنہ شرارت کا مجسمہ ہے اور حسین رضی اللہ عنہ رشد وہدایت کے پیکر ہیں یزید دنیا کا بدمست وہ دین میں سرمست یہ باطل پرست وہ حق پرست یہ مجسمہ کفر وطغیان وہ پیکر دین وایمان یزید فسق وفجور میں مبتلا وہ سراپائے تسلیم ورضا یہ مکر وفریب کی جیتی جاگتی تصویر وہ اخلاق محمدی کی زندہ تصویر بلکہ پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندہ تصویر یزید اسلام میں ایک نفس شریر وہ وراثِ چادر تطہیر۔

کون حسین جس نے خواب ملوکیت کو خیالی بنادیا جس پر نہ پھل لگے وہ ڈالی بنادیا
کافر بھی بچوں کے نام رکھتے نہیں یزید حسین نے یزید کو گالی بنادیا

خوب تھا ذوق سخاوت ان کے باطل زعم میں اپنادامن دولت ایماں سے خالی کرلیا یزید نے

مزید میری موافقت میں دیکھیں منصف مزاج دیوبندی کی کتاب امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۱۴۳ طبع لاہور از ظفر اللہ شفیق۔

اعتراض :۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں، جن علماء نے تحقیق جستجو سے کام لیا وہ دیکھ رہے تھے کہ ۵۱۔۵۲۔۵۳ھ میں مسلسل تین سال یزید کو امیر الحج بننے کا شرف حاصل ہوا۔البدایہ والنہایہ: اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں تھا تو اس وقت کے ہزاروں مسلمانوں جن میں صحابہ کرام اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اسے بطور امیر الحج کیوں قبول کیا۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳ طبع سرگودھا

چور پکڑا گیا:۔

جواب نمبر ۱۔ واقعی سچ ہے جب خدا دین لیتا ہے تو حماقت آجاتی ہے پھر حق ن نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔اس یزیدی ملاں نے یزید کی تعریف میں لکھا کہ اس نے حج کروایا تین سال میں حوالہ دیا ابن کثیر کا لیکن جھوٹ کے پاوں نہیں۔ پڑھیے ابن کثیر نے کیا لکھا ہے

۵۲ھ اس سال سفیان بن عوف نے بلاد روم سے جنگ کی اور وہیں موسم سرما گزارا اور وہیں وفات پائی اور اپنے بعد عبداللہ مسعود الغزاری کو فوج کا امیر مقرر کیا اور بعض کا قول ہے کہ اس سال بلد د روم میں امیر جنگ بسر بن ارطاۃ تھے اور ان کے ساتھ سفیان بن عوف بھی تھے اس سال نائب مدینہ حضرت سعید بن العاص نے لوگوں کو حج کروایا۔ یہ قول ابومعشر اور واقدی وغیرہ کا ہے اور موسم گرما میں محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ کی اور اس سال شہروں کے عمال وہی تھے جو گزشتہ سال تھے۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۲۶ مترجم طبع کراچی از ابن کثیر وہابی

لوجناب یزید کی تعریف کا صفایا وھابی نے کردیا۔

اس سے قبل ابن کثیر نے ۵۱ھ ہجری کے واقعات لکھتے ہوئے لکھا کہ یزید نے حج کروایا۔

۵۳ھ کے حالات لکھتے ہوئے لکھا اس سال والی مدینہ حضرت سعید بن العاص نے لوگوں کو حج کروایا۔

البدایہ والنہایہ ج۸ ص۸۳۳ مترجم

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ھیں

۵۲ھ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ سفیان بن عوف ازدی نے زمین روم پر اس سال جہاد کیا اور وہیں جاڑوں میں قیام کیا اور وہیں وفات پائی اور عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سال زمیں روم پر بسر بن ارطاۃ نے لوگوں کے ساتھ جاڑا بسر کیا انہیں لوگوں میں سفیان بن عوف بھی تھے۔ اسی سال محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ صائفہ کی اس سال سعید بن عاص امیر حج تھے اور شہروں کے حکام وہی لوگ تھے جو ۵۱ھ میں تھے۔

تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری ج۴ ص۱۳۳ مترجم حیدر علی طباطبائی طبع کراچی

۵۳ھ اس سال امیر حج سعید بن عاص تھے اور حاکم مدینہ بھی سعید بن عاص تھے حاکم کوفہ زیاد کے بعد عبداللہ بن خالد اور حاکم بصرہ سمرۃ تھا اور حاکم خراسان خلید بن عبداللہ حنفی تھے

تاریخ الامم والملوک ج۴ ص۱۳۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

لیجئے بندیالوی صاحب ایک آپ کی اپنی کتاب یعنی ہم مسلک کی اور ایک مستند تاریخی کتابوں میں سے اس اعتراض کی کلی کھل گئی اور یزید کی تعریف کا صفایا ہوگیا

اور اگر آپ حق پسند ہیں تو مان لیں گے نہ بھی مانو تو ہم نے آپ پر واضح کر دیا۔

جواب نمبر ۲۔ اگر آپ اسی پر بضد رہیں تو پھر اس طرف توجہ فرمائیں کہ حج امیر کے حکم یا آرڈر سے نہیں کیا جاتا بلکہ حج ایک اسلام کا اہم رکن ہے جو کہ اللہ عزوجل نے فرض کیا ہے ہر مسلمان پر امیر ہو یا نہ ہو حج پھر بھی فرض ہے امیر کے تحت کرنا فرض نہیں اس لئے پہلے تو صحیح یہی ہے کہ ان سالوں میں امیر یزید تھا ہی نہیں اگر تھا بھی تو اسمیں کوئی یزید کی تعریف نہیں اور جو لوگ امیر کے پیچھے لگ کر حج کرتے ہیں وہ امیر کو کوئی ولی نہیں مانتے بلکہ آج جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں ان کے بھی امیر سمجھانے والے بہت ہوتے ہیں جو بتاتے ہیں یوں کرو یہاں اس طرح کرو جگہ وغیرہ کی نشاندہی کرتے ہیں اکثر داڑھی منڈے اور پتہ نہیں کیا کردار ہوتا ہے اگر یزید تعریف کے قابل اس لئے تو پھر یہ تمام تعریف کے قابل ہونے چاہیے حالانکہ ایسا نہیں۔

باب چهارم

جهاد قسطنطنیه کا تحقیقی جائزه

شیخ بندیالوی لکھتے ہیں جہاد قسطنطنیہ کے موقع پر ہزاروں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دیگر مسلمانوں نے یزید کی قیادت اور سرداری کو قبول کیا اور شامل لشکر ہوئے ان میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن العاص میزبان رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابوایوب اور سیدنا علی المرتضٰی کے دونوں بہادر فرزند حسنین کریمین (رضوان اللہ عنہم) بھی تھے دیکھئے البدایہ والنہایہ ص ۱۵۱ جلد ۸۔

واقعہ کربلا اوراس کا پس منظر ص ۲۳

شیخ موصوف نے چوہے کی طرح کاٹ کر البدایہ سے اپنے مطلب کی عبارت نقل کرنے کے ساتھ ساتھ مزید اپنی طرف سے الفاظ بھی بڑھا کر لکھ دیئے اور ظاہر یہ کر دیا یہ سب کچھ فلاں کتاب میں ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین اب میں اپنے قارئین سے اصل عبارت پیش کرتا ہوں تا کہ اس ملاں کی شیطنت واضح ہو جائے ابن کثیر نے اس غزوہ کا اپنی تاریخ میں چار جگہ ذکر کیا۔ لیجئے اصل عبارت پڑھئے۔

سنة تسع و اربعين فيها غذا يزيد بن معاويه بلاد الروم حتى بلغ قسطنطنيه و كان معه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمرو ابن عباس و ابن الزبير و ايوب انصارى و قد ثبت فى صحيح البخارى

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۔۳۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس عبارت کا ترجمہ اپنا نہیں بلکہ اس کتاب کا جو اردو ترجمہ شائع ہوا وہ لکھتا ہوں علامہ فتح پوری کے قلم سے

۴۹ھ اس سال یزید بن معاویہ نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی حتی کہ سادات صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت ابن زبیر حضرت ابوایوب انصاری (رضوان اللہ علیھم اجمعین) شامل تھے۔ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور صحیح بخاری میں لکھا ہے۔

تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۶۱ طبع نفس اکیڈمی کراچی

اس عبارت کے علاوہ ابن کثیر نے صحابہ کرام یا حسنین کریمین کے ناموں کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ یہ اس غزوہ میں شامل ہوئے تھے۔

لیکن اس کمبخت نے حسنین کریمین کے نام اپنی طرف سے درج کر دیئے اور الزام اپنے دادے پر لگا دیا میں اپنی طرف سے بندیالوی کو پوری ذمہ داری سے چیلنج کرتا ہوں جب تک زندہ ہوں حسنین کریمین کا اس عزوہ میں شامل ہونا اس کتاب میں دکھاؤ فی حوالہ ایک ہزار روپے دوں گا ان شآء اللہ عزوجل اور موصوف نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ہزاروں صحابہ کرام اس غزوہ میں شامل تھے اس لفظ ہزاروں کا ماحصل کم از کم تین ہزار صحابہ بنتے ہیں اتنے نام البدایہ سے ثابت کرو اور انعام حاصل کرو۔

لیکن نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور یہ بھی یاد رکھو جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کر سامنے کیا جواب دو گے تم خدا کے سامنے یہ بات ذہن میں رہے کہ یزید اس عزوہ میں امیر نہ تھا دلائل ان شآء

اللہ عزوجل آئیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں اگر یزید کو کمانڈر مان بھی لیا جائے تب بھی یزید تعریف کے قابل ہرگز نہیں۔ کیونکہ جہاد کمانڈر کے کہنے پر نہیں کیا جاتا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

حقائق یہ ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے سن اکسٹھ ہجری میں جہاد کیا اور شہید بھی ہوئے یہ حقیقت ہے اس سے انکار نہیں ہوسکتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ یزیدیوں کے نزدیک یزید صرف جائے تو درجہ پانے کا مستحق ٹھہرے دوسری طرف امام حسین رضی اللہ عنہ جائیں اور شہید بھی ہوجائیں تو وہ ان کو سردار نظر نہ آئیں یہ دوغلا پن کیوں؟ یزید صرف شامل ہونے سے اتنا بڑھانے کے قابل اور امام شہید ہونے کے باوجود گرانے کے قابل!!

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجاء
سراسر موم یا پھر سنگ ہوجا

چلو آپ کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ سردار نہ تھے کیونکہ وہ تو دشمن یزیدیوں کے تھے۔ لہذا آپ ان کا درجہ بیان نہیں کرتے لیکن وہیں دوسری طرف عمر بن سعد و خولی شمر بن ذالجوشن اور عبیداللہ بن زیاد وغیرہ بھی تو سردار تھے اگر صرف سرداری کی وجہ سے درجات بلند ہوجاتے ہیں تو پھر تمھیں ان کی بھی شانیں بیان کرنی چاہیے تاکہ لوگوں پر حقیقت کھل جائے کہ تم پکے یزیدی ہو۔

بندیالوی صاحب لکھتے ھیں

اس لشکر کو رحمت کائنات (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مغفرت وبخشش کی خوشخبری دی تھی۔ بخاری۔ اس سفر میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ یزید بن معاویہ پڑھائے۔ چنانچہ یزید نے

ان کے جنازے کی امامت کی اور حسنین کریمین نے اس کی اقتداء میں نماز ادا کی

البدایہ والنہایہ ص ۵۸ جلد ۸ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳

یہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں حسنین کریمین یعنی دونوں اس غزوہ میں شامل نہ تھے۔ البتہ ایک روایت میں حسین رضی اللہ عنہ کا نام ملتا ہے دونوں کا نام لکھنا یہ اس ملاں کی بوقلابیاں ہیں ایسی جھوٹی باتیں لکھنے سے خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ موصوف نے لکھا۔ امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے یزید کے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا مدینہ شریف میں انتقال ہوا تھا (جیسا کہ میں عنقریب اس کی وضاحت کروں گا) اگر امام نے یزید بد بخت کے پیچھے جنازہ پڑھا ہوتا تو آپ یزید کے خلاف ہرگز نہ نکلتے اس لئے کہ آپ نے اسکو شراب پیتے دیکھا ہوا تھا اسی لئے آپ اس کی حکومت کو خلاف شرع سمجھتے تھے اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہتے تھے اور نہ ہی دیا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ نے اس کو امام مان لیا ہو۔ آج ہم اللہ کے فضل سے کسی بدعقیدہ اور گستاخ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو کیا حسینی غیرت ایسی تھی ایک طرف اس کو امام سمجھیں اور دوسری طرف اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں یہ دوغلا پن ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایسا کردار ثابت کرنا گستاخی بے ادبی ہے اور ان کی شان کے خلاف ہے قرآن حکیم ان کی پاک دامنی کا اعلان کرتا ہے وہ ہر عیب و نقص اور نجاست سے پاک تھے۔ موصوف نے جس عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی اس کو اصل کتاب سے لکھتا ہوں۔

ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں:۔

۵۲ھ اس سال بلاد روم میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نزدیک ہوئی اور بعض کا قول

ہے کہ آپ (یعنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کی وفات اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے بعد والے سال میں ہوئی اور فوج میں یزید بن معاویہ بھی تھا اور اسی کو آپ نے وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امام احمد نے بیان کیا کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ اس فوج کا امیر تھا جس میں شامل ہو کر حضرت ابوایوب نے جنگ کی تھی۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

نیز لکھتے ھیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود ۵۰ھ میں حج کیا اور آپ کے بیٹے یزید نے ۵۱ھ میں حج کیا اور اس سال یا اس کے بعد آنے والے سال میں آپ نے اسے بلاد روم کیساتھ جنگ کرنے کیلئے بھیجا اور بہت بڑے بڑے صحابہ بھی اسکے ساتھ گئے حتیٰ کہ اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور صحیح میں لکھا ہے کہ قسطنطنیہ سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۲ طبع کراچی

اس روایت میں ابن کثیر نے اس بات کی تصریح کی جہاد قسطنطنیہ ۵۱ھ یا ۵۲ ہجری میں ہوا جب کہ اس سے گذشتہ روایت میں یہ تشریح تھی کہ یہ جہاد ۴۹ ہجری میں ہوا لیکن بندیالوی صاحب کی ریسرچ یہ ہے کہ قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر سمندری راستے سے مسلمانوں کا حملہ ۵۲ھ کا واقعہ ہے۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۳ طبع سرگودھا۔

یہ میں آگے جا کر لکھوں گا کہ قسطنطنیہ کا پہلا جہاد کب ہوا اور بشارت جنتی ہونے کی پہلے

لشکر کے لئے ہے اور یزید کس لشکر میں گیا تھا خود گیا تھا یا باپ سے ڈرتے ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ کے احوال میں جہاد قسطنطنیہ کا ذکر یوں ہے

نیز ابن کثیر لکھتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سرزمین روم سے سولہ جنگیں لڑیں۔ موسم گرما میں ایک سریہ جاتا اور موسم سرما سرزمین روم میں گزارتا پھر واپس آجاتا اور اس کے بعد دوسرا جاتا۔ اور جن لوگوں کو آپ نے جنگ کے لئے بھیجا ان میں آپ کا بیٹا یزید بھی تھا۔ اور اسکے ساتھ بہت سے صحابہ بھی تھے پس وہ اانہیں خلیج پار لے گیا اور انہوں نے اہل قسطنطنیہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے دروازے پر جنگ کی پھر وہ انہیں ساتھ لے کر واپس شام آگیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے آخری وصیت یہ کی وہ رومیوں کے گلے کو مضبوطی سے دبادے۔

البدایہ النہایہ ج ۸ ص ۲۴۵ طبع کراچی

قارئین یہ ہیں البدایہ والنہایہ کی اصل عبارت ان میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دونوں کے شامل ہونے ذکر نہیں اور نہ ہی یزید کے پیچھے جنازہ پڑھنے کا ذکر بندیالوی بیچارے نے بغیر پڑھے سنی سنائی باتیں لکھ دیں اس پر تعجب یہ حوالہ بھی لکھا بغیر تحقیق کے اپنے زعم باطل میں سمجھا میں اتنا بڑا عالم ہوں ہر کوئی مان جائے گا اور کون فارغ ہے کہ اصل کتاب دیکھئے لیکن اللہ رب العزت نے دین کے سچے خدمتگار اور اسلام کی سرحدوں کے محافظ بہت بنادیے ہیں۔ جو ہر وقت اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ چوروں اور ڈاکوؤں کی نشاندہی بھی کرتے رہتے ہیں۔

حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ:۔

قارئین یزیدی ٹولہ۔ یزید کی نجات و مغفرت کے بارے میں اس حدیث کو بہت پیش کرتے ہیں ویسے بھی یزیدی ٹولہ کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر یہ اچھلتے کودتے رہتے ہیں کہ یزید بڑا نیک متقی اور پارساء تھا۔

میں اللہ عزوجل کی توفیق اور اس کے فضل سے ایک جامع تحقیق پیش کرتا ہوں تا کہ کوئی صاحب فہم وذکاء شخص اس حدیث کو سمجھنے میں متذبذب نہ رہے۔

نیز ان شآء اللہ عزوجل اس تحقیق کو تعصب وہٹ دھرمی کی عینک اتار کر پڑھنے والا سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کی ہر گز کوشش نہیں کرے گا۔

لیکن جس نے نہ مانوں کی گردان یاد رکھی ہو اسکو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت عطا فرما سکتا ہے۔ میرے پاس یہ طاقت نہیں۔ اگر ایسے لوگوں کے بارے بقول اقبال یہ کہوں تو عین درست ہوگا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

امام بخاری لکھتے ہیں:۔

حدیث:۔ اسحٰق بن یزید دمشقی یحییٰ بن حمزہ ثور بن یزید خالد بن معدان۔ عمر بن اسود عنی سے روایت کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت ساحل حمص پر اترے اور وہ ان کے خیمہ میں تھا اور ان کے ساتھ ام حرام تھیں۔ حضرت عمیر فرماتے ہین کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اول جیش من امتی یغذون مدینة قیصر مغفورلھم فقلت انا فھیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں انہی میں ہوں آپ نے فرمایا تم ان ہی میں ہو۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کریں گے ان کے لئے مغفرت ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان لوگوں میں میں ہوں گی فرمایا نہیں۔

صحیح بخاری شریف ج اص ۴۱۰ کتاب الجہاد طبع اصح المطابع دہلی۔

علم غیب کا ثبوت:۔

میں سب سے پہلے یزید دوست حضرات کو کہتا ہوں اگر واقعی اس حدیث شریف پر تمھارا ایمان ہے تو پھر یہ اعلان کرو کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم غیب کے خزانے عطا فرمائے تھے۔ تب ہی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آنے والے حالات کی خبر دی جو الحمدللہ من وعن ثابت ہوئی لیکن ایک طرف تم علم غیب کے منکر ہو جیسا کہ پہلے بحوالہ گزر چکا ہے جو حدیث تمھارے مسلک کے خلاف تمھارے عقیدے کے خلاف تم کس منہ سے اس حدیث سے استدلال کرتے ہو اور یزید کو جنتی بناتے ہو تعجب ہے ادھر علم غیب سے انکار ادھر یزید کو جنتی بناتے ہو میں تو کہتا ہوں کیوں نہ تمھاری عقل پر ہم ماتم کریں جو غزوہ ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہونے والا تھا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسکو ملاحظہ فرما رہے تھے تب ہی آپ نے یہ بشارت دی ام حرام رضی اللہ عنہا کو فرمایا تم پہلے لشکر میں ہو دوسرے میں نہیں ماننا پڑے گا کہ آپ کو یہ معلوم تھا پہلے لشکر

میں کون ہوں گے اور یہ بھی شرط بیان فرمادی کہ قسطنطنیہ میں جو پہلا لشکر جائیگا وہ بخشش کے قابل ہوگا بعد والا نہیں یزید پہلے لشکر میں ہرگز نہیں تھا۔ دلائل ان شآء اللہ عزوجل آگے آئیں گے۔

شرح حدیث حاشیہ بخاری میں یوں لکھی ھے:۔

بندیالوی اینڈ کمپنی ایسے بے خبر ہیں جہاں بخاری میں یہ حدیث ہے وہیں حاشیہ پر لکھا ہے اگر پڑھ لیتے تو جھگڑا ہی ختم ہو جاتا یا پھر پڑھتے تو ہوں گے لیکن سمجھنے سے قاصر ہیں یا پھر سب کچھ ہونے کے باوجود اتنے سخت اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن ہیں محدثین کے جوابات کے بعد بھی شور مچاتے پھرتے ہیں یزید جنتی ہے۔

پڑھیے حاشیہ کا صرف ترجمہ لکھتا ہوں جس کا جی چاہے اصل دیکھ لے یعنی ان کیلئے جنت واجب ہے۔ مدینہ قیصر یعنی ملک روم قسطلانی نے کہا سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) یزید بن معاویہ نے جہاد کیا اور اس کے ساتھ سردار صحابہ کرام کی جماعت تھی جیسا کہ ابن عمر بن عباس، ابن زبیر اور ابوایوب رضوان اللہ علیھم اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ۵۲ھ میں وہیں وفات پائی۔ خیرالباری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ کہ انہوں نے پہلی بحری لڑائی کی اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اس نے قسطنطنیہ میں جنگ کی اور تعاقب کیا ابن مہلب کا ابن تین اور ابن منیر نے کہ عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج ہی نہ ہو سکے کیونکہ اہل علم کا اس میں ہرگز اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مشروط ہے کہ وہ لشکر اہل مغفرت سے ہوگا۔ حتیٰ کہ ان

میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس (بشارت) کے عموم میں ہرگز داخل نہیں ۔پس یہ دلیل ہے کہ اس پر کہ مغفور لھم کی بشارت انہیں کیلئے ہے جن میں شرط مغفرت پائی جائے۔

حاشیہ بخاری ج ا ص ۴۱۰ طبع المطابع دہلی

قارئین غور فرمائیں چوٹی کے محدث نے کتنا صاف جواب دیا کہ یزید جنگ میں شامل ہونے کے باوجود بخشش کے قابل نہیں اس لئے یزید کو مستثنیٰ قرار دیا اور اصول بیان کر دیا جہاد کے بعد اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ بشارت سے باہر ہو جائے گا یہی معاملہ یزید کا تھا۔

رہا یزید کا امیر ہونا تو وہ امیر نہیں تھا بلکہ سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ یزید امیر تھا تو پھر بھی یزید بچ نہیں سکتا وہ اس لئے یزید کا کردار صحابہ کرام کے سامنے نہ تھا اس کی برائیاں سر عام نہ تھیں اور ابتداً باپ کے ڈر کی وجہ سے کچھ کم کرتا تھا اور چھپ کر کرتا تھا لیکن جب اقتدار ملا پھر وہ اقتدار کے نشے میں ایسا بدمست ہوا کہ ہر برائی سر عام کرتا تھا جب اسکی برائیاں سر عام ہوئیں تو تمام صحابہ کرام یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جسکے نتیجہ میں واقعہ حرہ پیش آیا۔ جس کا ہم عنقریب ان شآء اللہ عزوجل ذکر کریں گے۔

لیکن یہ بات بھی قابل ذکر ہے بندیالوی صاحب لکھتے ہیں یزید مغفور لھم ہے جہاد قسطنطنیہ میں جانے کی وجہ سے تعجب یہ ہے کہ خود لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی جہاد میں گئے تھے یزید کے پیچھے جنازہ بھی پڑھا لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود امام حسین رضی اللہ عنہ ان کے نزدیک مغفور لھم نہ بنے اور نہ نظر آئے اگر آیا تو یزید کیا بُرا انتخاب کیا بندیالوی صاحب نے۔

حدیث قسطنطنیہ پر قاری طیب مہتمم دار العلوم دیوبند کا تبصرہ

اس حدیث کے جوابات دیوبندی حضرات کے گھر سے نقل کرتا ہوں تاکہ حق واضح ہو جائے اور انصاف پسند لوگ مان جائیں اور کاش کہ بندیالوی صاحب اپنے بڑوں کی کتابیں دیکھ لیتے تو یہ ڈھنڈورا نہ پیٹتے کہ یزید جنتی ہے لیکن جو ہو ہی خارجی نسل سے اس نے سب کو جھٹلانا ہی ہوتا ہے بندیالوی صاحب کو میں کہتا ہوں اپنے بڑوں کا حیا کرو

جناب قاری طیب صاحب اپنی کتاب شہید کربلا میں لکھتے ہیں

ٹھیک اسی طرح جہاد قسطنطنیہ والی حدیث بشارت مغفرت کے عموم میں یزید بھی شامل تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس کے اس وقت کے احوال و اعمال مقبول یا مغفور تھے۔ **الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ۔** جب وہ بدلے تو طبعاً وہ بشارت بھی اس کے حق میں باقی نہ رہی اب اگر بدلے ہوئے حالات میں بھی کوئی پہلے ہی حکم کی رَٹ لگائے جائے تو یہ شریعت کے اصول و قوانین کا معارضہ ہے۔ پس جب یزید کا اچھا حال تھا بشارت قائم تھی جب بدل گیا تو بشارت بھی اٹھ گئی۔

(شہیدِ کربلا اور یزید ص ۱۷۲۔۱۷۱ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

نیز لکھتے ہیں:۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ یزید کے حالات جو پہلے تھے وہ نہ رہے اور اقتدار ہاتھ میں آنے کے بعد ان میں تغیر پیدا ہو گیا اور اسے ملک کے

امن وسکون سے زیادہ اپنے اقتدار اور پرسٹیج کی فکر پڑ گئی۔ جیسے عموماً ہر دور میں ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ کرنا ہو تو اس دور میں دیکھ لیا جائے کہ عامۃً سیاسی لیڈر عوام کی خیر خواہی کے وعدوں اور ملک کی بہبود وفلاح کے منشور بنا بنا کر الیکشن جیتتے ہیں۔ اور ہوسکتا ہے کہ اس وقت وہ مخلص بھی ہوں جن کی واقعی نیت ملک اور عوام کی خیر خواہی ہو۔ لیکن کامیابی کے بعد جب وہ کرسی پر پہنچتے ہیں تو اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ ان کے حالات تبدیل ہو جاتے ہیں اور اب انہیں اپنے پرسٹیج اور وقار کا تھامنا مقدم ہو جاتا ہے اور وہ وعدے سب مؤخر (کر دیتے ہیں یہی حال یزید کا تھا۔)

(شہید کربلا اور یزید ص ۷۳ طبع اسلامیات لاہور)

یزید کا کردار بدل گیا پہلے والا نہ رہا، یہی لکھتے ہیں:۔

پس پہلے احوال کا نتیجہ اگر یزید کی بیعت تھا تو بعد کے بدلے ہوئے حالات کا ثمرہ نقض بیعت کا تصور تھا پھر کسی نے عزیمت سے اسے عملاً کر دکھایا۔ اور کسی نے رخصت کے پیش نظر عملاً نہ کیا مگر بوجہ اثارۃ فتنہ کے نہ کہ ان بدلے ہوئے حالات اور ان کے نتیجہ (فسق یزید) سے انکار کر کے نیز جب تک اس کے حالات کا رخ بظاہر صحیح رہا اس کے ساتھ موافقت وحمایت کی صورت قائم رہی جب ہی مخالفت کے جذبات ابھرنے لگے۔

یہی صورت یزید کے مغفور ہونے کے مسئلہ کی بھی سمجھ لی جائے کہ جہادِ قسطنطنیہ کے وقت کے احوال وجذبات اور تھے تو بشارۃ مغفرۃ دے دی گئی۔ اور بعد کے حالات اور تھے تو وہ بشارۃ باقی نہ رہی جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تبشیر

مغفرت پہلے ہی سے ان احوال کے ساتھ مشروط تھی جو قضاء معلق کی شان ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جہاد قسطنطنیہ سے یزید کی سابقہ سیأت کی مغفرت کردی گئی تو وہ مغفورلہم میں حقیقتاً داخل ہو گیا لیکن بعد کی سیأت کی مغفرۃ کا اس میں کوئی وعدہ نہیں تھا اس لئے آئندہ کے فسق کا حکم دوسرا ہوگا اس صورت میں مغفورلہم کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ یزید کے مرتے دم تک کے تمام فسق و فجور کی مغفرت ہوگئی یا وہ ہمیشہ کے لئے سیأت سے محفوظ اور معصوم بنادیا گیا محض ذہنی اختراع ہے حدیث کا مدلول نہیں۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۷۵ اطبع اسلامیات لاہور)

قارئین واضح ہوا یزید کا حال اور وہ بھی بندیالوی صاحب کے گھر سے قاری صاحب نے جو جوابات حدیث قسطنطنیہ کے لکھے ہیں ان سے اختلاف ہم تو کر سکتے ہیں لیکن بندلوی صاحب کے تو پیشوا ہیں ان کو پورا اتفاق کرنا چاہیئے لیکن اگر قاری صاحب سے اتفاق کریں گے تو یزید کا رگڑا نکل جائے گا اور اگر نہ کریں تو پھر دیوبند کی دستار اتارنی پڑے گی دیکھیں اب حضرت کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

کیا لطف جو تم پر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے
یہ مُلاں کافروں کو دولتِ اسلام کیا دے گا اسے کافر بنانا بس مسلمانوں کو آتا ہے

یزید جہادِ قسطنطنیہ میں امیر نہ تھا امام بدرالدین عینی لکھتے ہیں، قاری طیب صاحب کے قلم سے:۔

ذکر کیا گیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے بلاد روم میں جہاد کیا یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کی ایک جماعت تھی جس میں

ایمان ہے صحابہ کرام وتابعین کے طریقوں پر تو پھر ہمیں مشرک بدعتی کہنے سے باز رہیں

(۴) یزید اس لشکر کا امیر نہ تھا بلکہ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یزید اس کا اہل نہ تھا کہ سادات صحابہ کرام کا امیر ہو۔

(۵) اگر حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لشکر میں شامل ہوتے تو ان کا بھی ذکر کیا جاتا لیکن نہیں کیا گیا

(۶) واضح ہے یزید مغفور لہم میں شامل ہرگز نہیں اس لیے کہ اس کا فسق وفجور میں مبتلا ہونا اور اہلبیت کی توہین کرنا کروانا اور اہل مدینہ پر ظلم کرنا مکہ شریف کی حرمت کو پامال کروانا تواتر سے ثابت ہے قرآن وحدیث محدثین ومؤرخین اس پر متفق ہیں۔

(۷) میں یزیدی ہمنواؤں کو کہتا ہوں اگر کوئی جہاد یا حج کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ کسی طرح بشارت عموم میں داخل نہیں ہوگا لہٰذا یزید کو شامل کرنے والے سراسر حقائق کی مخالفت کرتے ہیں جو اہل اسلام کو قبول نہیں یہ آگے جا کر لکھوں گا بشارت پہلے جہاد کے لئے ہے یزید چوتھے لشکر میں باپ سے دبکے کھا کر گیا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یزید کا محاسبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں شرح حدیث:۔

ترجمہ قاضی اظہر مبارکپوری دیوبندی کا پڑھیے

مہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

منقبت ہے۔ کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کیا اور اسی طرح ان کے لڑکے یزید کی منقبت ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے مدینہ قیصر کا غزوہ کیا ہے اور مہلب کے اس قول کا ابن التین اور ابن المنیر نے تعاقب کر کے اس پر اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یزید کے اس عام حکم (مغفور لھم) میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ خاص دلیل کی وجہ سے نہ نکل سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول مغفور لھم۔ اس شرط سے مشروط ہے کہ وہ لوگ مغفرت کے اہل بھی ہوں یہاں تک کہ جن لوگوں نے مدینہ قیصر کا جہاد کیا ہے اُن میں سے کوئی آدمی بعد میں مرتد ہو جائے تو وہ اس حکم عام (مغفور لھم) میں باتفاق داخل نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد اس شخص کی مغفرت ہے جس کے اندر مغفرت کی شرط پائی جائے۔ اور ابن التین کا یہ کہنا کہ احتمال ہے کہ یزید حاضر نہ رہا ہو غیر معتبر ہے۔ البتہ اس سے یہ مراد ہو کہ وہ قتال میں شریک نہ ہوا تو ممکن ہے

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۲۲ طبع سید احمد شہید لاہور)۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۴۴۳ کتاب الجہاد طبع مصر)

واضح ہوئی یزید کی پوزیشن جلیل القدر شارحینِ حدیث نے فرمایا یزید کی کوئی منقبت نہیں نہ ہی وہ بخشش کے قابل بلکہ یزید اس حدیث کی بشارت سے خارج ہے

علامہ قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں یزید مغفرت میں داخل نہیں

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ لکھتا ہوں۔

اور جو شہرِ قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ آور ہوا وہ یزید تھا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا گروہ تھا۔ مثل ابن عمر۔ ابن عباس ابن زبیر۔ ابوایوب انصاری (رضوان اللہ) اور مئوخرالذکر نے ۵۲ھ میں وہیں پر انتقال فرمایا اس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مغفور لہم) کے ارشاد کے عموم میں داخل ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مہلب نے یہ بات بنوامیہ کی حمائت کی وجہ سے کی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس سے خارج نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس پر اتفاق کیا جاچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مغفور لھم مشروط ہے اس شرط کے تحت وہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت سے خارج ہے۔

(ارشادالساری شرح صحیح بخاری ج۵ ص۱۲۴ طبع مصر)

ان تمام جلیل القدر شارحین کی وضاحت پر غور کریں تو واضح ہو جاتا ہے بندیالوی صاحب جھوٹے ہیں ان کا انوکھا استدلال ماتم کرنے کے قابل ہے ورنہ حقیقت یہ ہے یزید اس مغفرت میں نہیں

ان تمام محدثین نے یزید کو مغفور لہم کی فہرست سے نکال دیا اور کہا جو مرتد ہوجائے وہ خارج ہے لہٰذا ان کے نزدیک یزید مرتدین کی لسٹ میں ہے اس حدیث سے یزید کا مغفور ہونا ہرگز ثابت نہیں بلکہ اسی بخاری شریف سے یزید کا مقہور ہونا ثابت ہے

جہاد کرنے کے باوجود جہنمی بخاری کا جواب بخاری سے:۔

اگر بندیالوی اینڈ کمپنی بضدر ہیں اور کہیں یزید جنتی ہے تو آیئے میں اسی بخاری شریف سے حدیث لکھتا ہوں جہاد کرنے کے باوجود جہنمی ہے لہٰذا ماننا پڑے گا جنتی وہی ہوگا جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور مرتے وقت کے اعمال بھی دیکھے جائیں گے ایک دفعہ جہاد کرنے سے سب کچھ معاف نہیں ہو جاتا۔

اللہ فاسق سے دین کی مدد کرواتا ہے اور علم غیب کا ثبوت:۔

طوالت سے بچتے ہوئے صرف عبدالدائم دیوبندی کا ترجمہ پڑھیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک بار ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ایک مدعی اسلام کے متعلق فرمایا یہ دوزخی ہے چنانچہ جب جہاد کا وقت آیا تو وہ شخص کافروں سے خوب لڑا۔ اتفاقاً اس کے بھی ایک زخم آ گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضور نے اس شخص کے متعلق فرمایا کہ وہ دوزخی ہے حالانکہ اس نے تو آج خوب جہاد کیا اور آخر کار مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں گیا۔ بعض آدمی اس بات میں شک کرنے لگے اسی اثناء میں خبر ملی کہ وہ شخص مرا نہ تھا بلکہ اس کے ایک سخت زخم آ گیا تھا۔ رات کو وہ زخم کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا اور خودکشی کر لی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر میں شہادت دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مسلمان شخص ہی داخل ہوں گے اور خدا تعالیٰ اس دین کی

گنہگار بندہ کے ذریعہ سے بھی مدد کراتا ہے۔

(صحیح بخاری شریف مترجم کتاب الجہاد ج ۲ ص ۲۷۴ طبع المکتبہ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

فوائد حدیث:۔

قارئین صاف ہو گیا اعتراض یزید کا جہاد میں شامل ہونے کا

(۱) اس حدیث شریف سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علمِ غیب ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ جو آپ نے فرمایا اسی طرح ہوا

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ایک جہاد کرنے والا جنتی نہیں اسی طرح یزید بھی نہیں کیونکہ بشارت پہلے لشکر کے لئے تھی یزید گیا چوتھے لشکر میں اور وہ بھی باپ نے زبردستی بھیجا۔

(۳) یہ جہاد کرنے والا منافق تھا اسی لیے فرمایا جنت میں مسلمان جائیں گے یہی معاملہ یزید کا ہے پھر اس کے بعد کے ایسے خطرناک کام ہیں اور برے اعمال ہیں جن کی وجہ سے وہ بشارت سے خارج ہے۔

اب آیئے ذرا وہابیوں دیو بندیوں کے گھر کی خبر لیں وہ اس حدیث قسطنطنیہ کے بارے کیا کہتے ہیں کیا وہ یزید کو شامل کرتے ہیں یا یزید کو دین دشمن بناتے ہیں۔

شیخ وحید الزمان کا مؤقف حدیث قسطنطنیہ کے بارے پڑھیے:۔

پہلا جہاد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح کرنے کو اسی میں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک تھیں ۲۸ھ میں ہوا دوسرا جہاد جو قسطنطنیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا اس میں بھی بہت صحابہ

شریک تھے جیسے ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر اور ابوایوب انصاری (رضوان اللہ علیہم اجمعین) یہ ۵۸ھ میں ہوا۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے جیسے مہلب نے کہا کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے انہیں کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی اس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کو تفویض کی تھی اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا یزید نے گویا پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گن (یعنی گند) پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا اہل بیت کی اہانت کی جب سر مبارک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ پر چڑھائی کی حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی مکہ پر چڑھائی کی وہاں منجنیق لگائی عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا حجاج ظالم اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا گیا ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے قسطلانی نے کہا یزید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے خوش ہوا اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ ان

کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر (ہو)

البتہ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بخشش کی امید اور ایک بزرگ نے خواب میں بھی دیکھا کہ پہلے جناب امیر یعنی حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بارگاہ الٰہی میں گئے لوٹ کر آئے تو فرمایا الحمدللہ میرے موافق حکم ہوا۔ پھر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گئے لوٹ کر آئے کہنے لگے الحمدللہ میری بخشش ہوگی۔

(تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری ج ۳ ص ۱۲۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

بندیالوی صاحب کی تحقیق کا شارحین حدیث نے جنازہ پڑھ دیا اور وحید الزماں نے لکھا پہلا جہاد ۲۸ ہجری میں ہوا یزید جس میں شامل ہوا وہ ۵۸ ہجری میں ہوا یہ ان شاء اللہ وضاحت آگے آرہی ہے یزید چوتھے جہاد میں شامل ہوا بشارت پہلے کے لئے ہے اور وحید الزمان نے لکھا یزید پر اور اس کے ساتھیوں پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ جہاد تاریخ کے آئینہ میں علامہ ابن الثیر لکھتے ہیں یزید امیر لشکر نہ تھا (ترجمہ قاری طیب کے قلم سے):۔

اور اسی سن میں اور کہا گیا کہ ۵۰ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جرار روم کے علاقوں میں بھیجا اور اس پر امیر لشکر سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ غزوہ میں شامل ہو تو یزید بیٹھ رہا اور حیلے بہانے شروع کیے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔ اس لشکر میں لوگوں پر بھوک اور بیماری کی وبا پھوٹ

پڑی تو یزید نے (خوش ہو کر) یہ شعر کہے کہ مجھے پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر یہ بخار و تنگی کی بلائیں فرقدونہ (نام مقام) میں آپڑھیں۔ جبکہ میں دیر مران میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے ام کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں۔ ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی۔ یزید کے یہ اشعار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچے تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو اس جہاد میں سفیان بن عوف کے پاس روم کی سرزمین میں ضرور بھیجوں گا۔ تا کہ اسے بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو وہاں کے لشکر والوں کو مل رہا ہے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۴۶۹۔۴۵۸ طبع دار صادر بیروت)۔ (شہید کربلا اور یزید ص ۱۸۵۔۱۸۴ طبع اسلامیات لاہور)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۶۶۔ از عبدالرشید نعمانی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور

یہ ہے بندیالوی کے باپ کا شوقِ جہاد:۔

یہ ہے جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت یزید پلید کے اندر کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا لیکن یہ کتنا بد بخت بیٹا تھا جس نے باپ کے حکم کو ٹال مٹول اور حیلوں بہانوں سے کام لے کر نافرمانی کی اور جانے سے انکار کر دیا۔

یزید اس جہاد میں شریک ہونے کے لیے بالکل تیار نہ تھا اور جہاں تک بن سکا اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ ان مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۶۶۔ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی

میں یزید کے وکیلوں سے پوچھتا ہوں اگر یزید کے اندر جذبہ جہاد ہوتا

تو جب لشکر گیا تھا اس وقت خود تیار ہوتا اور جاتے وقت باپ سے اجازت لیتا اور جاتا ہم بھی کہتے واقعی اس کو جہاد کا شوق تھا لیکن اس ناپاک کا خود جانا تو درکنار باپ کے حکم پر بھی نہ گیا پھر جب لشکر پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے تو یہ کمبخت کہنے لگا مجھے کیا لگے مصیبتیں ہیں تو ان پر ہیں میں تو عیش کر رہا ہوں لیکن اگر اس میں ایمان کی رتی ہوتی بندیالوی کے مطابق یہ عالم بھی تھا تو پھر اس کو یہ حدیث کیوں نہ یاد آئی کہ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں ایک مسلمان پر تکلیف ہو تو دوسرا اسے اپنی مصیبت اور تکلیف جانے۔

پھر یہ بھی حدیث مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن یہ الٹا بکنے لگا یہ جب اطلاع سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو فرمایا اب تو ضرور بھیجوں گا قسم اٹھا کر فرمایا اب باپ نے دھکے مار کر بھیجا تا کہ یہ بھی ان مصیبتوں کا مزا چکھے۔

اب جب یزید نے باپ کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو گیا میں کہتا ہوں بندیالوی ہوش کر یزید کا کردار بول رہا ہے میں کیسا ہوں تم مجھے اتنا نیک پاک ثابت مت کرو ساتھ ہی جاتے ہوئے یزید کہہ رہا تھا میں باپ سے ڈرتا ہوا جا رہا ہوں شوقِ جہاد سے نہیں جا رہا وہ اس لیے تا کہ باپ کی قسم پوری ہو جائے تم مجھے مغفور مت سمجھو ابن اثیر نے بندیالوی کے روحانی باپ کا سارا پول کھول دیا۔ مزید برآں اگر کوئی کسر باقی تھی تو وہ بندیالوی کے دادے قاری طیب نے پوری کر دی ان دونوں نے یزید کی روحانی اولاد کے چہروں پر ایسے تھپڑ رسید کیے ان کے نشانات قیامت تک ان کے چہروں سے نہیں مٹیں گے۔

یزید نے جہاد ختم کا فتوی دیا:

عبدالرشید دیوبندی کے قلم سے پڑھیے یزید کا خطبہ یزید نے کہا میں کسی مسلمان کو بحری مہم پر بھیجنے کا روادار نہیں اور بیشک معاویہ رضی اللہ عنہ تم کو روم میں موسم سرما میں جہاد پر روانہ کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو سردیوں میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لیے نہیں بھیجوں۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۷۰ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں اس جہاد میں یزید امیر نہ تھا: (ترجمہ دیوبندی کے قلم سے)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۰ھ میں ایک بہت بڑا لشکر بسر افسری سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے لڑکے یزید کو بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا معذرت کی اس پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی روانگی ملتوی کر دی اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب کا سامنا ہوا غلہ کی کمی مرض کی زیادتی سے بہت لوگ تلف ہو گئے یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ یہ اشعار ذیل پڑھنے لگے ترجمہ: مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لشکر کو فرقدونہ میں سختی اور بدبختی کا سامنا ہوا۔ جبکہ میں نے بلند ہو کر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا دیر مران میں اور میرے پاس میری بیوی ام کلثوم ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں تک ان اشعار کی آواز پہنچ گئی یزید کے بھیجنے کی قسم کھالی چنانچہ یزید کو ایک جمعیت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عباس ابن عامر۔ ابن زبیر

ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے روانہ کیا ان لوگوں نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے معرکہ آرائی کی ان ہی معرکوں میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے یزید اور شامی فوجیں شام کو لوٹ آئیں۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۱۳ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)۔(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۱۸ و ۲۱۹ بحوالہ ابن خلدون ج ۵ ص ۲۳ و ۲۴ طبع سید احمد شہید لاہور)۔(تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۳۷۔۵۰ ہجری کے حالات)

قارئین ان دلائل و براہین پر ایک دفعہ پھر نظر ڈالیں تو حقائق واضح ہیں بندیالوی کا جھوٹا ہونا بھی واضح ہے۔ امام بدر الدین عینی اور ابن اثیر و ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ مشاہیرانِ امت میں سے ہیں انہوں نے صاف لکھ دیا کہ یزید اس جہاد میں امیر نہ تھا مزید برآں یہ کہ یزید خود نہ گیا بلکہ زبردستی بھیجا گیا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا
کھل گیا سب پر تیرا بھید غضب تو نے کیا کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں یزید کمانڈر چیف نہ تھا:۔

۵۲ھ میں مسلمانوں نے بلادِ روم پر حملہ کیا اور لشکر کے امیر سفیان بن عوف ازدی تھے وہ اس جگہ فوت ہو گئے۔ اور ان کے بعد عبداللہ بن مسعدہ فزاری لشکر امیر مقرر کیے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ اس لشکر کے امیر بسر بن ابی

ارطاط تھے اور ان کے ساتھ سفیان بن عوف تھے اور اسی سال بلاد روم میں قسطنطنیہ کی سرحد کے قریب حضرت ابوایوب انصاری کی وفات ہوئی۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید بن معاویہ کے دستہ میں تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۸ طبع دارالفکر بیروت لبنان مترجم ج ۸ ص ۱۱۱)

حدیث قسطنطنیہ پر فقہی اور فنی بحث:۔

قارئین یہ حقیقت کھل جانے کے بعد کہ اس غزوہ میں یزید کس حیثیت سے شامل ہوا اور وہ بھی پہلے لشکر میں نہیں یہ انشاء اللہ آگے آئے گا کتنی دفعہ یزید کے شامل ہونے والے غزوہ سے پہلے قسطنطنیہ پر جہاد ہو چکا تھا یہاں الحمد للہ محدثین اور مؤرخین سے میں واضح کر چکا ہوں یزید کو زبردستی باپ نے بھیجا بندیالوی لکھتے ہیں یزید امیر تھا حقائق یہ ہیں امیر نہ تھا بس اس دستے میں تھا جس میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اب ہم اس حدیث پر تھوڑا سا غور کرتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ یہ حدیث احادیث کے اصولوں کے پیش نظر نہ قطعی الثبوت ہے اور نہ ہی قطعی الدلالت ہے وہ اس لیے کہ اس حدیث کے تمام راوی حمص اور دمشق کے ہیں اور اس علاقہ میں ایسے لوگ تھے جو بنو امیہ خاندان کے چاہنے والے اور اہل بیت کے مخالف تھے الا ماشاء اللہ اس لیے یہ قابل قبول نہیں

راوی حدیث کے یہ ہیں:۔

پھر اس حدیث کے راوی سند کے اعتبار سے قابل استدلال نہیں مثلاً اس حدیث کی سند یہ ہے: حدثنا اسحٰق بن یزید الدمشقی

(۲) حدثنا یحییٰ بن حمزہ

(۳) حدثنی ثور بن یزید عن

(۴) خالد بن معدان عن عمیر بن الاسود العنسی

(بخاری شریف ج اص ۴۰۹ طبع نور محمد کراچی)

اصول حدیث:۔

اصول حدیث میں یہ بات پہلے نمبر پر درج ہے کہ کوئی راوی بدعقیدہ نہ ہو اور بدعتی نہ ہو۔ جبکہ اس حدیث کے بعض راوی قدری یعنی تقدیر کے منکر اور بعض ناصبی اہل بیت کے مخالف اس لیے یہ حدیث درایت کے اصولوں پر پوری نہیں اترتی۔

اس لیے میں کہتا ہوں یزیدی ٹولا کا اس حدیث سے استدلال کرنا لغو ہے۔

پہلا راوی:۔

اس حدیث کا پہلا راوی اسحٰق بن یزید دمشقی ہے یہ بخاری نے وضاحت کردی

دوسرا راوی:۔

جبکہ دوسرے راوی یحییٰ بن حمزہ واقد ابوعبدالرحمٰن دمشقی ہیں ان کے بارے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ابن معین نے کہا یہ قدری ہے آجری کہتے ہیں میں نے ابوداؤد سے کہا یہ قدری ہے کہا ہاں۔

(تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۰۰ طبع المعارف ہند)

تیسرا راوی:۔

ثور بن یزید کلاعی حمصی ہے اس کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں ابن سعد نے کہا یہ قدری ہے اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ ثور جب بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا تو کہتا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس نے میرے دادا کو قتل کیا عثمان دارمی کہتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کو اس کے قدری ہونے میں شک ہو

احمد بن صالح نے شام کے راویوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ ثقہ ہے لیکن قدریوں کے عقائد رکھتا ہے ابو مہر وغیرہ نے کہا امام اوزاعی اس کی مذمت کرتے تھے امام احمد نے کہا ثور بن یزید قدری ہے ابن معین نے کہا کہ مکحول قدری تھا مگر اس نے رجوع کر لیا۔ اور ثور بن یزید قدری ہے آجری کہتے ہیں امام ابوداؤد نے کہا یہ قدری ہے اہل حمص نے اس کو نکال دیا تھا عجلی شامی نے کہا یہ ثقہ ہے اور قدریوں کے عقائد رکھتا تھا۔

(تہذیب التہذیب ج۲ ص ۳۳۔۳۵ طبع مجلس دائرہ المعارف ہند تقریباً اسی مضمون سے ملتا جلتا دیکھیں طبقات ابن سعد ج۷ ص۴۶۴ طبع نفسی اکیڈمی کراچی حافظ ذہبی کی میزان الاعتدال ج۱ ص۱۵۱ طبع محمدی لکھنو)

چوتھا راوی:۔

خالد بن معدان حمصی ہے اس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نقل کرتے ہیں۔ کان یرسل کثیرا۔

(تقریب التہذیب ج۱ ص۲۶۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روایات بیان کرتا تھا۔

مرسل روایت کی تحقیق:۔

مرسل حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں اور دوسری قسم (مردود) وہ ہے کہ جس کا راوی تابعی کے بعد آخر سند میں ساقط ہو جائے اس کا نام مرسل ہے اس کی صورت یوں ہے کہ تابعی کم عمر والا یا بڑی عمر والا کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و علیٰ الہٖ و صحبہٖ و سلم یا کہے کہ فعل کذا یا فعل بحصر تہٖ کذا۔ یا اس جیسا کوئی جملہ بول دے۔ اور محذوف راوی کے نا معلوم الحال ہونے کی وجہ سے اسے بھی قسمِ مردود میں ذکر کیا جائے گا۔ اس لیے کہ احتمال ہے کہ محذوف صحابی ہو یا تابعی ہو دوسرے تابعی ہونے کی صورت میں اس کے ضعیف ہونے کا بھی احتمال ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ثقہ ہو اور دوسرے (تابعی) کی صورت میں احتمال ہے کہ راوی نے صحابی سے یا ممکن ہے کہ کسی دوسرے تابعی (ضعیف) سے حدیث اخذ کی ہو۔ علیٰ ھذا القیاس احتمال سابق لوٹ آئے گا اور یہ سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا۔

(شرح نخبۃ الفکر ص ۴۰ طبع شیخ غلام علی سنز کراچی)

اس بحث سے معلوم ہوا چونکہ مرسل روایت میں محذوف راوی کا حال معلوم نہیں ہوتا اس لیے اسے محدثین مردود میں شمار کرتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ محذوف راوی صحابی ہو یا تابعی ہو اب اگر تابعی محذوف ہو تو پھر یہ معلوم نہیں کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف اگر تابعی ثقہ ہو تو یہ معلوم نہیں کہ اس نے صحابی سے حدیث

لی ہے یا تابعی سے حدیث لی پھر تابعی کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ ثقہ یا غیر ثقہ الغرض اس قسم کی باتوں کا لامتناہی سلسلہ چل پڑے گا جو کہ ناممکن العمل ہے اسی لیے احکام اور عقائد میں مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی

راویوں کی حقیقت کھل جانے کے بعد یہ بات عیاں ہو گئی کہ حدیث قسطنطنیہ قابل قبول نہیں کیونکہ راوی بدعتی قدری مرسل والے ہیں مزید برآں ناصبی بھی ہیں جو کہ اہلبیت کے مخالف تھے

ایک شبہ کا الزالہ:

یہاں پر جو میں نے راویوں پر جرح کی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھلے کہ اس نے بخاری شریف جو اصحہ الکتاب بعد الکتاب اللہ ہے پر اعتراض کیا ہے جواباً عرض اصحہ' اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ جس کے اندر صحیح احادیث ہیں وہ بخاری شریف ہے یہ نہیں مطلب کہ ہر ہر حدیث صحیح ہے بلکہ صحیح بخاری کے اندر کئی شیعہ راوی اور کئی رافضی ہیں کئی قدریہ اور ناصبی راوی اس کی وضاحت اسماء الرجال والوں نے کر رکھی ہے۔ تفصیل دیکھنی ہو تو دیکھیں۔

تقریب التہذیب:

لہٰذا میرا بخاری شریف کی عظمت اور فضیلت پر پورا اعتقاد ہے میں نے کوئی نیا کام نہیں کیا وہی کیا ہے جو علماء کا حق ہے مزید میرے مؤقف کی دلیل بخاری شریف کی ضعیف احادیث دیکھیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ١١ ص ٨٥ اور ص ١٦٤ اور ص ٢١٦ دیکھیں طبع دار الکتب

العلمیہ بیروت) تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۶۰۴ طبع دار الکفر بیروت میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۵۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث قسطنطنیہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کے نزدیک بالکل ضعیف ہے:۔

اسی طرح اس (یعنی یزید) کو مغفور کہنا بھی سخت نادانی ہے کیوں کہ اس میں بھی کوئی بات صریح نہیں رہا استدلال حدیثِ مذکور (یعنی قسطنطنیہ) سے تو وہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ وہ مشروط ہے بشرط وفات علی الایمان کے ساتھ اور وہ امر مجہول ہے

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۶۲ طبع دار العلوم کراچی)

قارئین غور فرمائیں اس حدیث کی فنی حیثیت واضح ہونے کے بعد تھانوی صاحب نے بہت عرصہ پہلے میری تائید میں اپنا فتویٰ دیا کہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے اگر صرف محدثین کی جرح پر ہی میں اکتفا کرتا پھر تو بندیالوی صاحب ضرور اپنا شور مچاتے جی بخاری کے راویوں کو ضعیف کہا ہے لیکن تھانوی صاحب کا فتویٰ پڑھ لینے کے بعد کچھ شرم ضرور کریں گے کہ میرے دادا جان نے بھی لکھ دیا ہے یہ ضعیف ہے اب میں اپنا شور نہ ہی مچاؤں تو اچھا ہے ورنہ لوگ مجھے پاگل دیوانہ ہی کہیں گے کہ جن کا نام لے کر جیتے ہیں اور اپنی روٹیاں کماتے اور کھاتے ہیں ان کا میں نمک حرام نہ ہی بنوں تو اچھا ہے

بہرحال یہ بات کھل گئی کہ یہ حدیث احادیث کے اصولوں پر پوری نہیں اترتی سند کے اعتبار سے مجروح ہے بندیالوی نے یزید کو بچانے کے لئے جو سہارا

تلاش کیا تھا اس کو میں نے ہلا کر گرادیا ہے ناصبیوں یزیدیوں کے خالی ترکش میں یہ ہی ایک تیر ہے جس کے ذریعے سے یزید کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں میں نے الحمدللہ ان کے اس تیر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اب ہم یزیدی ٹولہ پر ایک اپنا قرض اسی بخاری شریف سے چڑھا دیتے ہیں تا کہ ان کم بختوں کی آنکھیں روشن ہو جائیں کہ اسی بخاری شریف سے یزید مبغوض ثابت ہوتا ہے۔

بخاری کا جواب بخاری سے پڑھیے یزید بیوقوف اور ملعون مغفور نہیں مبغوض تھا

واقعی یہ بات درست ہے جب دل عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کورا یعنی خالی ہو اور اہلبیت کی دشمنی کی نحوست اندر رچ بس چکی ہو تو پھر بخاری شریف سمجھ میں نہیں آتی اگر میں ایسے لوگوں کے بارے یوں کہوں تو عین درست ہوگا

بنا عشق نبی جو پڑھتے پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو آتی نہیں بخاری

صحیح بخاری شریف کتاب الفتن باب فتنون کا ظہورؒ سے ایک حدیث پڑھیے اختصار کے پیشِ نظر عبدالدائم جلالی دیوبندی کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے

باب میری امت کی ہلاکت بدعقل لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی

حضرت عمر بن سعید کہتے ہیں کہ میرے دادا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں مدینہ کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی میرے ساتھ تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میں

نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ میری امت چند قریش کے لڑکوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو گی۔ مروان بولا ان لڑکوں پر خدا کی لعنت ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ وہ لڑکے فلاں فلاں شخص کے بیٹے ہیں عمر بن سعید کہتے ہیں کہ جب اولاد مروان ملک شام کے حاکم ہو گئے تو میں اپنے دادا کے ساتھ وہاں جایا کرتا تھا۔ میرے دادا نے جب ان نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو کہا یقین ہے کہ یہ لڑکے انہیں میں سے ہوں (جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دی ہے) ہم نے کہا کہ آپ ہی خوب جانتے ہیں

(صحیح بخاری شریف ج ۴ ص ۶۲ ے طبع المکتبۃ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور) (یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے)

شرح حدیث حاشیہ بخاری سے پڑھیے:۔

ترجمہ: یہ قول ہے کہ بے وقوف لڑکے جو گناہوں پر مضبوطی سے قائم ہوں گے اور ابن اثیر کہتے ہیں کہ ان سے مراد بنو امیہ کے لڑکے ہیں اور ان کی بلوغت ان کے خلاف نہیں امت کا ہلاک ہونا۔ اس سے مراد اس زمانہ کے لوگوں کی ہلاکت ہے اور یہ قیامت تک کے لئے تمام امت کے لئے نہیں۔ لڑکوں کے ہاتھوں سے جیسا کہ یہ روایت اکثر نے بیان کی اور روایت کیا سرخسی اور کشمینی نے اوپر ہاتھوں کے ساتھ جمع کے لئے اور یہ قول کہ لعنت ہو ان لڑکوں پر اور یہ عجیب ہے کہ مروان نے ان مذکورہ لڑکوں پر لعنت کی ساتھ اس کے یہ ظاہر ہے کہ اسی کی اولاد ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان سے اس کو یہ بدلہ دیا۔ اور یہ اس پر شدید حجت ہے جیسا کہ حدیث میں لعنت ہے مروان کے باپ حکم پر اور جو اس نے پیدا کیا (اور پھر اس کے آگے خاص طور پر شام کے بادشاہوں کا ذکر ہے)

اور لکھا ہے کہ ان قریشی لونڈوں سے پہلا یزید ہے اس کے ساتھ وہی ہو جس کا وہ مستحق ہے اور غالب امر یہ ہے کہ وہ (یعنی یزید) بزرگوں کو حکومت کے عہدوں سے معزول کرتا تھا اور اپنے قریبیوں میں سے نو عمر چھوکروں کو شہروں کی امارت کے عہدے دیتا تھا۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۸۱۔ از دیوبندی (حاشیہ بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۴۶ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

قارئین اندازہ فرمائیں یزید کے کاسہ لیسوں اور غاشیہ برداروں اور وکیلوں کو بخاری شریف سے وہ روایت تو نظر آ گئی جس میں پکڑ دھکڑ کر کے یزید پلید کو ٹھونسا جا رہا ہے لیکن اس حدیث سے قطعی طور پر آنکھیں بند ہو چکی ہیں جس میں واضح طور پر یزید کو دشمنِ اسلام قرار دیا گیا ہے۔ جس کے دور کو فتنوں کا دور اور جس کی امارت کو بے وقوف چھوکروں کی امارت قرار دیا گیا ہے اس منحوس حکومت کا ذکر جناب فخرِ عالم مخبرِ صادق رسولِ برحق ھادی مرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتنوں کا دور قرار دیا۔ اسلام سے بغاوت اور سرکشی کا دور کہا بدعات والحاد کا دور کہا امت کی بربادی وہلاکت کا دور کہا اور حدیث سے تو یزید بے وقوف چھوکرا ثابت ہو رہا ہے بند یالوی کہتے ہیں جنتی ہے

شروحاتِ حدیث پر ایک نظر امام بدرالدین عینی لکھتے ہیں

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کروں گا ۔

کہ عبدالصمد کی روایت میں ان چھوکروں پر لعنت کے متعلق ہے کہ عجیب ہے کہ ان پر مروان نے لعنت کی جبکہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اس کے بیٹے ہیں پس اللہ تبارک وتعالیٰ کا اس کی زبان سے یہ کہلا دینا ان کے (ملعون) ہونے پر شدید

حجت ہے۔ اور بے شک طبرانی وغیرہ کی حدیث میں لعنت ہے مروان کے باپ حکم پر اور اس پر جو اس نے پیدا کیا اور یہ قول کہ احداثا جمع حدیث یعنی نوجوانوں اور ان کا پہلا یزید ہے اس کو وہی ملے جس کا وہ مستحق ہے وہ کبار بزرگان کو شہروں کی امارت سے معزول کر کے اپنے قریبیوں میں سے اصاغر کو حاکم بناتا تھا

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۲۴ ص ۱۸۰ طبع محمد امین بیروت لبنان) (اسی سے ملتا جلتا دیکھیں مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ کتاب الامارۃ) (الفصل الثالث ج ۵ ص ۳۸۷ طبع لاہور)

شیخ الاسلام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ صبی اور غلیم تصغیر کے ساتھ ضعیف العقل و تدبیر اور ضعیف الدین کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگر چہ وہ جوان ہو اور یہاں یہ مراد ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں ہلاکت امت کی مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی دوسری حدیث سے ظاہر ہو جاتی ہے جس کو دوسری سند سے علی بن معبد اور ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں چھوکروں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور امارت یعنی لڑکوں کی حکومت کیا ہے فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ یعنی دین کے بارے میں ان کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے اور اگر تم ان کی اطاعت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔ یعنی دنیا کے بارے میں تمہاری جان لے کر یا تمہارا مال غصب کر کے یا جان بھی لے لیں گے اور مال بھی چھین لیں گے۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازاروں میں چلتے پھرتے فرماتے تھے۔ (حدیثِ مرفوع) یا اللہ میں ۶۰ھ کا زمانہ نہ دیکھوں اور مجھے لڑکوں کی حکومت

دیکھنی نصیب نہ ہو۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ ان (ہلاک کرنے والوں میں) پہلا نمبر یزید کا ہے۔ کیونکہ ۶۰ھ میں یزید تھا اور وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا تھا کیونکہ یزید بن معاویہ کو ۶۰ھ میں حکومت ملی اور وہ ۶۴ھ تک زندہ رہا اور پھر مر گیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۳ ص ۸۰۷ طبع مصر)

ملا علی قاری لکھتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قول غلیمہ سے مراد وہ نوجوان ہیں جو کمال عقل کے مرتبہ تک نہیں پہنچے اور وہ نوعمر ہیں جو باوقار اصحاب کی پروانہیں کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا اور حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قتال کیا۔ المظہر نے فرمایا ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد ہوئے جیسے یزید اور عبدالملک بن مروان وغیرھما۔

(مرقات شرح مشکوۃ ج ۱۰ ص ۱۲۰ کتاب الفتن طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

نیز لکھتے ہیں

حدیث لکھنے کے بعد: اس سے مراد جاہل چھوکروں کی حکومت ہے جیسے یزید بن معاویہ اور حکم بن مروان کی اولاد اور دیگران جیسے۔ اور کہا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے خواب میں ان کو اپنے منبر پر کھیل کود کرتے دیکھا

(مرقات شرح مشکوۃ کتاب الامارۃ الفصل الثالث)

کیوں جناب بندیالوی صاحب نہیں پڑھا تو پڑھ لیں کس طرح صاف

احادیث کے اندر یزید کے دور حکومت کو فتنوں کا دور تباہ و بربادی امت کی ہلاکت کا دور کہا گیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیا تھا تبھی تو وہ سن ۶۰ ہجری سے پناہ مانگ رہے تھے اور محدثین نے بھی صاف لکھ دیا ان چھوکروں میں پہلا یزید ہے اب میں ان یزید کے کاسہ لیسوں، اور غاشیہ برداروں سے کہتا ہوں سن ۶۰ میں کون سا لونڈا حکومت پر آیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بوڑھے تھے وہ تو اس حدیث کے مصداق بن نہیں سکتے اور نہ ہی ان کو حکومت ملی یقیناً ماننا پڑے گا ۶۰ھ میں یزید کو ہی حکومت ملی اور یہی مراد ہے بخاری کی حدیث میں فرمایا وہ بے وقوف لونڈے ہوں گے ان سے اللہ کی پناہ مانگو یہ ہے بندیالوی کا پیشوا جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نفرت فرمائی اس کے دور حکومت سے نفرت فرمائی لیکن بندیالوی اس کو جنتی اور متقی بناتے پھرتے ہیں اور یہ میں نے واضح کر دیا یزید جہاد قسطنطنیہ میں کیسے گیا تھا لیکن جس حدیث میں یزید کی مذمت تھی وہ بندیالوی نے ہضم کر لی آخر یہ حدیث بھی تو بخاری میں ہے لیکن میں تو کہتا ہوں بخاری ان دین کے بیوپاریوں کے لئے سراسر بیماری ہے

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین نجدیا تیرا ملی خاک میں عزت تیری

شرح حدیث چھوکرا یزید لعنتی تھا وحید الزمان وہابی لکھتے ہیں

نمبر ۱: چھوکروں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے یہ خرابی اسلام میں

یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی وہ کمبخت ایک کم سن چھوکرا تھا۔ بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت موجود تھے اس کو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا۔ لیکن زور زبردستی حاکم بن بیٹھا آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی کہ پناہ خدا مسلمانوں کے سردار امام حسین شہید ہوئے جن سے اسلام کی زینت تھی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی بہت سے صحابہ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آن کر شہید کیا لعنة الله علی یزید و علی اتباعه۔

نمبر۲: انہوں نے نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے مروان خود ان چھوکروں میں داخل تھا گویا اس نے اپنے اوپر لعنت کی کئی حدیثوں میں جن کو طبرانی وغیرہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ آنخضرتؐ نے مروان کے باپ حاکم پر لعنت کی اور اس کی اولاد پر بھی لعنت کی۔

نمبر۳: شک کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چھوکروں کے نام نہیں بیان کیے تھے۔ حافظ نے کہا ان چھوکروں میں پہلا چھوکرا یزید پلید تھا اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نکالا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھوکروں کی حکومت سے اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے اگر نہ سنو تو وہ تم کو تباہ کریں۔ دوسری روایت میں ابن ابی شیبہ کے یوں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ ساٹھ ہجری مجھ کو مت دکھلانا چھوکروں کی حکومت سن ساٹھ ہجری میں یزید پلید خلیفہ ہوا اور ابو ہریرہ کی دعا قبول ہوئی وہ ایک سال پہلے دنیا سے گزر گئے۔

تفتازانی نے کہا جس نے امام حسین کو قتل کیا یا امام کے قتل کا حکم دیا یا

آپ کے قتل کو جائز رکھا یا اس سے خوش ہوا وہ بالا تفاق ملعون ہے اور یزید سے یہ باتیں متواتر ثابت ہیں اس پر اور اس کے مددگاروں پر سب پر لعنت ہو۔

(تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری شریف ج ۶ ص ۴۸۶ کتاب الفتن طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

بقول تھانوی کے بارگاہ مصطفوی کا حضوری شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی شرح حدیث یوں لکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہلاک ہوگی قریش کے نوجوان لڑکوں کے دونوں ہاتھوں سے جیسا کہ قاموس اور صراح میں ہے کہ غلام لڑکے کو کہتے ہیں اور اس کی اصل غلمت ہے اور اغتلام اس کی شہوت اور ہیجان کا غلبہ ہے اور اس حدیث کے حواشی میں لکھا ہے کہ ان لڑکوں سے مراد قاتلان عثمان وعلی اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور اس کی مثل اہل فتنہ اور ظلم وجور کرنے والے اور مجمع البحار میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو پہچانتے تھے اور ان کے نام جانتے تھے مگر ان کے ناموں کا تعین کرنے سے فساد وغیرہ کے ڈر سے خاموش تھے۔ اور ان سے مراد یزید بن معاویہ اور عبیداللہ بن زیاد اور ان کی مانند دیگر نوجوان بنوامیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا اور تحقیق سے ثابت ہے کہ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلبیت اور بہترین مہاجر وانصار کو شہید کیا اور یہ عبدالملک بن مروان اور امیر الامراء حجاج بن یوسف اور اس کے لڑکے سلیمان وغیرہ نے بھی خون ریزی کی اور مالوں کو لوٹا اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ فارسی ج ۴ ص ۲۸۲ کتاب الفتن طبع ایم ڈی لکھنو مصر) (مترجم ج ۶ ص ۳۹۰

مطبوعہ فرید بک لاہور) (اسی مضمون سے ملتا جلتا دیکھیں مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱۰ ص ۱۲۰ از امام ملا علی قاری طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

بندیالوی اینڈ کمپنی بنالو تم یزید کو نیک اور پارسا حدیث شریف کے مطابق اور جلیل القدر محدثین جن کے متعلق رافضی ہونے کا کوئی شبہ نہیں انہوں نے یزید کا صفایا کر دیا اور مبغوض ترین ثابت کر دیا وہ بھی احادیث کی رو سے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

یہاں تک جہاد قسطنطنیہ میں یزید کے شامل ہونے والے اعتراض کا مکمل جواب الحمد اللہ تحقیقی اور تنقیدی طور پر مکمل ہو چکا ہے لیکن مزید بر آں چند دلائل پڑھیے۔

حدیث، حضرت امام مسلم بن حجاج القشیری لکھتے ہیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محتشم محبوب رب اکبر عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور پھر کھڑا ہو کر حضور قلب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم شریف ج ا ص ۱۲۲ کتاب الطہارت طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

قارئین اس حدیث شریف پر غور کریں ایک آدمی آیا اس نے وضو کیا پھر دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اب اگر کوئی صاحب یہ سمجھ کر کہ جنت تو واجب ہوگئی ہے لہٰذا چلو گھر واپس چلتے ہیں فرض کی ضرورت نہیں جنت کا میں ٹھیکیدار بن گیا ہوں تو اب میں پوچھتا ہوں کہ جس نے فرض

چھوڑ دیا اس کے لئے یہ جنت والی بشارت باقی رہے گی یا نہیں ہر گز نہیں کیونکہ یہ انعام جنت والا فرض کی خاطر مل رہا تھا کہ گھر سے آیا وضو کیا دو نفل شکرانہ پڑھے فرائض ادا کرے تو اس انعام کا مستحق ٹھہرے گا ورنہ نہیں بالکل اسی طرح کا معاملہ یزید کا ہے کہ جہاد قسطنطنیہ میں پہلے تو وہ گیا نہیں اگر گیا بھی تھا تو چوتھے لشکر میں جبکہ بشارت پہلے کے لئے تھی اور اگر یہ بھی مان لیں کہ وہ پہلے میں گیا تھا تو اس نے نفل ادا کیا اور فرض چھوڑ دیا کیونکہ اہلِ بیت کی محبت فرض تھی اس نے ترک کر دی۔ محبت بھی چھوڑی ساتھ ساتھ توہینِ اہلبیت کا بھی مرتکب ہوا یاد رہے اہلبیت کی توہین کرنا کفر ہے یہ بات ان شاءاللہ آگے آئے گی کہ حسین اور ان کے ساتھیوں کو یزید نے شہید کرایا تھا۔ لیکن اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں سوائے ناصبیوں یزیدیوں کے کہ شہادت کے بعد کربلا سے کوفہ تک کوفہ سے دمشق تک سروں کا جلوس نکلوانا اہلبیت کو قیدی بنا کر کبھی ابنِ زیاد کے دربار میں تو کبھی یزید کے دربار میں پھر یزید وابن زیاد کا امام حسین کے لبوں پر چھڑی مار کر توہین کرنا واضح ہے جو کہ کفر ہے۔ اب آیئے میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اہلِ بیت سے محبت فرض ہے اور توہین کفر ہے اور یہ بھی کہ یزید نے توہین اہلبیت کی فرض ترک کیا اور علی الاعلان کیا۔ جو کفر علی الاعلان کیا جائے اس کی توبہ بھی علی الاعلان ضروری ہے یزیدی ہمنواؤں پر ضروری ہے کہ وہ یزید کا توبہ نامہ علی الاعلان ثابت کر دیں تو پھر یزید پر کچھ نرمی ہو سکتی ہے اور یہ ہر گز ثابت نہیں کر سکتے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خون بھی نہ نکلا
نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو اور قلم میرے آزمائے ہوئے ہیں

اہل بیت سے محبت کرنا فرض ہے

اس بارے قرآن اور احادیث نے تو اہل بیت سے محبت کرنا فرض جا بجا بیان کیا ہی ہے لیکن میں صرف اپنی تائید میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پیش کروں گا کیونکہ خارجی ملاں مجھے تو ضرور کچھ کہیں گے لیکن اپنے بڑے شاہ صاحب کا تو ضرور حیا کریں گے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں

اہل بیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے نہ کہ لوازم سنت اور محبت اہل بیت سے یہ ہے کہ مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہنا چاہیے اور اس سے دل سے بے زار رہنا چاہیے۔ علی الخصوص اس نے نہایت بدسلوکی کی حضرت امام حسین اور اہلِ بیت کے ساتھ اور کامل عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا اس خیال سے اس شیطان سے نہایت بے زار رہنا چاہیے (حسب ضرورت)

(فتویٰ عزیزی کامل ص ۲۱۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ترجمہ ذکی دیوبندی)

یزید نے اہل بیت کی توہین کی اور قتل پر راضی ہوا اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے

فقہ حنفی کے مشہور بزرگ و پیشوا اور درس نظامی کے نصاب میں پڑھائی جانے والی کتب میں سے تمام مدارس میں مشہور و معروف اور معتمد مانی جاتی ہے اس کے اندر یوں درج ہے۔ و الحق عن رضیٰ یزید لقتل الحسین و استبشار ہ بذالک و اهانة اهل بیت النبی علیه السلام مما تواتر

معناہ و ان کانۃ تفاصیلہ احاداً فنعن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ و علی انصارہ و اعوانہ۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۰۲ طبع لاہور)

ترجمہ: استاد دارالعلوم دیوبند جناب مجیب اللہ گونڈوی کے قلم سے پڑھیے اور حق یہ ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر اس کا راضی ہونا اور اس پر اس کا خوش ہونا اور نبی علیہ السلام کے گھر والوں کی توہین کرنا ایسی بات ہے جس کا معنی متواتر ہے اگرچہ اس کی جزئیات اخبارِ آحاد ہیں تو ہم اس کے حال کے بارے میں بلکہ اس کے ایمان کے بارے میں توقف نہیں کرتے اس پر اور اس کے انصار و اعوان پر اللہ کی لعنۃ ہو۔

(بیان الفوائد فی حل شرح العقائد نسفی ج دوئم ص ۲۳۶ طبع مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان) (تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۵۳ طبع نذیر سنز لاہور) (تفسیر روح البیان ج ا ص ۴۰۳ پارہ نمبر ا طبع بہاولپور)

بندیالوی صاحب غور فرمائیے یزید پر جہاد کی وجہ سے جو گیٹ جنت کے کھلے تھے وہ توہین کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں مزید یہ کہ اہل بیت کی محبت فرض تھی یزید نے ترک کر دی اس لئے بھی یزید قابل نفرت اور قابل مذمت ہے۔

حدیث:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت و تعظیم کو اھل بیت کی عزت کر کے محفوظ کرو۔

(صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۶ مترجم عبدالدائم جلالی طبع اقبال ٹاؤن لاہور)

یزیدیوں سے نفرت دلانے والا فتویٰ:۔

حدیث:۔

جناب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کیا حج کا احرام کرنے والا مکھی کو بحالت احرام مار سکتا ہے۔

الجواب:۔

میں نے جواب دیا عراق والے مکھی کو مارنے کا حکم پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرما دیا تھا کہ دنیا میں یہ دونوں میرے دو پھول ہیں۔

(صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۶، ۸۲۷ کتاب الفضائل صحابہ مترجم دیوبندی اقبال ٹاؤن لاہور) یہی روایت جامع ترمذی میں بھی ہے لیکن وہاں ذکر مچھر کا ہے۔ ملاحظہ ہو (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱ ۷ ۷ ابواب المناقب طبع لاہور)

یزیدی ٹولا کہتا ہے ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید اور اس کے چاہنے والوں کا ہمیشہ ساتھ دیا لیکن بخاری اور ترمذی کی اس روایت نے واضح کر دیا کہ وہ کتنے سخت خلاف تھے یزیدیوں کے اور کتنی نفرت کرتے تھے اگر وہ یزید اور اس کے ہمنواؤں کے چاہنے والے ہوتے تو یہ جواب مسئلہ پوچھنے والے کو کبھی نہ دیتے یا کم از کم محبت والا جواب دیتے اس حدیث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ یزید کے حقیقت میں خلاف تھے اور باقی عراقیوں کو بھی قابل نفرت سمجھتے تھے اور یزیدی ٹولا یہ بھی کہتا ہے کہ انہوں نے شہید نہیں کیا لیکن عبداللہ بن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما نے قاتل بھی انہیں کو قرار دیا پھر یہ کہنا کہاں مناسب ہے کہ کسی صحابی نے یزید کے ساتھیوں کو برا بھلا نہیں کہا پھر اگر یزید یا اس کا گروہ اس فعل شنیع سے توبہ کر چکا ہوتا تو جلیل القدر صحابی اور فاروق اعظم کے فرزند دلبند ان سے تعجب نہ فرماتے مسئلہ سمجھا دیتے اور انہیں قاتل قرار نہ دیتے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزیدی ہمنواؤں کی بنائی ہوئی دیوار کو گرا کر مسمار بھی کر دیا اور اوپر پانی بھی پھیر دیا۔

آوارگی فکر و نظر اھل دیو بند کی
نہ پختہ مگر جوش جنوں دیکھ رہا ہوں
حق پہ ہیں اہلسنت آشکارہ ہو گیا
اھل باطل کی شکستوں کا نظارہ ہو گیا

حدیث:۔

حدیث شریف میں ہے من قال لا الہ الا اللّٰہ دخل الجنہ ۔جس نے بھی لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنتی ہے۔ متفق علیہ:۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۶۱ طبع کراچی بارروایت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس حدیث پر غور کریں کیا اتنا ہی کافی ہے اور حدیث میں تو محمد الرسول اللہ بھی نہیں صرف لا الہ الا اللہ کے لفظ آئے ہیں جس مسلمان نے کلمہ پڑھ لیا وہ جنت میں جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس نے اسلام کے تقاضوں کو پورا کیا ہو اور اسلام کی تمام بنیادوں پر چلنے والا ہو اگر کوئی شخص صرف لا الا الا اللہ کہے اور محمد الرسول اللہ کا انکار کرے وہ کافر ہے مسلمان نہیں ہے مطلب حدیث شریف کا واضح ہے جو کلمہ پڑھے اور دینِ اسلام کی باقی شرائط کو بھی مانے اور عمل کرنے کی

بھی کوشش کرتا رہے تو وہ جنت جائے گا اس کے خلاف کرنے والا ہرگز جنت میں نہیں جائے گا تعجب یہ ہے ان ناصبیوں پر یزید کے معاملے میں آ کر یہ لوگ شریعت کے اصول کیوں بھول جاتے ہیں اور اس کے جنتی ہونے کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر کوئی کلمہ پڑھنے کے بعد نماز روزہ بھی کرتا رہے لیکن ختم نبوت کا منکر ہو جائے تو کیا یہ بشارت اس کے لئے رہے گی کہ یہ جنتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں ان ملاؤں سے پوچھتا ہوں تم اپنے آپ کو تحفظ ختم نبوت کے بڑے ٹھیکیدار بناتے پھرتے ہو حقیقت میں ختم نبوت کے بھی چور ہو جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھ کر واضح کر دیا لیکن بعد میں آنے والی نسل نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی دیوار کو گرا کر چند قدم آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جس یزید نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کا مذاق اڑایا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا شریعت کو بگاڑا جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کروایا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت کو پامال کروایا کعبہ شریف کو جلوایا جیسا کہ ابھی میں انشاءاللہ اس پر لکھوں گا لیکن جناب قاسم نانوتوی نے تو یزید کے طریقے کو اپنایا اور لکھا اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تحذیر الناس ص ۳۴ طبع دار الاشاعت کراچی)

جب مرزا قادیانی نے یہ پڑھا تو اس لعنتی نے کہا کوئی فرق نہیں پڑتا تو مجھے نبی مانو یہ دیوبندی اس کی زندگی میں تو اس کے ساتھی اور حمایتی بننے کی کوشش

کرتے رہے لیکن اب کلاشنکوف پکڑے پھرتے ہیں اور نعرے لگاتے پھرتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے ٹھیکیدار ہیں میں ان بے حیاؤں کو کہوں گا یہ تم کس منہ سے کہتے ہو پہلے تو اپنے باپ نانوتوی سے پوچھ لو بابا جی ہم یہ کریں یا نہ کریں پھر اگر کچھ شک رہ جائے تو یزید سے پوچھو جس کا دفاع کرتے پھرتے ہو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

لو جناب بندیالوی صاحب بنالو تم یزید کو پیدائشی جنتی اور سید الشباب اھل جنۃ۔

تھانوی صاحب کی حمایتِ مرزا قادیانی:۔

تھانوی صاحب سے سوال ہوا، مرزا قادیانی کافر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔

خاص مرزا (قادیانی) کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ قطعی کفر کی ہے یا نہیں۔

(امداد الفتاوی ج ۵ ص ۳۸۶ کتاب الابدعات طبع دار العلوم کراچی)

لو جناب بندیالوی صاحب جس طرح تمہارے بڑوں کو مرزا قادیانی کی حمایت کرنے کی وجہ سے کوئی کفر کی قطعی دلیل معلوم نہ ہو سکی اسی طرح آج تم یزید کے حمایتی بنے پھرتے ہو۔ یزید کو بڑھانے چڑھانے کے بعد لکھتے ہو ہم یزید کی صفائی بھی نہیں بیان کرتے کیا اب بھی کوئی کسر باقی آپ نے چھوڑی تو یزید کو کہو قبر سے اٹھ کر کوئی اور دعویٰ کر ہم وہ بھی مانیں گے اور کہیں گے بھی ہم حقائق پیش کرتے ہیں حمایت نہیں کرتے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

تحقیق و جستجو کرنے والے علماء جانتے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنی بیٹی ام محمد کا نکاح یزید سے کیا تھا۔

(جمہراۃ الانساب ۶۹)

اگر یزید قابل نفرت شخص تھا تو انہوں نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں کیوں دی۔

(واقع کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳)

میں کہتا ہوں بندیالوی اگر مگر کی بات چھوڑ وابھی دلائل حدیث کی روشنی میں گزر چکے یزید ضرور قابل نفرت شخص تھا لیکن جو آپ نے یہاں اعتراض اٹھایا اس سلسلہ میں پہلے تو میں یہ لکھتا ہوں کہ جمہرۃ الانساب العرب کتاب لکھنے والا کون ہے اور پھر اس روایت پر بھی غور کریں گے اس کا تعارف پڑھنے سے یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ جو واقعہ تم نے گھڑا اور تمہارے اس پیشوا نے گھڑا وہ کہاں تک درست ہے اور لکھنے والے نے کس تعصب کی بنا پر لکھا ہے۔

تعارف ابن خزم الظاہری:۔ ابن کثیر لکھتے ہیں

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری آپ کے دادا کی اصل ایران ہے وہ مسلمان ہو گیا تھا......ان کا شہر قرطبہ تھا۔ یہ ابن حزم وہیں ۳۵۴ھ رمضان کے آخر میں پیدا ہوا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۰۳ مترجم طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں:۔

ابن حزم اپنے قلم اور زبان سے علماء پر بہت عیب لگاتے تھے اس بات نے ان کے اہل زمانہ کے دل میں کینہ پیدا کر دیا اور وہ ہمیشہ کینہ پر قائم رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے بادشاہوں کے ہاں بھی آپ کو مبغوض بنا دیا اور انہوں نے اپنے ملک سے آپ کو نکال دیا حتیٰ کہ اس سال (یعنی ۴۵۶ھ) کے شعبان میں اپنی بستی میں آپ فوت ہو گئے آپ کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی اور بڑی عجیب بات ہے کہ آپ فروع میں حیرت ناک ظاہری تھے اور آپ قیاس جلی وغیرہ سے کوئی بات نہ کہتے تھے اس بات نے علماء کے ہاں آپ کو ہیچ کر دیا اور آپ کے نظر و تصرف میں بہت غلطی آئی ہے اور اس کے باوجود آپ اصول اور آیات الصفات اور احادیث الصفات کے باب میں سب لوگوں سے سخت تاویل کرنے والے تھے اس لیے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم منطق سے وافر حصہ پایا آپ نے اسے محمد بن حسن مذحجی کنانی قرطبی سے حاصل کیا تھا اسے ابن معقولہ اور ابن خلقان نے بیان کیا ہے پس باب الصفات میں اس وجہ سے آپ کا حال خراب ہو گیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۰۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

ابن حزم خارجی تھا:۔

بنو امیہ سے ہمدردی رکھتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اسے خطرناک سمجھتے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلطیوں کا ذمہ دار ٹھہراتا تھا۔

(حیات ابن حزم ظاہری ص ۳۷۶ طبع کراچی)

عقائد ابن حزم ظاہری:۔

نمبر ۱: ترجمہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جب چاہے اپنے لیے بیٹے بنائے یا

اور خدا پیدا کر لے (معاذ اللہ)

(العواصم من القواصم ص ۲۵۹۔ از قاضی ابو بکر بن العربی طبع دار الثقافہ بیروت)

نمبر ۲: ابن حزم ظاہری فرقے سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ اس نے اپنی کتاب فی الملل والاھواء والنحل میں اسلام کے مذہبی فرقوں پر بڑی تیز اور تلخ تنقید کی ہے بالخصوص اشاعرہ اور ان کے خیالات پر جو انہوں نے صفات الٰہیہ کے بارے میں ظاہر کیے ہیں اسی طرح ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے خلاف اس کا قلم تیز چلتا تھا۔ لسان المیزان میں ہے اس کے گمراہ ہونے اور بدعقیدہ ہونے پر اجماع ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۲۰۰ طبع بیروت لبنان)

ا۔ قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن عربی المالکی لکھتے ہیں:

ایک فرقہ جو صرف ظاہر قرآن اور حدیث کو مانتا ہے اور قیاس اور استدلال کا انکار کرتا ہے یہ بھی قدریہ (یعنی تقدیر کے منکر) کی ایک قسم ہے ان کو ہمارے ملک اندلس میں ایک شخص نے گمراہ کیا اس کا نام ابن حزم ہے اس نے اپنے آپ کو ظاہر کی طرف منسوب کیا اور داؤد کی پیروی کی۔ (ہمارے دور کے غیر مقلد اہلحدیث اسی کے پیروکار ہیں مؤلف)

(عارضۃ الاحوذی ج ۱۰ ص ۸۰۔ ۸۷ طبع دار الکتب بیروت)

نمبر ۴۔ ابن حزم قرآن کا منکر غیر مقلد پرانا وہابی، ناصبی، یزیدی تھا۔ بغیر وضو قرآن پڑھنا جائز کہتا تھا:۔

ابن حزم ظاہری خود لکھتے ہیں قرآن کی تلاوت کرنا، سجدہ تلاوت کرنا اور مصحف (یعنی قرآن) کو چھونا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یہ سب امور وضو کے ساتھ بھی جائز ہیں اور بغیر وضو کے بھی اور جنبی اور حیض کے لئے بھی...... رہا بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنا تو اس میں مخالفین بھی ہمارے موافق ہیں (لیکن یہ جھوٹ اور الزام ہے) رہا جنبی اور حیض کو قرآن کی تلاوت سے منع کرنا یہ بھی جائز ہے۔

(المحلی بالآثار ج ا ص ۹۶،۹۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

ابن حزم کا یہ کہنا سراسر قرآن کی آیت کے خلاف ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

لا یمسهٔ الا المطھرون

(پ ۲۷ س الواقعہ آیت ۷۹)

اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔

حدیث:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حائض اور جنبی بالکل قرآن نہ پڑھیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۳۱ طبع بیروت سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۵۹۵ طبع بیرت سنن دار قطنی ج ا ص ۱۱۷)

ابن حزم کے مخالفین میں تو ایسا کوئی نہیں جو یہ کہنے کی جرأت کرے کہ بغیر وضو کے قرآن پڑھنا جائز ہے اور جنبی و حیض والی عورت کے لئے بھی جائز

ہے۔ ہاں موافقین ابن حزم کے تو مل سکتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ملتے جلتے عقائد والے ہیں۔

بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز ہے وہابی قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

تفصیل کے لئے دیکھیں نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۸۰ طبع دار الوفاء

ہو گیا صفایا بندیالوی صاحب کے پیشوا کا جو قرآن کی آیتوں کے صریح مخالف عقائد گھڑنے والا قرآن وحدیث کو جھٹلانے والا ہو اس کے نزدیک چھوٹی موٹی باتیں گھڑ لینا کوئی تعجب کی بات نہیں اور اسی طرح یہ قصہ ام محمد کے نکاح کا اس نے گھڑ لیا۔

ابن حزم ظاہری غیر مقلد وخارجی ابن خلدون کی نظر میں تھا

خارجیوں کا بھی یہی حشر ہوا ان میں سے فقہ میں ہر ایک کی کتابیں اور عجیب وغریب رائے ہے آج ظاہریہ کا مذہب بھی مٹ مٹا گیا کیونکہ اس کے امام ختم ہو گئے اور جو یہ مذہب اختیار کر لیتا ہے اس پر جمہور کی طرف سے لعن طعن پڑتی ہے یہ مذہب محض کتابوں میں ہے اور کہیں نہیں بہت سے طلباء جو ان کے مذاہب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کتابوں سے ان کا فقہ اور مذہب دیکھنا اور سیکھنا چاہتے ہیں وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور اس سے جمہور کی مخالفت اور ان کے مذہب سے انکار بھی لازم آتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس مذہب کی وجہ سے بدعتیوں میں شمار کر لیے جائیں کیونکہ وہ اساتذہ کی چابی کے بغیر کتابوں سے علم کو نقل کرتے ہیں ابن حزم نے ایسا ہی کیا تھا حالانکہ حفظِ حدیث میں ان کا بہت اونچا مقام ہے یہ ظاہریہ مذہب کی طرف لوٹ گئے اور اس میں ایسے ہوشیار اور

ماہر ہو گئے کہ اپنے زعم میں ان کے اقوال میں اجتہادی درجہ حاصل کر لیا اور امام داؤد کی مخالفت بھی کی اور بہت سے مسلمان اماموں پر لے دے کی علماء کو ان کا یہ رویہ برا معلوم ہوا اور انہوں نے اس مذہب کی پوری تفصیل سے اس کی تردید کی اور برائی بیان کی اور ان کی کتابوں سے بائیکاٹ اور بازاروں میں ان کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دی بلکہ کبھی کبھی تو ان کو پھاڑ بھی دیا جاتا تھا۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۴۲ ج ۲ مترجم راغب رحمانی دیوبندی طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

امیدِ واثق ہے قارئین یہ عیاں ہو چکا جیسا کہ میں پہلے ابن تیمیہ کے تعارف میں بھی ابن حزم ظاہری کے متعلق چند حوالہ جات لکھ چکا ہوں بحر حال اگر بندیالوی صاحب کے ہاں ابن حزم ظاہری معتبر اور ثقہ ہو تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں جبکہ ابن حزم خارجی بھی ہے اور بقول جمہور علماء امت ناصبی بھی ہے اور دشمن اھل بیت بھی اور بنوامیہ کے حق میں ایسی روایات نقل کرنے والا بھی جن کا نہ کوئی سر اور نہ پاؤں یہ جمہور ائمہ کا گستاخ بھی بلکہ اس کی کتابوں کا اکثر حصہ باطل عقائد پر مبنی ہے شدید گمراہ اور کاذب ہے ایسے حالات و واقعات کے ہوتے ہوئے بھی اگر اس کی کتاب جمہرۃ الانساب خارجی بندیالوی کے معیار پر پوری اترتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن ہم اہلسنت و جماعت ہیں ہم الحمد اللہ جمہور کے مسلک پر قائم ہیں اس لیے ایسی روایت ماننے کے ہرگز قائل نہیں بندیالوی خارجی صاحب نے جو روایت اپنے روحانی باپ خارجی ناصبی کی نقل کی وہ صرف اتنی ہے۔ اور یہ روایت اصل کتاب میں بغیر سند کے ہے۔

(وام محمد بنت عبداللہ بن جعفر تزوجہا یزید بن معاویہ جمہرۃ الانساب العرب ص ۶۹ طبع دارالفکر بیروت)

نہ تو اس خارجی نے اس روایت کی سند بیان کی اور نہ ہی یہ کہا کہ میں فلاں سے نقل کر رہا ہوں اگر کسی مستند کتاب کا حوالہ ہوتا یا روایت کی سند ہوتی تو بات قابل غور ہوتی اور تحقیق و جرح کے قابل ہوتی لیکن اب تو صرف ہم یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ سراسر باطل اور الزام ہے اھل بیت کی ذات پر۔

ابن حزم کا عقیدہ یزید بہت برا تھا:۔

یزیدؔ نے اسلام میں بہت برے کام کیے ان برے کاموں میں سے یہ مدینہ منورہ والوں کو شہید کرنا اور حرہ کے دن میں اصحاب فضل اور باقی ماندہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو شہید کرنا جو اس کی حکومت کے آخری دنوں میں ہوا۔ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کی اہلبیت کو حکومت کے شروع دنوں میں شہید کرنا اور کعبہ شریف کی عزت کو پامال کرنا گو یہ کہ اسلام کی عزت کو کم کرنا ہے پس اللہ نے اس کو موت دے دی۔

(جمہرۃ الانساب العرب ص ۱۱۲ طبع دار، معارف مصر)

واضح ہوا ابن حزم ناصبی غیر مقلد ہونے کے باوجود حق بات اس کے قلم سے اللہ نے لکھوا دی یہ بھی واضح ہوا ابن حزم جیسا بھی تھا یزید کو اچھا یا نیک متقی وہ بھی نہ کہتا تھا بلکہ وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر ہی مانتا تھا تبھی اس نے یزید کی برائیا لکھیں۔ لیکن بندیالوی خارجی ناصبی پتہ نہیں کس نسل سے پیدا ہوا یہ ظالم تو ابن حزم ظاہری سے بھی چار قدم آگے بڑھ گیا۔ شاید یزید سے کوئی نسبی یا روحانی رشتہ ہو جیسے شیطان کے بارے میں اس کے حامی بڑا عالم مانتے ہیں۔ (وعلی ہذا القیاس)

حضرت عبداللہ بن جعفر کے نزدیک یزید دین کا دشمن تھا

حضرت عبداللہ بن جعفر کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر جب پہنچی تو ان کے بعض خدام اور سب لوگ پرسہ دینے (یعنی تعزیت) ان کے پاس آئے خدام میں ایک ان کا غلام آزاد شائید ابو سلام کہنے لگا یہ مصیبت ہم پر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالی عبداللہ بن جعفر نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ کے مارا اور کہا او پسر لخناء حسین کی نسبت تو ایسا کلمہ کہتا ہے۔ واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو ہرگز ان سے جدا نہ ہوتا اور یہی چاہتا کہ ان کے ساتھ میں بھی شہید ہو جاؤں۔ واللہ وہ ایسے (نیک بخت) ہیں کہ ان دونوں فرزندوں کے عوض اپنی جان میں ان پر فدا کرتا۔ ان دونوں فرزندوں کی مصیبت کو میں مصیبت نہیں سمجھتا انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جان دی ہے یہ کہہ کر اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا شکر ہے خداوند عالم کا جس نے شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم میں ہم کو مبتلا کیا کہ حسین کی نصرت میرے ہاتھوں سے نہ ہوئی تو میرے فرزندوں سے ہوئی۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۴۴ حصہ اول مترجم)

یہیں سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اور اپنے بیٹوں کو شہید جانتے تھے اور شہید وہ ہی ہے جو حق پر حق کی خاطر لڑتا ہوا قتل ہو جائے وہ شہید ہے اگر معاذ اللہ حضرت عبداللہ امام کا یہ قدم ناجائز یا باطل رستے پر سمجھتے تو پھر یہ الفاظ نہ فرماتے کچھ اور ہی

کہتے کم از کم یہ بات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ضرور ثابت ہوتی ہے کہ یزید باطل پرست تھا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پرست تھے۔

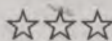
حضرت عبداللہ بن جعفر نے کتنا سخت ڈانٹا اپنے غلام کو اور جوتا کھینچ کے مارا اور کہا او پسرِ لخنار حسین کے بارے ایسا کلمہ کہتا ہے مجھے خدا کی قسم ہے اگر میں وہاں ہوتا تو خود بھی ان کے ساتھ شہید ہوتا یہ کلام حضرت عبداللہ بن جعفر کا ثابت کرتا ہے کہ آپ یزید کو دین کا دشمن سمجھتے تھے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق والے جانتے تھے۔ میں کہتا ہوں بندیالوی نے لکھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور یزید نے اس بغاوت کو کچل دیا۔

اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ یہ میرا بیٹا شہید ہوگا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے آپ نے دعا فرمائی اے اللہ حسین کو صبر اور اجر عطا فرما

تو کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم باغیوں کے لیے دعا کر رہے تھے یا بغاوت پر اجر مانگ رہے تھے اللہ سے۔ حقیقت یہی ہے نہ آپ غلط راستے پر گئے بلکہ آپ حق کے راستے پر گئے اور حق کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر کی یزید سے نفرت بھی واضح ہوگئی یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ نے اپنی بیٹی یزید کے نکاح میں نہیں دی اس خارجی نے جھوٹی روایت اپنی طرف سے گھڑ لی۔



باب پنجم

واقعہ حرہ کا بیان

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

آج یزید کوملعون کرنے کے لئے واقعہ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا ہے اس واقعہ کو بنیاد بنا کر دنیا جہان کے جھوٹ کے پلندے منبر ومحراب کی زینت بنتے ہیں..... مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وارث۔ من گھڑت اور شیعہ راویوں کی حکایات خوفِ خدا سے عاری ہو کر بے دھڑک عوام کے سامنے بیان کرتے ہیں اوراس واقعہ کا ذمہ دار یزید کوٹھہرا کر تبرا اور نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(واقعہ کربلا اوراس کا پس منظر ص ۲۵ طبع سرگودھا)

جب خدا دین لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے پھر حقائق نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں سب کچھ جھوٹ اور من گھڑت نظر آنے لگتا ہے حتیٰ کہ قرآن و حدیث کو بھی جھٹلانے سے گریز نہیں کیا جاتا ایسے لوگوں کے بارے قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ان کو کچھ شعور نہیں بالکل اسی طرح کا حال ان خارجی ناصبی ملاؤں کا ہے جو یزید علیہ ماعلیہ کی آندھی محبت میں گرفتار ہوئے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت سے بھی دامن خالی کرلیا ہے اور خاندان اہل بیت سے بھی دشمنی کر رکھی ہے واقعہ حرّہ کا کس طرح اس خارجی نے مذاق کیا حالانکہ اس موقع پر بے شمار صحابہ وتابعین جلیل القدر قسم کے شہید

ہوئے لیکن اس یزیدی کو یہ تمام حالات و واقعات من گھڑت اور جھوٹ کے پلندے نظر آئے ہیں اور اس واقعہ کے تمام کے تمام حقائق بھی من گھڑت بنا دیے گئے ابھی یہ بد بخت کہتا ہے میں حقائق پیش کر رہا ہوں اس ملاں کے نزدیک حقائق صرف یہ ہیں جو ناصبیت و خارجیت کے اصولوں پر پورے اترتے ہیں لیکن اہل سنت و جماعت کا مذہب علماء محدثین اور اجماع امت والا ہے اور قرآن و حدیث والا ہے ہم ان کی جھوٹی تحقیق کو واضح کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دلائل اور حقائق قرآن و حدیث سے بیان کریں گے لیکن ان دلائل سے پہلے ان خارجیوں ناصبیوں کا طریقہ واردات بھی انوکھا ہے جب اھل بیت رسول کی توہین کرنے پر آتے ہیں تو صحابہ کرام کا سہارا لیتے ہیں اور جب یہ بد بخت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین کرنے پر آتے ہیں تو اہل بیت کا سہارا تلاش کرتے نظر آتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نہ صحابہ کرام کو دل سے مانتے ہیں نہ ہی عترت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاسبان ہیں بلکہ یہ گستاخان اھل بیت بھی ہیں اور گستاخان صحابہ بھی ہیں اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ہیں آئندہ اوراق میں یہ بات بھی کھل کر واضح ہو گی کہ کس طرح یزید اور اس کے نمک خوار فوجیوں نے صحابہ کرام میں سے حفاظ اور جلیل القدر لوگوں کو کس بے دردی سے شہید کیا اور حرم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین کی بہت سے تابعین کو شہید کروایا اور مدینہ منورہ کی عفت مآب اور شرف زادیوں کی عصمت دری کی گئی لیکن اس کے برعکس بندیالوی صاحب ایسے بد باطن ہیں کہ شور مچاتے پھرتے ہیں کہ یہ سب حقائق من گھڑت ہیں اور شیعی روایات ہیں اور کہتے ہیں خوف خدا سے عاری ہیں یہ لکھنے والے اس کم بخت کے ہاں تمام مورخین کذاب ہیں اور علماء

ومحدثین میں سے کچھ کو تو شیعہ بنا دیا اور کچھ کو خوف خدا نہ رکھنے والا بنا دیا یہ سب کچھ لکھ کر اس نے واضح کیا کہ پہلے تمام علماء محدثین وائمہ مجتہدین غیر المغضوب علیھم میں شامل تھے اور صراط الذین انعمت علیھم میں ان میں سے کوئی نہیں۔ لعنت اللہ علی الکذبین۔

اسباب واقعہ حرہ یہ تھے:۔

علامہ ابن خلدون معہ علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں

۶۳ھ میں یزید کی طرف سے عثمان بن ولید بن ابی سفیان امیر مدینہ ہو کر آیا اور اسی زمانہ میں اھل مدینہ کا وفد جس نے عبداللہ بن حنظلہ اور عبداللہ بن ابی عمر بن حفص بن مغیرہ مخزومی ومنظر بن زبیر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) وغیرھم شرفاء مدینہ تھے شام کو روانہ ہوئے یزید نے ان لوگوں کی بہت زیادہ عزت کی عبداللہ بن حنظلہ کو علاوہ خلعت کے ایک لاکھ درہم اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درھم دے کر رخصت کیا جب اہل مدینہ واپس آئے تو اھل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے اور حالِ دریافت کیا حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نااہل سے مل کر آئے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے نہ مذہب وہ شراب پیتا ہے اور راگ باجا سنتا ہے خدا کی قسم اگر کوئی مہدی من اللہ ہوتا تو اس پر جہاد کرتا حاضرین نے کہا ہم نے تو سنا ہے کہ یزید نے تو تمہارا اکرام کیا ہے خلعت اور انعام دیا ہے عبداللہ نے فرمایا ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس سے اس کو قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلے کی ہم میں قوت آجائے اھل مدینہ یہ سن کر یزید سے زیادہ متنفر ہو گئے۔

۱۔تاریخ ابن خلدون ج ۲ص ۱۲۲طبع نفیس اکیڈمی کراچی

۲۔تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ص ۱۰۳طبع دار صادر بیروت وص ۹۳طبع مصر

۳۔سیرت حلبیہ ج ۱ص ۵۳۰مترجم طبع ادارہ اشاعت کراچی

۴۔تاریخ الامم والملوک لاطبری ج ۴ص ۲۷۷طبع دارالاشاعت کراچی

۵۔تجلیات صفدر ج ۱ص ۵۹۲از امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی طبع مکتبہ امدادیہ ملتان

۶۔الصواعق المحرقہ ص ۳۳۷طبع فیصل آباد

۷۔تاریخ خلفاء ص ۲۱۰از امام سیوطی طبع کراچی

۸۔تاریخ ابن کثیر ج ۶ص ۱۰۲۱طبع کراچی

بندیالوی صاحب نے شیعہ کی حمایت کردی:۔

جناب شیخ موصوف نے ان حقائق کو دیکھا یا پڑھا تو ضرور ہوگا لیکن کیا کیا جائے بے چارے حقائق سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے انکار کرنے کا ایک عجیب بہانہ تلاش کر رکھا ہے کہ یہ سب جھوٹ کے من گھڑت پلندے ہیں یزید کی گھناؤنی سازشوں کو چھپانے کی خاطر تمام مورخین کو جھٹلایا گیا اور جلیل القدر علماء و محدثین کو بھی جھٹلایا گیا اور بہت سی احادیث کا بھی انکار کیا گیا حالانکہ محدثین اسماء الرجال نے مورخین کی صفائیاں بیان کر رکھی ہیں راویوں کی چھان بین کر رکھی ہے اور الحمد اللہ اہلسنت و جماعت کی تاریخ بھی سند والی ہے لیکن کیا کیا جائے خارجیوں اور ناصبیوں کو یہ سب کچھ بھاتا نہیں مطلب ملتا نہیں اس لیے یہ سبق یاد رکھا ہے یہ سب تاریخی روایات شیعی ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہ حقائق جھٹلانے کی عجیب سازش ہے طریقے سے بات کی جائے اور عقلمندی کا مظاہرہ کیا جائے جو علماء کو روا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر ان خارجیوں سے کوئی شیعہ سوال کرے کیوں جناب بندیالوی صاحب آپ ناصبیت کے علمبردار ہیں آپ نے لکھا ہے یہ سب کچھ جھوٹ اور شیعہ کا گھڑا ہوا ہے تو پھر اہلسنت کی تو کوئی تاریخ نہیں یہ سب شیعہ کی ہیں تو پھر شیعہ سچے ثابت ہو جائیں گے معاذ اللہ میں کہتا ہوں اہلسنت و جماعت کے پیشواؤں نے اپنی زندگیاں لکھنے اور پڑھنے پڑھانے میں اور قرآن و حدیث کی خاطر صرف کر دیں ارشاد باری تعالیٰ ہے تم ان کے راستے پر چلو جو انعام یافتہ ہیں جب اہلسنت کا کہیں اسلامی مواد ہی نہیں رہا آپ نے سب کچھ شیعہ کے سپرد کر دیا تو پھر آپ نے یہ لکھ کر شیعہ مسلک کا دفاع کر دیا اور اعلان کر دیا کہ میں شیعہ کی حمایت کر رہا ہوں اہلسنت کے مذہب کو جھٹلا رہا ہوں صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ عنھم کے مذہب سے روگردانی کر چکا ہوں میں امیدِ واثق کرتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ تم حقائق کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کرو گے اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ کا مقام:۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ صحابی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ کے وصال کے وقت سات سال کے تھے انہوں نے آپ کی زیارت کی۔ اور آپ کی احادیث مبارکہ سنیں تبحر فاضل اور انصار کے سردار تھے یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت فسخ کرنے میں دیگر حضرات نے ان کی پیروی کی حرہ کے دن سات بیٹوں

کے ہمراہ شہید ہوئے رضوان اللہ عنہم اجمعین۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۸۳ باب سود کا بیان الفصل ثالث)

فخر المحدثین شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

یہ شاہ صاحب وہ ہیں جن کے تقویٰ اور پرہیز گاری پر خدمات دین پر تمام علماء متفق ہیں چاہے دیوبندی یا خارجی ناصبی ہوں یا غیر مقلد وہابی ہوں ہم اہلسنت و جماعت تو کہتے ہیں جو خادم و عاشق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے وہ ہمارے سر کا تاج ہے اب میں ان کی فیصلہ کن تحریرات کو نقل کرتا ہوں۔

ابن جوزی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ۶۲ھ میں یزید نے اپنے چچازاد بھائی عثمان بن ابی سفیان کو کہا کہ وہ لوگوں سے اس کے حق میں بیعت لے اس نے مدینہ کے لوگوں کی ایک جماعت یزید کی طرف بھیجی اور جب وہ لوگ یزید سے مل کر واپس مدینہ لوٹے تو انہوں نے یزید کو گالی گلوچ اور برا کہنا شروع کر دیا اور کہا کہ وہ یعنی (یزید) بے دین، شارب خمر، فاسق، کتوں کو پالنے والا ہے ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اس جماعت میں منذر بھی تھے انہوں نے کہا واللہ یزید نے مجھے لاکھ درہم دیے ہیں اور احسان کیا ہے مگر میں سچائی کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا بے شک وہ شرابی تارک الصلوٰۃ ہے یہ سنتے ہی باقی لوگوں نے بھی بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو مدینہ سے نکال دیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے واللہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلتے اور ہم اس کے مقابلے کا ارادہ نہ کرتے اگر نہ ڈرتے کہ آسمان سے پتھر برسیں گے ابن جوزی ایک دوسری روایت ابوالحسن مداھنی سے

نقل کرتے ہیں کہ مدینہ والوں نے یزید کے فسق و فساد ظاہر ہونے کے بعد منبر پر چڑھ کر فسخ بیعت کا اعلان کیا عبداللہ بن ابی عمرو حفص مخزومی نے اپنی پگڑی اپنے سر سے اتار کر پھینک دی اور کہا اگرچہ یزید نے مجھ پر احسان کا صلہ اور انعام دیا ہے لیکن وہ دشمن خدا اور ایک ڈھیٹ شرابی یعنی دائم السکر ہے میں نے اپنی بیعت اس سے اس طرح الگ کی جس طرح یہ پگڑی چند دوسرے شخص کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی جوتیاں اتار لیں اور یزید کی بیعت سے الگ ہو گئے یہاں تک کہ مجلس پگڑیوں اور جوتیوں سے بھر گئی اس کے بعد عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے ہی بنو امیہ تھے سب کو مروان میں محصور کیا جتنی جماعت اس کے ساتھ تھی ان سب نے یزید کو اپنا حال کہلوا بھیجا اور اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا تو اس نے مسلم بن عقبہ کو اھل مدینہ کے قتال پر روانہ کیا یہ بد بخت اگرچہ بوڑھا تھا مگر اھل مدینہ کی خون ریزی پر تل کھڑا ہوا پھر یزید نے منادی کرائی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کرے گا اس کو گورنمنٹ کی جانب سے اسباب سفر جنگ کے علاوہ سو دینار بطور انعام ملیں گے اس پر ۱۲۰۰۰ آدمی (یعنی فوجی) تیار ہو گئے ان سب کو روانہ کر کے ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ تم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر لڑو ابن مرجانہ نے حکم میں تامّل کیا اس نے کہا واللہ میں ایک فاسق کی خاطر فرزندِ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مقاتلہ اور پھر بیت اللہ ہرگز نہ کروں گا اس نے پھر مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور وصیت کی کہ اگر تم کو کوئی حادثہ ہو تو حصین بن نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کر وا اور کہا کہ اگر جن پر تمہیں بھیج رہا ہوں تو تو تین بار ان کو دعوت دے (بیعت کی) اگر قبول نہ کریں تو تو ان سے لڑائی کر یہاں تک کہ تو ان پر غالب آ جائے تین روز حرم مدینہ کو مباح کر دے اور جو کچھ

وہاں کا مال اسباب ہتھیار کھانا بھی ملے لشکریوں پر حلال کر دے پھر تین دن تک ان کے قتل سے باز رہ اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نہ کرو کیونکہ انہوں نے جماعت سے اتفاق نہیں کیا جب یہ خبر اھل مدینہ کو پہنچی تو سب کے سب اس فساد کو دفع کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور جماعت بنو امیہ سے جو لوگ دار مروان میں محصور تھے کہ اگر تم لوگ ہم سے اس بات کا عہد کرو کہ تم مکر و فساد جاسوسی نہیں کرو گے اور دشمنوں کی مدد بھی نہیں کرو گے تو ہم تم کو چھوڑ دیتے ہیں ورنہ ہم تم کو اسی وقت قتل کر دیتے ہیں بنو امیہ کے یہ لوگ منافقت کر کے اہل مدینہ کے ہمراہ شامل ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفاع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم نے خفیہ طور پر اپنے بیٹے عبدالملک کو مسلم بن عقبہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یہاں پہنچ کر تین روز جنگ موقوف رکھیں اور تین روز کے بعد اھل مدینہ سے مشورہ کیا کیا تدبیر ہے اور کیا کر رہے ہو اھل مدینہ نے کہا سوائے لڑائی کے اور چارہ نہیں ہے مروان نے کہا لڑائی مناسب نہیں اس سے فساد زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور گردنِ اطاعت اس کے سامنے رکھ دو اھل مدینہ کو یہ بات ناپسند آئی وہ سب کے سب لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر آ گئے ادھر عبداللہ بن حنظلہ غسیل سوار ہو کر میدان جنگ میں دادِ مردانگی دی ادھر مسلم بن عقبہ کمزوری بڑھاپے کیوجہ سے ایک چوٹی پر بیٹھ کر اپنے لشکریوں کو لڑنے کی رغبت دیتا رہا عبداللہ بن مطیع بھی اپنے سات بیٹوں سمیت خوب مقابلہ کر کے درجہ شہادت حاصل کیا۔ مسلم بن عقبہ نے ان کا سر مبارک یزید کی طرف بھیجا آخر کار یزیدی غالب آئے ان پلیدوں نے یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا مال و اسباب لوٹا زنا کاری میں مشغول رہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب تاریخ مدینہ ص ۱۴۱ تا ۱۴۳ طبع مکتبہ جدید کراچی)

شاہ صاحب کا مقام تھانوی کے نزدیک:۔

میں کہتا ہوں شیخ موصوف صاحب سے کہ شاہ صاحب جن کا مقام تھانوی صاحب یوں لکھتے ہیں ان کو روزمرہ دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۶ طبع تھانہ بھون)

جن کا اتنا بڑا مقام ہے کیا انہوں نے جو حقائق پیش کیے ہیں یہ سب منگھڑت اور جھوٹ لکھ کر اپنی شہرت کرتے رہے ہیں یا عین حقیقت پیش کر گئے ہیں میں تو کہتا ہوں جن کو ہر روز سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت اور محفل نصیب ہوتی رہی ان کے بارے ایسا گمان کرنا اور کہنا سراسر حماقت ہے بلکہ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ عین حق اور حقائق کے مطابق ہے بندیالوی صاحب جھوٹے ہیں جھوٹ گھڑتے ہیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یزید سے برأت کا اظہار کیوں کیا

حدیث:۔

رضین بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجلالہ نے حضرت یوشع بن نون کی طرف وحی کی میں تمہاری قوم میں سے ایک لاکھ چالیس ہزار نیکوکاروں کو اور ساٹھ ہزار بدکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں حضرت یوشع نے عرض کیا اے میرے رب تو بدکاروں کو تو ہلاک فرمائے گا۔ نیکوکاروں کو کیوں ہلاک فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بدکاروں کے پاس جاتے تھے ان کے ساتھ کھاتے اور پیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے ان پر غضبناک نہیں ہوتے تھے۔

(شعب الایمان ج ۷ رقم الحدیث ۹۴۸۲ طبع دار الکتب علمیہ بیروت)

میں نے حدیث شریف لکھ دی اس لیے کہ کہیں بندیالوی صاحب کا پارہ زیادہ گرم نہ ہو جائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا بھلا نہ کہنا شروع کر دیں کہ معاذ اللہ یہ بھی باغی تھے جیسے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وآپ کے رفقاء کے بارے میں بکتے ہیں کہ وہ باغی تھے۔ استغفر اللہ اس حدیث اور باقی کئی احادیث کے پیش نظر صحابہ کرام یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور پر زور احتجاج کیا حتیٰ کہ جنگ کی نوبت آ گئی حدیث پہلے گزر چکی فرمایا وہ چھوکرے ایسے ہوں گے اطاعت کرو گے تو خدا کے مجرم بنو گے اطاعت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں گاجر مولی کی طرح کاٹے گا اور یہی کچھ اس ظالم نے کیا اور کروایا۔

حافظ ابن کثیر دمشقی نقل کرتے ہیں:۔

مئورخین نے بیان کیا ہے کہ مسلم (بن عقبہ) اپنی فوجوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جب اس کے نزدیک پہنچا تو اہل مدینہ نے بنی امیہ کے محاصرہ میں پوری کوشش صرف کر دی اور انہیں کہنے لگے خدا کی قسم ہم ضرور تمہارے آخری آدمی تک تمہیں قتل کر دیں گے یا تم ہمیں پختہ عہد دو کہ تم ان شامیوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی ہمارے بارے میں نہیں بتلاؤ گے۔ پس انہوں نے اس بات کا عہد دے دیا اور جب فوج پہنچی تو بنی امیہ نے اس کا استقبال کیا اور مسلم ان سے حالات دریافت کرنے لگا مگر کسی شخص نے اسے کوئی بات نہ بتائی تو وہ اس بات سے تنگ ہوا۔ اور عبد الملک بن مروان نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اگر تو فتح کا خواہش مند ہے تو مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر جا۔

پس جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو سورج تمہاری گدیوں اور ان

کے چہروں پر ہو گا تم انہیں اطاعت کی دعوت دینا اگر وہ تمہاری بات قبول کر لیں تو فبہا ورنہ اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جنگ کرنا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھے ان پر فتح دے گا کیونکہ انہوں نے امام کی مخالفت کی ہے اور اطاعت سے باہر نکل گئے ہیں۔ مسلم بن عقبہ نے اس بات پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مشورے پر عمل کیا اور مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر گیا اور تین روز تک اس نے وہاں کے باشندوں کو دعوت دی مگر سب نے جنگ کے سوا کسی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پس جب تین دن گزر گئے تو اس نے انہیں کہا اے اہل مدینہ تین دن گزر گئے ہیں اور امیر المؤمنین نے مجھے کہا تھا کہ تم لوگ ان کی اصل اور خاندان ہو اور وہ تمہاری خونریزی کو ناپسند کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دوں سو وہ تین دن گزر چکے ہیں تم کیا کرنے والے ہو۔ صلح کرتے ہو یا جنگ انہوں نے کہا بلکہ ہم جنگ کریں گے۔ اس نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ صلح کر لو اور ہم اپنی قوت اور کوشش کو اس ملحد۔ یعنی حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر (معاذ اللہ) صرف کریں۔ انہوں نے کہا اے دشمنِ خدا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تجھے ان پر غلبہ نہیں پانے دین گے۔ کیا ہم تجھے چھوڑ دیں گے کہ تم بیت اللہ میں جا کر الحاد اختیار کرو۔ پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور انہوں نے اپنے اور ابن عقبہ کے درمیان خندق بنا لی اور انہوں نے اپنی فوج کو چار دستوں میں تقسیم کر لیا اور ہر چوتھے دستے پر ایک امیر مقرر کیا اور انہوں نے سب سے خوب صورت چوتھا دستہ اسے بنایا جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغسیل تھے پھر انہوں نے باہم شدید جنگ کی پھر اہل مدینہ نے شکست کھائی۔

اور فریقین کے بہت سے سادات واعیان قتل ہوئے جن میں حضرت

عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتوں بیٹے ان کے سامنے قتل ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغسیل اور ان کے ماں جائے بھائی محمد بن ثابت بن شماس اور محمد بن عمرو بن حزم قتل ہو گئے اور جب وہ بچھڑے پڑے تھے تو مروان آپ کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا اللہ آپ پر رحم فرمائے کتنے ہی ستون ہیں جن کے پاس میں نے آپ کو طویل قیام و سجود کرتے دیکھا۔ پھر مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مُسرف بن عقبہ کہتے ہیں۔ اللہ اس بُرے اور جاہل شخص کا بھلا نہ کرے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ کو تین دن کے لئے مباح کر دیا۔ اللہ یزید کو اس کی نیک جزا نہ دے اور اس نے بہت سے اموال کو اور قراء کو قتل کر دیا اور مدینہ کے بہت سے اموال کو لوٹ لیا اور جیسا کہ کئی مئورخین نے بیان کیا ہے کہ بہت سا شر و فساد پیدا ہو گیا اور جن لوگوں کو اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا ان میں حضرت معقل بن سنان بھی تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۵۰۸ تا۵۰۹ طبع کراچی)

ابن کثیر نے لکھا مسلم بن عقبہ نے کہا تم ہمارے ساتھ نہ لڑو بلکہ ہم مل کر ملحد ابن زبیر کا مقابلہ کریں انہوں نے کہا اگر تیرا یہ برا ہی ارادہ ہے تو پھر ہم لڑیں گے اور کہا تو دشمن خدا ہے بندیالوی کے پیشوا کو چاہیے تھا انہیں قائل اور اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہتا آؤ ہم سب مل کر اپنی طاقت کافروں پر خرچ کریں لیکن یہ سب بندیالوی کے باپ اور چچے تائے وغیرہ جس کو یہ خلیفہ مانتا ہے انہوں نے کافروں کے خلاف محاذ آرائی نہ کی اگر کی تو مسلمانوں کے خلاف کی یہ بھی معلوم ہوا جن کو ان یزیدیوں نے حرہ میں شہید کیا وہ تہجد گزار اور نمازی اور متقی تھے۔

دوسری طرف بدمعاش خمر کے عادی تھے۔

تجزیہ واقعہ حرّہ اور موازنہ

قارئین حق اور باطل کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا ہے۔ لیکن کبھی ظاہری طور پر کامیابی باطل کی ہوئی اور کبھی حق کو غلبہ ہوا حقیقت میں ہمیشہ حق ہی غالب رہا وہ اس لیے کہ باطل کی ظاہری کامیابی یعنی دنیا حاصل کر کے اپنی عاقبت تباہ اور آخرت کو برباد کر لیا اور اس صورت میں بھی حقیقی کامیابی حق ہی کی ہوئی ماضی قریب و بعید میں علمائے کرام اور اولیائے عظام نے بدمعاش اور بدکردار حاکموں کے خلاف تحریکیں چلائیں تا کہ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نفاذ ہو اور ان کے برعکس حکومت والے ان کو دبا کر اپنی سیاست چمکاتے رہے۔

جب کبھی حکومت والوں نے دین کی سرحدوں کو بھرپور طریقے سے توڑنے کی کوش کی اور خود بے حیائی پر اتر آئے تو علمائے کرام و اولیائے عظام ان کے خلاف عوام کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جلسے جلوس کے ذریعے احتجاج کیے ایسی تحریکوں میں علماء اور نیک لوگ اپنی جانیں دین کی خاطر قربان کرتے رہے تو کیا ایسے لوگوں کو باغی کہا جائے گا یا کہ حق والے کہا جائے گا کیونکہ افضل جہاد ظالم جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے یقیناً یہ بات حق ہے باطل پرست حکومت کہلائے گی اس لیے نہ حکومت عوام پر ظلم کرے نہ ہی دین کی سرحدوں کو مٹانے کی کوشش کرے نہ ہی خود برائی کریں تو ایسی حکومتوں کے خلاف کوئی احتجاج بھی نہیں کرتا یہ بھی ذہن میں جگہ دینے کے قابل ہے آج کل کی تحریکوں کے بارے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی دنیا کی خاطر ایسا کر رہے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ دین کے ساتھ وفا کرنے والے نہ ہوں لیکن اس تحریک کے بارے اور اس کے بانیوں کے

بارے میں ایسا گمان بھی کرنا غلط ہے کیونکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی
جنتیوں کے سردار ہیں اور

صحابہ کرام بھی وہ ہیں جن پر اللہ راضی ہو چکا ہے

(پ ۱۱ س توبہ)

صحابہ کرام جب یزید کے خلاف اٹھے تو انہوں نے علی الاعلان فرمایا یزید کا کوئی دین نہیں نمازیں ضائع کرنے والا شراب سر عام پینے والا زانی اور گانے سننے والا کتوں کو پالنے والا ہر قسم کی فحاشی کرنے اور کرانے والا ہے تو مدینہ شریف کے لوگوں نے یہ سن کر بیعت توڑ دی خوب تحریک چلائی یزید نے ان سب کو شہید کروا دیا ان سب حقائق کے باوجود بندیالوی نے یہ کہہ کر کہ واقعہ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا ہے ارے کمبخت کیوں نہ رویا جائے تم اس ظالم کا دفاع کرتے کرتے صحابہ کرام کی محبت کو چھوڑے جا رہا ہے دعویٰ محبؓ ہونے کا کرتا جا رہا ہے لیکن محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے کارناموں کو بیان کیا جائے اور بتایا جائے کہ کس طرح ان نیک لوگوں نے جوانمردی سے دین کو بچایا حرم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچانے کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن تم اس فاسق وفاجر کا دفاع کرتے پھرتے ہو کیا میں یہ تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ جناب پرویز مشرف صاحب نے تمہارے بہت سے دہشت گرد مولویوں کو اور تمہاری دہشت گرد تنظیموں کو مثلاً سپاہ صحابہ، لشکر جھنگوی اور جیش محمد وغیرہ کے رہنماؤں اور کارکنوں کو پکڑ پکڑ کر بلکہ چن چن کر مروایا اور مروا رہا ہے بتاؤ تم ان مرنے والوں کو شہید کیوں کہتے ہو۔ باغی ہونے کا سرٹیفکیٹ کیوں نہیں جاری کرتے کیا معاذ اللہ تمہارے ان مولویوں اور کارکنوں جو واقعی دہشت گرد ہیں کی عظمت کہیں

صحابہ کرام واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ گئی ہے معاذ اللہ اگر تم واقعی یہ مانتے ہو کہ حکومت کے خلاف جو بھی اٹھے وہ باغی ہے تو لگاؤ فتویٰ کہ ہمارے یہ مرنے والے سارے کے سارے باغی ہیں لیکن تم یہ کبھی نہ کہو گے۔ پھر میرے لکھے ہوئے حقائق کو مان لو مجھ پر خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔

بھائی مجھ پر خفا کیوں ہوتے ہو میں تو تمہارے لکھے ہوئے اصولوں کا موازنہ تمہیں کرا رہا ہوں اور تمہاری ہی غلط باتوں کا تجزیہ پیش کر رہا ہوں اور تمہارے دہشت گردوں کے چہروں کی نقاب کشائی کر رہا ہوں۔

تم جو لکھتے پھرتے ہو امام حسین مع صحابہ کرام و تابعین عظام معاذ اللہ باغی تھے حالانکہ وہ دہشت گرد نہ تھے ظالم یا بدمعاش نہ تھے یا بے شمار بے گناہ مسلمانوں کا خون چوسنے والے نہ تھے اس کے باوجود تم ان کو باغی لکھ رہے ہو تو پھر تمہارے دہشت گرد ان سے بڑھ کر باغی ہیں۔ حالانکہ وہ عظیم لوگ عبادت و ریاضت کے پیکر تھے تقویٰ اور پرہیزگاری میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر چلنے والے تھے لیکن تم ایسے آندھے ہو لکھتے پھرتے ہو انہوں نے کب کہا یزید فاسق و فاجر تھا جب تمہارے نزدیک اتنے ظلم کرنے والا برا نہ تھا تو پھر تم پرویز مشرف کے پیچھے کیوں پڑ گئے اس کو بھی نیک اور متقی کہو اور اس سے وظائف حاصل کرو بے گناہ مسلمانوں کو مت مارو۔

اب میں چند حوالہ جات لکھتا ہوں تا کہ یہ نہ کہیں کہ ہمارا تو کوئی دہشت گرد نہیں۔

دیوبندی ہابی تنظیموں کی انکھی خدمات

(۱) جیش محمد تنظیم کے سرکردہ ماسٹر مائنڈ امجد فاروقی جھڑپ میں ہلاک صدر

مشرف پر اور مزید حملوں میں ملوث تھے حیدر کالونی میں کالعدم جیش محمد کے آپریشنل کمانڈر غلام حیدر کے گھر دہشت گرد چھپے تھے۔ سیکورٹی فورسز نے گھیراؤ کر لیا ہیلی کاپٹروں کا استعمال مکان کو آگ لگ گئی۔ امجد فاروقی اور اس کے ساتھیوں نے حیدر کالونی کے مکان میں کمپیوٹر نیٹ ورک بنا رکھا تھا۔ حکام سے ہتھیار ڈالنے کے معاملے پر ۲۵ منٹ مذاکرات کی چادر اتارنے سے انکار چھ ۶ اس کے ساتھی گرفتار ہوئے نواب شاہ کے علاقے میں یہ مقابلہ ہوا بمعہ تصویر خبریں اخبار ۲۷ ستمبر ۲۰۰۴ بروز پیر موٹی سرخی سے خبر شائع ہوئی ان سے دھماکہ خیز مواد خود کش حملے میں استعمال ہونے والی کار برآمد ہوئی۔

(۲) روزنامہ مقابلہ لاہور ۲۷ مئی ۲۰۰۲ بروز پیر شائع ہوا موٹی سرخی سے خطرناک دہشت گرد قاری عبدالحی اور غلام شبیر کی گرفتاری چیلنج بن گئی فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث قاری عبدالحی عرف قاری اسد چھوٹے قاری صاحب کا افغانستان میں کوڈ نام عبدالوہاب اور قوم بلوچ ہے۔ قاری عبدالحی مظفر گڑھ کا رہائشی ہے جنوری ۹۶ء میں اہل تشیع کی مجلس پر گرنیڈ حملے کے بعد پولیس کو جل دے کر فرار ہوا۔ غلام شبیر عرف شبیرا قوم کمبوہ کبیر والا (نزد ملتان) کا رہائشی ہے بھاگ کر افغانستان چلا گیا کابل میں شادی کر رکھی ہے نومبر ۲۰۰۰ میں سالانہ اجتماع رائیونڈ میں شامل ہوا۔

(۳) روزنامہ دن بروز منگل ۱۶ جولائی لاہور ۲۰۰۲ شمارہ ۱۵۴ بمعہ تصویر شائع ہوا۔ پرل قتل کیس شیخ عمر کو سزائے موت ۳ ساتھیوں کو عمر قید ملزم سلمان ثاقب فہد نسیم اور شیخ عادل کو ۱۱ فروری جبکہ شیخ عمر کو ۱۳ فروری کو گرفتار کیا گیا۔ ملزموں کے خلاف حتمی چالان ۲۹ مارچ ۲۰۰۲ کو ہوا۔ شیخ عمر لندن میں پیدا ہوئے ۸۷ء میں

خاندان لاہور شفٹ ہوا جامع مدنیہ کے قریب موہنی روڈ پرانا راوی روڈ لاہور کا رہائشی دیوبندی جماعت سے تعلق ہے۔

(۴) چوبرجی کی ہلال مسجد دیوبندیوں کی کے امام مسجد کو گرفتار خفیہ ایجنسیوں نے گرفتار کیا دہشت گردی میں ملوث تھے چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور بروز ہفتہ ۳ جنوری ۲۰۰۴ موٹی سرخی سے خبر شائع ہوئی۔

(۵) لشکر جھنگوی جو کہ حق نواز جھنگو دیوبندی کے نام پر ان دیوبندیوں نے بنائی تھی اس کے ایک کارکن اکرم لاہوری ساتھیوں سمیت گرفتار اور اہم انکشافات کا اعتراف کیساتھ ۱۵۰ افراد کو قتل کیا دہشت گردی کی ۲۵ وارداتوں میں شریک رہا تربیت افغانستان سے حاصل کی بمعہ تصویر شائع ہوا۔

روزنامہ دن بروز جمعرات ۴ جولائی ۲۰۰۲ اور بروز اتوار ۲۱ جولائی ۲۰۰۲ کو واضح طور پر لکھا ہوا تھا

(۶) اسی طرح روزنامہ دن بروز جمعرات ۲۰ جون ۲۰۰۲ لاہور اسی تنظیم کا مذہبی دہشت گرد نعیم بخاری کراچی سے گرفتار ۵۰ راکٹ لانچروں سمیت بھاری اسلحہ برآمد ہوا۔

سپاہ صحابہ اور جماعت اسلامی کے عجیب کارنامے

(۷) روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ رمضان المبارک ۲۲ فروری ۱۹۹۵ء فاضل پور میں سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور پولیس میں جھڑپیں۔ شہر میں ہڑتال کارکنوں نے چھتوں پر مورچہ بندی کر لی ایس ایچ او سمیت تین اہلکار زخمی پولیس نے مقامی امیر جماعت اسلامی سمیت چھ افراد کو گرفتار کر لیا ۲۸ دیگر افراد کے خلاف

مقدمات پولیس نے لاٹھی چارج کیا کارکنوں نے پتھر برسائے

(۸) روزنامہ خبریں ۱۶ جولائی ۲۰۰۲ بروز اتوار کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کے رہنما حافظ نصیر اور قانونی مشیر ہارون القاسمی دیو بندی گرفتار

دونوں رہنما کالعدم جماعت پر پابندی اور بانی تنظیم مولانا اعظم طارق کی نظر بندی کے خلاف رٹ دائر کرنے کی تیاری کر رہے تھے

(۹) روزنامہ دن لاہور بروز اتوار ۷ جولائی ۲۰۰۲ سانحہ مومن پورہ کالعدم سپاہ صحابہ کے اسلم معاویہ کو ۱۰ امرتبہ عمر قید ۶۰ سال قید با مشقت ۱۰ الاکھ جرمانہ۔ شاہدرہ کالج کے پروفیسر آفتاب نقوی اور ان کے دوست کے ایک قاتل کو ۲ مرتبہ سزائے موت اور دوسرے کو ۲ بار عمر قید کی سزا سنادی گئی بقیہ ۲۸ صفحہ نمبر ۴ پر مذہبی اجتماع پر اندھا دھند فائرنگ کر کے ۱۲۷ افراد کو قتل کر دیا اور ۳۹ کو زخمی کر دیا تھا۔

(۱۰) سپاہ صحابہ کے رہنماؤں نے قرآن جلا دیے:۔

روزنامہ جنگ لاہور بروز جمعرات ۴ ربیع الاول تین ۳ ستمبر ۱۹۹۲ء چنیوٹ میں سپاہ صحابہ کے رہنماؤں کی گرفتاریاں (موٹی سرخی) ان رہنماؤں کو قرآن مجید نذر آتش کرنے کے جرم میں گرفتار ہونے والے ملزم کی نشاندہی پر پکڑا گیا۔ (سرخی) چنیوٹ نامہ نگار جامع مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کے جرم میں پکڑے جانے والے ملزم فرخ لطیف کی نشان دہی پر متعدد افراد گرفتار کیئے جا رہے ہیں جن میں سپاہ صحابہ چنیوٹ کے صدر ملک خلیل احمد، جامع مسجد چھتے والی کے خطیب مفتی محمد شفیق گورنمنٹ ہائی سکول چنیوٹ کے ٹیچر مولانا عبدالعزیز۔ مسجد ابو بکر صدیق کے امام حافظ اکرم۔ مسجد میونسپل کمیٹی

کے امام حافظ منظور احمد۔ مسجد ابو بکر صدیق کے خادم کے بیٹے بلال احمد۔ منشی عبداللطیف کے بیٹے محمد امجد شامل ہیں۔ یہی خبر روزنامہ پاکستان لاہور بروز جمعۃ المبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء موٹی سرخ سے شائع ہوئی قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات میں امام مسجد اور مذہبی تنظیم کا سربراہ بھی ملوث ہیں۔ دو اور ملزم بھی ان ناپاک واقعات میں ملوث ہیں چنیوٹ میں جھنگ جیسے حالات پیدا کرنے اور لیڈر شپ چمکانے کے لئے یہ ذلیل حرکت کرتے رہے

ملزموں کا اعتراف۔ کسی مجرم کو معاف نہیں کروں گا ان کے خلاف آخری حد تک جاؤں گا چنیوٹ کے ایس ایچ او کے تبادلے کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ تحقیقات دیگر افسران کر رہے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی کو قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعہ کا پتہ تھا۔ معاونت کی اپیل کے باوجود انہوں نے متبادل بات نہیں بتائی اور دبئی چلے گئے۔ (روزنامہ پاکستان لاہور بروز منگل ۸ ستمبر ۱۹۹۲ء جلد ۳ شائع ہوئی)

(۱۱) فیصل آباد میں سپاہ صحابہ نے قرآن نذر آتش کیے

قرآن مجید خطیب اور اس کے بھائی نے جلائے۔ دونوں نے مجھے کہا اب معاملہ سنبھال لینا اور خود اسلام آباد چلے گئے۔ لیکن ایک واپس آ گیا میں نے کہا تم نے کفر کیا ہے تو مجھے گولی مارنے کی دھمکی دی گئی۔ بوڑھی ماں۔ مرحوم بھائی کے بچوں اور اپنی زندگی کی خاطر میں چپ رہی۔ پولیس سے تحفظ کی یقین دہانی ملنے پر حقیقی واقعہ سے آگاہ کر دیا مولانا منیب الرحمٰن اس واقعہ کی بنیاد پر مولانا جھنگوی کی طرح مقبولیت چاہتے تھے اور تحریک چلانا چاہتے تھے مولانا کے

عقیدت مند اور محافظ امین بھولا کے انکشافات تفصیل درکار ہو تو اخبار کے دفتر یا کسی بڑی لائبریری سے اخبار نکلوا کر پڑھیں

یہی خبر روزنامہ جنگ لاہور جلد ۱۳ بروز اتوار ۶ ستمبر ۱۹۹۲ء شائع ہوئی۔

یہ حقائق ان دیوبندی وہابی تنظیموں کے ہیں قارئین دیکھیں یہ کیسے ظالم اور دینِ اسلام اور قرآنِ حکیم کے دشمن ہیں ہمارے وطن عزیز کے دشمن ہیں بس ان کے کارناموں کو جاننے کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ منافق ہیں جو نئے روپ میں ظاہر ہوئے ہیں لہٰذا اے مسلمانوں ان دیوبندی وہابی حضرات سے اپنے آپ کو بچاؤ اپنے ایمان کو بچاؤ اپنی مساجد کو بچاؤ۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں یزید کے خلاف احتجاج کرنے والے باغی تھے میں کہتا ہوں وہ تو نہیں تھے لیکن یہ تمہارے ضرور باغی ہیں۔

لشکرِ طیبہ اور جماعت الدعوۃ کی عجیب خدمات

اب ذرا لشکر طیبہ غیر مقلدین حضرات کے بارے دیکھیں یہ کس طرح خدماتِ دین کا جھانسہ دے کر لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں کس طرح قبضہ کرتے ہیں کبھی جہاد کشمیر کے نام پر تو کبھی زلزلہ کی امداد کے نام پر لوگوں کی جیبیں خالی کرتے ہیں اور پھر اسی مال کو دہشت گردی پر خرچ کرتے ہیں وہ بھی مسلمانوں پر بم پھینکتے ہیں۔

(ا) روزنامہ دن بروز جمعرات ۱۶ مئی ۲۰۰۲ جلد ۷ لاہور جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر حافظ سعید اسلام آباد پہنچتے ہی گرفتار نامعلوم

مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

جماعت الدعوۃ اور انتظامیہ میں حافظ سعید کی رہائی کے لئے مذاکرات ناکام۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے کہا دھمکی دیتے ہوئے کہا جس سے ملک کی نظریاتی و اسلامی اقتدار کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

(۲) لشکرِ طیبہ نے پلاٹ پر ناجائز قبضہ کر لیا راتوں رات

روزنامہ دن لاہور ۵ جولائی ۲۰۰۲ بروز جمعۃ المبارک

کالعدم لشکر طیبہ نے محکمہ ہاؤسنگ کے پلاٹ پر راتوں رات مسجد بنا کر محافظ بٹھا دیئے۔ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسلوں میں قرارداد مذمت منظور شہر میں حالات کشیدہ ضلعی ناظم نے کاروائی کا حکم دے دیا۔ تفصیلات مزید اخبار میں دیکھیں۔

(۳) جماعت اسلامی نے بیوہ کے پلاٹ پر قبضہ کر لیا

روزنامہ دن ۲۹ جون ۲۰۰۲ بروز ہفتہ جلد ۷ شمارہ ۱۳۱ پر دیکھیں قاضی حسین سمیت لوگوں کی فلاح کا پرچار کرنے والے مجھے حق سے محروم کر رہے ہیں (بیوہ کا بیان)

گرین ٹاؤن کی رہائشی بیوہ شہزادی نے عدالت میں درخواست دائر کی کہ جماعت اسلامی نے اس کی زمین پر قبضہ کر لیا

سول جج لاہور نے ۱۶ مرلہ اراضی پر تا حکم ثانی تعمیر روکنے کا حکم امتناعی جاری کر دیا

(۴) وہابیوں پر زلزلہ

روزنامہ نوائے وقت ۱۳ دسمبر ۲۰۰۸ جلد ۶۸ شمارہ ۲۶۲ صفحہ نمبر ا پر بڑی خبر کے ساتھ جماعۃ الدعوۃ کے خلاف دوسرے روز بھی کریک ڈاؤن سینکڑوں گرفتار آزاد کشمیر کے امیر مولانا عبدالعزیز علوی گھر میں نظر بند۔ مولانا عبدالعزیزی علوی کی نظر بندی کے خلاف مظفر آباد میں احتجاجی مظاہرہ یو این او کے خلاف نعرے فوجی مبصرین کا گھیراؤ گاڑی پر مکے برسائے دفتر کے سامنے دھرنا فیصل آباد اور دیگر علاقوں میں مساجد سیل ہزاروں لوگ نماز جمعہ ادا نہ کر سکے شہریوں کا شدید احتجاج عبدالعزیز علوی کے گھر کے باہر پہرہ بمعہ تصویر شائع۔ گوجرانوالہ۔ قصور۔ شیخوپورہ۔ جھنگ۔ سیالکوٹ نارووال۔ اور دیگر چھوٹے بڑے شہروں میں دفاتر سیل ڈسپنسریاں بھی بند لٹریچر قبضہ میں لے لیا گیا۔

(۵) ڈیرہ اسماعیل خان مسجد کے باہر سے خودکش بمبار پکڑا گیا ساتھی فرار پولیس نے خودکش جیکٹ ناکارہ بنا دی اہل علاقہ مشتعل ہو گئے ۱۴ سالہ شکیل نامعلوم مقام پر منتقل، چوچک سے مبینہ دہشت گرد ریاست عرف ریاسو گرفتار خودکش حملہ میں استعمال ہونے والا سامان برآمد۔ حوالہ مذکورہ صفحہ نمبر ا بمعہ تصویر شائع اسی اخبار آخری صفحہ پر جماعۃ الدعوۃ پر پابندی چین نے بھی قرارداد کی مخالفت نہیں کی۔ حافظ سعید کسی جگہ بھی خطبہ جمعہ نہ دے سکے۔

اہلحدیث غیر مقلد وہابی نے قرآن جلا دیے: دل ہلا دینے والی خبر

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ جون ۲۰۰۶ء بمعہ تصویر شائع امام

ید حافظ قمر پر لوگ تشدد کر رہے ہیں دکھایا گیا ماسٹر صادق دم توڑ گیا حاصل
۔ کے نزدیک سپارے جلانے والا مشتعل ہجوم نے ریٹائرڈ سکول ٹیچر کو مار
ر کر ہلاک کر دیا۔ امام مسجد شدید زخمی ہجوم کا پولیس کی گاڑی پر بھی حملہ۔ چھونا
الا میں ہڑتال۔

تفصیلات کے مطابق چھونا والا کی مسجد اہلحدیث کا امام حافظ قمر سپارے جلا رہا تھا دو کانداروں نے دیکھ لیا پکڑ کر مارنا شروع کر دیا جماعت اہلحدیث کے امیر ریٹائرڈ سکول ماسٹر صادق موقعہ پر پہنچ گئے لوگوں نے مار ڈالا

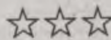
قارئین یہ ان دہشت گرد تنظیموں اور وہابیوں دیوبندیوں اہلحدیثوں کے کارنامے ہیں جو کہ ثبوت کے طور پر چند حقائق لکھے ہیں بندیالوی صاحب آنکھیں کھولیں یہ جھوٹی داستانیں نہیں حقیقت ہے تمہاری جماعت کے لوگ یزید کے پروردہ ہیں اور اس کے نمک خوار ہیں جس طرح کا وہ ظالم تھا اسی طرح کے تم ظالم ہو کبھی پلاٹوں پر قبضہ کرتے ہو تو کبھی اپنی شہرت کے لئے قرآن جلاتے ہو اور کبھی اپنی شہرت کے لئے یزید کو نیک اور پارسا ثابت کرتے ہو

لطیفہ:۔

ایک وہابی مولوی نے اپنے مسٹر شیطان سے پوچھا میں مشہور ہونا چاہتا ہوں کوئی طریقہ بتادو مسٹر ٹوٹرو نے کہا جناب ایک نیا اور انوکھا سا فتویٰ چھپادو پس مشہور ہو جاؤ گے اس نے کہا پھر تم ہی بتاؤ اس نے کہا کسی نے کہا ہے کتا حلال

ہے اس نے کہا نہیں

ٹوٹرو نے کہا پھر تم فتویٰ چھپا دو اور لگا دو بس جب فتویٰ چھپا اور لوگوں نے پڑھا تو لوگوں نے کہا ارے ظالم تو نے یہ کیا لکھا ہے اس نے کہا بس میرا مقصد پورا ہو گیا اب تو وہ حضرت جہاں جائیں جہاں سے گزریں ہر ایک کہے یہ ہے وہ جس نے کہا کتا حلال ہے بس میں کہتا ہوں بند یا لوی تمہارا مقصد پورا ہو گیا اب بس کرو یزید پلید ہے فاسق و فاجر ہے ظالم ہے شرابی اور زانی ہے اس کے خلاف قدم اٹھانے والے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق کے امام ہیں حق کے راستے پر جان دینے والے ہیں باغی نہیں ہیں اگر معاذ اللہ اب بھی وہ تمہارے نزدیک یہی کچھ ہیں جو تم نے لکھا تو پھر یہ تمہاری دہشت گرد تنظیمیں آئے دن حکومت کے خلاف جلسے جلوس اور احتجاج کرنے والے سب کے سب باغی قرار پائیں گے ان تحریکوں میں مرنے والے باغی بنیں گے شہید کہلانے کے حق دار نہیں ہیں میں نے یہ حقائق لکھ کر ہر انصاف پسند آدمی کو دعوت غور و فکر پیش کی تا کہ ہم صحیح اور سچی جماعت اہل سنت و جماعت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو جائیں۔ آمین



شیخ بندیالوی کی بوکالے بازیاں پڑھیے یزید کے خلاف اٹھنے والے باغی تھے

واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے لشکر یزید جس کی قیادت صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کر رہے تھے نے تو بغاوت کو کچلنے کے لئے کاوروائی کی تھی آواز دو انصاف کو اور دست بستہ سوال کرو اور ارباب حل وعقد سے کہ مسلمانوں کی متفقہ حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کریں (اور حکومت اس) کو کچلنے کے لئے مناسب کاروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا۔ باغیوں کا یا حکمران وقت کا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع المکتبہ الحسینیۃ بلاک ۱۸ سرگودھا)

یہ تو الحمدللہ کچھ ابھی گذشتہ اوراق میں گزر چکا کہ یہ دیوبندی وہابی آئے دن حکومت کے خلاف بولتے ہیں اگر وہ باغی تھے تو آج کے سارے دیوبندی وہابی ان سے بڑھ کر باغی قرار پائیں گے مزید ان شاء اللہ آگے جا کر لکھوں گا یہاں پر ہم قرآن وحدیث اور علماء محدثین و مؤرخین کے آئینہ میں لکھتے ہیں واقعہ حرہ کیا تھا

واقعہ حرہ احادیث کی روشنی میں

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کروں گا وما توفیقی الا باللہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

فصل: شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کے

زمانہ میں جو واقعات ہوئے۔ وہ نہایت ہی قبیح ہیں ان میں ایک واقعہ حرہ بھی ہے اس کو حرّہ۔ زہرہ بھی کہتے ہیں یہ مدینہ طیبہ سے ایک میل دور ایک مقام کا نام ہے۔ اس واقعہ میں قتل وغاورت جنگ وجدل اور ہتک مدینہ منورہ کی ہوئی گو اس کا ذکر قلوب صافیہ کے لئے باعث کدورت ہے مگر چونکہ اس کا واقعہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث کی صداقت کا مظہر ہے اس لئے اشارۃً اس کا بیان لازمی ہے۔

حدیث نمبرا:۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس واقعہ کے وقوع سے قبل خبر دی تھی اور فضائلِ مدینہ بھی بیان کر دیے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے تو اس کا عاقبت کا حال دنیا وآخرت میں عذاب ہی عذاب ہے۔ بعض علماء نے اس کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ حدیث واقعہ حرہ کی مصدق ہے کہ مدینہ آباد ہو کر ویران ہوگا اور آدمی اس کو چھوڑ دیں گے صحرائی جانوران میں آکر بسیں گے اور یہ بھی ہے کہ وہ حال قریب قیامت ہوگا

(تاریخ مدینہ ص ۳۷ طبع مکتبہ جدید کراچی)

نیز یہی شاہ صاحب لکھتے ہیں، حدیث نمبر ۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے یا اللہ مجھے سن ساٹھ کے حادثوں اور لڑکوں کی حکومت سے بچا وہ دن آنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھا لینا یہ اشارہ یزید کی طرف تھا کیونکہ وہ بے دولت ۶۰ ھ میں تخت شقاوت پر بیٹھا تھا۔ واقعہ حرہ اس کے زمان شقاوت نشان میں واقع ہوا

تھا۔ واقدی کتاب حرہ میں

حدیث ۳:۔

ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی سفر میں سفر کرتے کرتے جب مقام۔ حرہ زہرہ پر پہنچے تو کھڑے ہو کر آیت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی صحابہ کرام نے سمجھا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا کہ استرجاع فرمایا آپ نے فرمایا کوئی امر اس سفر میں ایسا نہیں عرض سبب استرجاع کیا ہے آپ نے فرمایا اس حرہ سنگستان میں میری امت کے بہترین امتی میرے صحابہ کے بعد قتل کئے جائیں گے دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس حرہ میں میری امت کے بہترین لوگ مارے جائیں گے

حدیث ۴:۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن احبار فرماتے تھے کہ تورات میں ہے کہ مدینہ منورہ کے مشرق سنگستان میں امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کچھ ایسے لوگ جامِ شہادت پئیں گے۔ قیامت کے دن جن کے منہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہوں گے

حدیث ۵:۔

ابن زبالہ سے روایت ہے کہ ایک روز زمانہ امیر المومنین عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ میں خوب بارش ہوئی۔ آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے گرد سیاحت کے لئے گئے جب مقام حرہ پر پہنچے اس کے ہر طرف آپ نے پانی کی ندیاں بہتی ہوئی دیکھیں تو حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس وقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہا جس طرح پانی کی سبیلیں یہاں چل رہی ہیں اسی طرح خون کی بھی یہاں سے سبیلیں چلیں گی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر پوچھا اے کعب یہ کس زمانہ میں ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے زبیر کے بیٹے تو اس بات سے ڈر کہ تیرے ہاتھ پاؤں سے واقع نہ ہو۔

(جذب القلوب الی دیا المحبوب المعروف تاریخ مدینہ ص ۳۸ طبع کراچی) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۰۲۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲ طبع لاہور)

حدیث ۶: امام ابوداؤد روایت نقل کرتے ہیں

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن دراز گوش پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے سوار تھا جب ہم مدینہ کی بستی سے نکل گئے تو آپ نے فرمایا۔ اے ابوذر اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں عام بھوک ہوگی تم اپنے بستر سے اٹھو گے تو اپنی مسجد تک نہ پہنچ سکو گے تمہیں بھوک مشقت میں ڈال رہی ہوگی میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اے ابوذر پاکیزگی اختیار کرنا فرمایا اے ابوذر تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں عام موت پھیل جائے گی کہ گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائے گا حتیٰ کہ ایک قبر ایک غلام کے عوض بکے گی میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا اے ابوذر صبر کرنا فرمایا اے ابوذر۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا

جب مدینہ میں قتل عام ہوگا حتیٰ کہ خون ریت کے پتھروں کو ڈبو دے گا عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں فرمایا ان میں چلے جانا جن میں سے تم ہو عرض کیا میں ہتھیار پکڑ لوں گا فرمایا تب تو تم قوم میں شریک ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں کیا کروں فرمایا اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تلوار کی شعاعیں چندھیا دیں گے تو اپنے کپڑے کا کنارہ اپنے چہرے پر ڈال لینا تا کہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۳۲ کتاب الفتن طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) (مشکوۃ شریف کتاب الفتن الفصل الثانی ص ۴۶۳ طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

شرح حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حجاز الذیت جگہ کا نام ہے مدینہ منورہ کے مغربی طرف ہے اس کے پتھر اس طرح سیاہ ہیں گویا انہیں روغنِ زیتون سے تلا گیا ہے۔ یہ آپ نے واقعہ حرہ سے آگاہ کیا تھا جو نہایت ہی قبیح بدنما ہے جس کو سننے اور کہنے کے لئے زبان و کان متحمل نہیں۔ یزید پلید کے دور میں ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ایک کثیر لشکر اس نے مدینہ طیبہ بھیجا۔ اس شہر طیبہ اور مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حرمت کو مباح کر دیا صحابہ و تابعین کی کثیر جماعت کو انہوں نے اس طرح شہید کر دیا کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مدینہ طیبہ میں ایسا عمل کرنے کے بعد وہی لشکر مکہ مکرمہ بھیجا اور اسی سال وہ بد بخت جہنم رسید ہو گیا

(اشعۃ اللمعات مترجم ج ۶ ص ۳۹۸ طبع لاہور)

حدیث ۷:۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ (یعنی قتل عثمان) پر واقع ہوا تو بدر والے صحابہ میں سے کوئی نہ بچا۔ پھر دوسرا فتنہ (واقعہ حرہ) ہوا تو حدیبیہ والوں میں سے کوئی نہ بچا پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا جو نہ اٹھا اس حال میں کہ لوگوں میں قوت باقی رہی ہو

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن الفصل الثالث ص ۴۶۵ طبع دہلی) (تیسر الباری شرح صحیح بخاری اَز وہابی کتاب المغازی ج ۴ ص ۶۷ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

شرح حدیث:۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

حضرت ابن مسیّب یہ اکابرین اور متقدمین تابعین میں سے ہیں انہوں نے خلفاء راشدین کا دور پایا

(اشعۃ اللمعات مترجم ج ۶ ص ۴۰۷ طبع فرید بک لاہور)

حدیث ۸:۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے خدا کی قسم مجھ کو اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال۔ ابن صیاد ہی ہے

(مشکوٰۃ شریف باب قصہ ابن صیاد ص ۴۷۹ الفصل الثانی طبع دہلی)

شرح حدیث:۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں

واقعہ حرہ وہ حادثہ ہے جو یزید مردود کی فوج نے اہل مدینہ پر یلغار کر دی۔ اس واقعہ کا اجمالاً پہلے ذکر ہو چکا ہے اس کی تفصیل اور قباحت کا ذکر نا گفتہ بہ ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۶ ص ۴۸۴ طبع لاہور)

نیز لکھتے ہیں:۔

خود یزید نے بھی مدینہ طیبہ کی تباہی اور وہاں کے باشندوں کو شہید کرنے کے لئے لشکر کشی کی تھی جس کا نام حرہ ہے وہی لشکر مکہ آیا تا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرے لیکن اسی حال میں یزید دنیا سے دفع ہو گیا

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۳۷۸ باب مناقب قریش الفصل الثالث طبع لاہور)

حدیث ۹: نجدی شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں نبی زندہ ہیں:

حضرت سعید ابن العزیز سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان ہوئی نہ تکبیر کہی گئی اور سعید ابن مسیّب مسجد سے نہ ہٹے وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر انور سے نماز کے اوقات میں اذان سنا کرتے تھے اور تکبیر اور مسجد میں ان کے علاوہ کوئی نہ تھا

(۱) مشکوۃ شریف ص ۵۴۵ باب کرامات الفصل الثانی طبع دہلی

(۲) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۱ ص ۲۸۰ طبع بیروت

(۳) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰۔ از مفتی دیوبندی طبع لاہور

(۴) دارمی شریف ج ۱ ص ۴۳ طبع نشر السنہ ملتان

(۵) وفاء الوفاج اص ۱۳۴ طبع دار احیاء بیروت

(۶) سیر حلبیہ ج اص ۵۳۳ طبع کراچی مترجم

(۷) طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۵۰ طبع کراچی مترجم

(۸) تاریخ مدینہ ص ۴۶ طبع کراچی مترجم ۹ اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۳۳۶ طبع لاہور

شرح حدیث

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی نمازیں پڑھتے ہیں اذانیں دیتے ہیں تکبیر کہہ کر جماعت کراتے ہیں وہابیوں کو سبق سیکھنا چاہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں: مراد اس سے وہ واقعہ ہے جب یزید نے مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کی تھی۔ اس کی مشابہت اس قدر ہے کہ اس کا بیان ہی مناسب نہیں ہاں اس کا کچھ حصہ تاریخِ مدینہ میں بیان ہوا ہے اس کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے تین دن تک کوئی نمازی مسجد نبوی میں نہ آسکا۔

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۳۳۶ طبع لاہور)

صحیح حدیث ۱۰: ابن کثیر لکھتے ہیں

ثور بن زید نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلو الفتنة لا توها

(پ ۲۱ س الاحزاب ایت ۱۴)

ترجمہ (اور اگر گھس آتے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو فوراً اسے قبول کر لیتے اور توقف نہ کرتے اس میں مگر بہت کم) کی تفسیر ساٹھ سال کے سرے پر معلوم ہوگئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اہل شام بنی حارثہ کو اہل مدینہ پر چڑھائی کے

لئے لایا گیا۔ اور یہ اسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف صحیح ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۰۲۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

حدیث ۱۱۔ یزید کی بیعت توڑنے کا ثبوت بخاری سے

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا انہوں نے اپنے بھائی عبدالحمید سے انہوں نے سلیمان بن بلال سے۔ انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے عباد بن تمیم سے۔ انہوں نے کہا جب حرہ کا دن ہوا۔ اور لوگ (مدینہ والے یزید پلید کی بیعت توڑ کر) عبداللہ بن حنظلہ سے بیعت کرنے لگے تو عبداللہ بن زید (صحابی انصاری مازنی) نے پوچھا عبداللہ بن حنظلہ کس اقرار پر لوگوں سے بیعت لیتے ہیں لوگوں نے کہا موت پر (یعنی اس کے ساتھ ہو کر لڑیں گے مریں گے) عبداللہ بن زید نے کہا۔ اس شرط پر تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اور کسی سے بیعت نہیں کرونگا۔ عبداللہ بن زید حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ موجود تھے

(بخاری شریف ج ۱ کتاب المغازی باب غزوہ الحدیبیہ)

ان احادیث اور بندیالوی پر تبصرہ

اب میں اس دجالِ اعظم اور فاطر العقل مسٹر بندیالوی سے پوچھتا ہوں تم نے اپنے روحانی پیشوا اور باپ یزید پلید کا دفاع کرتے ہوئے لکھ مارا کہ واقعہ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا ہے دنیا جہان کے جھوٹ بولے جاتے ہیں ارے عقل و خرد سے خالی کیا یہ احادیث بھی سب کی سب تیرے نزدیک جھوٹی

ہیں تم دعویٰ تو یہ کرتے ہو کہ میں حقائق پیش کرتا ہوں حالانکہ تم نے تو ہر قسم کے حقائق کو جھٹلایا ہے قرآن وحدیث سے منہ پھیرا ہے ان احادیث کو پڑھو کس طرح حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تمہارے باپ یزید کی مذمت بیان فرمائی اور جو ظلم اس بد بخت نے آکر کرنے تھے غیب دان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو پہلے ملاحظہ فرما کر بیان کر دیا اور افسوس دکھ رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے آیت

انا للہِ وانا الیہِ راجعون پڑھی اور فرمایا بہترین میرے امتی شہید ہوں گے اگر یہ معاذ اللہ سارے باغی بننے والے ہوتے تو پھر آپ یہ نہ فرماتے کہ بہترین امتی بلکہ یہ بشارت دیتے قتل کرنے والے بڑے اچھے ہوں گے اور حق پر ہوں گے لیکن احادیث سے قتل کرنے والے مدینہ شریف کی توہین کرنے والے باغی ثابت ہو رہے ہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ اگر اس وقت تمہارے جیسے خارجی ناصبی ہوتے تو ضرور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا صحابہ کرام کو مشورے دیتے بیعت توڑنے والے حکومت کے خلاف اٹھنے والے باغی ہیں ان کو قتل کرنا جائز ہے لیکن حقائق پکار پکار کہہ رہے ہیں بندیالوی جھوٹا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیت یافتہ اور آپ کی یونیورسٹی کے عظیم طلباء یہ فرماتے ہیں جو حرہ میں شہید ہوں گے ان کے چہرے قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے یہ انعام ان کو اللہ رب العزت عطا فرمائے گا لیکن یاد رکھو باغیوں کو اس قسم کے انعامات سے نہیں نوازا جائے گا بلکہ حق پرستوں اور حق پسندوں اور ان کے راستوں کی پیروی کرنے والوں کو ان شاء اللہ نوازا جائے گا لہذا ماننا پڑے گا حق پر آج

بھی اہلسنت و جماعت ہی ہیں خارجی ناصبی جھوٹے ہیں جھوٹ کے پلندے گھڑنے والے ہیں۔ یہاں تک بندیالوی کی تحقیق پر تو پانی پھر گیا البتہ ابھی حقائق مزید پڑھیے جلیل القدر محدث مفسر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منظور نظر کی چند تحریرات پڑھیے اور اپنی آخرت کی فکر کیجئے وہاں یزید نے نہیں چھوڑانا وہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کام آئے گی اہل بیت کی محبت کام آئے گی ان شاء اللہ العزیز

محدث مفسر حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حدیث ۱۲:۔

حضرت امام بیہقی نے حسن سے روایت کی ہے کہ یوم الحرہ میں مدینہ کے لوگ اس طرح قتل کیے گئے کہ شاید ہی کوئی بچا ہو

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یوم الحرہ میں سات سو حفاظِ قرآن شہید ہوئے ان میں سے تین سو صحابہ کرام تھے اور یہ واقعہ یزید کی خلافت میں پیش آیا

امام بیہقی نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور غارت گری مچائی اور ایک ہزار غیر شادی شدہ لڑکیوں کی عزت پامال کی گئی۔لیث بن سعد سے منقول ہے کہ یوم الحرہ کی جنگ سن تریسٹھ ہجری میں ماہ ذی الحجہ کے اختتام سے تین دن پہلے چہار شنبہ کے دن واقع ہوئی

(خصائص کبریٰ ج ۲ص ۲۳۳ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور) (تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع لاہور)

امام سیوطی کا مقام تھانوی کے نزدیک

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مشاہدہ رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرما دیتے تھے کہ یہ حدیث ہے یا نہیں کسی نے پوچھا یہ تمہیں کیسے معلوم ہو جاتا ہے فرمایا میں حدیث سن کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ پر نظر کرتا ہوں اگر بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ہے اور اگر منقبض دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں یہ حدیث نہیں

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۰۹ طبع تالیفات اشرفیہ ملتان) (المیز ان الکبریٰ ج ۱ ص ۵۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

بندیالوی صاحب کہتے ہیں تقدس کے نام پر معصوم عصمتوں سے کھیلنے والے گدی نشین بھی میں کہتا ہوں تمہیں مدینہ شریف کی پاکباز اور پاک سیرت شرف زادیاں کیوں نہ نظر آئیں جن کی عصمت دری یزید کے حکم سے یزیدی فوجیوں نے کی تم ایسے بدمعاشوں کا دفاع کر رہے ہو۔

جس محدث اور عالم کی حدیث پر اتنی گہری نظر ہو صرف بات سن کر بتا دے یہ حدیث ہے یا کسی اور کا قول ہے ان کے پیش کردہ حقائق میں نے لکھ دیے ہیں ان دین کے بیوپاریوں کو باقی تو سب کچھ جھوٹ نظر آتا ہے بس یزید کو بچانا عین حق اور خدمت اسلام ہے اور وہ قرن اولیٰ و دوئم کے لوگ جنھوں نے اپنی زندگیاں اسلام اور قرآن کی خاطر وقف کر رکھی تھیں ان کی جانوں کی کوئی قدر و قیمت ہی ان کے نزدیک نہ بنی میں پوچھتا ہوں صحابہ نے یزید کی بیعت کیوں توڑی کیا اس لئے کہ وہ نمازی ہے یا متقی ہے یا خدمات اسلام میں پیش پیش ہے

نہیں انہوں نے واضح کہا تھا یزید کا کوئی دین نہیں وہ یزید برائیوں کی جڑ اور برئی کا اڈا ہے لہٰذا اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ فاعتبر و یااولی ابصار

تعداد شہدائے حرہ

علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی نقل کرتے ہیں

علامہ قرطبی نے بیان کیا کہ مدینہ کے قتل عام (یوم الحرہ) میں ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار صحابہ اور خیار تابعین شہید کئے گئے اور عام لوگوں میں سے بچوں اور عورتوں کے سوا دس ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ سات سو ۷۰۰ قرآن مجید کے قاری شہید کیے گئے اور ستانوے قریش شہید کر دیے گئے علاہ قرطبی نے کہا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں گھوڑے باندھے گئے جو قبر انور اور منبر شریف کے درمیان پیشاب اور لید کرتے رہے مسلم بن عقبہ نے لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ اس پر بیعت کریں کہ وہ یزید کے غلام ہیں وہ چاہے تو ان کو بیچے اور چاہے تو ان کو آزاد کر دے۔ یزید بن عبداللہ بن زمعہ نے کہا کہ میں قرآن اور سنت کے حکم پر بیعت کرتا ہوں تو اس نے ان کو بندھوا کر ان کی گردن ماردی۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷ طبع لاہور (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۲۶ طبع داور الاحیاء بیروت لبنان)

بندیالوی کہتے ہیں مسلم بن عقبہ صحابی تھا میں کہتا ہوں وہ یزید کا صحابی تھا کیونکہ وہ یزید کی طرح قرآن اور سنت کا دشمن تھا جس نے اس کے سامنے قرآن اور سنت کا نام لیا اس کو بھی ظالم نے شہید کروادیا

علامہ عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی متوفی ۷۶۸ھ لکھتے ہیں

۲۷ ذی الحجہ ۶۳ ہجری میں واقعہ حرہ ہوا جس میں مہاجرین اور انصار میں سے تین سو سے زیادہ نفوس شہید کر دیے گئے اور صحابہ میں سے حضرت معقل بن سنان۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور حضرت عبداللہ بن زید رضوان اللہ تعالیٰ عنہم شہید کر دیے گئے

(مرأۃ الجنان ج ا ص ۱۳۸ طبع مئوسۃ الاعلمی بیروت)

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی لکھتے ہیں

ترجمہ دیوبندی کے قلم سے

ایت و من کفر بعد ذلک

(پ ۱۸ س نور)

میں یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا یہ ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے عترتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا اسی نے مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بناء تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لئے منجنیق نصب کرائیں اور اسی نے اول خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی حضرت ابوبکر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا اور

ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا اور اللہ عزوجل کی حرام کی ہوئی شراب کو حلال کر دیا

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور (تفسیر مظہری ج ۸ ص ۴۰۰ طبع دارالاشاعت کراچی)

تفسیر مظہری اور قاضی صاحب کا مقام دیو بندی علماء کے ہاں

مختلف خصوصیات کے لحاظ سے تفسیر مظہری تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امامِ وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمی کا یہ عجیب وغریب نمونہ ہے۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند محرم ۷۴ھ ص ۴۰ طبع دارالعلوم دیوبند یونین پرنٹنگ پریس دہلی)

کاش کہ بندیالوی صاحب نے اپنے پیشواؤں سے مشورہ لیا ہوتا تو کبھی یزید کے حمایتی نہ بنتے

قاضی صاحب جو دیوبندیوں کے نزدیک امامِ وقت تھے نے یزید کا صفایا کر کے کڑا کا نکال دیا اور دین سے بھی فارغ کر دیا لو بندیالوی تم بنالو ایسے خبیث کو جنتی اگر اب یزید کو جنتی کہو گے تو قاضی صاحب اور دیوبندی جماعت کا صفایا ہو جائے گا عقل سے کام لو

شیخ وحید الزماں غیر مقلد وہابی کا واقعہ حرہ اور یزید پر تبصرہ

ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھ کر اس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کے لیے بھجوایا تو معلوم ہوا وہ کمبخت فاسق وفاجر شراب خور ہے تب انہوں نے یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی

سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی یزید یہ حال سن کر غصے میں آ گیا اور مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر اس نے مدینہ پر بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جب مدینہ والوں پر غالب ہو تو تین دن تک قتل و غارت اور خون ریزی کرتے رہنا اس نے ایسا ہی کیا کہتے ہیں خود معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اہل مدینہ سے تجھ کو تکلیف پہنچے گی تو مسلم بن عقبہ کو فوج کا سردار کر کے بھیجنا مجھے اس کی خیر خواہی پر پورا اعتماد ہے۔ اس کمبخت مسلم بن عقبہ نے مدینہ والوں کو بے دریغ قتل کیا پھر ان سے فارغ ہو کر مکہ کو چلا عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لڑنے کے لیے لیکن رستے ہی میں فی النار سقر ہوا لطف تو یہ ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ مرتے وقت کہنے لگا یا اللہ میں نے کوئی نیکی اس سے زیادہ نہیں کی ہے کہ مکہ مدینہ والوں کو قتل کیا ان کا مال و اسباب لوٹا۔ لعنت اللہ علیہ و علی من ارسلہ (اس سے اب کے وہابیوں کو عبرت اور سبق حاصل کرنا چاہے۔)

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے مدینہ والوں نے یزید کے برے حالات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ ڈالی اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنے اوپر حاکم بنایا ان کے والد حنظلہ وہی تھے جن کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں۔ یزید نے یہ حال سن کر مدینہ والوں پر ایک فوج بھیجی جن کا سردار مسلم بن عقبہ تھا۔ اس مردود نے مدینہ والوں کا قتل عام کیا شہر لوٹ لیا سات ۷۰۰ صرف عالموں کو شہید کیا جن میں تین سو صحابہ تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے جو روضہ شریف کی طرف لید پیشاب کرتے تھے معاذ اللہ کوئی دقیقہ پیغمبر صاحب کی بے حرمتی کا نہ چھوڑا۔ اوپر

سے طرّہ سنئیے جب یہ مسلم بن عقبہ مرنے لگا تو مرتے وقت یوں دعا کی یا اللہ میں نے توحید کی شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا یہی نیکی ایسی ہے جس کے ثواب کی مجھ کو امید ہے۔ ارے خبیث بندگانِ خدا پر ظلم کرتا ہے اللہ کے پیغمبر کی توہین کرتا ہے پھر ثواب کی امید رکھتا ہے اس کو یہ غرّہ تھا کہ میں نے یزید خلیفہ وقت کی اطاعت کی اور مردود نہ سمجھا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم ہے اگر گرو یا مرشد یا مجتہد یا پیر کی اطاعت پر کوئی غرّہ ہو کر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرے وہ بھی یزیدی ہے۔

لعنۃ اللہ و غضب علیہ

(تیسر الباری شرح صحیح بخاوری ج ۴ ص ۱۶۷ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

قارئین یہ تھی وہابی کی عبارت۔ ہم تو اس وہابی سے اختلاف کرتے ہیں لیکن وہابیوں غیر مقلدوں کو اس سے اتفاق کرنا چاہیے۔

مئورخین کا تبصرہ واقعہ حرہ پر

عثمان بن محمد نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ بھیجے (یعنی بیعت توڑنے کے) یزید نے ایک تنبیہ آمیز خط اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا۔ جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سب نے عثمان بن محمد و مروان بن الحکم اور کل بنی امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے عمرو بن سعد کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اس نے انکار کیا۔ پھر عبیداللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا۔ (یعنی عبیداللہ نے کہا میں ایک

فاسق کے لئے دو کام جمع نہیں کروں گا)۔ تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی۔ بارہ ۱۲ ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا۔ یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور تک ساتھ آیا اور احکام کی پابندی ہدایت کر کے واپس آیا کہ اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کرنے کی مہلت دینا اگر اس اثناء میں وہ اطاعت قبول کر لیں تو درگزر کرنا ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا۔ مال واسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ معترض نہ ہونا کیونکہ ہم کو یہ امر یقینی معلوم ہو گیا ہے کہ ان کو اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے۔

مدینہ شریف کی توہین اور ناکہ بندی

جب اہل مدینہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے بنی امیہ کا مروان کے گھر میں نہایت سختی سے حصار کر لیا اور بالآخر یہ عہد و پیمان لے کر آزاد کیا کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کریں گے دوسروں کے ساتھ ہو کر اہل مدینہ کی مخالفت نہ کریں گے۔ مسلم بن عقبہ سے اور ان لوگوں سے وادی القریٰ میں ملاقات ہوئی۔ عمر بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے بتلانے سے انکار کیا لیکن ان ہمرائیوں نے بتا دیا۔ مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی نخلہ سے ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ گیا۔ اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا۔ امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمہاری خونریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ پس اگر اس اثناء

میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فبہا۔ میں فوراً مکہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اس کو بیان کرو۔ جب یہ معیاد گذر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ تم جنگ کرو گے یا صلح اہل مدینہ نے کہا ہم جنگ کریں گے۔ مسلم نے سمجھایا کہ جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کر لو۔ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ اہل مدینہ اپنی رائے پر جمے رہے۔ بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی

لڑائی کا آغاز

عبدالرحمٰن بن زہیر بن عوف خندق پر متعین کیے گئے جس کو اہل مدینہ نے بطور شہر پناہ کے کھود کر بنایا تھا۔ عبداللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کی ایک سمت پر۔ معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لیے ہوئے دوسری جانب مامور ہوئے۔ اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی انہوں نے ایک بڑے لشکر کوفہ کے راستے کی ناکہ بندی کر لی۔ مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس مردانگی سے دست بدست لڑے کہ سوارِ شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا

مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بہ اجازت عبداللہ بن حنظلہ بیس ۲۰ سواروں کو لے کر مسلم پر حملہ کیا۔ شامی پیادوں کے رخ پھر گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے اس کے بعد عبداللہ نے حسب درخواست فضل بن عباس کل سوارانِ مدینہ کو ان کی ماتحتی میں بھیج دیا فضل بن عباس نے اس قدر تیزی سے

حملہ کیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا۔ سوار و پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی مسلم کے ارد گرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے پہنچ کر مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ ہی خود بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ فضل جوش مسرت سے چلا اٹھے۔ قتلت طاغية القوم و رب الكعبه و الله (میں نے گمراہ قوم کے سردار کو قتل کر ڈالا) مسلم بن عقبہ بولا تم نے دھوکا کھایا وہ ایک رومی غلام تھا۔ فضل نے جھپٹ کر علم اٹھا لیا مسلم نے لشکر شام کو للکارا۔ سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر لڑتے لڑتے فضل شہید ہو گئے۔ تب اس نے اپنے ہمراہیوں کو عبداللہ بن حنظلہ کی طرف جس وقت عبداللہ بن حنظلہ اپنی رکاب کی فوج کو لشکر شام پر حملہ کرنے کو ابھار رہے تھے۔ حصین بن نمیر و عبداللہ بن عفاۃ الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لیے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمرائیوں پر تیر باری کرتے ہوئے بڑھے عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا۔ جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے۔ لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت اسیری سے یکے بعد دیگرے لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن حنظلہ کے کل لڑکے اخیافی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس۔ عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب۔ وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن خاطب۔ زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف۔ و عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت پیا۔ ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا

مدینہ شریف میں قتل عام

مسلم بن عقبہ قتل وغارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا تین روز تک قتل عام، کا بازار گرم رکھا شامی لشکر نے لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل بن سنان اشجعی محمد بن ابی حذیفہ۔ محمد بن الجہیم وغیرہ کو گرفتار کرا کے قتل کرا دیا۔ اس واقعہ میں ۳۰۶ آدمی شرفاء قریش وانصار اوران کے علاوہ قبائل وموالی اس تعداد کے دو چند کام آئے۔ چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل وغارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کیے جانے کا حکم دیا لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے۔ جو جہاں ملتا اس کو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۳ تا ۱۲۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۹۴ طبع مصر) (عقد الفرید ابن عبدربہ ج ۲ ص ۳۱۲ طبع مصر) (طبری ج ۴ ص ۲۸۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷

پگڑیوں اور جوتوں کا ڈھیر ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں

۶۳ھ میں واقعہ حرہ ہوا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معزول کر دیا اور قریش پر حضرت عبداللہ بن مطیع اور انصار پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو امیر مقرر کر دیا تو اس کے آغاز میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور منبر کے پاس جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص کہنے لگا میں نے یزید کو یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ پگڑی اتار دی ہے اور وہ اسے اپنے سر سے پھینکنے لگا اور دوسرا شخص

کہنے لگا میں نے اسے یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ جوتی اتار دی ہے حتیٰ کہ وہاں پر بہت سی پگڑیاں اور جوتیاں اکٹھی ہو گئیں پھر انہوں نے اپنے درمیان سے یزید کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان بن عم یزید کو نکالنے اور بنی امیہ کو مدینہ سے جلاوطن کر دینے پر اتفاق کر لیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۵ مترجم طبع کراچی) (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۶ طبع کراچی)

یہ لٹیرے کون تھے جنہوں نے مدینہ کی حرمت کو پامال کرنے سمیت سب کچھ لوٹ لیا

المدائنی نے بحوالہ ابی قرۃ بیان کیا ہے کہ ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ معرکہ حرہ کے بعد اہل مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے خاوند کے بغیر بچوں کو جنم دیا اور سادات صحابہ کی ایک جماعت روپوش ہو گئی جن میں حضرت جابر بن عبداللہ بھی شامل تھے اور حضرت ابوسعید خدری نے باہر نکل کر پہاڑ میں ایک غار کی پناہ لے لی تو ایک شامی شخص آپ سے آ ملا۔ آپ بیان کرتے ہیں جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنی تلوار سونت لی اور اس نے میرا قصد کیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے مجھے قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ پس میں نے اپنی تلوار کو سونگھا۔ پھر میں نے کہا (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے اور تو دوزخیوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی جزا ہے) جب اس نے یہ بات دیکھی تو کہنے لگا آپ کون ہیں۔ میں نے کہا میں ابوسعید خدری ہوں اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی میں نے کہا ہاں تو وہ مجھے چھوڑ کر چلتا بنا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب کو مسلم

کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ سے کہا بیعت کیجئے آپ نے فرمایا میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیرت پر بیعت کروں گا تو اس نے آپ کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور ایک آدمی نے گواہی دی کہ آپ مجنون ہیں تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷ از دیوبندی

نیز یہی لکھتے ہیں یزیدی مظالم کا نشانہ ۱۰دس ہزار سات سو آدمی بنے

المدائنی نے اہل مدینہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے زُہری سے پوچھا کہ یوم حرہ کو کتنے آدمی قتل ہوئے تھے اس نے کہا انصار و مہاجرین میں سے سات سو ۷۰۰ سرکردہ لوگ اور موالی کے سرکردہ لوگ اور جن آزاد اور غلام وغیرہم کو میں نہیں جانتا وہ دس ہزار تھے (یعنی کل دس ہزار سات سو)۔ راوی بیان کرتا ہے کہ معرکہ حرہ ۲۷ ذوالحجہ ۶۳ھ کو ہوا تھا انہوں نے تین دن مدینہ کو لوٹا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۳ طبع کراچی) (تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۹۲ صفدر اوکاڑوی دیوبندی طبع ملتان)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ و ۳۱۷

کیوں جناب بندیالوی صاحب آپ نے بے دھڑک لکھ مارا دنیا جہان کے جھوٹ کے پلندے اس واقعہ کی بنیاد بنا کر بولے اور لکھے جاتے ہیں میں پوچھتا ہوں کیا تمام احادیث جو میں نے نقل کیں وہ اور تمام علماء محدثین اور مؤرخین یہ جو حقائق لکھ گئے ہیں یہ جھوٹ ہیں یا یہ سب شیعہ تھے یا پھر تم حقائق کو جھٹلاتے پھرتے ہو جان بوجھ کر اور شور مچاتے پھرتے ہو اس واقعہ کا رونا سب

سے زیادہ رویا جاتا ہے ارے ظالم تم نے ان تمام لوگوں کی محنتوں پر اور خدمت اسلام پر پانی بہایا تو کیوں نہ ہم تیرے اوپر روئیں اور تیری ماں پر روئیں جس نے یہ گندا فضلہ نکالا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

اس لرزہ خیز واقعہ میں بارہ ہزار ۱۲۴۹۷ چار سو ستانوے آدمیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور ایک ہزار عفت مآب کی عزت لوٹی گئی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

علامہ قرطبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ مقام حرہ میں نہایت ذلت وخواری سے شہید کر ڈالا اور تین دن تک مسجد نبوی کی حرمت پامال کی اس لیے اسے واقعہ حرہ کہتے ہیں یہ مقام مسجد سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک میل کی دوری پر واقع ہے اس فتنہ میں ایک ہزار سات مہاجرین وانصار اور علماء و تابعین اخیار کو قتل کیا گیا سوائے معصوم بچوں اور عورتوں کے دس ہزار عوام الناس کو قتل کیا گیا سات سو حافظ قرآن شریف اور قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالے سوائے میدانِ کربلا کے شہداء بچوں اور عورتوں کے علاوہ مدینہ طیبہ میں بارہ ہزار چار سو ستانوے حضرات کو یزید کی فوج نے بحکم یزید پلید ظلم وستم سے شہید کیا

لعنۃُ اللہ علیہِ و علیٰ اعوانِہٖ و انصارہٖ الی یوم الدین

اس کے علاوہ ان بدبختوں نے فسق وفساد اور زنا مباح قرار دے دیا۔

یہاں تک لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورت نے اولادِ زنا کے بچے

جنے ازلی شقیوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں گھوڑے باندھے اور حضور کے روضہ اور منبر کے مابین مقام کو جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روضة من الریاض الجنة گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے اور لوگوں سے یزید کی جانب سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تم کو بیچے چاہے آزاد کرے چاہے خدا کی عبادت کی طرف بلائے چاہے معصیت کی طرف (بلائے) جب حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یزیدی ٹولا) سے کہا کہ بیعت تو کم از کم قرآن شریف اور سنت پر لینی چاہیے تو ان کو یزیدی نے اسی وقت شہید کر دیا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار نے لکھا کہ مدینہ منورہ ان دنوں آدمیوں سے بالکل خالی ہو گیا تھا وہاں کے پھل پھول نصیب جانوراں صحرا ہو چکے تھے یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کتوں نے ڈیرے ڈال دیے تھے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشین گوئی کا ظہور بصدق ہوا

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۰، ۴۰ طبع مکتبہ جدید کراچی) (سیرتِ حلبیہ ۵۳۰ ج ا مترجم اسلم قاسمی دیوبندی طبع دار الاشاعت کراچی)

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اسلم قاسمی دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت

چنانچہ حرہ کے مقام پر یزید کی فوجوں اور مدینہ کے مسلمانوں کے درمیان زبردست اور خون ریز لڑائی ہوئی جس میں ایسا لگتا تھا کہ مدینے کا آخری آدمی تک قتل ہو جائے گا اس لڑائی میں حضرات صحابہ اور تابعین جو یزید کے خلاف تھے کی ایک بہت بڑی تعداد شہید ہو گئی اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم۔ حدیث (۱) نے بہت پہلے حرہ کے مقام پر پیشن گوئی فرمائی تھی کہ یہاں میرے بڑے بڑے صحابہ قتل ہوں گے ایک قول یہ ہے کہ اس لڑائی میں شہید ہونے والے صحابہ صرف تین سو تھے اور ان میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بھی تھے اس لڑائی کے بعد یزید کے فوجیوں نے مدینہ کو لوٹا اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی بے آبروئی اور عصمت دری کی جن میں بڑے بڑے صحابہ کی صاحبزادیاں بھی شامل تھیں جب تک یہ افسوس ناک لڑائی ہوتی رہی نہ مسجد نبوی میں اذان ہو سکی نہ جماعت ہو سکی یہ لڑائی تین دن تک ہوئی جو یزید کے حکم پر اور اس کی ہدایتوں کے مطابق ہوئی اور وہ اپنے آپ کو اس وقت خلیفۂ رسول اور امیر المومنین کہتا تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس لشکر نے جو کہ یزید نے مدینے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ زبردست فتنہ وفساد اور خون ریزی کی اور مسلمانوں کو قید کیا اور مدینے میں قتل عام کو جائز رکھا اس جنگ میں صحابہ کرام اور تابعین میں سے ایک مخلوق شہید کی گئی۔ قریش اور انصاریوں میں کے شہیدوں کی تعداد تین سو چھ مردوں تک ہے اور قرآن کے قاری جو شہید کیے گئے ان کی تعداد سات سو تک ہے۔ ابن دحیہ کی کتاب تنویر میں ہے کہ مہاجر اور انصاری مسلمانوں میں سے ایک ہزار سات سو آدمی ہلاک کیے گئے اور سات سو قرآن پاک کے حافظ قتل کیے گئے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں باندھا گیا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزار مبارک اور منبر شریف کے درمیان لید اور گوبر کیا مدینے کے لوگ اس قدر خوفزدہ کر دیے گئے تھے کہ کتے مسجد نبوی میں داخل ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر شریف پر پیشاب کرتے جاتے تھے

(سیرت حلبیہ ج ا ص ۵۳۰ طبع دار الاشاعت کراچی)

قارئین یہ ہے واقعہ حرہ کی لرزہ خیز داستان جس کو پڑھ کر دل ہل جاتے ہیں اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لکھنے سے ہاتھ کانپتے ہیں کہ یزیدی بدمعاش کتنے ظالم تھے جنہوں نے نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کی عزت کا خیال کیا نہ ہی مسجد نبوی کی حرمت کا خیال کیا نہ ہی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پاس کیا وحشیوں کی طرح ظلم کرتے گئے ابھی بندیالوی جیسے شاطر کہتے ہیں یزید بڑا نیک تھا۔

جب کہ قرآنِ حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں میں نام خدا لینے سے روکتے ہیں یا ذکر سے روکتے ہیں یا ان کی ویرانی کی کوشش کرتے ہیں

(پ ا۔س البقرۃ،ایت ۱۱۳)

یہ تو حکم ہر مسجد کے لیے ہے لیکن ان ظالموں نے کسی عام مسجد کی توہین نہ کی بلکہ خاص الخاص مسجد نبوی کی توہین کی حتیٰ تین دن تک نہ اذان نہ جماعت بلکہ وحشی جانور گندگی پھیلاتے رہے کتے داخل ہوتے رہے اور پیشاب کرتے رہے اس سے بڑھ کر ویرانی کیا ہو سکتی ہے علماء سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ مسجد میں شور وغل کرنا حرام دنیاوی باتیں کرنا حرام بلکہ دنیا کی باتوں کے لئے مسجدوں میں بیٹھنا حرام ہے اشباہ ونظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے لیکن ان بدبخت یزیدیوں نے یزید کے حکم سے ہر شرعی حکم کی دھجیاں اڑا دیں اور اپنی بدمستی کا خوب اظہار کیا پھر ان عفت مآب ماؤں اور بہنوں کی عزت کو ان اندھوں نے وحشی جانوروں کی طرح تار تار کر دیا جس کے نتیجے میں ایک ہزار عورتوں نے

ناجائز حمل جنے لیکن کیا کہوں ان دُرندوں کو جوان وحشیوں کا دفاع کرتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سب جھوٹ کے پلندے ہیں اب آیئے ذرا احادیث کا مطالعہ کرلیں تا کہ ان درندہ صفت یزیدی حمایتیوں کو معلوم ہو جائے کہ اس

شہر شاہِ خوباں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت کیا تھی

لیکن ان درندوں نے پامال کردی

حدیث

مدینہ شریف وہ شہر ہے جو نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت پیارا تھا جس کی مٹی میں بھی اللہ نے شفا رکھی جس کی آب و ہوا کو پاک کر دیا گیا اس شہر کی توہین کی گئی جس شہر کے متعلق اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں دعا فرمائی اے اللہ عز و جل تیرے بندے اور تیرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے برکت کی دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اہل مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما جس قدر برکت تو نے اہل مکہ کو عطا فرمائی اور اس برکت کے ساتھ ۲ دو مزید برکتوں کا اضافہ فرما۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الحج باب فضلِ مدینہ ص ۹۷ طبع بیروت) (ترمذی شریف فضائل مدینہ۔ مشکوٰۃ شریف باب فضائل مدینہ) (سُبل الھدٰی والرشاد از امام یوسف الصالحی الشامی ج ۳ ص ۱۳۱ طبع قاہرہ)

حدیث (۲)

اس شہر کی حرمت پامال کرنے والوں کی مذمت میں نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اہل

مدینہ کو ازراہ ظلم خوفزدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوفزدہ کرے گا اس پر اللہ کے فرشتوں اور سب لوگوں کی پھٹکار ہوگی اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ عذاب پھیرے گا اور نہ کوئی معاوضہ قبول کرے گا

(رواہ الامام احمد و مسلم شریف) (سبل الہدیٰ والرشاد ج ۳ ص ۴۴۶ طبع القاہرہ) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۹

حدیث (۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور مکہ والوں کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ کے صاع اور مد میں (برکت) کے لئے ابراہیم علیہ السلام سے دو چند کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الحج باب فضل مدینہ اور حرم مدینہ ص ۲۰۷ طبع بیروت)

حدیث (۴)

یہ بھی پڑھ لیں فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا دیگر مساجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے

(مسلم شریف ص ۲۰۷ طبع بیروت) (مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۱۱ طبع دارالفکر بیروت)

ایسی عظمت والی مسجد کی توہین کی گئی پہلی حدیث پر غور کریں جن میں فرمایا ۲ مرتبہ مکہ مکرمہ سے زیادہ فضیلت عطا فرما اس کے مطابق تو ایک نماز کئی لاکھ نمازوں سے زیادہ ثواب رکھتی ہے

زبردستی یزید کی بیعت لی گئی اور شہید ہونے والوں کا مقام

مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں داخل ہو کر لوگوں کی بیعت کی دعوت دی کہ

وہ یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں اور وہ ان کے خون۔ اموال اور اہل کے متعلق جو چاہے فیصلہ کرے..... جب اہل حرہ قتل ہوئے تو مکہ میں اس شب کی شام کو ابو قبیس پر ایک ہاتف نے آواز دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے سن رہے تھے۔ روزہ دار۔ فرماں بردار۔ عبادت گزار۔ نیک۔ ہدایت یافتہ حسن سلوک کرنے اور کامیابی کی طرف سبقت کرنے والے۔ دارارقم اور بقیع میں کیسے کیسے عظیم اور خوبصورت سردار اور مدینہ شریف کے علاقے میں کیسی کیسی رونے اور چلانے والیاں ہیں۔ اس نے نیک اشخاص اور نیکوں کے بیٹوں کو قتل کر دیا ہے جو بارُعب اور سخی تھے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگوں تمہارے اصحاب قتل ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ص ۴۱۳ و۴۱۴ طبع کراچی) (سیرت حلبیہ ج ا ص ۵۳۱ طبع دارالاشاعت کراچی)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۸۶ و۲۸۸) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۴ طبع ملتان)

یزید نے حد سے تجاوز کیا

لیکن اس (یزید) نے مدینہ کو تین دن مباح کر کے حد سے تجاوز کیا جس کے باعث بڑا اشر پیدا ہوا۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ص ۴۳۱ و۴۰۹ طبع کراچی)

بہر حال ان حالات وواقعات پر غور کریں تو یہ بات واضح ہے یزید نے اور اس کی فوجوں نے ظلم کی انتہا کر دی جو شخص ملا قتل کر دیا اور جو عورت دیکھی اس کی عزت لوٹ لی گئی جس نے کہا بیعت تو کم از کم قرآن وسنت پر لو اس کو قتل کر دیا گیا یہاں تک کہ مدینہ شریف کے لوگوں کو بہت زیادہ خوف زدہ کر دیا گیا بعض

ڈر اور خوف کی وجہ سے روپوش ہو گئے یعنی پہاڑوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے دن گزارتے رہے۔

یزید کی بہت بڑی غلطی ابن کثیر لکھتے ہیں

یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہنے میں کہ وہ مدینہ کو تین دن تک مباح کر دے فحش غلطی کی ہے اور یہ ایک بہت قبیح غلطی ہے اور اس کے ساتھ بہت سے صحابہ کرام اور ان کے بیٹوں کا قتل بھی شامل ہے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا اور ان تین ایام میں مدینہ منورہ میں بے حد وحساب عظیم مفاسد رونما ہوئے۔ جنہیں (صحیح طور پر) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس نے مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی حکومت اور اقتدار کو مضبوط کرنا اور کسی جھگڑا کرنے والے کے بغیر اپنے ایام کو دوام بخشنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادے کے خلاف اسے سزا دی اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا جو جابروں کو ہلاک کرنے والا ہے اور اس نے غالب مقتدر کی طرح گرفت کی اور اسی طرح تیرے رب نے ظالم بستوں پر گرفت کی بلاشبہ اس کی گرفت دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (تجلیات صفدر ج ا ص ۵۹۳۔ از دیوبندی صفدر اوکاڑوی طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

بندیالوی اینڈ کمپنی آپ اگر ان حقائق کو بنظرِ انصاف پڑھو گے تو پھر حقائق تم کو مجبور کریں گے کہ ہمیں تسلیم کرلو اور یقیناً تمہارے لیے مشعل راہ ثابت

ہوں گے لیکن اگر آپ خارجی اور ناصبی ہونے کا ثبوت قائم رکھیں اور یزید پلید کے دفاع کو نہ چھوڑیں اور اپنی ضد وعناد پر قائم رہیں تو پھر ہم اہلسنت و جماعت یہ کہیں گے کہ تم صحابہ۔ کرام علیہم الرضوان پر ظلم کرنے والوں کا دفاع کر کے اپنے آپ کو گستاخانِ صحابہ کی فہرست میں شامل ہو گئے ہو اہلبیت کے گستاخ تو تم تھے ہی جھوٹی محبت کا اظہار جو صحابہ سے کر رہے ہو وہ بھی ختم ہو چکا پھر سیدھا نام اپنا اور اپنی جماعت کا شیعہ رکھ لو کیونکہ وہ بھی دونوں کے گستاخ اور تم بھی

قل ھا تو برھانکم ان کنتم صدقین

احادیث میں مذمت اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنے اور ظلم کرنے والوں کی سزا:

حدیث نمبرا:۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے

(صحیح بخاری شریف مترجم عبدالدائم دیوبندی ج ا ص ۷۰ ۹ طبع اقبال ٹاؤن لاہور) (صحیح بخاری شریف عربی ج ا ص ۲۵۲ باب فضائل مدینہ)

حدیث ۲:۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ فلاں جگہ (کوہ عیر) سے لے کر فلاں جگہ (کوہ ثور) تک حرم ہے نہ یہاں کے درخت کاٹے جائیں نہ اس جگہ کوئی بدعت پیدا کی جائے جو شخص یہاں بدعت پیدا کرے گا اس پر خدا کی اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کی

لعنت ہے

(صحیح بخاری شریف ج ا ص ۹۶۶ طبع لاہور عربی ج ا ص ۲۵۱)

حدیث ۳:۔

فرمایا مدینہ کے مشرق و مغرب کا درمیانی حصہ حرم ہے۔نہ یہاں کے درخت کاٹے جائیں نہ اس جگہ کوئی بدعت پیدا کی جائے جو شخص یہاں بدعت پیدا کرے گا اس پر خدا کی اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے

حدیث ۴:۔

فرمایا مدینہ حرم ہے جو اس میں نئی بات نکالے گا اس کے نہ فرض قبول ہونگے نہ نفل اس پر خدا۔فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت

(بخاری شریف ج ا ص ۹۶۷ مترجم وہابی طبع اقبال ٹاؤن لاہور)(مشکوۃ شریف باب فضائل مدینہ)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۹ از دیوبندی طبع لاہور)

امام مسلم روایت نقل کرتے ہیں

حدیث ۵:۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں اس طرح پگھلائے گا جس طرح سیسہ پگھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے

حدیث ۶:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ حرم ہے لہٰذا جو شخص اس میں کوئی جرم کرے گا یا کسی جرم کرنے والے کو پناہ دے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل

(صحیح مسلم شریف باب فضلِ مدینہ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف باب فضائل مدینہ) (تقریباً یہ تمام احادیث ملاحظہ ہوں البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۴ طبع کراچی) (الصواعق المحرقہ ص ۳۵ ۷ طبع فیصل آباد)

جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں گھل کر کون مرا

یزید کی برادری کے پاس صرف ایک حدیث بخاری کی تھی ہم نے اس کے جواب میں بخاری سے لکھا اب یہ تمام مزید برآں یزید پر فٹ ہیں آپ نے فرمایا جو اہل مدینہ کے ساتھ مکر و فریب یا خوفزدہ کرنے کا ارادہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی تمام انسانوں کی لعنت ہے مسلمانوں ذرا غور کرو یزید نے صرف اہل مدینہ کو ڈرایا نہیں بلکہ بغیر کسی جرم کے قتل کیا اور کرایا آپ نے فرمایا جو ایسے ظالموں کو پناہ دے گا اس کو بھی اور ڈرانے دھمکانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسے پگھلائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے یا جیسے سیسہ آگ میں پگھلتا ہے اور ایسوں پر اور ایسوں کا دفاع کرنے والوں پر خدا کی خدا کے فرشتوں کی تمام انسانوں کی لعنت ہے

مزید برآں نہ اس کے نفل قبول نہ اس کے فرض قبول

یزید کے نامہ اعمال میں پہلی زندگی کے جو بھی اچھے اعمال تھے وہ سب کے سب ان احادیث کے مطابق ختم اور مردود مقبول اور آگے جا کر ان شاء اللہ

لکھوں گا یزید کے پاس اعمال تھے ہی نہیں نمازوں کو چھوڑنے والا شراب کو حلال کرنے والا ہر برائی کا مجسمہ یزید تھا۔

فاعتبر و یا اولی الابصار

شارحین بخاری علامہ کرمانی اور صاحب عمدۃ القاری لکھتے ہیں

یعنی مدینہ والوں سے مکر کا ارادہ کرے یا انہیں خوفزدہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ڈھیل نہیں دے گا اور نہ یہ ممکن ہے جیسا کہ بنوامیہ کے دور میں مدینہ والوں سے لڑنے والوں کا حال ظاہر ہے مثل مسلم بن عقبہ کے کہ وہ واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا۔ پھر اس کو بھیجنے والا یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت بھی اس کی دلیل ہے

(کرمانی شرح صحیح بخاری ج۹ ص ۶۸ طبع بیروت) (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۱۰ ص ۲۴۱ طبع بیروت)

خدا کے قہر و غضب کی بجلیاں ایسی گریں کہ فوراً انتقام کی صورت میں دونوں واصل جہنم ہوئے اور ان کے ساتھیوں کا بھی بُرا حشر ہوا اور بندیا لوی کا ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں حدیث:

ان احادیث کی شرح میں شاہ صاحب فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ ایک روز۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا کی اے اللہ جو شخص میری اور میرے شہر والوں کی برائی کا ارادہ کرے اس کو جلا کر ہلاک کر چنانچہ وہ واقعہ جو یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں واقع

ہوئے ہیں اس حدیث کے مشاہد حال ہیں

(تاریخ مدینہ ص ۳۵ طبع مکتبہ جدید کراچی)

صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا
فریبِ کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

نیز حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں

جس طرح کہ یزید بد بخت کا حال واقعہ حرہ کے تھوڑے دنوں بعد ہوگیا کہ ہلاک ہوا عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا اردق اور سل کی بیماری سے پگھلا اور فانی ہوگیا

(اشعۃ اللمعات ج ۳ باب فضائل مدینہ ص ۸۳۳ طبع لاہور)

واقعہ حرہ میں جو ظلم کیے گئے یزید ان پر خوش ہوا۔ امام ابن سعد و ابن کثیر لکھتے ہیں

جب یزید کو اہل مدینہ کے حالات اور مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج نے حرہ میں جو سلوک ان کے ساتھ کیا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ یزید اپنے آپ کو امام سمجھتا تھا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

فزاری اور سکونی کو مسلم بن عقبہ نے ان دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے اس (یزید) نے ان دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور شرف بخشا

(طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۸۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

میں پوچھتا ہوں ان یزید کے وکیلوں سے کہ اہل مدینہ پر فتح پانے کے بعد یزید نے اپنی فوجوں پر تین دن کے لئے مدینہ مباح کر دیا تھا۔ اور تین دن تک اہل مدینہ کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے اور ان کی عورتوں کی عصمت دری کی عام اجازت دے دی تھی اس کا کیا جواز تھا۔ پھر اس پر طرّہ یہ کہ یزید اس گھنونی سازش کے بعد بہت خوش ہوا اس کا کیا جواز تھا۔ ان تمام احادیث کو مدِ نظر رکھیں اور یزید کی ان سازشوں پر غور کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ یزید کتنا نیک ثابت ہوتا ہے یا بد بخت اور ظالم ثابت ہوتا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ یزید پلید نے ایسے کام کیے ہیں جو کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی نہیں کیے اگر شریعت کے قوانین اور اسلام کے اصولوں پر غور کریں

تو اسلامی قوانین ہرگز یہ اجازت نہیں دیتے کہ ایسا سلوک کسی کافر ملک کے کافروں سے کیے جائیں

جبکہ یزید نے مسلمانوں پھر وہ بھی قرون اولیٰ کے صحابہ کرام اور تابعین کے ساتھ ایسا کرنے کی اجازت و مباح ہونے کا حکم دیا پھر وہ بھی حرمِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے دے دیا۔ اگر اس اباحت سے مراد اباحت شرعیہ ہے تو یزید کے کفر میں کسی مسلمان کو شک نہیں اور اگر یہ غیر شرعی اباحت تھی تو اس میں کیا شک ہے کہ یہ اہل مدینہ کو ایذا پہنچانے انہیں ڈرانے اور دھمکانے اور اہل مدینہ کے جان و مال عزت و آبرو کو برباد کرنے کی اجازت ہے جبکہ بکثرت صحیح اور صریح متفق علیہ احادیث کے مطابق ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے

تاہم اس کا یہ فعل کفر نہیں اور اس پر شخصی لعنت جائز نہیں ہے البتہ صفات

کے اعتبار سے لعنت جائز ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکایا اور ان کو ایذا دی اس پر لعنت ہو

حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اہلبیت آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم امہات المومنین اور تمام صحابہ کی توہین کرنا حرام ہے اور یہ تنقیص کرنے کرانے والا ملعون ہے۔

(شفاء شریف ج ۲ ص ۴۸۸ طبع مکتبہ نبویہ لاہور)

میں پہلے لکھ آیا ہوں یزید نے اہلبیت کی توہین کی اور صحابہ کرام تابعین رضوان اللہ علیہم مع شہرِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و مسجد نبوی کی توہین کرائی مزید برآں تین دن مباح کرنے کی سزا جاری رکھی اللہ تعالیٰ نے ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام احادیث بالا سے پوری طرح واضح ہے کہ مدینہ و اہل مدینہ کی بے حرمتی کرنے والے کا انجام کیا ہوگا وہ یہ کہ دنیا میں پوری جملہ مخلوقات میں مبغوض ترین مخلوق میں اس کا شمار ہوگا۔

بلا شبہ یزید اور اس کے اعوان و انصار اللہ عزوجل کے اس فرمان کے مستحق ٹھہرتے ہیں بے شک وہ لوگ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا تکلیف دیتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے

(پ ۲۲ س الاحزاب ایت ۵۷)

بندیالوی کی خرافات پڑھیے کہ تمام صحابہ کرام کو باغی کہا

۱۹۸۰ء میں چند شرارتی لوگوں نے بیت اللہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ طواف

رک گیا۔ اذان بند ہوگئی تقریباً تیرہ دن جماعت نہ ہوسکی۔ پھر حکومت وقت نے کاروائی کی ٹینک داخل ہوئے۔ گولیاں چلیں۔ بیت اللہ کو بھی ایک دو گولیاں لگیں حکومت وقت نے بغاوت پر قابو پالیا۔ باغی گرفتار ہوئے۔ انہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ دیجئے کہ قصور کس کا تھا بیت اللہ کی بے حرمتی کا ذمہ دار کون ہے۔ باغی یا سعودی حکومت۔ ہر صاحب انصاف کا فیصلہ یہی ہوگا کہ جنہوں نے بغاوت کی وہی ذمہ دار ہیں۔ اور جنہوں نے بغاوت کو کچلنے کے لئے کاروائی کی وہ بیت اللہ کی بے حرمتی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اسی طرح واقعہ حرہ میں غلطی اور قصور باغیوں کا ہے۔ یزید کے لشکر نے تو اس بغاوت کو ختم کرنے کے لئے کاروائی کی تھی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۷۲ طبع سرگودھا)

یہ ہی تو صحابہ کرام کی گستاخی ہے بندیالوی ان کو بار بار باغی ثابت کرنے کے لئے مثالیں گھڑتے ہیں بندیالوی صاحب نے جو واقعہ گڑھا اس کا حوالہ کوئی نہیں اگر کوئی حوالہ ہوتا تو ہم اس کو تلاش کر کے لکھتے کہ اس کا پس منظر کیا تھا بہر حال آج کے دور کے ساتھ صحابہ کرام کے دور کی مثالیں دینا ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کی حکومتیں اور بدمعاش لوٹے حاکم بھی یزید سے کہیں کم نہیں ہیں اس کی مثالیں ماضی میں بھی بہت گزر چکی ہیں اور موجودہ دور میں بھی ہیں ماضی کی طرف دیکھیں اکبر بادشاہ کے ساتھ بھی کئی درباری ملاں تھے جس طرح بندیالوی نے اپنی لاڈلی حکومت سعودی سے ریال حاصل کرنے کے لئے ان کا دفاع کیا اسی طرح وہ اکبر بادشاہ کے حمایتی تھے لیکن ان کی سرکوبی کے

لیے اللہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا اسی طرح ہر دور میں ظالم و جابر اور عیاش پرست حکمرانوں کی سرکوبی کے لیے اللہ رب العزت اپنے پیاروں کو بھیجتا رہا کبھی انبیاء کی صورت میں تو کبھی صحابہ کرام کو تو کبھی اولیاء کو

اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے خلاف قدم اٹھایا جب وہ ظالم آپ کو اور آپ کے رفقاء کو ظلم کی تلوار سے دبوچ چکا تو صحابہ کرام نے مدینہ شریف سے ایک وفد یزید کے حالات جاننے کے لیے بھیجا جب وہ واپس آئے تو انہوں نے بتایا یزید شرابی زانی فسق و فجور میں سرعام مبتلا ہے اس کا کوئی دین نہیں تو تمام لوگ مدینہ شریف کے یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے باحوالہ گزر چکا لیکن اس خارجی یزیدی کو یزید پلید کی محبت کا ایسا نشہ چڑھا اس میں بدمست ہو کر اس کی صفائی کے پہلو تلاش کرتا پھرتا ہے اور ان جلیل القدر لوگوں کو باغی ثابت کرنے کے حیلے بہانے تلاش کرتا پھرتا ہے

میں ان یزید کے کاسہ برداروں، خارجیوں، بے ادبوں اور گستاخوں سے پوچھتا ہوں کہ بھٹو اور بھٹوازم کے خلاف نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقدس نام پر تحریک کیوں چلائی گئی تھی جس میں ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی اور ہر دینی مذہبی جماعت کے نمائندوں نے بھرپور حصہ لیا مثلاً اہلسنت و جماعت اسلامی جمعیت العلمائے اسلام و جمعیت العلمائے پاکستان اور جمعیت اہلحدیث وغیرہ جواب ملتا ہے بھٹو زانی و شرابی۔ فاسق و فاجر عیاش پرست و بدمعاش تھا اور قاتل جمہوریت آمر و ظالم تھا اس لیے سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیا یہ سارے علماء باغی تھے حکومت کے خلاف اٹھے تحریکیں چلائیں نہیں ہر ایک کا یہی جواب تو ان خارجیوں ناصبیوں کے اس اقرار کے بعد

اب پھر وہی سوال کیا یزید میں یہ تمام خرابیاں۔ بدعنوانیاں۔ بداخلاقیاں اور بد اعمالیاں نہیں تھیں یا تھیں اگر نہیں تھیں تو ثابت کرو اور بتاؤ صحابہ کرام اور تابعین معہ اول شہید کربلا اور اس کے خلاف کیوں اٹھے اور اگر تھیں بلکہ یقیناً تھیں تو پھر یزید پلید دین و مذہب کا باغی انسانوں مسلمانوں کا دشمن کیوں نہیں تمہارے نزدیک وہ امیر المومنین خلیفہ برحق اور پیدائشی جنتی کیوں لیکن میں ان خارجیوں کی عقل و دانشمندی پر حیران ہوں کہ جب یہ حقیقت ہے کہ زانی شرابی خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا باغی نافرمان اسلامی مملکت کا سربراہ شرعی طور پر نہیں ہوسکتا اور اگر زبردستی بن جائے تو اس کے خلاف آواز اٹھانا اور تحریک چلانا عین حق و ثواب اور افضل جہاد ہے نہ کہ بغاوت جب یہ درست ہے تو وہ کیوں نادرست ہے۔

یعنی نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظلومِ کربلا اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم خدا عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باغی کیوں حالانکہ حقیقت میں وہ دین اسلام کے دشمن زانی شرابی حکمران کے خلاف آواز اٹھا کر اور تحریک چلا کر عظیم مجاہد و غازی ٹھہرتے ہیں اور ایسے کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو باغی کہنے اور لکھنے والے خود دین کے دشمن اور باغی ہیں نہ کہ وہ اب پڑھیے ایسے ظالمو کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا مقام اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کیا ہے باغی یا اچھے مجاہد

حدیث: (۱) فضل الجهاد كلمة عدل عند سلطانٍ جابر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے

هٰذا حديث حسنٌ

(ترمذی شریف ص ۳۱۶) (سنن ابن ماجہ ص ۲۸۹) (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۱۴۱) (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۹ کتاب الفتن طبع قدیم بیروت)

میں کہتا ہوں ارے بدنصیبو اور ظالمو بروں کا دفاع کرنا چھوڑ دو اگر تم نے حدیث نہیں پڑھی تو پڑھ لو میں نے باحوالہ لکھ دی اہل مدینہ سے مسلم بن عقبہ نے بالجبر بیعت لی کہ تم یزید کے غلام ہو اس بات پر یزید کی بیعت کرو چاہے وہ تمہیں بیچ دے یا آزاد کرے جو کہتا میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر کتاب وسنت کی اطاعت پر بیعت کرتا ہوں تو اس پر ظلم کی تلوار چل جاتی ارے ظالم بندیالوی یہ تمہیں حق والے نظر آئے اور ان کے خلاف جہاد اکبر کرنے والے باغی نظر آئے کیا برا انتخاب یار لوگوں کا ہے۔

اللہ تمہیں عقل سلیم عطا فرمائے

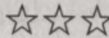
چلیے اب میں تمہاری رہنمائی کرتے ہوئے موجودہ دور میں پرویز مشرف کے خلاف تمہارے دیوبندیوں وہابیوں کے پیشواؤں اور کارکنوں کو پیش کرتا ہوں کہ یہ آئے دن حکومت وقت کے خلاف کتنی زیادہ بغاوت کرتے رہتے ہیں اس امید پر کہ شائد اتر جائیں تمہارے دماغوں میں میری باتیں

موجودہ دیوبندیوں وہابیوں کے سربراہان جناب فضل الرحمٰن اور قاضی، حسین احمد ولیاقت بلوچ وجمعیت علمائے اسلام کے ارکان وغیرہ کے حکمرانوں کے خلاف مزموم حربے ختم ہی نہیں ہوتے کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح

شرعی اصول فتنہ انگیز کون ظفر اللہ شفیق دیوبندی کے قلم سے

بات یہ کہ فتنہ انگیز وہ ہوتا ہے جو شریعت کے مسلمہ احکام اور طے شدہ سیاسی نظام سے انحراف کرے اور انسان کی فطری حریت کو سلب کر لے ایسے ظالم و جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا فتنہ نہیں افضل جہاد ہے۔ اگر کلمہ حق بلند کرنا فتنہ انگیزی ہے تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی آیات کا مفہوم کیا ہے

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۱۰۱ طبع صراط مستقیم مسلم کالونی باغبان پورہ لاہور)



باب ششم

دوسرا رخ واقعہ حرہ اور واقعہ کربلا کا فیصلہ اسلام آباد سے حل ہو گیا

جناب ظفر اللہ شفیق کے مطابق دیو بندیوں نے ایک طے شدہ سیاسی نظام سے انحراف کیا جس کی بنا پر دیو بندیوں اور حکومت کے درمیان جنگ ہوئی اب کہو ان سب کو باغی

خبر ہے لال مسجد اسلام آباد کے خطیب مولانا عبدالعزیز دیو بندی نے بروز منگل تین جولائی ۲۰۰۷ء بوقت دو پہر حکومت وقت کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا چنانچہ اس علان کو ٹی وی کے ذریعہ اور اخبارات کے ذریعے سے شائع کیا گیا

روزنامہ نوائے وقت بروز بدھ ۱۸ جمادالثانی ۱۴۲۸ھ ۴ جولائی ۲۰۰۷ء کے اخبار نے بھی اعلان جہاد کی خبر شائع کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اعلان جہاد کافروں کے خلاف کیا گیا تھا ہر گز نہیں مسلمانوں اور حکمرانوں اور فوج کے خلاف کیا گیا تھا۔ پھر بقول مولانا عبدالعزیز کے ان کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو خواب میں حکم کیا بشارت دی کہ تم اعلان جہاد کرو اس بشارت پر تو آگے جا کر گفتگو ہوگی۔ لیکن یہاں کیا یہ جہاد درست ہے اگر درست ہے تو کیوں اور کیسے درست

جبکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے

بھی تو حکومت کے خلاف قدم اٹھایا تھا وہ ان کے نزدیک کیوں نادرست پھر تعجب یہ بھی کہ وہ نہ اسلامی جہاد نہ مذہبی جنگ نہ وہ حق باطل کا تصادم ہوا نہ وہ کفر و اسلام کا معرکہ ہوا تو پھر ان دیوبندیوں کا یہ جہاد کیسے بن گیا

پھر صحابہ و امام کی حسنِ نیت پر شک بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مخلص نہ ہوں اور یہ دو غلے بھی دہشت گرد بھی اور ان کی حسنِ نیت پر بھی ہمیں بہت سے شکوک وشبہات لیکن اس کے باوجود یہ غازی بھی جہادی بھی یہ منافقت کہوں۔

دوسرا رخ اگر یہ ملاں کہیں کہ ہمارے مولوی صاحب کا اعلان جہاد بالکل درست تھا۔ حکومت کے خلاف اس لیے کہ حکومت فحاشی عریانی بدمعاشی پر اتر پڑی لہٰذا حکومت کے خلاف خروج کرنا عین اسلامی جہاد ہے اور ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے تو پھر میں کہتا ہوں جب یہ درست ہے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیوں نادرست تھا۔ جبکہ حکومت کی فحاشی عیاشی عریانی شراب نوشی وغیرہ برائیاں تھیں تو وہ کیوں ان کے نزدیک اسلامی جہاد نہ بنا حق و باطل کا معرکہ نہ بنا

یا پھر یہ خارجی یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم خارجی ناصبی یزیدی جو کام کریں وہ حق اور عین توحید ہوتا ہے اگر کوئی اور وہی کام کرے تو وہ اسلام کے خلاف بن جاتا ہے چاہے وہ کتنا بڑا ہو اور کتنی اونچی شان کا مالک ہو حتیٰ کہ جنتیوں کے سردار امام حسین ہوں وہ بھی غلط اور باغی۔ معاذ اللہ

۳۔ پھر یہ کہتے ہیں اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد درست ہو تو صحابہ کرام رضوان اللہ ضرور ساتھ دیتے منع نہ کرتے ان کا منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط تھے (معاذ اللہ)

الجواب

چلو میں تھوڑی دیر کے لئے یہی مان لیتا ہوں اور ان کو کہتا ہوں دوغلی پالیسی سے کام نہ لو انصاف سے کام لو اور انصاف کا تقاضا یہ تھا جب مولانا عبدالعزیز صاحب نے جہاد کا اعلان کیا تھا اس وقت سب کے سب دیو بندی وہابی ملاں بھاگ کھڑے ہوتے اسلام آباد کی طرف ان مولوی صاحبان کے ساتھ جا کر لڑتے مرتے جہاد کا ثواب لیتے۔ لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹ ہے۔ یہ لوگ ثواب اور جنت کی ٹکٹیں ان حضرات کو دیتے ہیں جو ڈالر ریال یا لاکھوں کروڑوں روپے ان کے آگے نچھاور کرتے ہیں انہیں کو دیتے ہیں اور خود مولانا عزیز اپنی جان کو عزیز جانتے ہوئے ایک گھناؤنی سازش کے تحت بھاگ کھڑے ہوئے ہیں انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کم از کم خود اپنے اعلان پر عمل کرتے ہوئے لڑتے لڑتے مر جاتے اور کسی نے کیا شامل ہونا تھا مولانا خود بُرقہ پہن کر فرار ہوئے مگر بد قسمتی سے گرفتار ہوئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا عزم کتنا پختہ تھا:

پھر ہم امام حسین وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو داد کیوں نہ دیں کہ واہ حسین تمہاری عظمتوں کو کروڑوں سلام تمہیں منع بھی کیا گیا لیکن تم نے فرمایا جو فیصلہ میں کر چکا ہوں وہ بدلوں گا نہیں اس پر پورا پورا عمل کروں گا تا کہ آنے والے لوگوں کو علم ہو جائے میں اپنی بات اور ارادے پر کتنا پختہ ہوں اور میرا جہاد افضل بھی ہے حق پر مبنی بھی ہے

نمبر۴:۔ اگر ان دیو بندیوں لال مسجد والوں کا جہاد مشرف حکومت کے خلاف

درست تھا تو باقی دیوبندی وہابی حضرات و مفتی صاحبان نے ان کے جہاد و طریقے کو کیوں غلط قرار دیا اور منع بھی کیا

یہ جہاد مفتی دیوبندی کے نزدیک غلط تھا

روزنامہ نوائے وقت سات ۷ جولائی بروز ہفتہ ۲۰۰۷ صفحہ نمبر ۱۰ بقیہ ۵۳ پر مفتی نعیم صاحب دیوبندی وہابی کا بیان یوں شائع ہوا۔ ان کے جہاد سے مسجد اور مدرسے کا نام بدنام ہو رہا ہے (ملک بدنام ہو رہا ہے) حکومت کو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لے تا کہ جانوں کا نقصان کم ہو۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے ان دونوں (یعنی عبدالعزیز و غازی عبدالرشید) بھائیوں کو بہت سمجھایا تھا کہ یہ عمل آپ کا غلط ہے

یہ جہاد وفاق المدارس اور دیوبندی علماء کے نزدیک غلط تھا

وفاق المدارس العربیہ کے مرکزی قائدین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مولانا حسن جان۔ ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر۔ مولانا محمد حنیف جالندھری اور جامع دارالعلوم کراچی کے مفتی اعظم مولانا مفتی رفیع عثمانی جسٹس ریٹائرڈ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ لال مسجد اسلام آباد اور جامع حفصہ کے معاملات کی سنگینی میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ ہم لال مسجد انتظامیہ کے مطالبات کی تائید کرنے کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ لال مسجد اور جامع حفصہ کے منتظمین نے جو طریق کار اختیار کر رکھا ہے وہ درست نہیں ہے۔ مگر انتہائی افسوس ہے کہ دونوں فریقوں نے ہماری اپیل پر کان نہیں دھرے اور جہاں لال مسجد کی انتظامیہ اپنے غلط طریقہ کار پر اڑی رہی ہے...... انہوں

نے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ لال مسجد اور جامع حفصہ کی انتظامیہ سے بھی مطالبہ کرتا ہے وہ حالات سے سبق حاصل کرے اور اپنی بے جا ضد پر ڈٹے رہنے کی بجائے ملک کے جمہور علماء اور دینی قیادت کے اصولی مئوقف کے سامنے سپر انداز ہو جائے کیونکہ اس کے سوا اس مسئلہ کا اور کوئی باوقار حل نہیں

(روزنامہ نوائے وقت بروز جمعہ چھ ۶ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۸ بقیہ ۵۴)

ان حقائق کے باوجود ان کا جہاد حق ۔غازی کا خط

روزنامہ نوائے وقت ۸ جولائی بروز اتوار ۲۰۰۷ء نے غازی کا خط شائع کیا ذرائع ابلاغ کے نام اپنے خط میں عبدالرشید غازی نے کہا ہے کہ ممکن ہے ان سطور کی اشاعت تک ہم محصورین لال مسجد شہادت کا اعلیٰ مرتبہ پا چکے ہوں نیز لکھا: ہماری تحریک نیک مقاصد کے لئے شروع کی گئی ہم اسلامی نظام کے مطالبے پر قائم ہیں ہم اس بات پر مطمئن ہیں کہ ہم نے ایثار۔ وفا اور قربانی کی راہ کا انتخاب کیا۔ ہم نفاذ اسلام کے مطالبے پر جان دینا سعادت سمجھتے ہیں ہمیں اللہ کی رحمت سے یقین ہے کہ ہمارا لہو انقلاب کی نوید بنے گا دنیا والوں نے کبھی ہمیں ایجنسیوں کا کارندہ کہا اور کبھی پاگل کہا آج بارود کی بارش ثابت کر رہی ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں بے شک اہل حق پر مصائب آنا حقیقت ہے اگر ہمارے امیر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے بسی میں شہید ہوئے تو ہم بھی اس قافلہ کے راہ رو ہیں ان شاء اللہ اسلامی انقلاب اس ملک کا مقدر بنے گا۔
چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت بروز اتوار ۸ جولائی ص ۸ بقیہ ۴۱ خط)

غازی عبدالرشید دیو بندی لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد اسلام کی خاطر تھا

کیوں جناب بندیالوی اینڈ کمپنی تمہارے ہم مسلک سب حقائق کو جھٹلا کر یعنی اجماع امت اور جمہور اسلام وملکی قوانین سب کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو اور اپنی تحریک کو صحیح اور سچا لکھ کر فیصلہ کرتے ہیں ہم اعلیٰ مرتبے والے شہید ہیں اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر تسلیم کر کے ان کے قدم کو اور ان کے جہاد کو اعلیٰ اور ان کو اعلیٰ شہید مان رہے ہیں لیکن تعجب ہے تم ابھی لکھتے پھرتے ہو کربلا کی جنگ اسلامی نہ تھی آخر تم نے یہ فتویٰ لال مسجد والوں پر کیوں نہ لگایا تمہارے ان فتوؤں کے لئے صرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں آخر تمہیں ان سے اتنی دشمنی کیوں ہے کربلا والوں نے تمہارا قصور کیا کیا ہے وہ تو بتائیں تم کربلا والوں کو اور واقعہ حرہ والوں کو تو باغی ثابت کر چکے لیکن لال مسجد و جامعہ حفصہ والوں کے خلاف آج تک تم نے کوئی فتویٰ شائع نہیں کیا نہ کوئی کتاب شائع کی بلکہ ان کے حق میں ان کو شہید ثابت کرنے کے لئے تمہارے فتوے اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور تم ان اپنوں کو اعلیٰ شہید ثابت کرتے ہو اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے بکتے ہو اسلامی نہ تھی حق باطل کی نہ تھی ارے ظالمو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے ان دہشت گرد مولویوں سے بھی گئے گزرے تھے نعوذ باللہ تمہاری ان باتوں سے ثابت یوں ہی ہوتے ہیں حالانکہ امام اور آپ کے رفقاء مع صحابہ اور حرہ میں شہید ہونے والے دہشت گرد نہ تھے لوگوں کو اغوا کرنے والے نہ تھے گورنمنٹ کی پراپرٹی پر قبضہ کرنے والے نہ تھے

مگر تمہارے نزدیک باغی تھے لیکن تمہارے یہ مولوی ان سب باتوں میں ملوث ہونے کے باوجود شہید بن جائیں اور وہ نہ بنیں یہ الٹی منطق تم نے کہاں سے سیکھی

کیا میں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارے ان مولویوں نے اسلام اور قرآن کے نام پر مدرسہ بنا کر اتنا اسلحہ کہاں سے حاصل کرلیا کہ اتنے دن حکومت سے لڑتے رہے اور طالبات وطلباء کا کہنا کہ ہمیں کمانڈوز کی تعلیم سکھائی جاتی تھی لوگوں نے بچے بچیاں بھیجے تعلیم لینے کے لیے تمہارے یہ رہنما ان کو فوجی بناتے رہے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیاری کراتے رہے یہ اسلام کی خدمت کرتے رہے یا دشمنی اور غداری کرتے رہے۔

ان دیوبندی وہابی ملاؤں کا جہاد کتنا دوغلا اور گستاخانہ تھا:

مولانا عبدالعزیز نے پی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے چہرے سے نقاب ہٹا کر کہا میری گرفتاری اللہ کا امر تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ جانیں ضائع ہو رہی ہیں تو عبدالرشید غازی سے مشورہ کیا کہ ہمیں یہاں سے خاموشی سے نکل جانا چاہیے...... میں نے سمجھا کہ اگر میں مسجد سے نہ نکلا تو طلبہ میرے لیے جانیں دے دیں گے اور نقصان ہوگا ہمارے لیے اور کوئی راستہ نہیں بچا تھا لہٰذا میں نے مسجد سے باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ فیصلے مقدر کے ہوتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں وہاں سے احسن طریقے سے نکلنا چاہتا تھا۔ گرفتاری نہیں دینا چاہتا تھا۔ شریعت ہمیں اجازت دیتی ہے کہ اگر انسان نکلنا چاہے تو چھپ کر نکل سکتا ہے اور اپنی جان بچا سکتا ہے...... اس طرح نکلنے کے بارے میں آراء مختلف تھیں۔ پہلے فیصلہ ہوا کہ عبدالرشید غازی باہر چلے جائیں اور میں یہاں رہ جاؤں

پھر رائے تبدیل ہوئی اور عبدالرشید غازی نے کہا کہ میں مذاکرات کر رہا ہوں اور اگر آپ نکلنا چاہیں تو نکل جائیں

(روزنامہ نوائے وقت چھ ۶ جولائی بروز جمعہ ۲۰۰۷ء ص ۱۰ بقیہ ۵۵)

قارئین اندازہ فرمائیں وہابیانہ منطق کا کیا انوکھا شاہکار ہے کس طرح یہ خود ساختہ منصوبے کے تحت لال مسجد سے فرار ہوئے مگر گرفتار ہوئے۔

میں کہتا ہوں اگر یار لوگوں میں اتنا ہی جذبہ جہاد تھا تو اتنا بڑا ڈرامہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ نام جہاد کا اصل میں اپنی مشہوری چاہتے تھے یہ لوگ پھر اگر یہی تم نے اسلام نافذ کرانا تھا بھاگنے کا وہ بھی برقہ پہن کر اسلام کی مسلمانوں کی علماء کی اور اپنے ملک پاکستان کی تذلیل کرانی تھی تو یہ ڈرامہ تم نے کیوں رچایا

مگر ہم اہلسنت و جماعت کہتے ہیں اصل میں تم لوگ اسلام کے ملکِ پاکستان کے دشمن ہو اسلام کا نام بدنام کرنے اور کرانے والے ہو تمہارے بڑے بھی ایسے ہی تھے جو کہتے تھے ہم پاکستان کی پے نہیں بننے دیں گے تم کہتے ہو بن تو گیا اب ہم اس کی تذلیل کرتے کراتے رہیں گے اور اپنا مقصد حاصل کرتے رہیں گے۔ جب تم نے بھاگنا ہی تھا تو حکومت کے ساتھ ٹکر لینے کی ضرورت ہی کیا تھی کہتے ہیں بندہ اپنا بھانڈا دیکھ کر سوال کرے زیادہ کسی نے ڈال دیا تو برتن اپنا ہی گندا ہوگا

پھر کہتے ہیں ہم نے یہ فیصلہ اس لیے کیا کہ جانوں کا ضیاع نہ ہو تو جناب یہ سوچ تمہیں پہلے کیوں نہ آئی اتنے زیادہ لوگوں کو مروا کر ہوش کیوں آئی پھر تم نے دوسرا ظلم عظیم کیا اگر جانیں بچانی تھیں تو پہلے ان سب کو باہر بھیجتے جن کو

زبردستی اندر بند کر رکھا تھا۔ لیکن ان کو نکالا نہیں اور نکلنے بھی نہیں دیتے جو نکلنے کا نام لیتا اس کو مارتے پیٹتے۔ لیکن خود بھاگ کھڑے ہوئے۔ مقصد یہ تھا کہ میں باہر جا کر حکومت کی آنکھوں میں دھول ڈالوں گا اور ان کو الو بناؤں گا۔ اور دوسرا اندر رہ کر ان طلباء کو ہتھیار بنا کر استعمال کرے گا

ظلم ہی ظلم طالبعلم جواد باہر جانے کی کوشش کرنے والوں کو گولی کا حکم

جواد اپنی بہن کو لینے مری سے آیا تھا اور مسجد کے اندر گیا جس کے بعد اس کو باہر آنے کی اجازت نہیں دی گئی جواد نے بتایا کہ وہ ٹوٹی ہوئی دیوار سے چھپ کر باہر آنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے بتایا کہ اندر مسلح لوگوں کے پاس پٹرول بم کلاشنکوف اور دوسرا اسلحہ دیکھا ہے جواد کی جیب سے ایک پرچی برآمد کی گئی جس پر جنت کی بشارت لکھی ہوئی تھی کہ شہید ہوئے تو جنت جائیں گے عمارت میں موجود مسلح افراد کی جانب سے یہ دھمکی دی جا رہی ہے باہر نکلنے کی کوشش کرنے والے کو گولی ماردی جائے گی

(روزنامہ نوائے وقت آٹھ جولائی بروز اتوار ۲۰۰۷ء ص ۸ بقیہ ۳)

ارے ظالمو زبردستی لوگوں اور طلباء کو اندر بند کر رکھا تھا پھر تم ان پر ظلم کروانے والے ہو اور خود جنت کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہو اپنی طرف سے جنت کی پرچیاں دیتے پھرتے ہو تم نے ظلم کی انتہا کر دی طلباء کو باہر بھی نہیں جانے دیتے نکلنے کا نام لینے والوں کو قتل کی دھمکیاں دیتے ہو اور خود اس جنت سے برقے پہن کر بھاگتے ہو میں پوچھتا ہوں ان بیچاروں کا قصور کیا تھا یہ ہے کہ آئے پڑھنے کے لئے تم ان کے ساتھ کیا کھیل۔ کھیل رہے ہو لیکن تعجب یہ کہ زبردستی

مروانے والوں کو تم جنت کی بشارتیں دیتے پھرتے ہو جیسے یزید کو باپ نے زبردستی بھیجا تم نے کہا جنتی ہو گیا

ان تمام ظلموں کے باوجود تمہارا جہاد اسلامی تمہارے مرنے والے شہید اور جنتی لیکن تمہاورے ہم مسلک جیسے ملاؤں کے نزدیک امام حسین مع صحابہ کرام رضوان اللہ کا جہاد نہ اسلامی نہ حق و باطل کا معرکہ نہ وہ جنتی بلکہ وہ باغی بنتے ہیں یہ الٹے سبق تم نے کہاں سے پڑھ لیئے۔

مزید ایک طالب علم کا بیان پڑھیے باہر جانے کا نام لینے والوں کو بندوق کے بٹوں سے مارتے ہیں

روزنامہ نوائے وقت بروز ہفتہ سات جولائی ۲۰۰۷ء بقیہ ۴۴ نے شائع کیا ایک طالب علم نے کہا پانچ دنوں سے بھوکے اور پیاسے ہیں جب ہم باہر جانے کا نام لیتے ہیں تو ہمیں بندوقوں کے بٹوں سے مارا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تمہارا جینا اور مرنا جامع حفصہ ہی میں ہے۔

کیا انوکھی تعلیم دی جاتی رہی طالبہ نازیہ کا بیان

نازیہ نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بندوق سے اس کا رشتہ بہت پرانا ہے اس جیسی کلاشنکوف تو بڑے بڑے ماہر نہیں چلا سکتے۔ مدرسہ میں طالبات کو اسلحہ چلانے کی تربیت دینے کے حوالے سے نازیہ نے کہا کہ خواتین کو بھی کمانڈوز کی طرح تربیت دی جاتی ہے۔ جامعہ میں ہماری بڑی استانی ابعی جان ہمیں گراؤنڈ میں جمع کر کے ڈنڈا چلانے اور کراٹے کی تربیت دیتی ہیں۔ اگر یہ لوگ آنسو گیس اتنی زیادہ نہ پھینکتے تو ہم ان کا برا حشر کر دیتے کیونکہ

ہمیں ایسے مواقع کے لیے ہی تربیت دی گئی۔ ابعی جان کی بیٹی ہالہ باجی عربوں کی طرح کے کپڑے پہنتی ہے اور ہر وقت بندوق اور مشین گن کندھے سے لٹکا کر پھرتی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت پانچ جولائی بروز جمعرات ص ۸ بقیہ ۴۱)

تمام اخبارات نے وقتاً فوقتاً ان حقائق کو شائع کیا۔

واہ دیو بندیو وہابیو کیا اعلیٰ جدید تعلیم تم اپنے مدرسوں میں پڑھاتے ہو۔ میں کہتا ہوں تم لوگوں نے پہلا ظلم یہ کیا کہ لوگوں نے بچے بچیاں بھیجے قرآن و حدیث کی تعلیم کے لیے لیکن تم نے اپنے مدرسوں کو فوجی کیمپ بنا رکھا ہے شاباش تمہاری پڑھائی کو اور تمہارے مدرسوں کو لوگو ہوشیار ہو جاؤ ان لوگوں نے قرآن و حدیث کے نام پر چندے لے کر مدرسے بنا کر اندر کراٹے سیکھانے اور کمانڈوز بنانے کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے اور طلباء و طلبات کو دہشت گرد بنانے کی تعلیم جاری کر رکھی ہے لہٰذا اپنے بچوں کا مستقبل مت برباد کرو اور ایسے لوگوں سے بچو اور بچاؤ یہ دعویٰ قرآن وحدیث کا صحابہ کے طریقوں پر چلنے کا کرتے ہیں میں پوچھتا ہوں یہ کس ایت یا حدیث پر یا کس صحابی کے طریقے پر جامع حفصہ و جامع فریدیہ چلتا رہا

لعنت اللہ علی الظالمین

تین سو ۳۰۰ بشارتوں کا جھوٹا ہونا واضح ہے اور انہوں نے توہین رسالت کی

روزنامہ نوائے وقت ۵۔ پانچ جولائی بروز جمعرات ص پانچ پر لکھا کہ

مولانا عبدالعزیز نے کہا کہ انہیں خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بارہا یہ بشارت دی ہے کہ حکومت کے خلاف ڈٹے رہو حتیٰ کہ غازی عبدالرشید نے بھی کہا یہ بشارتیں تین سو ۳۰۰ تک کے لگ بھگ ہیں

پھر اسی اخبار کے صفحہ اول پر موٹی سرخی سے لکھا برقعہ پہن کر نکلنے کی کوشش پر مولانا عبدالعزیز گرفتار ہوئے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ان مولانا صاحبان پر بہت سے پرچے ہیں اور کئی وارداتوں میں ملوث تھے بالخصوص دہشت گردی میں اب میں سوال کرتا ہوں جناب ملاں عزیز صاحب سے کہ تم نے دعویٰ کیا کہ ہمیں تین سو بشارتیں ہو چکی ہیں خواب کے ذریعے سے تو کیا جناب کو معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے حقیقت میں دیکھا اس لیے کہ شیطان میری شکل نہیں اختیار کر سکتا۔ ترمذی شریف ابواب الرؤیا رقم الحدیث ۱۵۸ اگر آپ نے یہ سچ بیان کیا تھا واقعی تمہیں بشارتیں ہوئی تھیں پھر تو تم پر ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور جہاد کرنا فرض ہو چکا تھا پھر آپ نے بھاگنے کا منصوبہ کیوں گھڑا آپ پر ضروری تھا کہ جانوں کے ضیاع کی فکر کیے بغیر لڑنا کیوں کہ صاف شہادت اور جنتی ہونے کی بشارت آپ کو مل چکی تھی۔ لیکن آپ کا کردار بتاتا ہے کہ آپ کو کوئی بشارت نہیں ہوئی نہ ہی لڑنے کا حکم ہوا آپ نے صرف اپنی بڑائی و تقویٰ پرہیزگاری چمکانے کی خاطر جھوٹ بولا اور جھوٹا بہتان اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لگا کر توہینِ رسالت کے مرتکب ہو چکے ہو اگر تمہاری بشارتیں سچی ہوتیں تو تمہیں اپنی جان عزیز نہ ہوتی اور نہ دوسروں کی جان کی فکر کی ضرورت تھی بغیر کسی حیلے کے تمہیں لڑنا اور مرنا چاہیے تھا۔ اگر آپ نے جھوٹ بولا اس صورت میں آپ کے فراڈ کی مذمت اس

حدیث شریف میں ہے پڑھیئے۔

حدیث:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

(حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی کی مجمع الزوائد ج ا ص ۱۵۱ طبع دار الکتاب عربی بیروت)

یہ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان بالکل تم پر فٹ ہو رہا ہے آخر تم نے اتنا بڑا جھوٹ بولنے کی جرأت کیوں کی ارے ظالمو تم برقعہ پہن کر مساجد مدارس اور علماء اور اسلام و ملک کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ گستاخ بھی بن چکے ہو وہ اس لیے کہ تم نے توہینِ رسالت کی جھوٹ بول کر جھوٹی بات آپ کی طرف منسوب کر کے یا آپ کے فرمان اور بشارت کو جھٹلا کر دونوں صورتوں میں توہین کی اور اپنے آپ کو جہنمی بنالیا

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے خواب میں حکم ہوا پورا کروں گا

پھر ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت اور بہادری کو داد کیوں نہ دیں آپ نے یہ بھی دعویٰ نہ کیا کہ مجھے بارہا حکم ہوا یہ بھی نہیں کہ تین سو بشارتیں ہوئیں بلکہ صرف فرمایا ایک خواب میں مجھے جو حکم ہوا پورا کروں گا حضرت عبداللہ بن جعفر کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا میں نے ایک رؤیا دیکھا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے اور میں

اسے کر گزرنے والا ہوں اور میں اس رؤیا کے متعلق کسی کو بتانے والا نہیں حتیٰ کہ میں اپنے عمل سے ملاقات کروں (تاریخ کامل ابن اثیر ج۴ ص ۱۴۱ دار صادر بیروت) (البدایہ والنہایہ ج۸ ص ۲۰۴ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج۴ ص ۲۰۶ طبع دار الاشاعت کراچی)

ان مولویوں نے بشارتیں بیان کیں جھوٹی تھیں یا سچی لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ اور پرہیز گاری کا عالم یہ تھا فرمایا بتانے کی ضرورت نہیں عمل کر کے دکھاؤں گا انہوں نے کہا دوکان چمکانی تھی چمکا لی اب بھاگو پاک صاف ہم ہو گئے

میں بندیالوی اینڈ کمپنی کو کہتا ہوں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب دیکھا تو اپنا سب کچھ لٹا دیا لیکن تمہارے مولویوں نے تین سو خواب دیکھے اس کے باوجود برقعہ پہن کر بھاگے کتنا تضاد ہے تمہارے مولویوں کے کردار میں اور ان کے جہاد میں اور کتنا فرق ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد میں لیکن اس کے باوجود تعجب ہے یہ تمہارا جہاد حق حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ناحق کیا یہ انصاف ہے ان حقائق سے معلوم ہوا تم جھوٹے اور جھوٹے دعوے کرنے والے امام حسین مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سچے اور جہاد کرنے والے تم باغی تمہارا غازی اور عزیز سارے کے سارے باغی ناحق جہاد کرنے والے دین کو اور اسلام کو بدنام کرنے والے حضرت حسین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ باغی تھے نہ اسلام کے دشمن تھے بلکہ اسلام کی خاطر سب کچھ لٹانے والے تھے جو ان کو باغی اور غلط لکھتے ہیں یا کہتے ہیں وہ سب کے سب لعنتی جہنمی دین دشمن ہیں اسلام اور ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ہیں

انکار دیکھ کر کبھی اقرار دیکھ کر
دل جل گیا ہے شوخی گفتار دیکھ کر
چنگیاں دے لڑ لگیاں میری جھولی پھُل پئے
مندیاں دے لڑ لگیاں میرے اگلے وی ڈھل گئے

علمائے دیو بند کے نزدیک لال مسجد اسلام آباد کے باغی اور دہشت گرد تمام کے تمام شہید ہیں جناب مفتی نعیم اور وفاق المدارس کا بیان

حکمرانوں کو ایک روز معصوم جانوں کا حساب دینا پڑے گا
عبدالرشید غازی شہید ہیں میڈیا جاں بحق نہ لکھے

(روزنامہ نوائے وقت آخری صفحہ نمبر ۲۰)

تفصیلات کے مطابق جامع بنوریہ عالمیہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم دیوبندی نے کہا کہ عبدالرشید غازی شہادت کی اعلیٰ منزلت کو چھونے والا غازی ہے میڈیا اور مسلم امہ انہیں ہلاک یا جاں بحق نہ لکھیں نہ پکاریں۔

(حسب ضرورت روزنامہ نوائے وقت بروز جمعرات ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ ص ۸ بقیہ ۶)

وفاق المدارس

العربیہ پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے ہنگامی اجلاس میں کہا گیا۔ جس کی صدارت وفاق المدارس کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے کی اور اس میں ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نائب صدر ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر۔ مولانا زاہد الرشید۔ مولانا انوار الحق۔ مولانا سعید یوسف۔ قاضی

عبدالرشید۔ قاضی محمود الحسن ۔ مفتی کفیات اللہ۔ مفتی قاری سید الرحمٰن ۔ مولانا ظہور احمد علوی۔ مولانا نذیر فاروقی ۔ پیر عزیز الرحمٰن ۔ مولانا عبدالمجید ہزاوی اور دیگر علماء نے شرکت کی۔ انہوں نے کہا شہید ہوئے ۱۱۱ طلباء وطالبات...... جس سے شہداء کی تعداد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے...... ان کی موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے (قل خوانی کے طور پر) ان کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ حسب ضرورت

(روزنامہ نوائے وقت بروز جمعرات ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء)

روزنامہ جناح:۔

میں موٹی سرخی سے لکھاص اپر غازی کی تحریک جاری رہے گی۔ وفاق المدارس نے کل احتجاج کی کال دے دی کراچی پشاور اسلام آباد سرگودھا۔ مردان چارسدہ مانسہرہ میں احتجاج سیاہ جھنڈے لہرائے گئے مظلوموں کی شہادتیں اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ہوں گی

(روزنامہ جناح بروز جمعرات ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۱)

میں کہتا ہوں ان سب علمائے دیو بند سے جناب بندیالوی اینڈ کمپنی سے تم کتنے دو غلے ہو تمہارے فتوے ایک دو دن بعد ہی بدل جاتے ہیں کیا یار لوگوں نے اسلام اور قرآن وحدیث کا مذاق بنا رکھا ہے چند دنوں پہلے سب کے سب کہہ رہے تھے یہ غازی اور عزیز غلط اور باغی ہیں جوں ہی مرے تو سب فتوے اور نکھرے بدل گئے وہ باغی شہید بن گئے ۱۱۱ مظلوم بن گئے لیکن واقعہ حرہ والے ۷۹۲۴۰ صحابہ وتابعین کربلا والے ۷۲ اتنی صدیاں بیت جانے کے بعد بھی

باغی ہی تمہارے نزدیک رہے آخر ان سے اتنی عداوت کیوں اور ان اپنوں سے اتنی محبت کیوں یہ غازی جب تک زندہ رہا حکومت کے خلاف قائم رہا تو باغی تھا قصور والا تھا انہیں دیو بندیوں کے نزدیک لیکن جوں ہی مراتم نے پینترا بدل لیا فتوؤں کا رخ پھیر لیا ان کا مشن آگے چلانے کے قابل ہو گیا ان کی تحریک کو چلانے کا فیصلہ کر لیا تعجب یہ ہے تمہارے مرنے والے دہشت گرد اور باغی بے شمار لوگوں کے قاتل مال لوٹنے والے بے جا لوگوں کو گرفتار کرنے والے گورنمنٹ کی پراپرٹی پر قبضہ جمانے والے شہید بن گئے ان کا خون بھی رنگ لانے کے قابل اور وہ مظلوم شہید بھی بن گئے لیکن ظلم کی انتہا کر رکھی تم مولویوں نے ۱۲ ہزار رحرہ والے ایک ہزار عورتیں جن کی عصمت دری کی گئی

۷۲ شہید کربلا والے سارے تمہیں نظر کیوں نہ آئے ان کی مظلومانہ شہادتیں کیوں نہ نظر آئیں ان مدینہ شریف کی شریف زادیوں کی عزتیں تم کو کیوں نہ نظر آئیں ابھی تک تم لکھتے پھرتے ہو یزید کو رحمۃ اللہ کہنا مستحب بخشا ہوا کہنا جائز اور ان شہیدوں کا ذکر کرنا اور محفل سجانا حرام ان کے لیے ایصال ثواب کے لیے یا خراج تحسین کے لیے کچھ کرنا ناجائز اور تمہارے اپنوں کے لیے دعائے مغفرت جائز ان کو جاں بحق کہنا ناجائز بلکہ شہید اور اعلیٰ شہید کہنا جائز ان کی شہادتیں اسلامی انقلاب لائیں گی یہ اتنا تضاد والا دُوھرا معیار تم نے کہاں سے سیکھ لیا۔

الٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے
دے موت آدمی کو یہ بَد ادا نہ دے
جنوں کا نام خِرد رکھ لیا خِرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
آیا کوئی ادھر سے تو ادھر نکل گئے
ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

یہ دیوبندی وہابی پاکستان اور اسلام کے دشمن ہیں

یاد رہے یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے ہم پاکستان کی پے نہیں بننے دیں گے جناب عطا اللہ شاہ بخاری گجراتی دیوبندی نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں۔

(چمنستان ص ۱۶۵۔ از مولانا ظفر علی خان)

نیز عطاء اللہ شاہ بخاری نے پسرور کانفرنس ۱۹۴۶ء میں کہا کہ پاکستان کا بننا تو بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۳)

مفتی محمود اور ان کے بیٹے فضل الرحمٰن کا کھلا اعتراف

آج کل دیوبندی وہابی بڑے زور و شور کے ساتھ یہ شور مچاتے پھرتے ہیں اور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ تحریک پاکستان میں ہمارے اکابرین نے بڑا کام کیا تھا بلکہ ہمارے ہی بڑوں نے بنایا اس سوال کے جواب میں میں یہ کہوں گا مفتی محمود اور ان کے لڑکے فضل الرحمٰن نے کھلے انداز میں تحریکِ پاکستان کی مخالفت کرنے کا اعتراف کر کے علمائے دیوبند پر تحریکِ پاکستان کی حمایت کا الزام لگانے والوں کا منہ بند کر دیا ہے روزنامہ نوائے وقت ۱۷ جولائی ۱۹۸۵ء میں لکھا ہے۔ جمعیت العلمائے اسلام کے ایک گروپ کے لیڈر مولانا مفتی محمود

کے فرزند دلبند مولانا فضل الرحمٰن نے ملتان میں قومی کونسل برائے شہری آزادی کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تاریخ میں دو دفعہ اسلام کے نام پر دھوکہ کیا گیا ہے۔ پہلی بار تو تحریکِ پاکستان میں اسلام کے نام پر برطانوی ہند کے دس ۱۰ کروڑ مسلمانوں کو دھوکہ دیا گیا اور آج پھر اسلام کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا ہے اور پرانی روایت دہرائی جارہی ہے مولانا فضل الرحمٰن کے والد نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ

الحمدللہ ہم پاکستان بنانے کی غلطی میں شامل نہیں تھے۔ اس کے علاوہ ترجمان اسلام ۱۷ جون ۱۹۶۶ء کے اداریے میں مفتی محمود کا قول موجود ہے ہم تحریک پاکستان کے حق میں نہ تھے

چنانچہ اس قسم کے مضمون اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں پر حقائق کھلتے رہیں۔ ابھی چند دن پہلے روزنامہ خبریں میں اسی قسم کا مضمون شائع ہوا قارئین کے گوش گزار کرتا ہوں:

جامع حفصہ سے الحاق ختم:

مجلس عمل میں اکثریت ان افراد کی ہے جو ماضی میں تحریک پاکستان کے مخالف رہے ہیں اور ان کے رہنماؤں نے کہا تھا کہ پاکستان ۵۰ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا موجودہ اپوزیشن لیڈر مولانا فضل الرحمٰن کے والد مفتی محمود نے کہا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے آج کے ان ہنگامی حالات میں کہیں ایسا تو نہیں کہ انگریز نے کانگریس سے مل کر ان کی قیادت کو پاکستان مخالف کیمپ میں بھیج دیا تھا اور وہی افراد جو کہ ابھی تک پاکستان

کو دل سے تسلیم نہیں کر سکے انجانے میں انہیں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوں......

وفاق المدارس مذاکرات کے پس منظر میں لال مسجد جامع حفصہ کے ایشو میں ملوث ہوئی اور پھر اچانک اپنا تعلق جامع حفصہ سے ختم کرتے ہوئے اس سے الحاق بھی ختم کر دیا اور پھر آپریشن مکمل ہونے کے بعد پھر داخل ہو گئے۔ الگ تھلگ ہونے کے بعد دوبارہ مذاکرات کی آڑ میں داخل ہونا کس امر کی نشاندہی کر رہا ہے وفاق المدارس کا یہ کردار بھی سوالیہ نشان ہے۔

(روزنامہ خبریں بروز بدھ ۹ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ)

۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۱۳ ابقیہ ۱۹ ان حقائق کو پڑھ کر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ ملک اور اسلام دشمن کون لوگ ہیں میں نے انصاف پسند لوگوں کو دعوت غور و فکر پیش کی ہے واقعہ حرہ اور کربلا والوں کو ان کا باغی کہنا بھی پڑھیں اور اپنے مولویوں کے بارے ان کا دوغلہ کردار بھی پڑھیں اور ان کی میٹھی باتیں ہی نہ دیکھیں ان کے اندر کی غلاظت کو دیکھ کر اپنے آپ کو ان سے بچائیں

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ صحابی تھا

حضرت مسلم بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکرِ یزید کے سالار جو صحابی رسول تھے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سرگودھا)

شیخ موصوف نے بہت بڑا جھوٹ بولا اور لکھا کہ مسلم بن عقبہ صحابی تھا توبہ توبہ اتنا بڑا اسفید جھوٹ لعنت اللہ علی الکذبین میں کہتا ہوں مسلم بن عقبہ حضور

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صحابی نہیں تھا بلکہ یزید کا ساتھی تھا

مسلم بن عقبہ صحابی نہیں شائد وہابی

میں اللہ کی توفیق عنایت سے اور پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں مسلم بن عقبہ صحابی نہیں تھا میں نے اسماء الرجال و سیر صحابہ کی اہم کتب میں اس برے کا ذکر تک نہیں دیکھا۔ مثلاً معجم الصحابہ۔ لسان المیزان۔ میزان الاعتدال۔ اسد الغابۃ معرفۃ الصحابہ وغیرھم میں نہیں ہے البتہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ بن رباح بن اسعد مری۔ یزید بن معاویہ کی طرف سے اس لشکر کا امیر تھا جس نے مدینہ پر ایام حرہ میں حملہ کیا۔ ابن عساکر نے ذکر کیا ہے مسلم بن عقبہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زمانہ پایا تھا اور یہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اور بہت چالاک ہوشیار تھا محمد بن سعد نے طبقات میں واقدی کی سند سے ذکر کیا ہے کہ جب یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مدینہ نے مدینہ کے گورنر کو نکال دیا ہے اور یزید کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے اہل مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر مسلم بن عقبہ کو بنایا جس کی عمر اس وقت نوے ۹۰ سال سے زیادہ تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عہد نبوی میں ادھیڑ عمر کا ہوگا۔ مسلم نے اہل مدینہ کے ساتھ بہت بدتمیزی کے ساتھ بات کی اور تین دن کے لیے اپنی فوجوں پر مدینہ مباح کیا اور بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا اس وجہ سے اس کا نام مسرف رکھا گیا اور حافظ ابن حجر نے مسلم بن عقبہ کا ذکر اصابہ کی قسم ثالث میں کیا ہے اور قسم ثالث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں تھے ان

کے لیے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سماع ممکن تھا لیکن ان کا سماع ثابت نہیں ہوا

(الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ج ۳ ص ۴۹۴ و ۴۹۵ طبع دار الفکر بیروت)

ابن کثیر لکھتے ہیں

مسلم بن عقبہ مزنی غطفانی سلف اسے مسرف بن عقبہ کہتے تھے یہ بہت بوڑھا اور ضعیف آدمی تھا یزید نے کہا ان کے مناسب حال یہی ظالم ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۷ طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں:۔

مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں اللہ اس برے اور جاہل شخص کا بھلا نہ کرے یزید کے حکم سے مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۹)

اس برے مسلم بن عقبہ کا برا کردار:

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا اور وہ جس شخص کو پاتے قتل کر دیتے اور اموال کو لوٹ لیتے پس سعدی بنتِ عوف المریہ نے مسلم بن عقبہ کو پیغام بھیجا کہ میں تیری عمزادہوں تم ساتھیوں کو حکم دو کہ وہ فلاں فلاں جگہ پر ہمارے اونٹوں سے معترض نہ ہوں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا سب سے پہلے اسی کے اونٹوں کو پکڑنے سے آغاز کرو اور ایک عورت نے اس کے پاس آ کر اسے کہا میں تیری لونڈی ہوں او میرا بیٹا قیدیوں میں ہے۔ اس نے کہا اسے جلدی سے پکڑو پس اسے قتل کر دیا گیا نیز کہا کہ اس کا سر اسے دو کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جب تک تو اپنے بیٹے کے

بارے میں بات نہ کرے وہ قتل نہ ہو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۴۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت معقل بن سنان بن مظہر صحابی کے نزدیک یزید شرابی محرمات سے نکاح کرنے والا اور مسلم ظالم تھا

حضرت معقل بن سنان اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ شام آئے اور وہ مسلم بن عقبہ جس کا عرف مسرف تھا یکجا ہوئے۔ معقل بن سنان نے مسرف سے جس نے انہیں مانوس کر لیا تھا یہاں تک باتیں کیں کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا کہ میں بجبوری اس شخص کی بیعت کے لیے نکلا ہوں میرا اس کی طرف روانہ ہونا بھی مقدرات میں تھا جو ایسا آدمی ہے کہ شراب پیتا ہے اور محرمات سے نکاح کرتا ہے معقل نے یزید کو برا بھلا کہا اور برابر کہتے رہے۔ پھر مسرف سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں تک رہیں۔ مسرف نے کہا کہ میں آج تو اس کو امیر المومنین سے بیان نہ کروں گا لیکن اللہ کے لیے یہ مجھ پر عہد و میثاق ہے کہ میرے ہاتھوں کو جب تم پر قابو ہوگا اور مجھے تم پر مقدرت ہوگی تو میں اس امر میں جس میں تم ہو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گا مسرف مدینہ آیا تو اس نے جنگِ حرہ میں جس روز معقل مہاجرین کے سردار تھے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ معقل کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ اے معقل بن سنان کیا تم پیاسے ہو۔ انہوں نے کہاں ہاں اللہ امیر کی اصلاح کرے اس نے کہا کہ ان کے لیے بادام کا شربت بناؤ لوگوں نے بنایا۔ انہوں نے پیا تو مسرف نے ان سے پوچھا کہ تم نے پی لیا اور سیراب ہو گئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ مسرف

مخرج کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ مجھے اس شربت سے ذلیل نہ کر اٹھ اور معقل کی گردن مار دے پھر اس نے کہا کہ تو بیٹھ جا۔نوفل بن ماحق سے کہا کھڑا ہو اور ان کر گردن مار دے۔وہ اٹھ کر ان کے پاس گیا اور گردن مار دی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(طبقات ابن سعد ج ۴ مترجم عبداللہ العمادی دیوبندی ص ۴۱۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (نیز لکھا بدکار مسرف بن عقبہ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۸۸ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۹)

میں کہتا ہوں یہ کیسا ظالم اور بد بخت تھا جس نے سفارش کی اس نے کہا پہلے اس پر ظلم کی تلوار چلائی اور اگر یہ صحابی ہوتا تو ضرور صحابہ کرام کا حیاء کرتا اور ابن کثیر نے کہا یہ ظالم۔جاہل۔اس کا بھلا نہ ہو اس طرح کے الفاظ ابن کثیر نقل نہ کرتا ضرور حیاء کرتا اور اس ظالم نے جس بے دردی کے ساتھ اہل مدینہ اور صحابہ کرام پر یزید کے اشارے سے ظلم کیے ان کی داستان گزر چکی مزید پڑھیے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ کا تکبر

مسلم بن عقبہ کو مسرف اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ قتال اور فساد میں بڑا مسرف اور مُفرط تھا...... مسلم بن عقبہ نے یزید کو کہا تجھ کو قسم ہے کہ یہ کام میرے سوا کسی سے نہ کرانا کیونکہ اہل مدینہ کا مجھ سے زیادہ کوئی دشمن نہ ہوگا...... مسرف ناعاقبت اندیش شہدائے حرم کو دیکھ کر کہتا کہ باوجود ان لوگوں کے قتل کے اب بھی میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے زیادہ اور کوئی بد بخت نہ ہوگا

(تاریخ مدینہ ص ۴۴)

مسلم کا تکبر اور فیصلہ شاہ صاحب کا

مسلم نے کہا اب میرے دل کی تمنا پوری ہو چکی اب سوائے موت کے

مجھے کوئی چیز محبوب نہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے مجھ کو سب گناہوں سے پاک کر دیا۔ (اس سے تو یہ بد بخت شیعہ ثابت ہوتا ہے جیسے وہ صحابہ کے دشمن یہ بھی) یہ بات اس بد بخت کی نہایت کمال حماقت جہالت اور شقا پر مبنی ہے اس لیے کہ ایک ایسی مرحومہ جماعت کا قتل ایک ایسا جرم اور گناہ ہے کہ اس کے وبال اور نکال سے اس نالائق کو چھوٹنا محال اور مشکل ہوگا۔ بخشا جانا تو ایک امر محال ہے یا خواب وخیال ہے...... پھر آگے شقی لکھا ہے......

مسرف قتل اور لوٹ مار مدینہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ و مقاتلہ کے لیے روانہ ہوا وہ مکہ کیراستے میں تین روز کے بعد جس مرض میں مبتلا تھا اسی سے واصل جہنم ہوا۔

(جذب القلوب الٰہی دیار المحبوب المعروف تاریخ مدینہ ص ۴۶۔۴۵ طبع مکتبہ جدید کراچی)

مسلم بن عقبہ شیعہ تھا

مسلم بن عقبہ کی باتوں پر اور کردار پر غور کریں کہ اہل مدینہ کا دشمن صحابہ کرام کا دشمن اگر یہ صحابی ہوتا تو حضرت شاہ صاحب اس کے بارے ہرگز اتنے سخت الفاظ نہ لکھتے اور یہ بھی لکھ دیا کہ وہ فی النار ہوا کسی ادنی صحابی کو جہنمی کہنا سراسر غلط ہے۔ یقیناً یہ حقائق واضح کرتے ہیں کہ یہ ہرگز صحابی نہ تھا ورنہ شاہ صاحب پر جہنم والی بات فٹ ہو جائے گی۔ نعوذ باللہ

اگر اب بھی بندیالوی نہ مانیں تو ثبوت پیش کریں خواہ مخواہ بغیر کسی تحقیق کے اپنی طرف سے لکھ دینا یہ صحابی تھا اس کی کوئی حقیقت نہیں جس طرح اس کے اندر تکبرانہ باتیں صحابہ کے خلاف پائی جاتی ہیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ

گستاخِ صحابہ رافضی تھا اس کا صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مسلم بن عقبہ کی موت اور پسندیدہ کام و دعا

مسلم بن عقبہ نے دعا کی۔ اے اللہ میں نے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو مجھے اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ محبوب ہو اور مجھے آخرت میں اس کی جزا ملے گی۔ اور اگر میں اس کے بعد دوزخ میں داخل ہوا تو میں شقی ہوں گا پھر وہ مر گیا خدا اس کا بھلا نہ کرے اور مسک میں دفن کیا گیا اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ یزید بن معاویہ کو بھی لے گیا اور وہ اس کے بعد ۱۴ ربیع الاول کو مر گیا۔ پس اللہ نے ان دونوں کو اس چیز سے شاد کام نہ کیا جس کی وہ اس سے امید رکھتے تھے بلکہ ان کو اس ہستی نے مغلوب کر لیا جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور ان سے حکومت کو چھین لیا جو جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۱۸ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۸۹ طبع دار الاشاعت کراچی)

مسلم نے اپنے ہر نیک کام کی نفی کی کہ میرے پاس نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ نوافل کچھ نہیں۔ میرے نامہ اعمال میں مسلمانوں کا قتل ہے یہ ظالم بھی یزید کی طرح ہر وقت گھوٹ گھوٹ پی تین ہور کیسے نال کی شراب کو رگڑا ادھر رگڑا یہ اعمال ان یزیدیوں کے تھے۔

مسلم بن عقبہ کتے کی طرح بھونکتے ہوئے مرا، علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں، ترجمہ اسلم دیوبندی کے قلم سے

ظالم کا انجام، کتاب تنویر میں ہے کہ اس لشکر کے سپہ سالار مسلم ابن عقبہ نے جب زبردستی مدینے والوں سے یزید کے لیے غلامی کی بیعت لی تو اس کے

تین ہی دن بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے خوفناک مرض میں مبتلا فرمادیا کہ یہ کتوں کی طرح بھونکنے لگا اور یہاں تک کہ اسی حال میں مرگیا...... جب وہ موت کے کنارے آ لگا تو اس نے یزید کے حکم کے مطابق حصین بن نمیر کو لشکر کا امیر کیا کیونکہ مسلم اس وقت پیٹ میں پانی آجانے کے مرض میں مبتلا تھا

(سیرت حلبیہ ج النصف اول ص ۵۳۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

نیز لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ کے فوجی نے معصوم بچے پر ظلم کیا اور فوجی کا بُرا انجام

ایک انصاری عورت تھی جو اپنے بچے کو گھر میں بیٹھے دودھ پلا رہی تھی کہ اچانک یزید کا ایک سپاہی گھر میں گھس آیا اور جو کچھ گھر میں مل سکا وہ سب لوٹ لیا اس کے بعد اس نے عورت سے کہا اپنا سونا نکال کردے ورنہ میں تجھے اور تیرے بچے کو مار ڈالوں گا اس عورت نے کہا۔ تیرا برا ہو تو نے اگر اس بچے کو قتل کیا تو سمجھ لے کہ اس کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت ابوکبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور میں خود ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے آنخضرت کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ مگر اس بدبخت پر اس عورت اور بچے کے مرتبے کا خیال ذرا بھر بھی نہ ہوا اور اس نے اس بچے کو۔ جس کے منہ میں ماں کی چھاتی تھی اس کی گود میں سے چھین لیا اور اس کو دیوار پر دے پٹکا یہاں تک کہ اس کا سر پھٹ کر زمین پر بھیجا بہنے لگا۔ مگر اس کے بعد یہ شخص ابھی گھر سے باہر بھی نہیں نکلا تھا اسکا آدھا چہرہ سیاہ ہوگیا اور اس کی شکل انتہائی بھیانک ہوگئی۔ علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ عورت اس بچے کی ماں نہیں بلکہ دادی تھی

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون یعنی سیرت حلبیہ ج ا ص ۵۳۲ طبع کراچی)

مسلم بن عقبہ کی قبر جہنم کا گڑھا علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی لکھتے ہیں

مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں ایک شخص سے کہا کہ اس کی بیعت کرو کہ تم اللہ کی اطاعت اور معصیت میں یزید کے غلام ہو اس نے انکار کیا اور کہا میں صرف اللہ کی اطاعت پر بیعت کرتا ہوں۔ مسلم بن عقبہ نے اس کو قتل کرادیا اس کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر اللہ نے اسے قدرت دی تو وہ مسلم بن عقبہ کو جلا دے گی خواہ زندہ ہو یا مردہ۔ مدینہ سے واپس ہونے کے بعد مسلم کی بیماری بڑھ گئی اور وہ مر گیا اس قریشی نوجوان کی ماں مسلم کی قبر پر گئی اس کی قبر کھدوائی اور کہا سر کی جانب سے اس کی لاش نکالو سر کی جانب سے لوگوں نے دیکھا کہ ایک اژدھا اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور اس کی ناک کی ہڈی کو چوس رہا ہے لوگ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور کہا اے مالکہ اس کو چھوڑ دیں اس نے اپنی برائی کا مزہ چکھ لیا اس عورت نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گی۔ پھر کہا پاؤں کی جانب سے اس کی لاش نکالو انہوں نے پاؤں کی جانب سے قبر کھودی کہ اس اژدھے کی دم نے اس کے پاؤں کو جکڑا ہوا ہے وہ عورت ایک طرف ہٹی اور اس نے دو۲ رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی اے اللہ عزوجل تو جانتا ہے میں آج تک مسلم بن عقبہ پر غضب ناک ہوں مجھے اس پر قدرت دے پھر اس نے اژدھے کی دم پر لکڑی ماری اژدھا ہٹ گیا اس کو قبر سے نکالا گیا اور جلا دیا گیا۔

(فاءالوفاء ج۱ص ۱۳۵ و ۱۳۶ طبع دار احیاء التراث العربیہ بیروت) (جذب القلوب تاریخ مدینہ ص ۴۶ طبع کراچی میں مسرف کو سولی پر لٹکا دیا گیا لوگوں نے اس کو دار پر سنگسار کیا ایک دو دن بعد جلا دیا تاریخ مدینہ ص ۴۷) (امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۰۲ طبع صراط مستقیم لاہور از دیوبندی)

علامہ حلبی و علامہ سمہودی اور شاہ صاحب نے جو حقائق لکھے ہیں ان میں مسلم بن عقبہ کا انجام بڑا واضح طور پر درج ہے پھر جس عورت نے نفل پڑھ کر دعا کی تو دعا قبول ہوئی سانپ ہٹ گیا گویا کہ اللہ کی منشا بھی یہی تھی کہ اس ظالم کو دنیا میں سزا سولی پر لٹکانے اور جلانے کی ہو جانی چاہیے تا کہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو جائے

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے مسلم بن عقبہ ہرگز صحابی نہ تھا اور پھر مرنے کے بعد اس قسم کا انجام صحابہ کرام کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ان پر اللہ راضی ہو چکا اور وہ اللہ پر (پ ۱۱ س توبہ ایت ۱۰۰) جب اللہ رب العزت ہر صحابی کا مقام شان وعظمت بیان فرما چکا ہے اب ان کے لیے عذاب قبر یا اژدھا کا ہونا ناممکن بلکہ سوچنا بھی برا ہے جبکہ محدثین نے علماء و مورخین نے اس کے لیے سخت الفاظ نقل کیے ہیں اور قرآن و حدیث کے ذخیرہ سے یہ واضح طور پر ثابت ہے اور ماضی میں ایسے واقعات بھی بہت گزر چکے ہیں کہ صحابہ کرام کے صدیوں بعد قبروں میں جسم صحیح سلامت ہیں اور رہتے ہیں اگر ہم ان محدثین پر غور کریں جنہوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حالات واقعات کو لکھا ہے مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی حافظ ابن عبدربہ اور ابن سعد۔ ابن عساکر و علامہ ابن اثیر جذری اور مئورخین وغیرہ میں ابن کثیر و ابن خلدون و طبری وغیرہ ہم نے کہیں بھی کسی ایک صحابی کے بارے برے الفاظ یا قبر میں برے حالات کا کوئی ایک واقعہ بھی نہیں نقل کیا ہاں ان دلائل وحقائق کے علاوہ اگر بندیالوی خارجی ناصبی کے پاس مسلم بن عقبہ کے بارے صحابی ہونے کا ثبوت ہے تو پیش کریں کھلا میدان ہے۔ لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔

قل ہاتو برھانکم ان کنتم صدقین

بندیالوی کے اعتراض کا جواب تو الحمد للہ مکمل ہو چکا لیکن کچھ قرض چڑھا دیتا ہوں وہ یہ کہ مسلم بن عقبہ نے جس تکبر کا مظاہرہ کیا ہے اور اس نے جس طرح یزید کے حکم سے مدینہ شریف میں ظلم و ستم کیے ہیں لوٹ مار زنا سرے عام کروانا اس پر طرّہ یہ کہ ان برے کاموں پر اس کا خوش ہونا اور تکبر کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت ناپسند ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے زمین پر اترا کر نہ چلو (پ ۱۵)

پھر فرماتا ہے اس نے تکبر کیا ہو گیا کافروں میں سے

(پ ا س البقرۃ)

حدیث بخاری میں امام بخاری نقل کرتے ہیں خطبہ حجۃ الوداع:

میں آپ نے ارشاد فرمایا سنو جس طرح تمہارے اس شہر میں اس مہینہ میں آج کے دن کو حرمت حاصل ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمہارے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا اور مال چھیننا حرام کیا ہے...... پھر فرمایا دیکھو میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۲۴۹ کتاب المغازی پ ۱۸ باب حجۃ الوداع ترجمہ عبدالدائم دیوبندی طبع اقبال ٹاؤن لاہور)

لو جناب بندیالوی تمہارے بنائے ہوئے صحابی کا صفایا ہو گیا اب اس کے کردار کو مدِ نظر رکھیں کہ مال لوٹنا حرام زنا کرنا کرانا حرام۔ لوگوں کی گردنیں مارنا حرام اور یہ سب کچھ مسلم کا کرنا یزید کے حکم سے متواتر طور پر ثابت اور اس

بد بخت کا ان حرام کاموں پر خوش ہونا ثابت اور اس کا ان کاموں پر ثواب کی نیت ہونا ثابت۔ برے کاموں پر خوش ہونا تکبر کرنا اور ثواب کی نیت رکھنا کفر ہے۔

شرعی اصول:

یہ بات شریعت کے قواعد میں درج ہے کہ حرام کو حلال جاننا یا اس کو کرنے کے بعد خوش ہونا ثواب کی نیت رکھنا کفر ہے۔ حرام قطعی کو حلال یا حلال قطعی کو حرام سمجھنا کفر ہے

(شرح صحیح مسلم للنوی ج۱ص۹۶ طبع دار الفکر بیروت)(خلاصۃ الفتاوی ج۴ص۳۸۳ الفصل الثانی طبع کوئٹہ)

پھر مسلم بن عقبہ نے خود ہی کہا اب بھی میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے بڑھ کر کوئی بد بخت نہیں واقعی ان شاء اللہ ظالموں کی یہی سزا ہے دوزخ میں جانے کی پھر نا جائز قتل کو جائز سمجھ کر قتل کرنا بھی کفر ہے

☆☆☆

تعداد صحابہ کرام جو حرہ میں شہید ہوئے

علامہ ابن حجر الہیتمی مکی اسعدی الانصاری لکھتے ہیں

یزید کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا لوگوں کو اسیر بنایا اور مدینہ کی بے حرمتی کی ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نو جوان اور اتنے ہی صحابہ قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے اور کئی روز تک مدینہ کی بے حرمتی ہوتی رہی اور مسجد نبوی میں نماز با جماعت نہ ہو سکی اور اہل مدینہ روپوش رہے کئی روز تک مسجد نبوی میں کوئی شخص داخل نہ ہو سکا یہاں

تک کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر پر پیشاب کیا اور یہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیش خبری کی تصدیق کر رہی ہیں اور لشکر کا امیر صرف اس بات پر راضی ہوا کہ لوگ اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کریں اور یہ کہ وہ اس کے غلام ہیں۔ خواہ وہ انہیں بیچ دے یا آزاد کرے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول پر بیعت کرتے ہیں مگر انہیں قتل کر دیا گیا یہ سب کچھ واقعہ حرہ میں ہوا

(الصواعق المحرقہ ص ۳۵ ۷ طبع مکتبہ الجمال فیصل آباد)

علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن حنظلہ کو شہید کر دیا گیا نیز ان کے ساتھ سات سو ۷۰۰ مہاجرین وانصار بھی شہید ہو گئے چنانچہ اس کے بعد مسلم بن عقبہ مدینہ میں داخل ہوا اس نے تین دن سرعام قتل کرنے کی اجازت دی

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷) (حیٰوۃ الحیوان ج ۱ ص ۲۰۸ طبع اسلامی کتب خانہ لاہور)

مسلم بن عقبہ کا لقب مسرف ہے قرآن حکیم نے یہ لقب بہت ہی برے لوگوں پر بولا

آیت نمبر ۱: کذالک ذین للمسرفین ما کانو ا یعلمون

(پ ۱۱ یونس ایت ۱۲)

اسی طرح زینت دیا گیا ہے واسطے حد سے نکل جانے والوں کے جو کچھ تھے وہ کرتے

تفسیر وہابی کے قلم سے

یعنی شیطان نے ان کے برے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا کر دکھایا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اسے سمجھیں اور اپنی اس روش سے باز آ جائیں۔

(قرآن مجید ہر دو ترجمہ مع اشرف الحواشی آیت ص ۲۵۱ طبع ناشرانِ قرآن انار کلی لاہور)

تفسیر مظہری میں یوں ہے

ان حد سے گزرنے والوں کو ان کے اعمال اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی خواہشاتِ نفس میں انہماک اور ذکر و عبادت سے اعراض کو ان کی نظر میں محبوب بنا دیا جاتا ہے۔

(مظہری ج ۵ ص ۴۸۵ مترجم دائم وہابی طبع کراچی)

گو اس آیہ کریمہ میں ہر انسان کو مخاطب کیا گیا ہے مسلمان کافر کو لیکن بنظر غائر دیکھا جائے اور آیت کے سیاق وسباق یعنی ارد گرد کو تو یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے اس سے مراد بہت ہی برے انسان اور کافر مراد ہیں میں نے جب غور کیا کہ اس بدمعاش مسلم بن عقبہ کو تمام محدثین اور مؤرخین نے مسرف لکھا ہے جیسا کہ پہلے دلائل سے میں لکھ چکا ہوں

برے کو مسرف کہنے کی وجوہ

کفار کو مسرف کہا گیا کیونکہ وہ اپنی جان اور مال کو ضائع کر دیتا ہے۔ جان کو اس طرح ضائع کرتا ہے کہ وہ بتوں کی پرستش کر کے خود کو جہنم کا مستحق بنا لیتا ہے اور مال کو اس طرح ضائع کرتا ہے کہ وہ بتوں کی زیب و زینت کرتا ہے اور جانور خرید کر بتوں کی بھینٹ چڑھاتا ہے اور یہ مال کو ضائع کرنا ہے اور یہ بھی کہا

گیا ہے کہ جس شخص کی عادت ہو کہ وہ مصیبت نازل ہونے کے وقت بکثرت دعا میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے اور جب مصیبت زائل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کا شکر ادا کرنے سے اعراض کرے تو ایسا شخص اپنی جان اور اپنے دین کو ضائع کرنے والا ہے۔

الغرض مسرف وہ شخص ہے جو اپنے کثیر مال کو کسی خسیس اور گھٹیا مقصد کے حصول میں خرچ کرے اور یہ معلوم ہے کہ دنیا کی رنگینیاں اور دنیا کی لذتیں اخروی نعمتوں کے مقابلہ میں خسیس اور گھٹیا ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس و عقل اور تصرف کی قوتیں اس لیے عطا کی ہیں کہ وہ ان سے اخروی نعمتوں کے حصول میں کوشش کرے سو جس شخص نے اپنی ان قوتوں کو ان گھٹیا چیزوں کے حصول کی جدوجہد میں خرچ کیا تو اس نے اپنی ان قوتوں کو ضائع کر دیا اور ایسے شخص کے مسرف ہونے میں کیا شک ہے۔ بالکل اسی طرح کا حال مسلم بن عقبہ کا تھا اس لیے علماء نے اس کو مسرف کہا کہ اس کو اپنے برے کام بہت اچھے معلوم ہوئے اور یہ اس کے لیے ازلی شقی ہونے کی دلیل ہے

آیت ۲۔ پھر اللہ رب العزت نے سورہ یونس کی آیت ۸۳ میں مسرف فرعون کو قرار دیا ہے یعنی فرعون بھی حد سے زیادہ بڑھنے والا تھا اسی طرح مسلم بن عقبہ کو بھی اسلاف نے حد سے بڑھنے والا قرار دیا یعنی مسرف پھر قرآن حکیم میں کئی جگہ سے یہ ثابت ہے کہ

شیطان برے کام اچھے کر کے دکھاتا ہے

یعنی جو لوگ غلط عقائد رکھتے ہیں یا جو لوگ برے کاموں میں لگ

جاتے ہیں شیطان ان کے دل میں یہ باتیں ڈالتا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے شاباش اے میرے بیٹو تم بہت اچھے کام کر رہے ہو بالکل اسی طرح کا حال بندیالوی خارجی کا ہے مزید برآں قرآن مجید میں دیکھیں مسرف لقب کفار کا ہے پ ۲۴ س المومن آیت ۲۸ اور ۳۴ نیز پڑھیں پ ۲۷ س الذّٰریٰت ۳۴ اور پ ۸ س الاعراف آیت ۸۱ ان آیات کا مفہوم جان لینے کے بعد مکمل طور واضح ہو جائے گا کہ اسلاف نے مسلم بن عقبہ کو مسرف لکھا تو ان کی مراد یہ لقب دینے کی کیا تھی لیکن میں کیا کہوں بندیالوی کو جنہوں نے اپنی آندھی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے بغیر تحقیق کے لکھ دیا یہ صحابی تھا بھول گئے وہابی تھا

پ ۱۴ س النحل آیت ۶۳ رکوع ۱۴ ترجمہ آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے (برے) اعمال خوبصورت پسندیدہ بنا کر دکھائے پس وہی شیطان آج بھی ان کا رفیق ہے اور قیامت کے دن ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

ابن کثیر لکھتے ہیں:

یعنی مشرکین و کفار کی برائیوں سے آپ پریشان نہ ہوں پہلے پیغمبروں کی تکذیب پر شیطان نے ان کو اکسایا۔ کیونکہ شیطان نے ان کے اعمال خوشنما بنا کر پیش کئے شیطان ہی ان کا دوست ہے اور یہ عبرت ناک عذاب سے دوچار ہوں گے اسی لیے وہ اپنے برے اعمال پر جمے رہے پس وہی شیطان آج اس دنیا میں ان کفار و برے لوگوں کا ساتھی ہے اور قیامت میں بھی

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ زیر آیت ص ۹۹۹ طبع ضیاء القرآن لاہور) (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۴۰۶ طبع

دارالاشاعت کراچی روح البیان زیر آیت ۶۳ ص ۲۳۸ طبع بہاولپور)

یہی حال مسلم بن عقبہ کا تھا وہ شراب کے نشہ میں مدہوش تھا برے کام اسکو شیطان نے اتنے اچھے کر کے دکھائے کہ فخریہ کہتا تھا کلمہ پڑھنے کے بعد میں نے یہی اچھے کام کیے ہیں ''لعنت اللہ علی الظلمین'' پھر اس پر بھاری غضب اور تعجب بندیالوی پر یزید آپ کہتا میں شرابی میرے سارے فوجی شرابی ہیں

(دیکھیں ابن کثیر ج ۸ ص ۴۰۸ طبع کراچی)

بندیالوی کا شور بے فائدہ جھوٹا ہونا ثابت ۔ میں نے الحمد للہ علما و محدثین کے مستند حوالہ جات سے ثابت کر دیا یزیدی مسلم بن عقبہ بہت بُرا فاسق و فاجر تھا اور ہرگز صحابی نہ تھا میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ غلط نظریات رکھنے والوں کو ہدایت عطا فرما اور ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرما اور میرے قارئین کو مسلک حق اہلسنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

باب هفتم

در بحث یزید علیہ ما علیہ

بندیالوی صاحب یزید کا قصیدہ لکھتے ہیں

قارئین آیئے دیکھتے ہیں کہ سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فرزندِ ارجمند حضرت علی (رحمۃ اللہ علیہ) بن حسین زین العابدین اور شیعہ کے پانچوں امام کا اس بارے میں کیا خیال ہے ایک شخص نے امام محمد باقر (رحمۃ اللہ علیہ) سے واقعہ حرہ کے بارے دریافت کیا کہ کیا ان کے گھرانے کا کوئی فرد یزید کی فوج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہ خاندانِ ابو طالب کا کوئی فرد لڑنے کے لئے نکلا اور نہ ہی خاندانِ عبدالمطلب میں سے کوئی شخص مقابلے میں آیا۔ سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے جب حضرت مسلم بن عقبہ لشکر یزید کے سالار جو صحابی رسول تھے بغاوت کچلنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت زین العابدین ان کے پاس آئے۔ مسلم بن عقبہ نے ان کی عزت و تکریم کی اور کہا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں یہ سن کر حضرت زین العابدین (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا

وصلّ اللہ امیر المومنین یزید۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اپنی رحمت میں ڈھانپے۔

(طبقات ابن سعد ۲۱۵ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سرگودھا)

سب سے پہلے میں یہ کہتا ہوں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یہ

کب کہا یزید بہت نیک ہے متقی ہے لہٰذا اس کے خلاف مت اُٹھو اگر اس کے خلاف اٹھو گے تو باغی بن جاؤ گے بندیالوی کا جھوٹا ہونا تو اسی بات سے ظاہر ہے لیکن یہ حضرات جو یزید کے خلاف نہیں اُٹھے تو اس کی اور کئی وجوہات تھیں نا انھوں نے کہا یزید اچھا ہے نہ ان کا یہ مقصد تھا کہ یزید کے خلاف اٹھنا غلط کام ہے بلکہ وہ واقعہ کربلا کے بعد دنیا سے کنارہ کش ہو چکے تھے ہر وقت ذکر و اذکار عبادات میں مصروف رہتے تھے اگر کوئی کچھ کہتا تو آپ فرماتے تم نے جو کچھ کرنا ہے کرو مجھے کچھ نہ کہو کیوں کہ واقعہ کربلا جو آپ نے آنکھوں دیکھا تھا اس کے گہرے زخموں نے آپ کی توجہ دینا کے معاملات کی طرف سے بالکل ہٹا دی تھی۔

کیا خوب انداز ہے یزید کی تعریف و ثنا کرنے کا ابھی گذشتہ صفحات میں لکھا ہے کہ یزید کی تعریف کرنا میرا مقصد نہیں۔ کیا جھوٹ بولنے اور لکھنے کا حسین انداز ہے پھر تعجب یہ موصوف خود لکھتے ہیں میں شیعہ کے خلاف کتاب لکھ رہا ہوں اس عبارت میں بھی مخاطب شیعہ کو کیا گیا لیکن اس جاہل مطلق کو کون سمجھائے جن کے خلاف کتاب لکھ رہے ہو استدلال اور حوالہ جات ان کی کتابوں سے پیش کرو ہمیشہ اصولی بات کو مدنظر رکھ کر مسلمات خصم پیش کیے جاتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑا کہ موصوف نے یا تو اپنی کتابوں یعنی دیوبندیوں وہابیوں کی کتب کے حوالے دیے یا پھر علمائے اہلسنت کے محدثین کے دیے آخر میں جا کر شیعہ حضرات کی کتب سے چند حوالہ جات بھی لکھے میں نے اس کی کتاب سے یہ اخذ کیا کہ موصوف صرف اور صرف اپنے آپ کو یا چند خارجیوں ناصبیوں کو ہی حق پر سمجھتے ہیں باقی سب کے سب علمائے دیوبند بھی اور

اہلسنت و جماعت بھی اس کے نزدیک غلط ہیں شیعہ پہلے غلط ہیں میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ بندیالوی صاحب نے اصل میں کتاب اہلسنت و جماعت کے خلاف لکھی شیعہ کی تو جگہ بہ جگہ حمایت کرتے ہیں اسی کتاب میں ہم پر طرح طرح کے الزام اور بہتان لگائے ہم پر کیا لگائے علماء و محدثین پر صحابہ کرام پر اہلبیت پر لگائے پھر میں پوچھتا ہوں تم نے علامہ ابن سعد کی کتاب سے استدلال پکڑا کیا یہ شیعہ ہے یا پھر البدایہ والے شیعہ تھے۔ پھر میں کہتا ہوں حوالہ دیتے وقت بھی ہیر پھیر کی کہ طبقات کی بہت سی جلدیں ہیں حوالہ دیتے وقت قلم کی سیاہی ختم ہوگئی تھی یا پھر جان بوجھ کر ایسے کیا تا کہ نہ کسی کو حوالہ ملے اور نہ کوئی میری گرفت کرے لیکن اس بچارے کو یہ معلوم نہ تھا کہ علماء کے خادم اور دین کے خادم موجود ہیں وہ میری ہیر پھیر کی دھجیاں اڑا دیں گے اب میں الحمدللہ اس کی خرافات کا جائزہ لیتا ہوں یزید کی تعریف ثنا کرنے کے لئے اہلبیت کا سہارا لینے کی نامقبول کوشش کی اور کتاب میں لکھا تھا گرفتار کر کے لائے گئے

(طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۶ طبع کراچی)

پھر جو دعائیہ کلمات نقل کیے وہ صرف یہ ہیں

وصل الله امير المومنين۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۲۱۵ طبع دار صادر بیروت)

اس ظالم نے اپنی طرف سے یزید کا ساتھ نام جڑ دیا

عین ممکن ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توریہ کرتے ہوئے کہا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے امیر المومنین سے مراد کسی اور خلیفہ کو لیا ہو اور یہ شرعاً جائز ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے توریہ کرتے ہوئے فرمایا تھا امام

بخاری نے اسے کتاب الانبیاء میں نقل کیا

اس خارجی ناصبی نے اپنے خالی ترکش کو اہلبیت کے گھر سے پُر کرنے کی کوشش کی پہلی بات تو یہ ہے تاریخی روایت ہے جس کی صحت پر پورا پورا یقین نہیں یہ محل نظر ہے۔

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں یہ روایت بالکل ضعیف ہے اس کے تمام راویوں پر جرح کر کے ضعیف ثابت کیا دیکھیں حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۸ طبع مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور۔

لیکن اگر تسلیم کر لی جائے تب بھی یزید بچ نہیں سکتا کیونکہ زندگی میں تو کافر کے لیے بھی خیر کی دعا اور کسی کی ہدایت کی دعا کرنا یہ اچھی بات ہے بالخصوص خاندان نبوت کا یہ خاصہ رہا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم. کے طریقہ سے ثابت ہے کسی کے لیے اچھی دعا کرنا شرعاً جائز ہے اس بات سے اہل سنت و جماعت کے مسلک وعقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی

آئندہ سطور میں میں واضح کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کئی کافروں کے لیے دعا ہدایت کی اور آپ کی سنت پر چلتے ہوئے اہلبیت نے بھی اس پر پورا پورا عمل کیا

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ اٹھو گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی

اپنا شیوہ ہے اندھیروں میں اجالا کرنا ان کی خواہش ہے دنیا میں یوں ہی رات رہے

زندہ کافروں کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا کا جواز علامہ قرطبی

لکھتے ہیں

اگر انسان اپنے کافر ماں باپ کے لیے دعا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب تک وہ زندہ ہوں ان کے لیے استغفار کرتا رہے البتہ جو (کافر) شخص مر گیا تو اس کے اسلام لانے کی امید نہیں رہی سو اس کے لیے دعا جائز نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان اپنے مردوں کے لیے استغفار کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہونے (س توبہ پ ۱۱ آیت ۱۱۴) کے بعد انہوں نے اپنے مردوں کے لیے استغفار کرنا چھوڑ دیا اور ان کو زندہ مشرکین کے لیے استغفار کرنے سے نہیں منع کیا گیا حتیٰ کہ وہ مر جائیں

(الجامع الاحکام القرآن ج ۸ ص ۱۹۲ طبع دار الفکر بیروت) (جامع البیان رقم الحدیث ۱۳۴۷۴ طبع دار الفکر بیروت)

حدیث ۲:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل اور ان کے اصحاب نے آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوس نے کفر کیا اور اسلام لانے سے انکار کیا۔ ان کے خلاف اللہ سے دعا کیجئے۔ بس کہا گیا اب دوس ہلاک ہو گئے آپ نے فرمایا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو یہاں لے آ۔

(صحیح بخاری شریف رقم الحدیث ۲۹۳۴ طبع بیروت) (صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۲۵۲۴ طبع بیروت)

حدیث ۳

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے کہا یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے ان کے خلاف اللہ سے دعا کیجئے۔آپ نے فرمایا۔اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۴۲ طبع بیروت)(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ص ۲۰۱ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

گستاخوں کے ساتھ اہلبیت کا اچھا سلوک حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ایک بدوی صحرا سے آیا۔حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے بدوی نے گالی نکالی اور آپ کے ماں باپ کا بُرا کہا آپ اٹھے اور کہا اے بدوی تو بھوکا ہے پیاسا ہے یا تجھے کوئی تکلیف ہے اس نے پھر آپ کو اور آپ کے ماں باپ کو برا بھلا کہا۔حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام کو حکم دیا اور اس نے ایک تھیلی چاندی کے سکوں کی بدوی کے آگے ڈال دی۔پھر آپ نے فرمایا مجبور ہوں اس سے زیادہ میرے گھر میں موجود نہیں ورنہ دریغ نہ کرتا جب بدوی نے یہ بات سنی تو پکار اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند ہو۔میں صرف حلمِ طبع کا امتحان لے رہا تھا

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یہ محقق اہل تصوف کی صفت ہے وہ خلقت کی مدح وذم سے متاثر نہیں ہوتے اور سخت کلامی ان کو متغیر نہیں کرتی

(کشف المحجوب ص ۱۴۴ طبع ضیاء القرآن لاہور)

واضح ہوا اہلبیت کی عظمت کیا ہے کہ گستاخِ اہلبیت نے جنتی جوانوں

کے سردار اور سردارہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصحابی اور جنتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں تو امام نے بجائے اس کو کافر کہنے یا مرتد کہنے کے آپ نے فرمایا تم بھوکے ہو یا پیاسے ہو اور انعام کے طور پر چاندی کے سکوں کی تھیلی دی اب اگر بندیالوی صاحب کہیں وہ گستاخ کتنا اچھا تھا اس کو امام نے انعام سے نوازا لہٰذا وہ تعریف کے قابل ہو گیا بالکل یہی معاملہ یزید کا تھا اور اس کے ساتھ مسلم کا کہ اے ظالموں تم اپنے ظلم بھی دیکھو اور ہمارا کردار بھی بندیالوی نے الٹ سمجھ لیا

دلیل نمبر ۲: ابن کثیر لکھتے ہیں

ایک دن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو کچھ دیا اور پھر اس سے نظریں پھیر لیں۔ اس آدمی نے سامنے آکر کہا۔ میں تمہارے ہی پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ میں تم سے چشم پوشی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر اس آدمی نے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں تو لوگوں نے اس کو برا بھلا کہا تو علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لوگو اسے چھوڑ دو کچھ نہ کہو اور پھر اس کے پاس پہنچے اور کہا اللہ نے تجھ سے جو ہمارے عیوب چھپا رکھے ہیں وہ تو بہت ہی ہیں۔ کیا تیری واقعی ایسی کوئی ضرورت ہے جس کے لیے تیری مدد کی سخت ضرورت ہے وہ آدمی یہ سن کر بے حد شرمندہ ہوا۔ اس کے بعد علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار درہم اس کو دینے کے لیے حکم دیا اور ایک بہترین کپڑا ابھی اس کے جسم پر اپنا اتار کر ڈال دیا اس کے بعد جب بھی وہ شخص علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا تم بے شک اولاد نبی ہو۔ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

(البدایہ والنہایہ ج۹ص ۱۸۷طبع کراچی)(الصواعق المحرقہ ص۶۶۶طبع فیصل آباد)

ـ قدرِ اولاد نبی دا ایہہ یزیدی کی جانن
قدر اولادِ نبی دا جانن سُنّی صاف جھنادے سینے

میں کہتا ہوں اب اگر اس حسنِ اخلاق اہلبیت کو دیکھ کر کوئی یہ کہنا شروع کر دے کہ وہ شخص بڑا ہی اچھا تھا جس کو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کپڑا دیا اور تحائف سے نوازا تو کیا اس کا یہ کہنا درست ہوگا ہرگز نہیں کیونکہ اس شخص نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں آپ نے اس گستاخ کو نہ جھڑکا نہ ڈانٹا نہ برا بھلا کہا بلکہ اس پر تحائف کی بارش کی وہ شخص آلِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اخلاق کریمانہ دیکھ کر گرویدہ ہوگیا بس اسی وجہ سے امام نے اگر واقعتاً تعریف کی تو یہی وجہ تھی گو یہ امام ان ظالموں کو اپنے کردار سے کہہ رہے تھے اے کم بختو تم اپنے جور و جفا بھی دیکھو اور ہماری وفا بھی دیکھو

پھر بندیالوی کہتے ہیں امام زین العابدین آئے ارے ظالم آئے نہیں گرفتار کر کے لائے گئے تفصیل دیکھیں

(تاریخ کامل ابن اثیر ج۴ص۱۰۲طبع مصر)(تاریخ ابن خلدون ج۲ص۱۲۵طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

لیکن اس کے باوجود امام نے اپنی زبان اور کردار سے بتایا چاہے کوئی دشمن ہو ظلم کرنے والا ہو ہمارا شیوہ یہ ہے کہ دعا ہی دیں گے کیونکہ یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے لیکن اگر کوئی ان واقعات کو پڑھ کر گستاخوں یا دشمنوں کو نیک اور پارسا یا عاشقِ اہلبیت لکھنا شروع کر دے بندیالوی کی طرح تو یہ بہت بڑا ظلم ہوگا اور ان نیک سیرت لوگوں پر الزام ہوگا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کتے چمکاں ویکھ نہ بھُل جاویں الٰہیہ بالکل جھوٹے تِلّے نی
اصفر الٰہیہ الٹ زمانہ ایں ہُن دودھ دے را کھے بِلّے نی

شیخ بندیالوی کی بوکلابازیاں پڑھیے

قارئین گرامی قدر اس حوالے کو ایک بار پھر پڑھیے اور ضد عناد سے کنارہ کش ہو کر فیصلہ کیجئے کہ اگر واقعۂ حرہ کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہوتی تو سیدنا حسین کے بہادر وشجاع فرزند لشکرِ یزید کے سالار سے ملنے کبھی نہ آتے اور اگر ملنے آ ہی گئے تھے تو پھر یزید کے لئے رحمت کی دعا کبھی نہ کرتے اور اسے امیر المومنین کے خوبصورت لقب سے یاد نہ فرماتے۔ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق گو فرزند کی دعا نے ثابت کر دیا کہ واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ لشکر یزید جس کی قیادت صحابی رسول کر رہے تھے نے تو بغاوت کو کچلنے کے لیے کاروائی کی تھی آواز دو انصاف کو اور دست بستہ سوال کرو ارباب حل وعقد سے کہ مسلمانوں کی متفقہ حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کو کچلنے کے لیے مناسب کاروائی کرے تو قصور کس کا ہو گا۔ باغیوں کا یا حکمران وقت کا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سوئم سرگودھا)

الحمد للہ تسلی بخش ان تمام بندیالوی کی خرافات کے جوابات لکھے جا چکے ہیں ہم نے عقلی اور نقلی تحقیقی اور تنقیدی طور پر پہلے لکھ دیا اب اس بات کا جواب پڑھیے حضرت زین العابدین مسلم بن عقبہ کے دربار میں کس طرح لائے گئے اور پھر یہ کہ یزید کو امیر المومنین کہنا کس قدر سخت ناجائز ہے

امام زین العابدین نے بیعت یزید نہیں کی

علامہ ابن خلدون اور علامہ ابن اثیر جذری کے قلم سے

چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کیے جانے کا حکم دیا لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے جو جہاں ملتا تھا اسکو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا رفتہ رفتہ علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کیے گئے

مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقبہ بولا تم کیوں نہیں پیتے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کانپ اٹھے۔ گھبرا کر پیالہ اٹھا لیا۔ مسلم بن عقبہ نے کہا تم خوفزدہ نہ ہو اگر تمہارا کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو میں بے شک تم کو قتل کر ڈالتا لیکن امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ کہا تھا کہ تم نے ان کو لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں۔ پس اگر تمہارا جی چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خواہ مخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے برابر بٹھا لیا پھر کچھ دیر کے بعد کہا شائد تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا تم یہ سچ کہتے ہو مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی۔ آپ بلا بیعت کیے ہوئے اپنے گھر چلے آئے اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے یہ واقعہ جب ذوالحجہ کی دو راتیں باقی رہ گئی تھیں ۶۳ھ عہد حکومت یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ میں واقع ہوا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۵ و ۱۲۶ اطبع کراچی) (تاریخ کامل ابن اثیر جذری ج ۴ ص ۱۰۲ اطبع مصر)

یہ تھی وہ حقیقت جس کو ہم نے پوری دیانت داری سے درج کر دیا لیکن بندیالوی نے ان حقائق کو اپنی بدباطنی کے ذریعے سے چھپانے کی کوشش کی لیکن حق چھپ نہیں سکتا۔ ان حقائق سے معلوم ہوا کہ طبقات الکبریٰ کی جو عبارت بندیالوی نے یزید کی شان میں لکھی اگر وہ صحیح ہوتی تو باقی مؤرخین بھی اس کو ضرور نقل کرتے نہیں کی تو ثابت ہوا کہ امیر کہنے والی بات محل نظر اور غیر مستند اور ضعیف ہے۔ یزید اس قابل نہیں کہ اس کو امیر المومنین کہا جائے۔ پھر بندیالوی نے یہ بھی جھوٹ لکھا کہا امام زین العابدین خود ملنے آئے یہ بھی جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ آپ کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا

ان بہترین مؤرخین کے پیش کردہ حقائق میں کہیں یزید کی تعریف کا کوئی لفظ نہیں بلکہ الٹا ان یزیدیوں کے ظالمانہ کردار کی جھلکیاں واضح ہیں پھر انہیں حقائق میں یہ بھی گزرا کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی اور نہ ہی آپ نے پہلے کی ہوئی تھی کربلا کے بعد مدینہ شریف پہنچنے تک کم از کم میری نظروں میں کسی مستند کتاب کی عبارت نہیں آئی کہ آپ نے یزید کی بیعت کی ہو اور مؤرخین نے بھی اسی لیے لکھا کہ آپ نے بیعت نہیں کی تھی

بندیالوی صحابہ کرام کا گستاخ اور توہین کرنے والا

بندیالوی نے لکھا تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے میں نے اللہ رب العزت کی توفیق عنایت سے یہ لکھ دیا یزید کے خلاف کون اٹھے تھے اور مزید جوابات بھی گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں اب

میں پھر کہتا ہوں کہ ان صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو افضل جہاد کیا ظالم جابر فاسق و فاجر کے خلاف اٹھ کر لیکن یزیدی ہمنوا ان جلیل القدر لوگوں کو باغی اور تمام قصور کے ذمہ دار کہتے ہیں اس سے واضح طور پر صحابہ کرام کی توہین اور گستاخی ثابت ہو رہی ہے ان کم بختوں کو کون سمجھائے تم کہتے ہو ہم صحابہ کے سپاہی ہیں اور دفاع کرتے ہیں شیعہ گستاخ ہیں لیکن میں کہتا ہوں تم نے سب کو باغی لکھ کر قصور وار ان کو بنا رہے ہو جن کو تم باغی اور غلط سمجھے بیٹھے ہو وہ صحابی اور تابعی تھے تم ان کو باغی لکھ کر شیعہ کو تقویت دے رہے ہو اور ان جلیل القدر لوگوں کی توہین کر رہے ہو ابھی تم کہتے ہو ہم دفاع کرتے ہیں یہ تمہارا دوہرا معیار میری سمجھ سے باہر ہے

اے ظالم ملاں یہ دوہرا معیار چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا۔ سراسر موم یا سنگ ہو جا

تم لکھتے پھرتے ہو یزید کی متفق حکومت تھی یہ بھی جھوٹ ہے میں واضح کر چکا ہوں پھر میں پوچھتا ہوں اس کی کیا اصل ہے کہ وہ باغی تھے کیا ثبوت یا شریعت کا کون سا اصول ہے جس کی وجہ سے جلیل القدر باغی بن گئے وہ یقیناً نہی تھے باغی تم ہو تمہاری دہشت گرد جماعتیں ہیں ابھی سے توبہ کر لو آسمان پر تھو کنے سے اپنا ہی منہ گندا کر رہے ہو نہ کرو

عظمت صحابہ کرام کی جھلکیاں

ان نفوسان قدسیان پر خدا راضی ہو چکا ہے ان کو اپنی جماعت قرار دے چکا ہے ملاحظہ ہو پ ۲۸ س مجادلہ کیا خدا کی جماعت باغی ہو سکتی ہے ہر گز نہی

حقیقت میں باغی یزید اور اس کے فوجی اور اس کے ہمنوا تھے اور آج کے دور میں تم ہو جو ان باغیوں اور مسلمانوں کے دشمنوں کو بچاتے پھرتے ہو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ان ظلموں کا دفاع کرنا چھوڑ دو ورنہ قیامت میں انہیں ظالموں کے ساتھ تمہیں بھی چھتر ان شاء اللہ ضرور پڑیں گے میں تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے حدیث لکھ دیتا ہوں پڑھ لیجئے

حدیث

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (صحابہ) سے فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے صحابہ نے عرض کیا ہمارے اندر تو مفلس وہی ہوتا ہے جس کے پاس روپیہ بھی نہ ہو اور سامان بھی نہ ہو فرمایا میری امت میں مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ (یعنی ساری نیکیاں) لے کر آئے گا لیکن (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر زنا کی تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال (ناجائز طور پر) کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا (کسی نے ظالم کی حمایت کی ہوگی) چنانچہ کسی کو اس کی یہ نیکیاں (ظلم کے بدلے میں) دلوا دی جائیں گی کسی کو وہ نیکیاں۔ پھر اگر ادائے حقوق سے اس کی نیکیاں کم پڑیں گی تو حق دار کے گناہ لے کر اس حق تلفی کرنے والے پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس (ظالم) کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا

(تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۳۴۳ پ ۲۸ س التغابن مترجم وہابی طبع کراچی)

مزید پڑھتے چلو شائد کہ تم ان کو باغی کہنے سے رک جاؤ قرآن حکیم میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔س الحشر پ ۲۸ آیت ۱۰ ترجمہ

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے

تفسیر مظہری میں زیر آیت

لکھا ہے بعد یعنی مہاجرین وانصار کے بعد ان سے مراد ہیں وہ صحابی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور وہ تمام مومن بھی مراد ہیں جو صحابہ کے بعد قیامت تک آنے والے ہیں

لاخوا ننا ۔یعنی ہمارے دینی بھائیوں کے لیے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ پہلوں کا پچھلوں پر حق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ سے جن کو ہدایت ملی اور ایمان کی توفیق ہوئی ان ہی کے ذریعہ سے پیچھے آنے والے ہدایت یاب ہوئے۔للذین اٰمنو ا ۔ان سے مراد ہیں مہاجرین و انصار جو بعد کو آنے والوں سے پہلے ایمان لائے۔اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر کسی کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کسی طرح کا بغض ہو تو اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوگا جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے

عبدالدائم دیو بندی کہتے ہیں

یعنی نواصب۔خوارج اور شیعہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں

(تفسیر مظہری ج ۱۱ص ۱۴۱ طبع دارالاشاعت کراچی)

میں اللہ کی توفیق عنایت سے کہتا ہوں جس طرح خارجی ناصبی خارج آیت ہیں اسی طرح جن کی وجہ سے یہ ناصبی وغیرہ بنے وہ بھی خارجی آیت ہے اور بندیالوی اینڈ کمپنی بھی ناصبیوں اور یزیدیوں کا دفاع کرنے کی وجہ سے خارجِ آیت ہیں۔ ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام عدول ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور اصفیاء ہیں اور نبیوں رسولوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں جو انکو باغی یا غلط کہے وہ جھوٹا لعنتی ہے

عظمت صحابہ کرام پر احادیث

حدیث نمبر ۱

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو برا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کردے پھر بھی وہ ان کے دے ہوئے ایک کلو یا نصف کلو کے برابر نہیں ہوگا

(صحیح بخاری شریف رقم الحدیث ۳۲۷۳ کتاب المناقب) (صحیح مسلم رقم الحدیث ۶۳۶۵ کتاب فضائل باب تحریم سب الصحابۃ)

حدیث ۲

حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کے متعلق اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے متعلق اللہ سے ڈرو ان کو میرے بعد طنز کا نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان

سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے بے شک مجھ کو ذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے بے شک اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو ذیت دی عنقریب اللہ اس کو پکڑے گا

(جامع ترمذی کتاب المناقب فضائل صحابہ رقم الحدیث ۱۷۹۶) (مسند احمد ج ۴ ص ۸۷ طبع مکتبہ اسلامی بیروت)

حدیث ۳

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وصال کے وقت کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ ہمیں وصیت کیجئے آپ نے فرمایا میں تمہیں مہاجرین میں سے سابقین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں اور ان کی اولاد کے متعلق اور ان کے بعد کے لوگوں کے متعلق اگر تم نے ان کی خیر خواہی نہ کی تو تمہارا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں کیا جائے گا

(المعجم الاوسط رقم الحدیث ۸۷۸ طبع دار الفکر بیروت) (البحر الزخار المعروف مسند البذار رقم الحدیث ۱۰۷۳ طبع مؤسسۃ القرآن بیروت) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں (الصواعق المحرقہ ص ۱۴۰ طبع فیصل آباد)

قارئین میں پہلے لکھ چکا ہوں بہت سے صحابہ اور تابعین یزید کے خلاف اٹھے اور واقعہ حرہ میں شہید کیے گئے کچھ غازی بنے بندیالوی ان سب کو باغی اور غلطیاں کرنے والے بار بار لکھ رہے ہیں تو اس کا گستاخ صحابہ ہونا واضح طور پر ثابت ہوا توہین کرنے والا بھی یہ کام کر کے اس ظالم نے شیعہ مسلک کی حمایت کی نام مخالفت کا اندرون خانہ حمایت کا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے

ارشادات عالیہ میں واضح فرمادیا میرے صحابہ کو برا کہنے والا جہنمی ہے اس کی کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہے حافظ سیوطی لکھتے ہیں چنانچہ باب طیبہ میں جنگ ہوئی جو جنگ حرہ کے نام سے مشہور ہے جانتے ہو جنگ حرہ کیا چیز ہے سنو اس کی بابت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا بخدا اس جنگ میں صحابہ کرام رضوان اللہ کو چن چن کر قتل کیا گیا اور دوسرے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا شہر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لوٹا گیا اور ہزارہا دوشیزہ و نوجوان خواتین کو جبراً ذلیل کیا گیا

(تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰ طبع کراچی) (الصواعق المحرقہ ص ۳۳۷ طبع فیصل آباد)

لو جناب بند یالوی تم بنالو حق والے ان کو جنہوں نے صحابہ کرام کو چن چن کر شہید کیا اور معاذ اللہ تم صحابہ کو باغی کہتے ہو شرم مگر تم کو نہیں

صادق ہوں اپنے قول کا میں غالب خدا گواہ ہے
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

کیا یزید کو امیر المومنین کہنا جائز ہے ہر گز نہیں ابن حجر مکی و امام سیوطی کا فتویٰ پڑھیے

نوفل بن ابو الفرات کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے یزید کا ذکر کیا اور کہا امیر المومنین یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو آپ نے فرمایا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے آپ کے حکم پر اسے بیس ۲۰ کوڑے مارے گئے

(الصواعق المحرقہ ص ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۴۱ طبع فیصل آباد) (تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰ مترجم اقبال الدین

گاھندری دیوبندی طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (تذھیت التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۱ طبع مصر)

(لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۴ طبع حیدرآباد دکن انڈیا حادثہ کربلا پس منظر ص ۳۵۱)

صفایا کر دیا بندیالوی کے امیر المومنین کا ان جلیل القدر محدثین نے اور وہ بھی پانچویں خلیفہ راشد کے حکم سے یزید کو امیر کہنے والے شخص کو ۲۰ کوڑے مروانا اس بات کی دلیل ہے کہ یزید اس لقب کا ہرگز اہل نہیں کاش کہ کوئی اب خلیفہ راشد بنے جو ان ظالم یزیدیوں کو خوب خوب سزائیں دے جو صرف یزید کو خلیفہ ہی نہیں کہتے بلکہ دوسروں کو بھی کہنے کی دعوت دیتے ہیں اور لکھتے پھرتے ہیں یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ اللہ استغفر اللہ

اور یہ بھی کہ اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے نعوذ باللہ من ذالک

صاف ہو گیا بندیالوی کا یہ اعتراض کہ امام زین العابدین نے یزید کو امیر المومنین کے خوبصورت لقب سے یاد کیا میں لکھ چکا ہوں یہ آپ پر الزام ہے اور یہ روایت جھوٹی ہے قابل استدلال نہیں ہے میں معتبر کتب سے جواب لکھ چکا اور یہ بھی کہنا غلط کہ یزید کی متفقہ حکومت تھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ کہ یزید پر سب کا اتفاق نہ تھا

سید نفیس الحسینی قاری ضیاء الحق اور حبیب الرحمٰن اعظمی ان سب دیو بندی حضرات کا فتویٰ یزید کو امیر کہنا لکھنا ناجائز

حضرت مولانا اعظمی نے یزید کو ننگ انسانیت۔ ناپاک اور خبیث اور قاتلِ حسین قرار دیا ہے۔ یزید کو صالح اور عادل۔ اور امیر المومنین۔ لکھنے کی جسارت کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں کہ کل

روزِ محشر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے آگے چل کر حضرت تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے شخص کو جس نے یزید کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا تھا بیس ۲۰ کوڑے لگانے کا حکم دیا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۱۵۱ ۳ طبع مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ طبع مکتبہ شہید لاہور) (شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۸ از قاری طیب دیوبندی طبع اسلامیات لاہور)

نیز یہی لکھتے ہیں مفتی شفیع صاحب دیوبندی کی تصریحات

قاری ضیاء الحق دیوبندی لکھتے ہیں حضرت مفتی صاحب کی عبارات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یزید اپنے افعالِ ناشائستہ کی بنا پر اس لائق نہیں کہ اس کی تعریف وتوصیف کی جائے جیسا کہ نواصب اپنے جلسوں اور تقاریر میں۔ امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ۔ (استغفر اللہ) زندہ باد کے نعرے لگواتے ہیں اور اس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک کو مزید اذیت پہنچانے کا سامان کرتے ہیں ایسے لوگ بنصِ قرآنی اپنے آپ کو لعنتِ خداوندی کا مستوجب بنا رہے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ (س الاحزاب پ ۲۲ آیت ۵۷)

(سیدنا علی وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۰۴ و ۶۰ ۳ طبع لاہور)

اے کاش بندیالوی نے اپنے ان بڑے علماء سے پوچھا ہوتا تو ان کا

وقت برباد نہ ہوتا اور اتنے پیسوں کا ضیاع نہ ہوتا لیکن کون سمجھائے ان خارجیوں اور ناصبیوں کو کہ انہوں نے یزید پلید کی اندھی محبت اپنے دل میں بسا رکھی ہے صحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضوان اللہ کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ حدیث میں ان کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے اور بندیالوی کے بڑے علماء نے فرمایا یزید کی تعریف وثنا کرنا امیر کہنا وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذ دینے والی بات ہے اور یہ بنصِ قرآن ثابت بھی کر دیا میں کہتا ہوں بندیالوی صاحب آپ سچے ہیں یا جن کے نام کی دستار سجا رکھی جنہوں نے تمہاری ساری ریسرچ اور تحقیق پر پانی بہا دیا اور تم کو کہا ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو عقل کرو نہ بے عقل نہ بنو یزید کی تعریف کا قصیدہ چھوڑ و ورنہ عنقریب سزا ہو گی کڑی

فاعتبر وا یا اولی الابصار

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ داراز میں
لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
انہیں کا قصہ سنا رہا ہوں زبان وقلم میری ہے بات ان کی
انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

ظفر اللہ شفیق دیوبندی کے اقتباسات ملاحظہ ہوں

خیال نہ کیا جائے کہ یہ عہد ماضی کے قصے ہیں جو خوش عقیدہ لوگوں نے ذہنی تسکین کے لیے بیان کیے ہیں۔ بے ادبی اور گستاخی کی سزا آج بھی جاری و ساری ہے گستاخی خواہ صحابہ کرام کی ہو یا اہل بیت عظام کی۔ ایمان وعرفان کا نور سلب کر لیتی ہے بغض اہلبیت اور بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں درحقیقت

روحانی کینسر ہیں جو مسلمان کی روحانی شخصیت کو مسخ کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وحشت اور لعنت گستاخانِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہروں سے ٹپکتی ہے۔ گستاخانِ اہلبیت کے چہروں پر بھی ویسی ہی پھٹکار برستی ہے ایسے لوگوں کی محبت سے طبیعت میں ایک عجیب سا انقباض پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جنہیں ایمان و اعتدال کی دولت عطا فرمائی وہ کبھی دقتِ نظر سے ایسے لوگوں کا جائزہ لیں۔ان کا دل اس حقیقت کی تصدیق کرے گا عبرت کے طور پر چند مشاہدے نذر قارئین ہیں۔

حکایت نمبر ا گستاخ اہل بیت کا برا حال

ایک صاحب علم (مولانا) کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے خطیب تھے ان کی قرآنی خدمت کا عالمی تعارف ہے مجھے ان سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ اتفاقاً ایک مجلس میں ملاقات ہوگئی تو چہرے پر قرآن کا نور اور گفتگو میں محبت کا سرور نہیں پایا بہت تعجب ہوا یہ وحشت اسی مکروہ سوچ کا اثر ہے (یعنی یزید کو امیر المومنین کہنے کا)

حکایت ۲ گستاخ اہلبیت کی عاقبت خراب

عصر حاضر میں ناصبیت اور یزیدیت کے مردہ فتنے کو کراچی کے ایک صاحب (نامحمود عباسی) نے دجّاجالی اندازِ تحریر سے زندہ کیا اور ہزاروں لوگوں کو گمراہ کیا دینی حوالے سے ان صاحب کا حال یہ تھا کہ نماز پنجگانہ تو کجا جمعہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے صوم رمضان کی بھی ان کے پاس کوئی اہمیت نہ تھی قرآن مجید اور وحی کے بارے میں ذہن صاف نہیں تھا آخر اسی حال میں دارِ آخرت کو روانہ

ہوئے۔ نمازوں کے بارے میں سستی اور لاپرواہی صرف انہیں صاحب کا وطیرہ نہ تھا بلکہ اوپر جتنے لوگوں کا ذکر ہوا ہے دینی خدمات سے تعلق رکھنے کے باوجود تقریباً سبھی نمازوں اور دیگر دینی اعمال میں کوتاہ تھے (اس کا مزید تعارف میں نے کتاب کے اندر اہم انکشاف کے نام سے لکھا ہے پڑھیں مؤلف)

(امام حسین اور واقعہ کربلا قرآن حدیث اور دانش کی روشنی میں ص ۱۵۸ تا ۱۶۰ طبع صراط مستقیم مسلم کالونی شالامار لنک روڈ باغبان پورہ لاہور)

لبا لب ہے تمہارے ذہن کا کاسہ عداوت سے
مگر خالی محبت سے سراسر جام ہے تیرا
ملاں کدھر جا رہے ہیں اس کو بھی یار سوچ
ہے سوچنے کی چیز اسے بار بار سوچ

جناب ظفر اللہ شفیق دیوبندی نے اپنی اس کتاب کے ان صفحات پر بہت سے دیوبندی وہابی مولوی حضرات کے واقعات اسی قسم کے درج کیے ہیں جن سے گستاخی کی بو آتی ہے شوق رکھنے والے اصل کتاب کا مطالعہ کریں

بالکل سچ اور حقیقت کی باتیں پیش کی گئی ہیں بدمعاش لوگوں کا دفاع بدمعاش ہی کرتے ہیں نیک لوگوں کا دفاع نیک ہی کرتے ہیں۔ یہ خدائی فیصلے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے میں کہتا ہوں یزید پلید کے تمام حامیوں اور طرفداروں بمعہ بندیالوی یہی حال ہے جو اوپر گزرا میں نے الحمدللہ بندیالوی کے اعتراض کا جواب علماء ومحدثین مؤرخین کے ساتھ ساتھ علمائے دیوبند کے قلم سے لکھ دیا

صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا
فریب کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

شیخ موصوف کی چالاکیاں پڑھیے

آج یہ دو ۲ رکعت کا ملا۔ پیشہ ور واعظ۔ منبر ومحراب کے لیے بدنما داغ خطیب سنی نما شیعہ قاضی ونعمانی۔ کئی لال کالے شاہ اپنی تقریر وتحریر میں یزید کو کافر...... کبھی فاسق وفاجر اور شراب نوش کہہ کر لعنت کی تسبیح پڑھنا کارِثواب سمجھتے ہیں اور کوئی نام جہاد محقق کہتا ہے کہ کوئی اہلسنت یزید کی تعریف نہیں کرتا۔ جان کی امان پاؤں تو ہاتھ جوڑ کر ان محققین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یزید کے دور میں جتنے اصحاب رسول زندہ تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی یزید کے خلاف خروج کیا یا خروج کو جائز قرار دیا ان میں کسی ایک نے بھی نہ یزید کو کافر کہا نہ فاسق و فاجر اور نہ اس پر لعنت کی نہ لعنت کا حکم دیا۔ ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اصحابِ رسول کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا مقدس دور آیا لیکن کسی ایک تابعی نے اور نہ تبع تابعین میں سے کسی ایک نے یزید کو کافر کہا نہ فاسق وفاجر اور نہ اس پر لعنت کے جواز کے قائل ہوئے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۷ طبع سرگودھا)

واہ ارے خطیب اور ملاں ظالم تم نے یہ لکھ کر اپنے آپ کو بھی نہ چھوڑا میں پوچھتا ہوں کیا تو ملا نہیں ہے یا تو خطیب نہیں ہے یا پھر تیرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ باقی ۲ دو رکعت کے خطیب ہیں تو جناب کتنی رکعت کے خطیب ہیں کیا آپ ایک رکعت کے ہیں یا چار۔ چھ رکعت کے یا پھر باقی تو نماز کی رکعتیں پڑھنے پڑھانے والے خطیب اور ملاں ہوئے اور تم نہ پڑھنے پڑھانے والے خطیب اور ملاں ہوئے اور باقی تو ہوئے پیشہ ور خطیب اور تم جناب پیسہ گر واعظ ہوئے یا

ریال اور ڈالر پر بکنے والے خطیب ہوئے اور دوسرے منبر ومحراب کے لیے بدنما داغ خطیب ہوئے تو تم جناب یزید پلید و ابن زیاد بدمعاش و شمر کتا بن ذی الجوشن اور عمر دین بیچنے والا ابن سعد کے ثنا خوان خطیب ہوئے غور کرو تمہارے خطیب ہونے اور باقی خطباء میں کتنا واضح فرق ہے یہ میں نے نہیں کہا بلکہ جو تم نے کہا اسی کا وزن میں نے نکالا اور تمہارے سامنے آئینہ پیش کیا۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حُسن پر کتنا غرور تھا

مزید برآں تم کئی لال کالے خریدنے والے تقری وتحریر والے واعظ ہوئے اور اس بات کا جواب مقدمہ میں گزر چکا کہ سنی نما شیعہ نہیں بلکہ دیو بندی وہابی یزیدی خارجی بندیالوی نما شیعہ ہیں پھر یہ ظالم کہتا ہے یزید کو کسی صحابی نے کافر بے دین نہیں کہا۔ میں نے الحمدللہ مستند حوالہ جات سے لکھ دیا ہے صحابہ کرام و تابعین نے یہ کہہ کر یزید کی بیعت توڑ دی کہ یزید کا کوئی دین نہیں ہے وہ ماؤں بہنوں بیٹیوں سے برے کام کرتا ہے اور شراب پیتا ہے یہ بنیاد لے کر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیا ابھی اس کے فاسق و فاجر ہونے میں کوئی کسر باقی ہے میں پوچھتا ہوں کیا معاذ اللہ صحابہ کرام وتابعین نے جھوٹ بولا تھا یا حق بیان کیا تھا اگر تم کہو انہوں نے جھوٹ بولا پھر تمہارے ایمان کا جنازہ اٹھ جائے گا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق کے مطابق بارہ ہزار چار سو ستانوے ۱۲۴۹۲ صحابہ اور تابعین شہید ہوئے ابن کثیر کے مطابق دس ہزار سے اوپر جن میں سے صحابہ تھے حرہ میں شہید ہوئے

(البدایہ ج٦ ص١٠٢٢)

میں پوچھتا ہوں اتنے جلیل القدر لوگ شہید ہوئے یہ کون تھے اگر یہ تیرے نزدیک صحابہ کرام تابعین نہیں تھے تو کیا جن آ کر لڑے تھے یا فرشتے تھے یا پھر یزیدی فوج جو بیس ہزار دمشق سے آئی تھی کہیں وہ مدینہ منورہ میں آ کر آپس میں لڑے تھے بہر حال اتنے لوگ شہید ہوئے وہ کیوں ہوئے اس کا سبب کیا تھا کیا وہ یزید کو نیک اور متقی کہتے تھے اس لیے یزید نے ان پر چڑھائی کرائی تھی اور ظلم کی تلواریں چلائی تھیں یقیناً وہ برا کہتے تھے تب ہی یزید نے ان سے جنگ کی تھی۔ چلیے میں کم سے کم تعداد کے قول کو لیتا ہوں مثلاً ابن خلدون نے لکھا تین سو چھ ۳۰۶ شرفاء قریش وانصار شہید ہوئے

(ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۵ طبع کراچی)

امام سیوطی نے اسی قول پر اتفاق کیا دیکھیں تاریخ الخلفاء ص ۲۱۱ طبع کراچی

علامہ کمال الدین دمیری نے سات ۷۰۰ مہاجرین وانصار لکھا

(حیات الحیوان ج ۱ ص ۲۰۸ طبع لاہور)

اب کم تعداد کو مانیں تب بھی بندیالوی جھوٹے ہیں میں پوچھتا ہوں آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا ماننا پڑے گا یقیناً یزید پلید کی برائیوں نے صحابہ کرام کے جذبات اور دین کو نقصان پہنچایا تھا اسی وجہ سے وہ یزید کے خلاف اٹھے یہ میں بخاری سے لکھ چکا ہوں جس کے بدلے میں یزید نے ان کو گاجر مولی سمجھ کر ظلم کی تلواریں چلوائیں۔

مزید برآں امام حسین رضی اللہ عنہ کا جو تقریباً ایک سو چھیالیس ۱۴۶ افراد پر مشتمل تھا ان میں صحابہ اور تابعین اور اہلبیت کے افراد تمام یزید کے خلاف

اُٹھے تھے اور اس کو فاسق و فاجر کہتے تھے اور کافر بھی کہتے تھے۔

شیخ بندیالوی کی سلف صالحین پر قلم پردازیں پڑھیے:

اہل سنت کے چار مشہور و معروف آئمہ میں سے کسی ایک امام نے یزید کے کفر کا فتویٰ دیا یا اسے فاسق و فاجر کہا یا اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہو
ھا تو برھانکم ان کنتم صدقین۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۷)

شیخ موصوف اس طرح بے حیا بن کر اہلسنت و جماعت کے آئمہ اور مسلک پر قلم پردازی کرتے ہیں کہ میری طرح ہر کوئی اہلسنت کے مسلک کو چھوڑ دے جب یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نے یزید کے بارے سکوت اختیار فرمایا ہے جبکہ بعض اقوال ہمارے امام صاحب اور باقی ائمہ کے واضح طور پر یزید پلید کو کافر لعنتی کہنے کے ملتے ہیں جن کا آگے جا کر ذکر ان شاء اللہ آئے گا لیکن جب مشہور و معروف سکوت ہے تو بندیالوی کا اگر اہلسنت و جماعت سے تعلق ہوتا تو یہ اعتراض نہ کرتے جو انھوں نے کیا ہے وہ خود بخود باطل ہے کیونکہ مشہور بات کے خلاف ہے اور بغیر دلیل کے ہے میں یہ تو ضرور پوچھ سکتا ہوں کہ ان ائمہ نے یزید کی تعریف کب کی اور متقی پرہیز گار کب کہا یا کہنے کا حکم کب دیا۔

خود بخود یہ مطلب اخذ کر لینا کہ کافر نہیں کہا لعنتی نہیں کہا لہٰذا نیک پرہیز گار ہے یہ سراسر ظلم اور آئمہ کی ذات پر بہتانِ عظیم ہے رہا یزید کا فاسق و فاجر ہونا اس میں سب علماء محدثین مؤرخین حتیٰ کہ علماء دیوبند بھی صحابہ کرام و تابعین سے

لیکر آج تک متفق ہیں سوائے ناصبیوں کے کسی کو اختلاف نہیں ہمارے آئمہ نے جو سکوت فرمایا ہے اس کی اصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہو اس کے باوجود اس سے ایسے کام سرزد ہوں جو واضح طور پر کفر اور فسق ہوں اور اس کے خاتمے کا واضح اور صریحی ثبوت نہ ہو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اس نے اپنے کفریہ کاموں سے توبہ کی ہے یا نہیں تو ایسے شخص کے متعلق احتیاط کا تقاضا کہ اس کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے وہ بہتر جانتا ہے خود فیصلہ فرمائے بس اسی احتیاط کی خاطر اسے کافر یا شخصی لعنت سے رکیں گے یہی معاملہ یزید کا ہے اور یہی وجہ آئمہ کے سکوت کی ہے۔ لیکن جو اس نے گناہ کیے ان کا ذکر ضرور کیا جائے گا کہ لوگوں کو معلوم ہو وہ کیسا برا اور ظالم تھا تا کہ بعد کے آنے والے لوگ عبرت پکڑیں اور ان برے کاموں سے بچیں پھر بعض حضرات نے یزید کو لعنتی و کافر کہا اور دلائل دیے کہ وہ کافر لعنتی ہے لیکن اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ یزید کو کافر و لعنتی نام لے کر نہ کہا جائے عام طور پر لعنت جائز ہے جیسے جھوٹوں پر لعنت یا ظالموں پر اب میں اللہ کی توفیق عنایت سے اس مسئلہ پر کچھ گفتگو کرتا ہوں تا کہ بندیالوی صاحب کا اعتراض پاک صاف ہو جائے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے سرخیل شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

یزید کے بارے میں دو ۲ انتہائی نظریے ہیں اور ایک متوسط نظریہ ہے (یعنی کل تین)

(۱) ایک انتہائی نظریہ یہ ہے کہ یزید خلیفہ راشد اور ہدایت یافتہ تھا (جیسا کہ بندیالوی کو بھی یہی بھوت چڑھا ہوا ہے) اور صحابہ یا انبیاء میں سے تھا یہ تمام

باتیں باطل ہیں

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ وہ کافر اور چھپا ہوا منافق تھا اور وہ اہل مدینہ اور بنو ہاشم سے اپنے کافر رشتہ داروں کا بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس نے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ: جب اُن قیدیوں اور شہداء کے سروں کو اٹھائے ہوئے (لشکر یزید کے گھوڑے جیرون (پہاڑ) کی چوٹی سے نمودار ہوئے۔ کوے نے کائیں کائیں کی تو میں نے (یعنی یزید) نے کہا بول یا نہ بول میں نے نبی سے اپنے پرانے قرضے چکا لیے۔ اور اس نے ابن الزبعیری کے یہ اشعار پڑھے

کاش آج میرے وہ باپ دادا زندہ ہوتے جو بدر میں مر گئے تھے اور نیزوں کے لگنے سے وہ خزرج کی چیخ و پکار دیکھتے۔ ہم نے ان کے سرداروں کو قتل کر دیا ہے اور معرکہ بدر کا پورا پورا بدلہ لے لیا ہے اور یہ دونوں قول بالکل باطل ہیں ہر عقلمند ان کے بطلان کو سمجھتا ہے

(۳) کیونکہ یزید مسلمان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ نہ خلیفہ راشد نہ کافر تھا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں یہ ہے کہ انہیں ظلماً شہید کیا گیا اور وہ شہید تھے جیسا کہ ان کے دیگر رفقاء ظلماً قتل کیے گئے اور وہ شہید تھے اور جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا یا اس میں معاونت کی یا اس پر راضی ہوا۔ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معصیت کی (یعنی نافرمانی)

(منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۲۶ و ۲۲۷ طبع مصر)

ابن تیمیہ سے ہم اہلسنت تو اختلاف کرتے ہیں اور مزید ان کی گستاخیوں کی وجہ سے جاری ہے لیکن وہابیوں دیوبندیوں خارجیوں ناصبیوں کو تو

ان سے ضرور اتفاق کرنا چاہیے ابن تیمیہ نے صاف کہا یزید نہ امیر المومنین نہ خلیفہ راشد ہاں ایک بادشاہ تھا جیسا کہ آج بھی بادشاہ ہیں جس طرح کے یہ بدمعاش ہیں اسی طرح یزید بلکہ ایک قدم آگے تھا فاسق وفاجر تھا اور نہ یہ کہ لعنتی وکافر ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہیں ظلماً شہید کیے گئے ہیں اور ان کے رفقاء بھی۔ یہیں سے واضح ہوا شہید کا حق پر ہونا ظاہر ہے باغی نہیں ہوسکتا اگر معاذ اللہ باغی ہوتے تو شہید نہ کہلاتے لہٰذا بندیالوی جھوٹا اس کا پیش وا یزید فاسق وفاجر تھا۔

علامہ ابن حجر الہیتمی مکی لکھتے ہیں یزید فاسق وفاجر اور ظالم تھا

یزید اصل میں مسلمان ہے اور ہم اسی اصل کا قول کرتے ہیں جب تک کسی دلیل قطعی سے اس کا اس اصل سے اخراج ثابت نہ ہو۔ اسی وجہ سے محققین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یزید کے معاملے میں صحیح بات یہ ہے کہ توقف کیا جائے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ پوشیدہ چیزوں اور دلوں کے بھید کو جاننے والا ہے اس لیے ہم اس کی تکفیر کے قطعاً درپے نہیں ہیں اور اسی قول میں سلامتی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان تھا لیکن فاسق شریر نشہ باز اور ظالم تھا

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۱ طبع القاہرہ) (مترجم ص ۳۰۷ طبع فیصل آباد) (تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۶۴ و ۵۶۸ طبع ملتان از دیوبندی) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۰۷ و ۳۲۲ طبع لاہور

دیوبندیوں وہابیوں اور اہلسنت و جماعت کے متفقہ امام و محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنا فیصلہ لکھتے ہیں

بعض علماء یزید شقی پر لعنت کرنے کے بارے میں توقف کرتے ہیں اور

بعض اس کے متعلق غلو اور افراط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب وہ مسلمانوں کے اتفاق سے امیر ہو گیا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کی اطاعت واجب ہو گی نعوذ باللہ من ھٰذا لقول و من ھٰذ الاعتقاد ۔ وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے کب امام ہوا اور کب اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہوا۔ وہ صحابہ جو اس کے زمانہ میں تھے اور اصحابہ کی اولاد اس کی اطاعت سے خارج ہو گئے تھے۔ ہاں صحابہ کی ایک جماعت کرہاً اور جبراً اس کے پاس گئی اس نے ان کے سامنے انعامات رکھے انہوں نے جب اس کی برائیوں کو دیکھا تو مدینہ واپس آ گئے اور کہا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے شراب پیتا ہے نمازوں کا تارک ہے زانی فاسق اور محارم کو حلال کرنے والا ہے اور بعض دیگر علماء یہ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور ان کے اہلبیت کے قتل کے بعد خوش نہیں ہوا تھا۔ اور یہ قول مردود اور باطل ہے کیونکہ اس بد بخت کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ عداوت اور ان کے قتل پر خوشی اور ان کی اہانت تواتر معنوی سے ثابت ہے اور اسکا انکار ہٹ دھرمی ہے اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ مسلمان کا قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے اور لعنت کافروں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ لوگ ان احادیث نبویہ کا کیا جواب دیں گے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی اولاد کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا خود نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دینا کفر ہے اور دائمی عذاب کا موجب ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: ان الذین یوذون اللہ و رسولهٗ لعنهم

اللہ فی الدنیا و الاٰخرۃ و اعدلھم عذاباً مھینا۔

(پ۲۲س الاحزاب)

ایت ۵۷ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس کا انجام ہمیں معلوم نہیں شائد کہ اخیر وقت میں اس نے کفر اور معصیت سے توبہ کر لی ہو۔ امام غزالی کا احیاء العلوم میں اسی طرف میلان ہے اور بعض متقدمین علماء مثلاً امام احمد بن حنبل اور علامہ ابن جوزی وغیرہ نے اس پر لعنت کی ہے۔ اور بعض علماء نے لعنت سے منع کیا ہے اور بعض نے توقف کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض تھا جو کام اس بد بخت نے کیے وہ کسی اور نے نہیں کیے۔ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اہلبیت کی اہانت کی مدینہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظّمہ کو منہدم کرنے کا امر کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اسی دوران دنیا سے جہنم چلا گیا اس کی توبہ اور رجوع کا حال خدا جانتا ہے

(تکمیل الایمان ص ۱۷۰ طبع لکھنو) (مترجم ص ۱۵۳ طبع نذیر سنز اردو بازار لاہور)

ان دلائل و حقائق پر غور کریں جو ابن حجر مکی و شاہ صاحب نے لکھے ہیں ان سے واضح ہو جاتا ہے اہلسنت و جماعت کا مسلک یزید علیہ ما علیہ کے بارے کیا ہے یہی وجہ تھی کہ ہمارے امام نے توقف اختیار کیا نہ اس کو نیک ثابت کیا نہ ہی کافر بلکہ یزید کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیا رہا اس کا فاسق و فاجر ہونا اس میں آئمہ اور محدثین مع صحابہ و تابعین سب ہی متفق ہیں بندیالوی نے بھی عین ممکن

ہے کہ پڑھا ہو لیکن خواہ مخواہ یزید کی وکالت کرتے ہوئے شور مچاتے پھرتے ہیں جی یہ کیوں نہیں وہ کیوں نہیں دلائل بہت گذر چکے مزید حاضر ہیں

صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید پلید فاسق و فاجر تھا ابن کثیر کے قلم سے پڑھیے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ لوگوں میں (یزید کے خلاف) تقریر کرنے لگے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب کے قتل کو بڑی بات قرار دینے لگے اور اہل کوفہ اور اہل عراق کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد چھوڑ دینے پر نکوہش و ملامت کرنے لگے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم آپ کے قاتلین پر لعنت کی دعا کرنے لگے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم انہوں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو شب کو طویل قیام کرتا تھا اور دن کو بہت روزے رکھتا تھا خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے میں گانے اور کھیل کو پسند نہیں کرتا تھا اور خوف الٰہی سے رونے کے بدلے میں لغو اور حدی کو پسند کرتا تھا اور نہ روزوں کے بدلے میں شراب نوشی کرنے اور حرام کے کھانے کو پسند کرتا تھا اور نہ حلقۂ ہائے ذکر میں بیٹھنے کے بدلے میں شکار کی تلاش کو پسند کرتا تھا۔ اس میں وہ یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ پر تعریض کر رہے ہیں اور عنقریب وہ گمراہی سے دو چار ہوں گے اور وہ لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف متحد کرنے لگے

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۳۹۴ طبع کراچی) (تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۹۱ طبع ملتان) (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۳۵ طبع کراچی)

کیوں جناب بندیالوی صاحب اگر آپ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خطبہ نہیں پڑھا تو پڑھ لیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی پرہیز گار تھے یزید بدمعاش شراب خور شکار کھیلنے والا حرام کو پسند کرنے والا خوف خدا نہ رکھنے والا اور لعنت کی دعا بھی یزید اور اس کے ساتھیوں کے بارے کرتے رہے تم کہتے ہو کسی صحابی نے نہیں کہا تو کیا تم ان کو صحابی نہیں مانتے یا پھر تم اپنی ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہو نہ مانوں کی رٹ لگا رکھی اب بتاؤ تم سچے ہو یا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے تمہارے پیشوا یزید کا کام تمام کر دیا

نیز یہی لکھتے ہیں

مئورخین نے بیان کیا ہے کہ یزید کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کہ یزید دھوکے باز۔ شراب نوش۔ تارک الصلوٰۃ اور گلوکار الونڈیوں کے ساتھ رہنے والا ہے اور جب مسلم بن عقبہ نے تیاری کر لی اور دمشق میں فوج کی نمائش کی تو وہ کہنے لگا۔ ابو بکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب فوج رات کو چلے اور وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ جائے تو تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے قوم کے ان لوگوں کو جو شراب سے مدہوش ہیں اکٹھا کر لیا ہے اس ملحد پر تعجب ہے (نعوذ باللہ) جو ام لقریٰ میں موجود ہے جو دین سے دھوکہ کرنے والا اور جھوٹے فیصلے کرنے والا ہے اور ایک روایت میں یہ اشعار آئے ہیں (یزید کے) ابو بکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب معاملہ پیش آ جائے اور فوج وادی القریٰ میں اتر جائے وہ ۲۰۰۰۰ بیس ۲۰ ہزار جوان اور ادھیڑ عمر ہیں اور تو دیکھ رہا ہے کہ اس

نے قوم کے شراب سے مدہوش لوگوں کو اکٹھا کر لیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۸ طبع کراچی)

یزید بھی بندیالوی کی طرح صحابہ کرام کا گستاخ تھا

ابن کثیر نے جو عبارت نقل کی اس میں یزید پلید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نشانہ بنا کر ملحد کہا اس کا معنی ہے بے دین فیروز اللغات اردو۔ م۔ ل؛ ص ۱۲۸۰ طبع فریدیہ بکڈ پو دہلی بندیالوی کے نزدیک یزید بڑا ہی نیک لیکن یہ ظالم صحابی کو بے دین کہہ کر اپنے ایمان کو برباد کر چکا پھر یزید نے بکا تم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام پہنچا دو چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اولاد سے تھے اس لیے اس ظالم نے گستاخی یا طنزیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا مراد اس سے بھی حضرت عبداللہ تھے واضح ہوا یزید کس طرح صحابہ کرام کا دشمن تھا اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یزید کی بہت سی باتیں شیعوں کے ساتھ ملتی ہیں بندیالوی اصل میں شیعہ کا دفاع کر رہے ہیں مخالفت کا اصل میں حمایت پھر تعجب یہ کہ یزید خود مان رہا ہے میں شرابی بدمعاش ہوں اور میں نے بیس ہزار ۲۰۰۰۰ فوج جمع کی اور وہ بھی شراب میں مدہوش ہیں پھر اس یزیدی پر طرہ یہ کہ یزید خود مانتا ہے میں شرابی اور میری فوج نشہ میں مدہوش ہے بندیالوی کہتا ہے وہ نیک متقی خدمت اسلام میں پیش پیش اس کا مطلب میں نے یہ اخذ کیا کہ یا تو یزید نشہ میں بدمست تھا کہ اسے پتہ نہ چلا میں کیا بک رہا ہوں یا پھر بندیالوی کو الٹ نشہ چڑھ گیا یہ کہتا ہے نہیں جب مجرم خود اعتراف جرم کرے وہاں گواہوں اور وکیلوں کی ضرورت ختم گواہ اگر کہیں بھی تب بھی جھوٹے کیونکہ مجرم

خود اپنا جرم مان رہا ہے

اس لیے بندیالوی کی ساری وکالت جھوٹی ہے

یزید پر کون سی لعنت کی جائے

لعنت کی اقسام

ہمارے بعض علماء اہلسنت نے لعنت کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں بہت مفید ثابت ہوگا

(۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل دور کرنے کی دعا یا لعنت کرنا صرف اس معین شخص کے لیے جائز ہے جس کی موت کفر پر قطعی طور پر ثابت ہو جیسے شیطان ابو جہل اور ابولہب وغیرہم ہیں ایسے لوگوں کے علاوہ کسی مسلمان پر اسی درجہ کی لعنت کرنا جائز نہیں ہے

(۲) جو شخص کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو اس پر لعنت اس درجہ کی جائز ہے کہ جو معین کافر سے کم درجہ کی ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسلمان بغیر عذاب کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو یا جس طرح حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سود کھانے والے سود کھلانے والے اور ان کی معاونت کرنے والوں پر لعنت کی ہے

یہ لعنت یزید پر بھی کرنا جائز ہے اور جو شخص اس سے کم درجہ کی برائی میں ملوث ہو اس پر اس درجہ کی لعنت کرنا جائز نہیں اس معصیت والی لعنت کے قرآن وحدیث میں بہت سے دلائل ہیں جن سے سند پکڑی جا سکتی ہے

(۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے کی دعا کرنا جس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی معین

مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص اور اس کی رضا حاصل نہ ہو خواہ اس کو عذاب سے نجات حاصل ہو جائے۔ اس درجہ کی لعنت صرف ان مسلمانوں پر کرنا جائز ہے جو حرام اور مکروہ تحریمی سے کم درجہ کی برائی میں ملوث ہوں جیسا کہ حدیث میں ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے جو شخص لوگوں کی کراہت کے باوجود امامت کرے۔ جو شخص راستہ میں قضاء حاجت کرے اور جو عورت خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے وغیرھا اس قسم کے افراد کے علاوہ اس درجہ کی لعنت کرنا جائز نہیں ہے

مزید لعنت کی اقسام کی توجیہات کے لیے دیکھیں

(درمختار مع ردالمختار ج ۵ ص ۴۰ تا ۴۲ طبع بیروت)

دوسری قسم کی لعنت اگر کوئی شخص یزید پر کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ اتفاق کریں گے اور یہ لعنت یزید پر کرنے سے اہلسنت و جماعت کو کوئی اختلاف نہیں لیکن کفر والی لعنت یزید پر کرنے سے بہتر توقف ہے جیسا کہ ہمارے امام صاحب کا مشہور مسلک ہے لیکن اسکا یہ مطلب اخذ کر لینا کہ امام نے کافر لعنتی نہیں کہا لہٰذا وہ نیک ثابت ہوا یہ سراسر حماقت و جہالت ہے میں کہتا ہوں سوائے خارجیوں ناصبیوں کے کسی محدث و مؤرخ و امام نے یزید کو متقی اور پرہیز گار و خدمت اسلام میں پیش پیش ثابت کرنے کے لیے دلائل نہیں دیے یہ بندیالوی جیسے شاطر کا ہی کام ہے۔

چیلنج:

میں کہتا ہوں اگر سچے ہو تو چاروں آئمہ میں سے کسی کی یہ تصریحات دکھاؤ یزید خلیفہ برحق ہونے کے ساتھ متقی اور پرہیز گار تھا میں ان شاء اللہ فی حوالہ ایک ہزار روپے پیش کرنے کو تیار ہوں۔

قل ھاتو برھانکم ان کنتم صدقین (پ ا س البقرۃ)

شیخ موصوف کا مزید ایک الزام اور جھوٹ پڑھیے

ہاں امام احمد سے ایک روایت جوان کے بیٹے سے قاضی ابو یعلی نے نقل کی ہے وہ منقطع ہے اس لیے قابل قبول نہیں۔ بلکہ امام احمد کا صحیح مسلک ہے جو قاضی ابو بکر ابن العربی نے اپنی کتاب۔ العواصم من القواصم ص ۲۳۳ میں کہا ہے کہ امام احمد نے کتاب الزہد میں امیر یزید کا تذکرہ زمرۂ تابعین میں سب سے پہلے کیا ہے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا)

اس ملاں کو چاہیے تھا کہ کتاب الزہد پڑھتے پڑھ کر پھر کہتے اس میں یہ ہے اور میری تائید میں قاضی ابو بکر ابن عربی بھی ہیں یا یہ لکھتے کہ امام احمد کی روایت میں یہ خرابیاں ہیں مثلاً موضوع یا منگھڑت ہے اس کا فلاں راوی ضعیف ہے فلاں جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے فلاں منقطع ہے جرح کرتے روایت پر جو علماء کا حق ہے وہ کرتے بس صرف اتنا کہہ دینا آنکھیں بند کر کے فلاں نے یہ کہا لہذا میرا مئوقف ثابت ہو گیا چاہے اصل کتاب میں روایت ہی نہ ہو کہتے ہیں جھوٹا اپنی باتوں سے پکڑا جاتا ہے میں کہتا ہوں اگر تمہارے پاس کتاب الزہد نہیں تھی تو کم از کم کسی لائبریری سے ہی دیکھ لیتے پھر روایت درج کرتے اس طرح سنی سنائی بات لکھنے سے یا کسی ناصبی کی جھوٹی گھڑی ہوئی بات سے مدعا ثابت نہیں ہوا کرتے پھر یہ بھی یاد رکھو یزید بہت برا تھا اور اس بحث کا تعلق صرف اور صرف تاریخ نہیں بلکہ اس بحث کا علق عقائد سے ہے اور عقیدہ ثابت ہوتا ہے قرآن اور حدیث سے اور دلائل صحیحہ سے یا قیاس سے یا اجماع امت سے

شیخ موصوف کی شاطرانہ ذہنیت کی انتہا

امام احمد بن حنبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کس طرح فراڈ کیا گیا

کتاب الزہد کے حوالے سے یہ ظلم کی انتہا ہے کہ آپ ایسے امام اور بزرگ ہیں جنہوں نے یزید پلید کے کرتوتوں کا مکمل طور پر محاسبہ کر کے یہ فتویٰ صادر کیا کہ یزید کے فلاں فلاں افعال کفر ہیں اور اس پر اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں لعنت فرمائی ہے یہ کس قدر تحیّر کی بات ہے کہ جو اس پلید یزید کو کافر و لعنتی لکھتے ہیں بندیالوی صاحب اپنے خالی ترکش کو انہیں کے گھر سے بھرنے کی خوابیں دیکھتے پھرتے ہیں لیکن یہ عجیب وہابی منطق کی شاطرانہ چال ہے کہ ایک شخص یزید کو لعنتی و کافر کہتا ہے پھر اس کے نزدیک وہی مومن بن جائے یہ دین یا مذہب کے ساتھ فراڈ ہے امام احمد اس سے پاک ہیں انہوں نے کافر ہی یزید کو کہا اس پر دلائل کثرت سے موجود ہیں آئندہ اوراق میں پڑھیں لیکن بندیالوی صاحب نے آنکھیں بند کر کے امام پر جھوٹا الزام اور بہتان لگا دیا اور سہارا ابو بکر ابن عربی کا بھی لے لیا میں کہتا ہوں اگر تمہیں کتاب الزہد میسر نہیں آئی تھی تو کم از کم اپنے ہم فکر نا محمود عباسی سے ہی لے لیتے یا پوچھ لیتے تو تمہارا سارا جھوٹ اور پول کھل جاتا اس نے لکھ دیا ہے اپنی کتاب خلافت معاویہ و یزید کے ۶۵ پر کہ کتاب الزہد میں اب یزید کا ذکر نہیں ہے ابو بکر ابن عربی کے زمانہ میں تھا۔

سوال یہ ہے کہ اگر پہلے تھا تو بعد میں غائب کیسے ہو گیا کیا کتاب الزہد کسی وہابی کے ہاتھ آگئی یا شیعہ کے ہاتھ میں آگئی انہوں نے اپنی عادت کے مطابق گڑ بڑ کر دی اگر ایسا ہے تو ثبوت دو پھر اگر پہلے تھا تو وہ کون سا طبع تھا ابن

عربی سے خواب میں پوچھ لیتے کہ پھنس گئے ہیں یزید کی شان بتادو یہ بھی نہ کر سکے تو رشید ابن رشید والے بٹ سے پوچھ لیتے یا کسی اپنے بڑے گرو سے پوچھ لیتے چھان بین کر کے لکھتے یہ ضعیف یا صحیح ہمیں ملی جب یہ سب کچھ کرنے سے تم عاجز رہے تو پھر ہم حقیقت کھول دیتے ہیں تسلیم کر لو کتاب الزہد میں یزید بن معاویہ کا ذکر نہ پہلے تھا نہ اب ہے تم نے سراسر فراڈ اور دجل سے کام لیا اپنے روحانی باپ کی شان بیان کرنے کی خاطر۔

چیلنج:

میں کہتا ہوں اگر کسی خارجی ناصبی وہابی بندیالوی میں جرأت اور ہمت ہے تو ثابت کرے یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کتاب الزہد سے دکھائے منہ مانگا انعام پائے کھلا میدان ہے میں نے الحمد للہ کتاب الزہد خود دیکھی مجھے یزید کا نام نہیں ملا ذکر تو دور کی بات۔ رہا یزید کا تابعی ہونا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کمبخت نے صحابہ کرام کو دیکھا تو تھا لیکن صحابہ والا ایمان نہ رکھ سکا نہ صحابہ والا عقیدہ رکھ سکا تمام صحابہ کرام اہلبیت کا احترام کرتے تھے یہ ظالم صحابہ کا دشمن اہلبیت کا دشمن

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

عبدالرشید نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

یزید بن معاویہ نخعی کوفی ہیں جن کا ذکر کتاب الذہر میں ہے جو مشہور عابد زاہد گزرے ہیں ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب اور تہذیب الکمال وغیرہ میں

درج ہے۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۳۔ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی طبع مکتبہ مدینہ لاہور۔

ثابت ہوا کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا تذکرہ کتاب الزہد میں نہیں۔

ابن خلدون لکھتے ہیں ابن عربی اس بارے غلطی پر تھے

اور قاضی ابو بکر بن عربی مالکی اس بارے میں غلطی پر تھے۔ اور اپنی کتاب العواصم من القواصم میں اس مضمون کی بات لکھی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا کی شریعت کی رو سے قتل ہوئے۔ ابن عربی کو اس غلطی پر امام عادل کی شرط کے بارے میں غفلت نے ابھارا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اہل آراء سے جنگ کرنے کے بارے میں ان سے بڑھ کر اور کون شخص امامت وعدالت کا مستحق ہوسکتا تھا

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۵۱ طبع بیروت) (مقدمہ ابن خلدون مترجم حصہ دوئم ص ۲۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

قاضی اظہر مبارکپوری وسید نفیس الحسینی دیوبندی کو پڑھیے

قاضی ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کو بھی (خارجی) معیاری بتاتے ہیں مگر علامہ ابن خلدون کی اس تصریح کی رو سے امام ابو بکر بن عربی اس مسئلہ میں غلطی پر تھے جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے اسے صاف بیان کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید مشاب اور برحق ہونے کی علی الاعلان گواہی دی ہے (بندیالوی) آپ ان حقائق کو چھپا کر علامہ ابن خلدون اور امام ابو بکر بن عربی کو اپنا بڑا تسلیم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تحقیق نہیں بلکہ تضلیل و

تزویر ہے۔

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۶ طبع مکتبہ سید احمد شہید لاہور)

اتنے واضح حقائق ہوتے ہوئے بندیالوی کا شور مچانا کوئی معنی نہیں رکھتا اس نے بس صرف رعب جمانے کی خاطر کہ میں بڑا پڑھا ہوا ہوں ابن عربی کا حوالہ دے دیا میں کہتا ہوں گناہوں سے پاک صرف انبیاء کی ذات ہے باقی کوئی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اسکو غلطی لگ سکتی ہے اسی طرح ابن عربی صاحب کو بھی غلطی لگ گئی جس کا رد جلیل القدر مؤرخ نے کر دیا لیکن ان کی غلطی سے دلیل پکڑنا یہ بندیالوی جیسے شاطر کا ہی کام ہے یہ بات بھی قابل غور ہے قاضی ابوبکر ابن عربی کو غلطی لگنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسی گھرانے میں ایک یزید بن ابو سفیان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں ان کا ذکر پڑھنا عین ممکن ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ سمجھ لیا ہو کیونکہ یزید بن ابوسفیان جلیل القدر متقی اور پرہیز گار تھے

میں امام احمد بن حنبل کا مسلک اور ان کی روایات یزید پلید کے بارے جو مستند کتب میں ہے لکھتا ہوں

مرویات احادیث اور مسلک امام احمد بن حنبل بر یزید علیہ، ما علیہ

حدیث ۱

امام احمد بن حنبل اور جناب بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو ساٹھ ہجری سے اور چھوکروں کی حکومت سے اور فرمایا نہیں

جائیں گے وہ ساتھ دنیا کے حتیٰ کہ تختِ امارت باپ سے بیٹے کی طرف منتقل کرتے رہیں گے

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۸۱ (حجۃ علی العالمین ص ۵۲۹ از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

امام احمد سے مرویات حدیث ابن کثیر لکھتے ہیں

حدیث ۲

امام احمد بن حنبلنے بیان کیا ہے کہ انس بن عیاض نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن خصیفہ نے عطاء بن یسار سے بحوالہ السائب بن خلاد ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ازراہِ ظلم اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ اسے خوف زدہ کردے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ عزوجل اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی کوئی عبادت قبول نہیں فرمائے گا

(نسائی شریف) (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۳ عربی) (تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۵ا طبع کراچی)

حادثہ کربلا کا پس منظر ۳۱۹

حدیث ۳

دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی روایت میں لفظاً و اسناداً سعید بن عبدالعزیز متفرد ہے اور اس حدیث اور اس قسم کی احادیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یزید بن معاویہ پر لعنت ڈالنے میں رخصت کے قائل ہیں اور یہ روایت امام احمد بن حنبل سے ہے جسے الخلال۔ ابوالفرج ابن جوزی نے ایک الگ تصنیف میں اس سے مدد لی ہے اور اس (یعنی یزید) پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۴ عربی) (تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۶ا طبع کراچی)

بندیالوی کے پیشوا نے تصریح کردی امام احمد نے ان احادیث سے اور ابن جوزی نے استدلال پکڑ کر یزید کو لعنتی قرار دیا ہے لیکن بندیالوی کو الٹ نظر آیا۔

حدیث ۴

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابوامیہ عمرو بن یحیٰ بن سعید بن عمر بن سعید بن العاص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے دادا سعید بن عمرو بن سعید نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا میری امت کی ہلاکت نوجواجوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے پوچھا او وہ دائرہ میں ہمارے ساتھ ہیں یہ مروان کے حاکم بننے سے قبل کا واقعہ ہے پس ان نوجوانوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم بخدا اگر میں بنی فلاں اور بنی فلاں کہنا چاہتا تو میں ایسا کردیتا راوی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے باپ اور دادے کے ساتھ بنی مروان کے بادشاہ بننے کے بعد بنی مروان کے پاس جایا کرتا تھا تو وہ بچوں کی بیعت کیا کرتے تھے اور ان میں سے ان کے ایک موافق نے جو چیھڑا پہنے تھا ہمیں کہا ہوسکتا ہے کہ یہ تمہارے وہی اصحاب ہوں جن کا ذکر تو نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کرتے سنا ہے کہ یہ ملوک ایک دوسرے کی مانند ہوں گے

حدیث ۵

امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے سفیان سے بحوالہ

سماک ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن ظالم نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی خرابی قریش کے بیوقوف نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی

تقریباً یہ تمام احادیث باحوالہ گزر چکی ہیں باب حرہ اور قسطنطنیہ میں

صحیح حدیث ٦

امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حیوٰۃ نے ہم سے بیان کیا کہ بشیر بن ابی عمرو خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس التجیلی نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت ابو سعید خدری کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ ساٹھ سال کے بعد خلف ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے اور عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں۔ پھر خلف ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور قرآن کو مومن منافق اور فاجر تینوں پڑھیں گے۔ اور بشیر کہتے ہیں کہ میں نے ولید سے کہا یہ تینوں کیا ہیں اس نے کہا کہ منافق قرآن کا منکر ہے اور فاجر اس کے ذریعے کھاتا ہے اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے۔ احمد اس روایت میں متفرد ہیں اور اس کی اسناد سنن کی شرط کے مطابق جید اور قوی ہے

(البدایہ والنہایہ ج٦ ص٣٠٣ و٣٠٤ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

بندیالوی صاحب پڑھ لیں آپ کہتے ہیں صرف ایک روایت امام احمد

بن حنبل سے ہے لیکن آپ کی مرویات یزیدیوں کے متعلق بے شمار ہیں ان احادیث میں سے بعض کے متعلق محدثین کی تحقیقات باب واقعہ حرہ میں گزر چکی ہیں محدثین نے صاف بیان کیا ہے ان سے مراد یزید اور اس کے ہمنوا ہیں جو حدیث اوپر گزری اس کی صحت کا ابن کثیر نے دعویٰ کیا باقی کچھ احادیث تو متفق علیہ ہیں اور کچھ کو کثرت علماء نے قبول کیا اس وجہ سے استدلال کے قابل اور ابن کثیر نے قبول کر کے خاموشی اختیار کی اور اس کا اسلوب بیان یہ ہے کہ ضعیف کو لکھ دیتا ہے کہ یہ ضعیف ہے جس حدیث پر خاموشی کرتا ہے وہ بھی صحیح ہوتی ہے بس بعض کی صراحت کر دیتے ہیں اور بعض کی نہیں کرتے بہر حال امام کا مسلک کھل چکا اور مزید جاری ہے ہمیں تو ایسے پلید کی محبت سے باز رہنے کا حکم ہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یزید سے بہت نفرت فرمائی جو ان احادیث سے واضح ہے۔

حدیث ۷

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن ابی عمارہ بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نصف النہار میں قیولہ کرنے والے کی طرح نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پراگندہ مو اور غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے۔ فرمایا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے پس میں

مسلسل اس دن سے جستجو کرتا رہا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اس دن کو شمار کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ اسی دن قتل ہوئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۸ طبع کراچی) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ طبع لاہور امام سیوطی نے ان احادیث میں سے بعض کو روایت کیا خصائص کبری ج ۲ ص ۲۲۹)

نمبر ۱: اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے واقعہ کربلا اتنا سخت اور دردناک تھا جس کی وجہ سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے مزارِ پرانوار میں پریشان ہوکر کربلا کے میدان میں پہنچے اور اپنی اولاد کا پاک خون جمع فرماتے رہے اور ان کے ساتھیوں کا بھی میں کہتا ہوں اگر یہ باغی تھے تو پھر ہمارے پیارے پاک نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یزیدیوں کا خون اٹھانا چاہیے تھا ورنہ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے خون اہل بیت کا جمع کیا یزیدیوں کا نہ اٹھایا۔ اگر وہ حق پہ ہوتے تو ان کا اٹھاتے معلوم ہوا بندیالوی اینڈ کمپنی جھوٹی ہیں یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کی ارے بغاوت نہیں تھی بلکہ ظالموں کے سامنے کلمہ حق تھا بندیالوی کہتے ہیں ۱امام سے صرف ایک روایت ہے یہ حدیثیں بھی پڑھیں اور مسلک ولعنت وکافر بھی پڑھیں

امام احمد بن حنبل کا مسلک بر یزید عنید

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے

جن لوگوں نے اس (یعنی یزید) پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے ان میں ابن جوزی بھی شامل ہے اس نے اسے امام احمد وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب ردعلی المتعصب العنید المانع من زم یزید میں کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک

سائل نے یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے اسے کہا وہ جس حال میں ہے وہی اس کے لیے کافی ہے۔ اس نے کہا کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے میں نے اسے جواب دیا کہ متقی علماء نے بھی اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے جن میں امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔ انہوں نے یزید کے بارے میں لعنت کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابن جوزی نے قاضی ابویعلیٰ الفراء سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنی کتاب المعتمد الاصول میں صالح بن احمد بن حنبل کی طرف اسناد کر کے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کچھ لوگ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ ہم یزید کے دوست ہیں تو آپ نے فرمایا اے بیٹے کیا کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا یزید سے دوستی رکھ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ وہ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتا میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں یزید پر لعنت کی ہے

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدو في الارض و تقطعو ارحامكم ٥ اولئك الذين لعنهم الله فاصمعهم و اعما ابصارهم

(پ ۲۶ س محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایت ۲۲۔۲۳)

ترجمہ: ممکن ہے کہ تم زمین پر حاکم بن کر فساد کرو اور رشتہ داریوں کو قطع کر دو ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کے کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔ کیا اس قتل سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے بیٹے میں اس شخص کے بارے کیا کہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہے پھر آپ نے اس کا

ذکر کیا (یعنی ایت تلاوت کی)

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۰ عربی بیروت) (مترجم ص ۳۳۷ طبع فیصل آباد)

(تفسیر مظہری زیر ایت ج ۱۰ ص ۲۸۵ طبع دارالاشاعت کراچی)

یہ ہے وہ روایت جس پر شیخ موصوف نے ابوبکر ابن عربی کا سہارا لے کر کہا منقطع ہے جب کہ یہ سراسر دھوکا ہے کتاب الزہد میں امام احمد بن حنبل نے یزید کا ذکر نہیں کیا میں نے اس بُطلان کو ابن خلدون اور دیوبندیوں کے گھر سے کھول دیا

میں پوچھتا ہوں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مسلک پیش کیا امام کا کیا انہوں نے جھوٹ لکھا ہرگز نہیں کیونکہ آپ بہت بڑے عالم محدث ہیں پھر کہا گیا خدا سے ڈرنے والے متقی علماء نے یزید کو لعنتی کہا اور خاموشی اختیار کرنے والے بھی متقی ثابت ہوئے کیونکہ انہوں نے بھی تقویٰ پر عمل کیا اور اس کے برعکس یزید کی تعریف کرنے والے بدمعاش ہوئے کیونکہ ان کا پیشوا یزید بھی ایسا ہی تھا۔

حضرت علامہ علی قاری امام ابن ہمام کے حوالے سے امام احمد بن حنبل کا مسلک لکھتے ہیں: دوسری روایت

امام ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ یزید کے کافر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے اسے کافر کہا اس لیے کہ اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت حسین اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں نے (ان سے) بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں

اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے بدر میں کئے تھے یا ایسی ہی اور باتیں شائد اسی وجہ سے امام حمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تکفیر کی ہے کہ ان کے نزدیک اس کے یہ کافرانہ اقوال وافعال ثابت ہو گئے تھے

(شرح فقہ اکبر ص ۸۷ طبع مجید کانپور)

تیسری روایت

اہلسنت و جماعت کے عقائد کی مشہور کتب میں سے جن پر عقائدِ اہلسنت کا دارومدار ہے ان میں سے صاحب نبراس شارح عقائد لکھتے ہیں بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق ثابت کیا ہے ان میں سے ایک محدث ابن جوزی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام انہوں نے رکھا الرد علیٰ المتعصب العنید المانع عن ذم الیزید اور انہیں میں امام احمد بن حنبل۔ قاضی ابو یعلیٰ بھی ہیں

(نبراس علی شرح عقائد ص ۵۵۲)

چوتھی روایت علامہ شیخ محمد بن الصبان لکھتے ہیں

بے شک امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم اور ورع اس بات کا متقی ہے کہ انہوں نے یزید کو کافر اسی وقت کہا ہو گا جبکہ ان کے نزدیک صریح طور پر وہ امور ثابت ہو گئے ہوں گے اور یزید سے وہ باتیں واقع ہوئی ہوں گی جو موجبِ کفر ہیں اور کفرِ یزید کے قول پر علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جیسے علامہ ابن جوزی وغیرہ اور رہا یزید کا فاسق ہونا تو بلاشبہ اس پر علماء کا اجماع ہے اور بہت سے علماء نے تو یزید کا نام لے کر اس پر

لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع لاہور (اسعاف الراغبین ص ۲۱۰)

ان حقائق سے معلوم ہوا امام احمد بن حنبل سے یزید کا کفر کثرت ترک سے ثابت ہے اور علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے اور بہت سے علماء نے یزید کا نام لے کر لعنت کی اور یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر بغیر شک کے تمام علماء کا اجماع ہے

بندیالوی صاحب کو الٹا خواب آیا کہ صرف ایک روایت ہے وہ بھی منقطع ہے لیکن یہ نہ بتایا کہ فلاں نے کہا منقطع ہے یا فلاں راوی جھوٹا ہے اگر اس خارجی نے روایت پر جرح کی ہوتی تو ہم اس کا ابھی جواب دیتے لیکن اب تو یہی کافی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

ابن تیمیہ جو کہ خارجیوں ناصبیوں کے پیشوا ہیں لکھتے ہیں عبدالرشید نعمانی دیوبندی کے قلم سے پڑھیے حضرت امام احمد بن حنبل سے عرض کیا گیا کہ کیا یزید بن معاویہ سے حدیث آپ لکھیں گے فرمایا نہیں اس کی کچھ وقعت نہیں کہا یہ وہی شخص نہیں ہے کہ جس نے اہل مدینہ کے ساتھ وہ ظلم کیا جو بیان سے باہر ہے۔

فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۴۱۲ طبع الریاض سعودیہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۶ و ۳۴۷ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ لاہور۔

نیز یہی لکھتے ہیں یزید کے گناہوں کی فہرست طویل یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۵۶

اس بات پر مزید دلائل تو بہت ہیں لیکن ماننے والوں کے لیے ایک

قطرہ بھی کافی ہے نہ ماننے والوں کے لیے دریا اور سمندر بھی کچھ نہیں الحمد للہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگا کر یزید کو بچانے کی نا مشکور کوشش پر جید علماء کے قلم سے اور بالخصوص وہابی دیوبندی علماء سے میں نے پانی پھیر دیا۔

قل ہاتو برھانکم ان کنتم صدقین

کھل گیا سب پر تیرا بھید غضب تو نے کیا
کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

محدثین پر موصوف کے جھوٹے الزام پڑھیے

ائمہ اربعہ کے بعد اہلسنت کے مشہور محدثین امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابو داؤد امام ترمذی۔ امام ابن ماجہ۔ امام نسائی ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک محدث نے بھی یزید پر کفر و فسق کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ لعنت کی تسبیح پڑھی

ھا تو برھانکم ان کنتم صادقین

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا)

جواب نمبر ا

ان آئمہ میں سے کسی ایک سے یزید کا متقی اور پرہیز گار ہونا تم ثابت کرتے تو ہم غور کرتے اور کہتے واقعی تمہارے قلم میں قوت تھی اعتراض بڑے کرتے ہیں یہ ثابت کرو وہ کروارے ظالم تم نے صرف اپنے باپ کو بچانا سیکھا ہے کوئی دلیل تو تم بھی لکھتے ان آئمہ کی پھر جو شریعت کا اصول ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے پر دلیل ضروری ہوتی ہے آج تک تمام مسلمانوں اور ائمہ کا علماء و محدثین سب کا اجماع یزید کے فسق پر ہے اس کے خلاف دعویٰ بندیالوی

نے کیا تو ہر بات پر دلیل اس نے خود دینی تھی لیکن کیا کہوں اس کم عقل کو دعوے نئے نئے خود گھڑتا ہے اور کہتا ہے اگر سچ ہو تو ثابت کرو اس کا مطلب ہے تمہارے پاس کوئی دلیل نہ تھی اگر ہوتی تو لکھ دیتے نہیں لکھی اگر تم لکھتے تو ہم کہتے واقعی تمہارا دعویٰ سچا ہے لیکن جب تم نہ کر سکے اور ان شاء اللہ تم قیامت تک ان محدثین سے یزید کا نیک ہونا ثابت کر بھی نہیں سکتے لہٰذا جواب خود بخود مکمل ہو گیا کیونکہ مدعی کے پاس اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

جواب ۲:

یزید کی مذمت میں ان محدثین کی بیان کی ہوئی روایات کچھ بیان ہو چکی ہیں مزید ان شاء اللہ اپنے مقام پر بیان کروں گا لیکن ان محدثین نے کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی یزید کی شان میں نہیں لکھی

جواب ۳:

پھر میں اللہ کی توفیق عنایت سے کہتا ہوں اگر آج کوئی عیسائی، یہودی چکڑالوی، بندیالوی، مرزائی وغیرہ کہے میرا قرآن وحدیث میں نام نہیں یا مجھے نام لے کر کافر نہیں کہا گیا یا میرا نام لے کر مجھے برائیوں سے نہیں روکا گیا لہٰذا میں جو کروں کر سکتا ہوں کافر نہیں بنوں گا اسی طرح اگر کسی محدث نے کسی برے کی نقاب کشائی نہیں کی تو اس سے اس برے کا نیک ہونا ثابت نہیں ہوگا

جواب ۴:

اگر کسی کافر کا نام لے کر قرآن وحدیث نے کافر نہ کہا ہو پھر بھی وہ کافر ہی کہلائے گا کیونکہ نام نہیں دیکھا جائے گا اصول دیکھا جائے گا لہٰذا اگر ان

محدثین نے یزید کو برا بھلا نہ بھی کہا ہو تب بھی وہ برا ہی رہے گا متقی یا جنتی ہر گز نہیں کہیں گے

محدث جلیل فی الحدیث امام بخاری کا عقیدہ یزید عنید کے بارے

جواب ۵:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مشہور زمانہ تاریخ کبیر ج ۸ میں ص ۳۱۳ سے لے کر ص ۳۷۱ تک تقریباً ۲۲۳ یزید نامی اشخاص کے حالات لکھے ہیں لیکن یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا نام تک نہیں لکھا حالانکہ قسطنطنیہ والی حدیث بھی آپ نے ہی روایت کی اگر اس حدیث کا مصداق یزید ہوتا یا آپ سمجھتے تو ضرور ذکر اس کا بھی کرتے لیکن نہیں کیا میں پہلے لکھ چکا اسی بخاری میں یزید کو مبضوض ترین لکھا پھر لکھا یزید کی بیعت صحابہ کرام نے توڑ دی با حوالہ گزر چکا اگر یہی مفہوم حدیث قسطنطنیہ والی کا ہوتا جو خارجی لکھتے ہیں مغفور مرحوم متقی وغیرہ تعجب ہے حدیث لکھنے والے روایت کرنے والے تو یزید کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ اس پلید کا ذکر کیا جائے چہ جائے کہ اس کو صالح۔ کامل۔ مومن اسلام کی خدمت کرنے والا کہا جائے۔ جب امام بخاری اور بہت سے یزید نامی شخصوں کا ذکر کر رہے ہیں اور اس پلید کا نہیں کرتے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور مسلک کھل کر سامنے آ جاتا ہے یہ بھی یاد رہے امام بخاری شافعی امام کے مقلد ہیں اور شافعی یزید کو کافر و لعنتی کہتے ہیں امام بخاری آج کے دیو بندی وہابی حضرات کی طرح نہ تھے کہ ایک طرف اپنے امام کی تقلید کریں اور دوسری طرف ان کی مخالفت کریں یہ یزیدیوں کا ہی کام ہے امام بخاری ایسی باتوں سے پاک ہیں کہ یزید نیک یا

متقی تھا اسی لیے آپ نے اس پلید کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اور یزید تو غیر معروف تھے یہ یزید مشہور تھا اگر آپ یزید کو اچھا جانتے ہوتے تو اس کا بھی ذکر کرتے

فاعتبر و یا اولا بصار

(تاریخ کبیر ص ۳۱۳ تا ۳۱۷ ج ۸ طبع مکہ مکرمہ)

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا

شیخ بندیالوی کا یزید کو حد سے بڑھا کر سلف وخلف پر جھوٹ اور بہتانِ عظیم

پڑھیے

ان مشہور محدثین کے بعد اہلسنت کے نامور مفسر اور فقیہ بڑے بڑے عالم اور سکالر۔ قرآن وحدیث میں مہارت نامہ رکھنے والے فضلاء نے یزید کو صحیح العقیدہ۔ مسلمان۔ کامل مومن۔ صالح عالم۔ خدمت اسلام میں پیش پیش اور نیکوکار انسان تسلیم کیا ہے (معاذ اللہ استغفر اللہ) اور اس پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امت کے ان مشہور ترین اور معتمد علیہ علماء میں امام غزّالی قاضی ابوبکر ابن عربی۔ امام لیث بن سعد۔ ابن خلکان۔ امام ابن تیمیہ۔ علامہ ابن قیّم حافظ ابن کثیر۔ ابن حجر مکی۔ ملا علی قاری۔ سید سلیمان ندوی حضرت سید حسین احمد مدنی۔ جیسے حضرات شامل ہیں

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا)

قارئین شیخ موصوف کی گستاخانہ تحریر اور یزید کی بے حد تعریف وثنا کرنے کی او مبالغہ آرائی کی حد کر دی اس کمبخت کی حلاوت وشقاوت کہ یزید عنید کی کتنی گہری محبت اس کے دل ودماغ میں رچ بس چکی۔ یہ اس کی کم عقلی یا بدبختی

کی علامت ہے۔

بندیالوی صاحب اپنی تحریر سے گرفتار

بندیالوی صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر تحریر کیا کہ میری تصنیف کا مرکزی عنوان یزید کی صفائی پیش کرنا یا اس کی تعریف وتوصیف کرنا نہیں تھا لیکن یہاں اپنی لکھی ہوئی تمام حدوں کو توڑ کر بے حد تعریف کر کے اپنے آپ اور اپنے قلم سے جھوٹا ثابت ہو گیا اور الزام لگا دیا سلف وصالحین پر اس بد بخت کو جھوٹ لکھتے اور بولتے ہوئے ذرا شرم نہ آئی نہ ہی خدا کا خوف آیا بے دھڑک جو ذہن میں آیا بس لکھ دیا۔

فیصلہ اور چیلنج

میں کہتا ہوں اگر تم میں کچھ خدا کا خوف ہے تو ثابت کرو جتنے القابات تم نے یزید کی شان میں لکھے ہیں اور شان بیان کی ہے یہ سب کی سب باتیں جن علماء کے مئورخین کے محدثین کے نام لکھے ہیں ان تمام سے یہ ثابت کر دو تم سچے ہم جھوٹے تم جیتے ہم ہارے لیکن کان کھول کر اور آنکھیں ڈبل کر کے پڑھیں یہ تم قیامت تک نہیں کر سکتے لیکن اس کے برعکس انہی علماء کے حوالہ جات کچھ گزر چکے اور کچھ ہم ابھی بیان کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک یزید کتنا برا تھا یہ بھی میں کہہ دیتا ہوں کہ جب تم ان کی تحریرات سے یزید کی شان بیان نہ کر سکے پھر اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کر لو اور توبہ کر لو ورنہ ان شاء اللہ یزید کے ساتھ جہنم میں ہی جاؤ گے ابھی وقت ہے یزید پلید کی محبت کا دم بھرنا چھوڑ دو ورنہ یزید کی طرح عذاب کے لیے تیار ہو جاؤ

پھر تم دعویٰ کچھ کرتے ہو اور لکھتے کچھ ہو تمہیں یہ معلوم نہیں میں نے کیا لکھا ہے کتاب شیعہ کے خلاف لکھنے کا دعویٰ کیا میں پوچھتا ہوں جن علماء کے نام درج کیے تم نے کیا یہ شیعہ تھے۔ پھر تم نے ظلم کی انتہا کر دی کہ اپنے ہم مسلک علماء کو بھی معاف نہ کیا جن کا نام لے کر جیتے ہو ان کو تو بدنام نہ کرتے لیکن تم نے کہا میں لوگوں کو بتا دوں جہاں میں نے جانا ہے وہیں میرے بڑے پہنچ چکے کچھ تو شرم کرو ابن تیمیہ اور ابن قیم و حافظ ابن کثیر و سلیمان ندوی و حسین مدنی یہ سب کے سب وہابی خارجی دیوبندی ہیں ہم اہلسنت و جماعت کے لیے قطعاً حجت نہیں ہو سکتے ہیں پھر بھی میں جوابات لکھوں گا تاکہ تم یہ نہ کہو کہ دیکھا اس کا جواب نہیں تھا اس کے علاوہ جن علماء کے تم نے نام لکھ کر اپنا وزن قائم کرنے کی کوشش کی وہ سب تم نے جھوٹ اور بہتان لگایا ان محدثین پر ابن حجر مکی و ملا علی قاری کی تحریرات سے یزید کا فاسق و فاجر ہونا میں لکھ چکا تم نے ان پر بہتان لگایا اور رہے قاضی ابو بکر ابن عربی تو ان کی غلطی کا رد میں جید علماء کے قلم سے باحوالہ لکھ چکا ہوں لیجئے اب امام غزالی پر جو تم نے بہتان لگایا اس کا جواب پڑھیے امام غزالی نے وہی احطیات کی جو علماء کا حق تھا لکھا یزید کا نام لے کر کافر و لعنتی نہ کہا جائے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ یزید کو متقی اور پرہیزگار کہتے تھے وہ یزید سے نفرت بھی کرتے تھے تم کہتے ہو انہوں نے یزید کو صحیح العقیدہ مسلمان، کامل مومن، صالح عالم، خدمت اسلام میں پیش پیش اور نیکوکار انسان تسلیم کیا ہے لعنت اللہ علی الکذبین اگر جرأت ہے تو ثابت کر جو قصیدہ یزید کی شان میں تم نے لکھا وہ کس کتاب میں ہے ہاں انہوں نے کہا یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگر جائز بھی ہو تو یہ کوئی ثواب کا کام نہیں تم اپنا وقت اس طرف نہ خرچ کرو اور نہ بار بار اس پلید کا

نام لے کر خواہ مخواہ اپنی زبان گندی کرو بلکہ اتنی دیر درود شریف پڑھ لو یا نوافل اور تلاوت میں اپنا وقت خرچ کرو جس کا تمہیں فائدہ ہوگا مزید اپنے درجات کی بلندی کی کوشش کرو۔

صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا
فریب کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

امام غزالی کا فتویٰ یزید ظالم اور شہید کرنے والا اور جوان کے قتل پر راضی ہوا وہ لعنتی

اے بندیالوی تم یزید کی محبت میں امام غزالی پر الزام لگاتے پھرتے ہو انہوں نے نیک کہا تو بہ توبہ اور ان کا مئوقف پڑھو:

جب یزید تخت پر بیٹھا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مزاحم ہوئے اور اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے۔ اور حدودِ کوفہ میں آپ کا یزید کے لشکر کے ساتھ مقابلہ ہوا اور آپ کربلا میں شہید ہوئے۔ اور وہیں آپ کا مدفن ہے رحمۃ اللہ ورضوانہ وسلامہ علیہ آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت سے بھی بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ جیسے کہ کتب تاریخ میں یہ بات بالتفصیل مذکور ہے...... خدا تعالیٰ آپ کے قاتل اور قتل کا حکم کرنے والے اور اس کے ساتھ راضی ہونے والے سب پر لعنت کرے۔ کیونکہ انہوں نے سخت ظلم کیا۔ اور سخت شدت کی گرمی میں آپ کو ایک قطرہ پانی نہ پینے دیا۔ اور ظالم ہی کافر ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الالعنة الله على الظلمين (خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے)

دوسری جگہ فرماتا ہے

(ایت ۴۲) لاتحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون (ظالم جو کچھ کر رہے ہیں تم اللہ کو اس سے ہرگز بے خبر نہ سمجھنا)

ایک اور جگہ فرماتا ہے

انما نملی لھم لیزادا دو اثماً (ہم ان کو مہلت دیتے ہیں تا کہ وہ گناہ میں بڑھیں)

(پ۴ س عمران ایت ۱۷۸)

(مجربات۔طب روحانی وجسمانی باب ہفتم خلافت فصلِ سوئم ص ۳۱۸۔از امام غزالی طبع دارالاشاعت کراچی)

لو بندیالوی اینڈ کمپنی ہم نے تمہارے جھوٹ اور بہتان و الزام کا امام غزالی کے قلم سے صفایا کر دیا۔امام نے شہید کرنے والوں حکم دینے والوں اور راضی ہونے والوں پر لعنت کی ہے اور نام لئے بغیر ظالموں کو کافر کہا ہے اور اس کی سند قرآن حکیم سے پکڑی یعنی آپ نے بندیالوی صاحب کو فرمایا او ملاں تو یزید کی اندھی محبت میں گرفتار ہے لہٰذا مجھ پر الزام مت لگا اور مجھے بدنام مت کر اپنی جھوٹی تحقیق کو چمکانے کی کوشش مت کر میری کمزور تحقیق کے مطابق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا جو نرم موقف یزید کے بارے سمجھا گیا ہے جس کو بندیالوی نے جس کو اختیار کیا ہے یہ کافی حد تک درست نہیں ہے دوسری بات یہ بھی عین ممکن ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے پہل مئوقف وہ ہو جو احیاء العلوم میں ہے اور بعد میں یہ جو طب جسمانی و روحانی میں ہے اور یہ کتاب آپ کی آخری تصنیفات میں سے ہے جس میں آپ نے نام لیے بغیر لعنتی و کافر کہا ہے یہی اہلسنت و جماعت کا مئوقف ہے پھر یہ کتاب وہابیوں نے ہی چھاپی ہے انہوں

نے چھاپی تھی تا کہ یہ عام ہو جائے اور ہمارے ملاں اس کو پڑھیں اور آسان بھی کردی کہ ترجمہ شائع کیا لیکن افسوس کہ خارجیوں ناصبیوں کے ریال سارے کے سارے بم پھینکنے پر صرف ہو گئے کتاب خرید ہی نہ سکے یا پھر اہلسنت و جماعت والوں نے ساری کی ساری خرید لی تھیں دوبارہ چھپی نہیں اس لیے ان بیچاروں کے لیے تھی ہی نہیں کیا خریدتے شائد دوبارہ مکتب والوں نے چھاپی ہی نہ ہو اس لیے یہ بیچارے استفادہ نہ کر سکے سنی سنائی اور رٹی رٹائی نا محمود عباسی ورشید بٹ کی گھڑی ہوئی خرافات ہی پڑھ سکے۔

نیز امام غزالی لکھتے ہیں

یعنی اگر کوئی پوچھے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور آپ کے قتل کا حکم دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو کہنا جائز ہے۔ جواب: ہم کہتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ آپ کا قاتل اگر بغیر توبہ کے مرا ہے تو اس پر خدا کی لعنت کیونکہ یہ ایک احتمال ہے کہ شائد اس نے توبہ کرلی

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۲۳ طبع مصر)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے یہ بات ثابت ہو گی کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل ناحق تھا۔ ورنہ قاتل پر خدا کی لعنت جائز نہ ہوتی اور توبہ کی قید لگانا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کمال تقویٰ کی دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ آپ شخصی لعنت کرنے کو جائز نہیں کہتے

میں کہتا ہوں ان تمام باتوں میں اور آپ کی باقی کتب مین کہاں لکھا ہے کہ یزید نیک صالح و عادل ہے یا اسکو رحمۃ اللہ علیہ کہنا چاہیے یا امیر المومنین

کہنا چاہیے وغیرہ اس قسم کی خرافات خود لکھ کر جھوٹا الزام اور بہتان لگانا عظیم علماء پر یہ بندیالوی جیسے خارجیوں ناصبیوں کا ہی کام ہے میں بندیالوی کی تمام ذریت کو چیلنج کرتا ہوں امام غزالی کے قلم سے یہ ثابت کرو کہ یزید کامل مومن۔ صالح عالم۔ نیکوکار انسان۔ عادل خلیفہ اور خدمت اسلام میں پیش دکھا دو فی حوالہ نقد ایک ہزار روپے انعام حاصل کرو لیکن تم یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے

پھر خدا عزوجل کے عذاب سے ڈرو مزید برآں

امام غزالی کی لکھی ہوئی باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یزید فاسق وفاجر تھا اورس کے ہمنوا بھی

شریعت میں فاسق معلن کا فسق بیان کرنا جائز ہے

حدیث: اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم فاسق کے فسق کو بیان کرنے سے ڈرتے ہو۔ اس کے فسق کو بیان کرو تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں پھر اسی سند سے بیان ہے فاسق کے فسق کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے

(المعجم الکبیر ج ۱۹ ص ۱۰۱۰ طبع بیروت) (الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۴۳۰ طبع بیروت) (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۸۲ طبع بیروت) (سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۲۱۰ طبع بیروت)

امام غزالی فاسق کی مذمت میں لکھتے ہیں

کیا تم فاسق کے ذکر سے اعراض کرتے ہو پھر لوگ اسکو کیسے پہچانے گے اس میں جو فسق ہے اس کو بیان کرو تا کہ لوگ اس کو پہچان کر اس کے ضرر سے بچیں

(احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۱۳۶ طبع بیروت)

میرا دینی مقصد کتاب لکھنے کا یہ ہے

میں نے الحمدللہ یزید اور اس کے ہمنواؤں اور اس کے گداؤں خارجیوں ناصبیوں اور وہابیوں کے خلاف اس لیے قلم اٹھا رکھا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے ضرر یعنی نقصانات بتائے جائیں اور ان کی خرافات کو اجاگر کیا جائے تاکہ لوگ بچ سکیں اور اللہ عزجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم راضی ہو جائیں اہلبیت صحابہ کرام وعلماء واولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانیں ظاہر ہو جائیں۔ بس میرا اور کوئی مقصد نہیں

جھوٹا الزام لگانے جھوٹ بولنے اور لکھنے اور بہتان لگانے والوں کی مذمت

شیخ بندیالوی نے یہاں پر بہت سے علماء ومحدثین پر الزام بہتان لگائے ہیں ان کے جوابات ان شاء اللہ باری باری آئیں گے لیکن یہ جاننا چاہیے جو شخص ایسے کرتا ہے اس کی سزا کیا ہے

حدیث نمبر ا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے کہا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپ نے فرمایا تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے کہا گیا یہ بتائیں اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں آپ نے

فرمایا۔ اگر تم جو عیب بیان کر رہے ہو وہ عیب اس میں ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے

(صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۶۴۶۹ کتاب البر والصلۃ والادب باب الغیبۃ طبع لاہور) (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۷ اباب فی الغیبۃ کتاب الادب طبع لاہور)

اگر کوئی خارجی یہ حدیث پڑھ کر یہ اعتراض کرے تم نے یزید کی غیبت کی تو جواب یہ ہے کہ برے اور فاسق کی غیبت بیان کرنا جائز ہے جیسا کہ

حدیث ۲:۔

حضرت ابن عینیہ نے کہا تین آدمیوں کا عیب بیان کرنا غیبت نہیں ہے (۱) ظالم حکمران (۲) جو شخص لوگوں کے سامنے اللہ کی نافرمانی کرتا ہو (۳) وہ شخص جو لوگوں کو برائی کی دعوت دیتا ہوں

(الجامع الشعب الایمان رقم الحدیث ۶۳۷۴ طبع بیروت)

پھر اگر کوئی فاسق کی تعریف کرنا شروع کر دے جیسا کہ بندیالوی صاحب یزید کی تعریف خود کرتا ہے اور کرنے کی دعوت دیتا تو یہ بھی عظیم گناہ ہے

حدیث ۳

حضور پرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرشِ خدا ہل جاتا ہے

(شعب الایمان ج ۴ ص ۲۳۰ رقم الحدیث ۴۸۸۶ طبع بیروت)

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ بندیالوی اپنے اوپر خدا کو غضب ناک کر

چکے ہیں وہ بھی اتنا سخت کہ اس غضب کی وجہ سے خدا کا عرش بھی ہل گیا لہٰذا خارجیو ناصبیو توبہ کرلو اپنے برے عقائد سے خدا کو غضب ناک نہ کرو یزید کی تعریف کر کے

میں لکھنے لگا تھا جھوٹے الزام گھڑنے والوں کی مذمت ضمناً اور باتیں بھی آ گئیں اب پڑھیے

ایت نمبرا: ولھم عذابٌ الیمٌ بما کانو ایکذبون (ان کے لیے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے تھے)

(پ اس البقرہ ایت ١٠)

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے پر سخت دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے

حدیث ۴

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولوں کے سردار ہم غریبوں کے ملجا و ماویٰ نے فرمایا اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ فجور (گناہ) تک پہنچاتا ہے اور فجور دوزخ تک پہنچاتا ہے ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع تلاش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو کذاب لکھ دیا جاتا ہے

(سنن ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۱۵۵۳ کتاب الادب طبع لاہور)

ایت ۲: لعنت اللہ علی لکذبین (جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو)

(پ ۳ س ال عمران)

ایت ۳: لعنت اللہ علیہ ان کان من الکذبین (یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو)

(پ ۱۸ س النور ایت ۷)

یہ تیسری آیہ کریمہ جھوٹا الزام لگانے والوں کی مذمت میں نازل ہوئی

(تفصیل کے لیے دیکھیں صحیح بخاری شریف ج ۳ ص ۴۸۰ کتاب التفسیر س نور طبع لاہور)

حدیث ۵

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سچ نیکی ہے اور نیکی جنت کی رہنمائی کرتی ہے اور بندہ سچ کا قصد کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ فسق ہے اور فسق جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بندہ جھوٹ کا قصد کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے

(سنن ابن داؤد شریف رقم الحدیث ۱۵۵۳ باب ۵۰۲ کتاب الادب)

ابن ابی شیبہ کی روایت میں عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے

(صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۶۵۱۴ کتاب البر والصلۃ والادب طبع بیروت)

شیخ بندیالوی صاحب آپ ان آیات واحادیث پر غور فرمائیں آپ نے بغیر تحقیق کیے علماء و محدثین پر جھوٹ الزام لگا کر کس راستہ کو منتخب کیا اور کہاں اپنے آپ کو لیے جا رہے ہو۔ اور اپنا ٹھکانہ کہاں بنانے کی کوشش کر چکے ہو میں نے آپ کی رہنمائی کر دی ہے اپنے ان برے نظریات سے توبہ کر لو۔ ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا جھوٹ بولنا حرام اور کسی پر جھوٹا بہتان لگانا حرام ہے

(تفصیل دیکھیں درمختار کتاب الحظر والاباحت ج ۲ ص ۲۵۴ طبع مجتبائی دہلی)

پھر بندیالوی نے علماء و محدثین پر جھوٹے الزام لگا کر ان کی توہین کی ہے جو کہ کفر ہے اپنی خرافات کو وزن دینے کی علماء کی توہین کر کے کفر کما لیا۔ دیکھیں مجمع الانہر میں ہے علماء اور سادات کی توہین کفر ہے

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الفاظ الکفر ج ا ص ۶۹۵ طبع دار الاحیاء بیروت)

کسی مسلمان پر افترا کرنا اتنا بڑا گناہ ہے اس گناہ کی سزا شریعت مطہرہ میں مفتری کی سزا سلطانِ اسلام کے یہاں اسی کوڑے ہے مزید برآں ولعذاب الاخرة اکبر۔ اور بے شک آخرت کا عذاب اور سخت تر ہے

پھر اس ملاں نے یہ سب کچھ کر کے شریعتِ مطہرہ پر بھی افترا کیا اور شریعت مطہرہ پر افتراء خود اللہ عزوجل پر افتراء ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء بے ایمان ہی کرتا ہے

آیت ۴: انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایت الله و ولئک هم الکذبون

(س النحل ایت ۱۰۵ پ ۱۴)

ترجمہ: جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں پھر اس ملاں نے جان بوجھ کر اپنا مقصد اور خارجیت کو ثابت کرنے کے لیے اتنے علماء و محدثین پر شریعت مطہرہ پر افتراء کر کے اپنے آپ کو ظالموں اور فاسقوں کی فہرست میں داخل کر لیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ایت ۵، ٦: من لم یحکم بما انزلالله فاولئک هم الظلمون (پ٦)

ترجمہ: جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ من لم حکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون۔ (س المائدہ ایت ۴۵ و ۴۷) جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں

حدیث ۶

حدیث شریف میں فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے جو بزرگوں پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں

(سنن ابوداؤد شریف ج ۳ ص ۴۳۷ کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ طبع لاہور)

جب علمائے کرام اور شریعت کی مخالفت کرنے والوں کے لیے یہ احکام ہیں تو جو جان بوجھ کر شرح کے خلاف کرتے ہیں ان کو سمجھانا ہمارا حق تھا ہم نے الحمدللہ پورا کر دیا اب بھی اگر بندیالوی صاحب اپنے برے نظریات سے توبہ نہ کریں تو پھر اللہ رب العزت کی حجت قائم ہو چکی ہے اس نے ان شاء اللہ شریعت کی حدیں پامال کرنے والوں کو معاف نہیں کرنا بر ضرور حساب لے گا اور سزا بھی دے گا۔ مزید برآں قرآن حکیم نے صریح طور پر وضاحت سے بیان فرمادیا جو لوگ مومنوں میں اشاعت فاحشہ چاہتے ہیں پڑھیے

آیت ۷: ان الذین یحسبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنو لھم عذبٌ الیم فی الدنیا و الاخرۃ

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کے لیے عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں

(ترجمہ شبیر احمد عثمانی)

مزید لکھتے ہیں: یعنی بدکاری پھلے یا بدکاری کی خبریں پھیلیں یہ چاہنے والے منافقین تھے۔

(تفسیر عثمانی ص ۴۵۶ زرایت طبع دارالتصنیف کراچی)

اب میں شیخ موصوف صاحب کو کہوں گا آپ اپنی کتاب میں بہت جگہ علمائے کرام پر جھوٹے الزام لکھ چکے ہیں میں نے الحمد للہ ہر جگہ تمہارے جھوٹوں کا پول کھول دیا آپ نے اتنا بڑا ظلم کمایا صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ پر بھی بہتان تراشی کی کچھ گزر چکا مزید جاری یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ کسی عام شخص پر بھی لگانا گناہ عظیم ہے لیکن تم نے اس سے بڑھ کر ظلم کیا جلیل القدر لوگوں پر بہتان لگائے

حدیث ۷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل حدیث روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان مرد یا عورت پر بہتان لگایا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخیوں کی پیپ میں بند کر دے گا۔ اور جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اس کے اوپر کسی کا قرض تھا اس سے اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ حسب ضرورت

(مسند امام احمد ج ۲ ص ۸۲ طبع بیروت)

امام ملا علی قاری کے نزدیک یزید فاسق و فاجر تھا

یزید کے کفر میں اختلاف ہے جو کچھ اس سے وارد ہوا ہے وہ اس کے کفر پر دلیل ہے مثلاً خمر کو حلال قرار دینا اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بعد اس کا یہ کہنا کہ

میں نے اہلبیت سے بدلہ لیا ہے جو کچھ میرے بڑوں کے ساتھ میدان بدر میں کیا گیا تھا......

بعض جاہل جو یہ لکھتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے سو یہ بات اہلسنت کے نزدیک بالکل باطل ہے (یعنی یہ کسی اہلسنت کا قول نہیں) یہ صرف خارجیوں کا ہذیان ہے (بکواس) جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں

(شرح فقہ اکبر ص ۱۲۷ و ۳۷ طبع مصر)

نیز شرح شفاء میں لکھتے ہیں

اس حدیث سے مراد یزید بن معاویہ ہے کیونکہ اسی نے مسلم بن عقبہ کو (لشکر دے کر) مدینہ سکینہ کی طرف بھیجا اور اس نے مدینہ کو لشکر کے واسطے تین روز مباح کر دیا۔ اور خیارِ اہل مدینہ کو کثیر تعداد میں قتل کیا

(شرح شفاء ج ۱ ص ۶۹۴)

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا

لو بندیالوی صاحب آپ نے بہت شور مچایا جی ان علماء نے کہا یزید صالح عالم متقی کامل مومن۔ لعنت اللہ علی الکذبین ملا علی قاری نے جو حقائق لکھے ہیں کیا ان سے بندیالوی کا مدعا ثابت ہوتا ہے ہرگز نہیں حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ملا علی قاری جاہل چھو کرا یزید کو لکھتے ہیں جن کا سہارا شیخ موصوف نے تلاش کیا اور دعویٔ تحقیق کا کیا تھا ہم نے انھیں کے قلم سے تمہارا سارا افراڈ اور دھوکہ ظاہر کر دیا

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
بندیالوی تیرے یہ منگھڑت افسانے حقیقت کیسے بدلیں گے
فسانہ پھر فسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

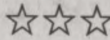
قارئین دیکھا آپ نے کس طرح حقائق کو موصوف نے چھپانے کی کوشش کی اور دغلا پن اختیار کیا پھر یہ جھوٹا تو خود اپنے قلم سے ہی واضح تھا وہ ایسے کہ اگر کسی اور نے یزید کو عالم۔ متقی۔ پرہیز گار مسلمان امیر المومنین خدمت اسلام میں پیشکہا ہوتا تو یہ کم بخت ضرور اس کی عبارت بار بار لکھتا یقیناً اور کسی نے یہ الفاظ یزید کی شان میں کہے نہیں اس نے کہا میں کہہ دیتا ہوں آخر میں جو اتنا بڑا جو گا دری ہوں ہر کوئی آنکھ بند کر کے تسلیم کر لے گا اور اپنے اس برے ہزیان کو وزن دینے کی خاطر علماء کے نام جڑ دیتا ہوں کون میری تحقیق کو جھٹلانے کی کوشش کرے گا کیا شاطرانہ عقل اور دماغ ہے اس ملاں کا ارے ظالم یزید کو بڑھا کر جھوٹ بول کر۔ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ صحیح مسلم۔ ان کو گھٹا کر تجھے کون سا ٹھکانہ ملے گا ذرا سوچ اور بار بار سوچ ہے سوچنے کی جگہ ہے پھر سوچ اگر کوئی کم عقل چاند یا سورج کے اوپر تھوکے گا تو تھوک اپنے منہ پر گرے گا اُن کا کچھ نہیں بگڑے گا

میں کہتا ہوں بندیالوی صاحب اپنا منہ گندا کر کے لوگوں کو نہ دکھاؤ تمہارے گھٹانے سے اہلبیت کا مقام نہیں گھٹ سکتا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے

صاحب کو اپنے حُسن پر کتنا غرور تھا

اب ان گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم وصحابہ و اہلبیت رضوان اللہ علیہم کی گستاخانہ تحریرات جوانہوں نے یزید کی شان بڑھانے اہلبیت کا مقام کم کرنے کی خاطر اپنی کتابوں میں لکھی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔



خارجیوں کی گستاخیاں از محمود عباسی خارجی وہابی کی

(۱) ذکر حسین و بیانِ شہادت حرام۔ واعظ ہو یا کوئی اور (محفل) اس کے لیے مقتل حسین کے واقعات بیان کرنا حرام ہے۔ (معاذ اللہ)

(رسوماتِ محرم اور تعزیہ داری ص ۴۔ از محمود عباسی) شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۳۸۔ از دیو بندی طبع ملتان

(۲) نیز لکھتے ہیں

ذکر شہادت مجلس میں بیان کرنا ناجائز ہے کہ اس سے خواہ مخواہ بعض صحابہ کی جانب سے دل میں بغض و عناد پیدا ہوتا ہے

(رسومات محرم و تعزیہ داری ص ۲ طبع ۱۰ مارچ ۱۹۶۸ء کراچی)

گستاخ ۲: رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیح یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسینؑ کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۲۰ طبع محمد علی اسلامی کتب خانہ کراچی) شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۳۳ از دیو بندی

ان دیو بندیوں وہابیوں کی کتنی دشمنی ہے اہلبیت سے کہ اگر صحیح روایات کے مطابق ذکر شہدائے کربلا کیا جائے پھر بھی ناجائز اور حرام اسی طرح شربت یا دودھ چاہے بچوں کو پلائیں پھر بھی ناجائز ہے لیکن افسوس سے کہتا ہوں کافروں

سے اتنی گہری محبت ہے پڑھیے ہندوؤں کی لگائی گئی سبیل درست

سوال: ہندو جو (پانی) پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔

جواب: اس پیاؤ سے پانی پینا (کوئی) مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۶۲ طبع کراچی)

قارئین دیکھا کتنی گہری اور آندھی محبت کافروں سے کہ وہ سود کے پیسہ سے سبیل لگائیں تب بھی پانی پینا درست ہے لیکن اہلبیت کے ایصال ثواب کے لیے لگائی گئی پانی یا دودھ کی سبیل حرام پھر میں کیوں نہ کہوں کہ یہ لوگ اصل میں ہندو اور کافر ہیں مسلمانوں والا لباس پہن کر مسلمانوں میں گھس آئے ہیں

۳۔ گستاخ: حکیم فیض عالم وہابی اہلحدیث کی خرافات پڑھیے

امیر یزید رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے...... وہ خطیب الاشدق تھے۔ فتی من فیتان العرب تھے۔ زاہد و پارسا تھے۔ تین بار امیر حج ہونے کی سعادت سے مشرف ہو چکے تھے سات ۷ سال لگاتار جنود اسلامیہ کے سپہ سالار رہ کر جہاد کرتے رہے (لعنۃ اللہ) چار جلیل القدر صحابہ کرام رضوان کی شاگردی کا فخر حاصل تھا اور آج تک ان کی زندہ یادگار نہرِ یزید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے کروڑوں فرزندانِ توحید کی تشنہ کامیوں کو سیراب کرتی چلی آرہی ہے۔ (لعنت اللہ علی الفاسقین)

(خلافت راشدہ ص ۸۶ طبع عوامی پرنٹرز و اسلامک بک بینک لاہور)

نیز لکھتے ہیں

امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ اس لشکر کے کمانڈر انچیف تھے

(خلافت راشدہ ص ۱۳۵ طبع لاہور)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

اسی طرح یزید کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا دیکھیں

(مقام صحابہ ص ۳۵ طبع اشاعت اسلام گارڈن ٹاؤن لاہور)

قارئین دیکھیں ان بدبختوں کی شقاوت قلبی یہ لوگ یزید کو کتنا بڑھا چڑھا کر اور اس کی یادگاریں دکھاتے ہیں۔ اور کسی کی یاد منانا ان کے نزدیک ناجائز۔ یزید کی منانا زندہ رکھنا ثواب لعنت اللہ علی الظالمین

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی دیرینا دشمنی کا یوں اظہار کرتے ہیں

سیدنا علی کی نام نہاد خلافت (ہے)۔

(خلافت راشدہ ص ۹۷، ۹۹ طبع لاہور)

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت راشدہ میں کوئی حصہ نہیں تھا

(خلافت راشدہ ص ۸۰۔ مقام صحابہ ص ۱۱۳ طبع اشاعت اسلام لاہور)

علی کا نام نہاد زمانہ خلافت میں تلواریں مسلمانوں کے خلاف بے نیام ہوئیں۔

(خلافت راشدہ ص ۱۵۲)

یزید خلیفہ راشد

امیر یزید رحمۃ اللہ علیہ کی ولی عہدی کے خلاف ایک آواز بھی نہ اٹھی خلیفہ بننے سے پہلے ہی تمام معلوم دنیا میں امیر یزید رحمۃ اللہ علیہ الخطیب الاشدق

کے نام سے شہرت حاصل کر چکے تھے (لعنت اللہ علی الکذبین)

(خلافت راشد ص ۱۳۶)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی کی انتہا کر دی

سیدنا حسین رحمۃ اللہ علیہ برسام کے مریض تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں۔ ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ، سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے

(خلافت راشدہ ص ۱۳۹ طبع اسلامک بک بینک لاہور)

قارئین دیکھیں یہ خارجی ناصبی کتنے بد بخت اور ظالم ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جا بجا گستاخیاں کرتے ہیں نہ ان کو یہ صحابی نظر آئے اور نہ اہل بیت کے فرد اور نہ سابقون الاولون نظر آئے یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کہ وہ خلیفہ راشد نہ تھے معاذ اللہ ان کی نام نہاد خلافت میں مسلمانوں کے خلاف تلواریں چلتی رہیں لیکن اس کے برعکس یزید عنید سے اتنی گہری محبت کہ وہ خلیفہ بھی اور اس کی خلافت پر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا متفقہ تھی بلکہ پہلے سے ہی لوگ اسکو اچھے لقب سے یاد کرے تھے۔ لعنت اللہ علی الکذبین

یزید کی ولی وہدی کے باب میں جواب میں لکھ چکا ہوں

اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنی سخت عداوت رکھتے ہیں کہ ان کو معاذ اللہ پاگل یا پھر سوچنے سمجھنے سے عاری زبان خراب والا ثابت کیا اے ظالموں یہی حق تھا کلمہ پڑھنے کا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کی پاک زبان سے یہ حکم سنوادیا تھا کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا یہ فرماتا ہوں کہ میری اہلبیت سے محبت اور مودّت اختیار کرو۔ القرآن میں پوچھتا کیا یہ محبت کے انداز ہیں جو تم نے اپنا رکھے یقیناً ہر مسلمان اور انصاف پسند مسلمان کے دل کی آواز یہی ہے یہ ظالم جھوٹے اور دشمنِ آلِ رسول ہیں ان کا قرآن وحدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان کی خرافات کا حقائق سے تعلق ہے یہ سراسر جھوٹے ہیں۔ فاعتبرو یااولی الابصار

۴: گستاخ حافظ صلاح الدین یوسف اہلحدیث وہابی

اپنے آپ کو اہلحدیث کہلوانے والے اور دعوٰی کرنے والے کہ ہم اہلحدیث ہیں حقیقت یہ ہے کہ احادیث جھٹلانے والے ہیں لکھتے ہیں واقعہ کربلا کے بارے

کربلا کی جنگ حق باطل کی نہ تھی

حقیقت یہ ہے کہ یہ حق وباطل کا تصادم نہیں تھا یہ کفرواسلام کا معرکہ نہیں تھا۔ یہ اسلامی جہاد نہ تھا

(رسومات محرم اور سانحہ کربلا ص ۲۶ طبع اضافہ شدہ ایڈیشن دار اسلام لاہور) (رشید ابن رشید ص ۱۲۳۔از ابویزید بٹ طبع لنڈا بازار لاہور)

نیز لکھتے ہیں یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے

یعنی یزید کے لیے رحمت کی دعا کرنا رحمۃ اللہ علیہ کہنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے (رسومات محرم اور سانحہ کربلا ص ۳۲ و ۶۰ و ۶۳ طبع دار اسلام لاہور الریاض میں ان شاطر العقل اہلحدیث کھلوانوں سے سوال کرتا ہوں تم کہتے ہو یہ حق باطل کا

معرکہ نہ تھا تو پھر کیا تھا میں ذرا تمہارے گھر کی خبر لیتے ہوئے کہتا ہوں تم دن بھر رات جہاد کرتے ہو سارے چندے اکٹھے کر کے کھا جاتے ہو صرف پاکستان سے ہی نہیں بلکہ سعودیہ کے ریال بھی ہضم کیے جا رہے ہو کبھی جہاد کشمیر کے نام سے تو کبھی افغانستان کے نام سے تو کبھی امداد زدگانِ زلزلہ اور کبھی زدگانِ سیلاب کے نام سے تمہارے چندے اکٹھے کرنا اور تمہاری تنظیموں جماعت الدعوۃ اور لشکر طیبہ اور جماعت اہل حدیث کے مقاصد کیا ہیں اگر تم کہو ہم قرآن وحدیث کے نظام کی خاطر جہاد کر رہے ہیں پھر تمہارا سارا افراڈ حق ہو اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغیر چندہ اکٹھا کیے کیوں ناحق ہوا گر تم اپنے جہاد کو ناحق مانتے ہو تو پھر یہ سارا افراڈ کرتے کیوں ہو اور تعجب یہ تمہارے کارکن چاہے بم پھینکتے ہوئے مریں یا اور کسی دہشت گردی میں مریں تم ان کو شہید کیوں کہتے ہو سیدھا باغی کیوں نہیں کہتے تم چاہے پرویز مشرف کے خلاف جہاد کرو یا شیعوں کے خلاف یا ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف کرو آخر یہ بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں اس کے باوجود تمہارے شہید، مجاہد، غازی بن سکتے ہیں تو پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں دشمنی ہے ان کی خرافات کے جوابات کافی اور شافی گذشتہ اوراق میں گزر چکے ہیں ملاحظہ فرمائیں

۵: گستاخ۔ابو یزید محمد دین بٹ کی خرافات پڑھیے

رشید ابن رشید:

یہ وہ کتاب ہے جس کے ٹائیٹل پر لکھا ہے

خلافت امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) اس خطرناک کتاب کے اندر بے شمار صحابہ کرام اہلبیت عظام کی گستاخیاں ہیں موصوف نے اپنی

ان خرافات کی تائید بہت سے دیوبندی وہابی ملاؤں سے کروائی جنہوں نے اس یزید کے روحانی بیٹے کو شاباش دی کہ تو نے یزید کی شان میں کتاب لکھ کر اسلام زندہ کر دیا ان دیوبندی جوگادریوں میں سے چند کے نام یہ ہیں

(۱) مولانا مولوی ابو الوحید غلام محمد فاضل دارالعلوم دیو بند شہر راجن پر ڈیرہ غازی خان۔

(رشید ابن رشید ص ۳۴۰ طبع لنڈا بازار لاہور)

(۲) جناب مولوی غلام مرشد خطیب شاہی مسجد لاہور کا اعلان حق ص ۳۴۱

(۳) مولوی عبد الحیی فاضل دارالعلوم دیو بند خاص شہر ص ۳۵۱

(۴) مولانا مفتی شفیع صاحب کراچی والے دیوبندی ص ۳۶۵

(۵) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی ص ۳۶۹

اہلحدیثوں کی تائید

(۱) مولوی محی الدین لکھوی سابق امیر جماعت اہل حدیث دیپال پور منٹگمری ص ۳۶۹

(۲) مولوی اسماعیل ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان ص ۳۶۱

(۳) مولانا عبدالحمید صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث شیخوپورہ ص ۳۵۳

قارئین جب ہم کسی کو بتائیں کہ دیوبندی وہابی سب کے سب یزیدی ٹولا ہیں اور یزید کے ہمنوا ہیں بعض لوگ تو یقین کر لیتے ہیں اور کئی وہابی دیوبندی قسم کے کہتے ہیں توبہ توبہ ہم نے تو کبھی اپنے مولوی سے نہیں سنا یزید کی تعریف کرتے ہوئے تم خواہ مخواہ الزام لگاتے ہو اس لیے میں نے ان گستاخان میں سے چند کے

نام لکھ دیے اور حوالہ جات درج کر دیے ورنہ اس کتاب میں تقریباً ۲۶ گستاخان نے تائید کی پھر ہم کسی بزرگ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھیں یا پڑھیں تو دیوبندی وہابی چیختے چلاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابہ کے نام کے ساتھ ہی لکھنا پڑھنا چاہے صحابہ کے علاوہ کسی کے نام کے ساتھ یہ جائز نہیں ہے لیکن اس ملاں بٹ نے اپنے مذہب اور مسلک کا خون کر کے رکھ دیا اپنی کتاب کے باہر والے پیج پر اس بد بخت اور خبیس یزید کو لکھا امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اندر ص ۴ پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایک کے ساتھ لکھنے پڑھنے کے جواز میں دلائل پیش کیے

جھوٹا بہتان صحابہ کرام پر اور گستاخی ۔۲:

حسین کے اس فعل پر ناراض تھے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ زہر اہل حق سے تو کھایا نہ جائے گا
اجماع ہوا اصحاب کا خلافت یزید پر
اب کلمۂ اختلاف اپنایا نہ جائے گا

(رشید ابن رشید ص ۳ طبع چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

گستاخی ۳:

امیر المومنین یزید حق پر اور سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل سے بری الذمہ تھے

۴۔ اس وقت کے تمام مسلمان معہ سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وابن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور خاندان نبوت کا ہر فرد امیر المومنین یزید کو نیک کردار اور

دیندار صالح سمجھتا تھا (لعنت اللہ علی الکذبین)

(رشید ابن رشید ص ۸۱ و ۲۲ طبع لاہور)

۵۔ یزید پیدائشی جنتی

امیر المومنین یزید پیدائشی جنتی ہیں (ایضاً ص ۱۴۶ و ۱۴۷)

کیسے یہ بد باطن ہیں یزید کے اندر ان کو کتنے کمالات نظر آتے ہیں اس کی آندھی محبت میں ایسے گرفتار ہوئے ہیں کہ قرآن و حدیث علماء و محدثین و اجماع امت ان سب حقائق کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو جہنمی بنا رہے ہیں کیا برا انتخاب ان سے شیطان نے کروالیا پھر مزید بدبختی یہ ہے کہ اس کے نیک اور پیدائشی جنتی ہونے پر دلائل رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یزید عنید سے سخت نفرت کا اظہار کیا صحابہ واہلبیت وعلماء نے بھی نفرت کی اور مبغوض ترین ثابت کیا یہ خارجی ناصبی اس کی شانیں بیان کرتے ہیں اے مسلمانوں پہچانوں ان لوگوں کو اور اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو ان کے پیچھے اپنی نمازیں پڑھ کر ضائع مت کرو یہ لوگ امام بننے کے قابل نہیں۔

گستاخی ۶

امیر المومنین یزید کی شان میں گستاخیاں نہ کرو

(ص ۱۳۲)

گستاخی ۷

امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے اچھی (معاذ اللہ)

(رشید ابن رشید ص ۲۳۰)

گستاخی ۸: حسین غلطی پر تھے

علمائے دہلی سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو غلطی پر سمجھتے ہیں

(ص ۱۵۱، ص ۲۳۰)

(۹) حسین باغی

(معاذ اللہ) پس حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باغی اور بیعت توڑنے والے ٹھہرے

(ص ۱۸۴، ۲۱۰)

(۱۰) کربلا کی جنگ اسلامی نہ تھی

وہ بالکل واضح اور صحیح ہے یعنی یہ کہ واقعہ کربلا مذہبی جنگ نہ تھی۔ اول میں محض سیاست اور آخری حفظ ناموس کی تھی جو لوگ اس کو مذہبی بتاتے ہیں ان کو نہیں معلوم کہ اس میں کیا قباحت ہے (یعنی برائی)

(رشید ابن رشید ص ۲۳۶)

(۱۱) گستاخی ۱۱ تفرقہ باز حسین (توبہ)

جماعت المسلمین میں تفرقہ کا پہلا بیج حسین نے بویا

(ص ۱۹۰)

۱۲۔ یزید کی بے حد شان

اس وقت کے تمام مسلمان معہ سیدنا حسین وابن زبیر اور خاندان نبوت کا ہر فرد امیر المومنین یزید کو نیک اور دیندار سمجھتا تھا

(ص ۴۲)

نیز لکھا

امیر المومنین یزید میں کسی قسم کا کوئی بھی نقص ہوتا تو یہ بزرگ ہستیاں کسی حالت میں بھی خاموش نہ رہتیں

(ص ۹۵)

یہ تھی رشید ابن رشید کی خرافات میں نے الحمدللہ تقریباً ہر اعتراض کا پول کھول کر کافی اور وافی لکھدیا ہے ان خرافات کی وجہ سے ان بے حیاؤں کے خلاف قلم اٹھایا ہے تا کہ لوگ ان کی خرافات پڑھ کر ان سے بچ سکیں

کیسے تفسیر و تفہیم کے نام سے
کیسے فکر و تدبر نما دام سے
یوں مطلب بتاتے ہیں آیات کے
جن سے مفہوم قرآن و حدیث خطرے میں ہے

شیخ بندیالوی کے نزدیک امام حسین مع صحابہ رضوان اللہ علیہم وتابعین باغی تھے (توبہ)

واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے...... حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کریں اور حکومت ان کو کچلنے کے لیے مناسب کاروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا باغیوں کا یا حکمران وقت کا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سرگودھا)

نیز لکھا

اسی طرح واقعہ حرہ میں غلطی اور قصور باغیوں کا ہے یزید کے لشکر نے تو اس بغاوت کو ختم کرنے کے لیے کاروائی کی تھی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۷)

گستاخی ۳: امام کا کربلا جانا اسلام کی سربلندی کے لیے نہ تھا

واقعہ کربلا اور امام حسین کا سفر اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لیے نہ تھا نہ ہی دین بچانے کے لیے تھا نہ ہی کفر کی سرکوبی کے لئے تھا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۶ و ۱۴۷)

گستاخی ۴

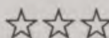
بندیالوی کے نزدیک یزید امیر المومنین تھا (ص ۲۶)

گستاخی ۵ یزید بہت بڑا نیک تھا (معاذ اللہ)

یزید صحیح العقیدہ مسلمان۔ کامل مومن۔ صالح عالم۔ خدمت اسلام میں پیش پیش اور نیکوکار انسان تھا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۸ از بندیالوی)

قارئین پڑھا آپ نے یزیدی ٹولے نے کس طرح بے دھڑک اپنے باپ یزید عنید پلید کے ساتھ اپنی آندھی محبتوں کا اظہار کیا اب میں یزید کا کردار لکھتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ یزید ان تعریفوں کے ہرگز قابل نہیں لکھنے والے خود جھوٹے ہیں اور بڑے جھوٹے کی تائید کرتے ہیں۔



باب ہشتم

کردار یزید پر ایک نظر

تعارف یزید پلید:

یزید (علیہ ما علیہ) بن حضرت معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) بن صخر یزید ۲۵ ہجری یا ۲۶ یا ۲۷ ھ کو پیدا ہوا۔ اور اس کے باپ کی زندگی میں اس کی بیعت ولی عہدی ہوئی کہ وہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوگا۔ پھر اس کے باپ کی وفات کے بعد ۱۵ رجب ۶۰ ھ کو اس عہد کو مضبوط کر دیا گیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۱۴ ربیع الاوّل ۶۴ ھ تک مسلسل متولی رہا اور اس کی ماں میون بنت مخول کلبی ہے۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۲۱۔ ذکر یزید طبع کراچی

نیز یہی لکھتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو مار رہا ہے آپ نے اُسے کہا اس بات کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس پر رکھتا ہے۔ تیرا بُرا ہو کیا تو اُسے مارتا ہے جو تجھ سے بچنے کی سکت نہیں رکھتا۔ قسم بخدا مجھے قدرت نے کینہ توزوں سے انتقام لینے سے روک دیا ہے وہ شخص بہت اچھا جو اسے معاف کرتا ہے جس پر اُسے قدرت ہوتی ہے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۴۲۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی اس تعارف میں یزید کی کمینی فطرت نظر آ رہی ہے اور عظمت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واضح نظر آ رہی ہے۔

یزید کو بُرے کاموں سے باپ نے منع کیا:

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زکریا غلابی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عائشہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ یزید نوعمری میں شرابی اور نو عمروں والی حرکات کرتا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کو محسوس کر کے نرمی کے ساتھ اسے نصیحت کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو ذلت و رسوائی کے بغیر جو تیری جوانمردی اور قدر کو تباہ کر دے گی اور تیرا دشمن تیری مصیبت پر خوش ہوگا اور تیرا دوست تجھ سے بُرا سلوک کرے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۴ طبع کراچی)

یزید بے نماز تھا:

اسی طرح (یزید) میں شہوات اور بعض اوقات بعض نمازوں کے ترک کرنے اور اکثر اوقات انہیں نہ پڑھنے کی عادت پائی جاتی تھی۔ تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۲۸ قارئین یزید کی برائیاں بھی پڑھیں اور یزید کو بچانے والوں کا انداز بھی پڑھیں۔ تو کتنا تضاد ہے گویا یزید بے نماز، شرابی زانی ہر برائی کا مجسمہ تھا بچانے والوں اور حمایت کرنے والوں نے لکھا اس کا دور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور سے اچھا اور بڑا ہی متقی اور پرہیز گار بھی آپ ان شاء اللہ حقائق پڑھیں گے یزید بہت سخت ظالم بد بخت صحابہ کرام واہلبیتؑ کا دشمن تھا۔

یزید نے لونڈی غصب کر لی:

یزید نے ایک شخص سے لونڈی غصب کر لی تو اس شخص نے یزید کے خلاف حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد مانگی کہ وہ اسے لونڈی واپس لا دیں

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو کہہ دیا کہ وہ لونڈی اسے واپس کر دے تو اس نے پس وپیش کی تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حدیث بتائی تو اس نے لونڈی کو واپس کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۲۹)

یزید شرابی۔ ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا انہیں کاموں میں مرا

روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات۔ شرب نوشی کرنے راگ الاپنے شکار کرنے غلام اور لونڈیاں بنانے۔ کتے پالنے۔ مینڈھوں۔ ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا۔ ہر صبح کو وہ مخمور ہوتا اور وہ زین دار گھوڑے پر بندر کو زمین سے باندھ دیتا۔ اور وہ اسے چلاتا اور بندر کو سونے کی ٹوپی پہناتا۔ اور یہی حال غلاموں کا تھا اور وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غم کرتا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک بندر اٹھایا اور نچانے لگا تو اس نے اسے کاٹ لیا اور لوگوں نے اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں باتیں بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ ہی ان کی صحت کو بہتر جانتا ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۳۷۔ ذکر یزید طبع کراچی) (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۲۸ طبع کراچی)

وہ چہرہ جن کا مومن کا مگر دل ہے ابو جہل
ہے اجلا جن کا طن گندی ہے سیرت ان کی

یزید برائیوں میں مشہور تھا

ظلم کی انتہا کر دی شیخ بندیالوی نے میں کہتا ہوں ابن کثیر اور علامہ حلبی

نے یزید میں جو برائیاں گنوائیں بالخصوص ابن کثیر نے کہا وہ ان برائیوں میں مشہور تھا (۱) گانے بجانے (۲) شراب نوشی کرنے (۳) راگ الاپنے (۴) شکار کرنے (۵) غلام اور لونڈیاں بنانے (۶) کتے پالنے لڑائی کے لیے (۷) مینڈھے پالنے لڑائی کے لئے (۸) ریچھوں (۹) بندروں (۱۰) ہر صبح نشہ میں اٹھنا یعنی مخمور ہونا (۱۱) زین دار گھوڑے بنانا (۱۲) پھر بجائے انسان کے بندروں کو سوار کرنا (۱۳) بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہنانا (۱۴) گھڑ دوڑ کرانا (۱۵) بندر مر جاتا تو اس کے مرنے پر غم کرنا انسان چاہے اشرف المخلوقات خود مر جائے یا وہ مروادے بشمول بندیالوی تعزیت نہ کرنا (۱۶) یعنی بندروں کا انسانوں سے زیادہ یزید کو عزیز پیارا ہونا (۱۷) یزید کی موت کا سبب بھی بندر کا بننا

یہ سترہ ۱۷ خوبیاں یزید کی ابن کثیر نے لکھی ہیں مزید برآں باقی مئورخین کی آگے آرہی ہیں اس سے پہلے ابن کثیر نے لکھا

(۱۸) یزید بے نمازی تھا (۱۹) یزید شہوات یعنی کئی برائیاں کرنے والا تھا (۲۰) پھر اس کی طرف دیکھ کر اس کے چیلوں کا یہی حال تھا

ان تمام حقائق کو بندیالوی سعودیہ کے ریال سمجھ کر یا پھر امریکہ کے ڈالر سمجھ کر ہضم کر گئے اور یزید عنید۔ بلکہ پلید کو بچانا اور پاک ثابت کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو نیک بنانا کہاں سے سیکھ گئے وہ بھی اتنا زیادہ کہ یزید صحیح العقیدہ مسلمان متقی پرہیز گار، صالح عالم، کامل مومن، اور خدمت اسلام میں پیش وغیرہ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے (۲۱) میں پہلے با حوالہ لکھ آیا صحابہ کرام کہتے یزید کا کوئی دین نہیں (۲۲) یزید نے حرام کو حلال کر لیا ہے اور حلال کو حرام (۲۳) حرام رشتے والی عورتوں سے نکاح کرتا ہے (۲۴) اہلبیت کی توہین کرنا اور کروانا (۲۵) اہل

بیت کو شہید کرنے کا حکم دینا پھر اس پر راضی ہونا (۲۶) مدینہ شریف کی توہین کرنا اور کروانا (۲۷) صحابہ کرام و تابعین کو شہید کرنے کا حکم دینا پھر عمل کروانا (۲۸) مدینہ شریف کو تین دن کے لیے مباح کرنا (۲۹) مکہ شریف کی حرمت کو پامال کرنا اور کروانا (۳۰) یہ سب کچھ کر کے قرآن وحدیث کو پس پشت ڈالنا (۳۱) باپ کی وصیتوں کے خلاف کرنا وغیرہ اتنی زیادہ برائیوں کا مجسمہ یزید پلید تھا لیکن تعجب اور افسوس یہ ہے کہ ان یزیدیوں کو اس کے اندر کوئی برائی نظر نہیں آتی اس لیے کہ ان کے دل و دماغ پیٹ و عقل و قلم و زبان میں یزید پلید کی محبت رچ بس چکی ہے پھر میں کہتا ہوں یہ القابات جو بندیالوی نے یزید کے بارے لکھے ہیں یہ باتیں عام طور پر نمازیوں پر بھی صادق نہیں آتیں چہ جائے کہ اتنی زیادہ برائیوں والے شخص کو متقی پرہیزگار عالم کہا جائے یہ میں ان شاءاللہ آگے جا کر وضاحت کروں گا متقی کون ہوتا ہے۔ بندیالوی نے یہ لقب یزید کے لیے لکھ کر مسلمانوں کی توہین کی نیک لوگوں کی توہین کی بالخصوص علماء کی توہین کی میں پوچھتا ہوں اُج کے اس گئے گزرے دور میں اگر کسی عالم کے بارے میں یہ کہا جائے مثلاً بندیالوی اور تھانوی و گنگوہی و قاسم نانوتوی و قاری طیب و سارے دیوبندی وہابی بڑے چھوٹے ملاں شرابی بے نماز بدمعاش کتے لڑانے والے بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہنانے والے عیش و عشرت پسند تھے اور صحابہ و تابعین و اہل مدینہ و مکہ کے ساتھ ظلم کرنے والے تھے مسلمانوں کے بیت المال کو ہڑپ کرنے والے تھے اور عیاشی کے کاموں میں فضول خرچی کرنے والے تھے ہر ایک آدمی انصاف پسند ایسا کہنے والے کے خلاف احتجاج پر اتر آئے گا گستاخ کے نعرے لگائے گا پھر آئے مسلمانوں غور کرو آج اگر کوئی شخص کسی عالم کے بارے ایسی باتیں کرے

اور لکھے تو وہ برداشت کے قابل نہیں تو جو ہو ہی ہر برائی کا مجسمہ اس کے بارے میں بندیالوی نے لکھا یزید متقی پرہیز گار کامل مومن وصالح عالم خدمت اسلام میں پیش پیش یہ مسلمانوں اور علماء کی توہین نہیں تو اور کیا ہے پھر حقیقت ہو تو پھر بھی کچھ برداشت کے قابل ہوتی ہے بات لیکن اگر ہو ہی سراسر جھوٹ پھر وہ کہاں برداشت کے قابل میں کہتا ہوں بندیالوی ہوش کے ناخن لو یزید کی تعریفیں کر کے مسلمانوں کی توہین نہ کرو علماء کی توہین نہ کرو اور اپنے برے نظریات سے توبہ کرو اور اے مسلمانوں ایسے شیطانی نظریات والے لوگوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں یزید کے گناہوں کی فہرست طویل ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۵۶

بندر کا واقعہ

یزید برائیوں کا مجسمہ ہونے کی وجہ سے فاسق و فاجر تھا علامہ برہان الدین حلبی ترجمہ اسلم قاسمی دیوبند لکھتے ہیں

یزید علیہ ما علیہ ابن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ مدینے والوں نے اس کی اطاعت سے انکار کر دیا ہے اور کھلم کھلا اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور صاف صاف کہتے ہیں کہ اس کا کوئی دین نہیں ہے کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ اس نے حرام رشتے والی عورتوں سے نکاح کو جائز کر لیا ہے۔ ہمیشہ شراب پیتا ہے نماز نہیں پڑھتا اور کتوں کی بازیاں لگاتا ہے۔ اس پر یزید ابن معاویہ نے مدینے والوں کے خلاف ایک لشکر روانہ کیا جس میں بیس ہزار گھوڑے سوار سات ہزار پیدل سپاہی تھے اس لشکر کا سپہ سالار مسلم بن قتیبہ تھا یہ لشکر مدینہ

والوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ جہاں تک یزید کے ان فسق وفجور میں مبتلا ہونے کا تعلق ہے اس کی تصدیق ان روایتوں سے ہو جاتی ہے جو بعض معتبر مؤرخوں نے بیان کی ہیں کہ یزید کے پاس ایک بندر تھا جس کو اپنی شراب کی مجلس میں لے کر آیا کرتا تھا اور اس کے لیے ایک تکیہ لگایا کرتا تھا اور پھر اپنے جام کی بچی ہوئی شراب اس کو پلاتا تھا۔ اس کے لیے اس نے ایک جنگلی گدھی لے کر اس کو اس بندر کے لیے سدھایا تھا۔ اس گدھی کے لیے اس نے سونے کی زین تیار کرائی تھی اور اس پر اس بندر کو بٹھا کر کبھی کبھی اسے گھوڑوں کے ساتھ دوڑایا کرتا تھا۔ اس بندر کو ایک قبا پہنایا کرتا تھا اور سرخ ریشم کی ٹوپی اڑھایا کرتا تھا

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ ج ا ص ۵۲۸ طبع دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

ناچ گانے غضب آہ ام الخبائث کے مشروب محبوب ہیں یزید کو
ہو رہی ہیں خرمستیاں دورِ حاضر کا انسان خطرے میں ہے

لو بندیالوی صاحب تم بنالو یزید کو متقی یہ تمہارا امام کتنا برا تھا اور برے کاموں میں مشہور تھا اور جن عورتوں کے ساتھ اللہ نے نکاح کرنا حرام کیا ہے یہ بدبخت ان ماؤں بہنوں سے نکاح کرتا تھا اور ان کو حلال کر لیا تھا یہ تمہارا متقی جنتی امام ہے اگر یہ عالم ہے تو پھر جاہل کون ہے جن کو واضح طور پر قرآن وحدیث نے حرام کیا یہ ان کو حلال جانتا تھا دینے والے صحابہ کرام تابعین کہتے تھے یزید کا کوئی دین نہیں تم کہتے ہو وہ دین کا خدمت گار تھا اگر یہ بے دین خدمت گار تھا تو دشمنِ دین کون ہے

یہ بے نماز تھا شراب خود پیتا اور انسانوں اور بندروں کو بھی پلاتا تھا لیکن

تمہارے نزدیک نیکو کار تھا اگر یہ نیکو کار ہے تو پھر بدکار کون ہے کیا بدکاروں کے سر میں سینگ ہوتے ہیں پھر وہ بدبخت بندر کے لیے تکیہ لگایا کرتا اس کو کتنا سدھایا گیا تھا پھر سپیشل ایک گدھی یا گھوڑی اس کے لیے تھی جس پر اس کو سوار کرتا پھر گھوڑں کے ساتھ دوڑایا کرتا تھا بہترین قبا ریشم کی اور سونے کی ٹوپی یہ بندر کا لباس تھا تو اس خبیث کا اپنا لباس کیسا ہوگا پھر اس کا انہیں کاموں میں اکثر وقت خرچ ہوتا یہ ہے بندیالوی کے نزدیک کامل مومن جب یہ کامل ہے تو ناقص کیسا ہو گا

علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر البلازری لکھتے ہیں

یزید لونڈے باز بدمعاش کتوں اور مرغوں کو لڑانے والا تھا

مجھ سے بیان کیا عمر نے ہیثم بن عدی سے اس سے بیان کیا ابن عیاش نے اس سے بیان کیا عوانہ اور ہشام بن کلبی نے انسے بیان کیا اس کے باپ اور ابومخنف وغیرھما نے انہوں نے کہا یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلا شخص تھا جس نے ظاہری طور پر شراب پیا اور گانے اور شکار میں مشغول ہوا۔ اور ہجڑوں اور امردوں سے چھیڑ کھانی کرتا تھا اور بچوں سے ہنسی مذاخ میں لذت حاصل کرتا تھا پھر اسی کے ہاتھوں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور اہل حرہ کا قتل عام بھی اور بیت اللہ شریف ذادھا اللہ شرفاً و کرماً پر سنگ باری اور اس کا جلانا بھی اسی کے لشکر سے سرزد ہوا اسی کے ساتھ اس کی بیعت مضبوط ہوگئی اس کے خیال کے مطابق اس کے بعد اس کو کوئی اور مہم پیش نہ آئی سوا۔ اس کے مرنے کے

(انساب الاشراف ج۵ ص۲۹۹ و۳۰۰ طبع دار الفکر بیروت لبنان۔ امر یزید بن معاویہ)

یہ مئورخ اور کتاب بندیالوی کے ہاں معتمد علیہ ہے اس لیے میں نے کہا اسی کا منہ اور اسی کا پتھر کیوں جناب تمہارے قابل اعتماد نے جو کچھ یزید کی مذمت میں لکھا کیا اس سے تمہارا مدعا ثابت ہوتا ہے یا اہل حق کا صاف ظاہر شرابی زانی گانے میں مست رہنے والا شکاری کتوں اور مرغوں اور بندروں کے ساتھ کھیلنے والا یزید ہجڑوں سے قوم لوط کے عمل کرنے والا بندیالوی کو کتنا اچھا پاک وصاف نظر آیا

تجھ سے اور جنت سے کہا نسبت اے نجدی وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے اور جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا (جیسے کتوں، ریچھ، مینڈھوں اور مرغوں کو لڑایا جاتا ہے)

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۔۲۵۶۲۔ ترمذی شریف رقم الحدیث ۔۱۷۵۵۔۱۷۶۲۔ ترمذی نے کہا حسن ہے کتاب الجہاد ج ا ص ۸۲۸ طبع لاہور)

فقہ کی کتب میں واضح طور پر لکھا ہے جانوروں کو لڑانا حرام ہے جیسے یزید کے مرغوب مشغلے تھے بندروں، کتوں، ریچھ، مرغوں وغیرہ وغیرہ کو لڑانے کے لیے پال رکھا تھا۔ پھر وہ با قاعدہ ان کاموں میں مشہور تھا یہ سب کام شرعاً حرام ہیں جو وہ سر عام کرتا تھا اور اکثر انہیں کاموں میں مصروف رہتا تھا دلائل الحمدللہ باحوالہ گزر چکے اور مزید پڑھیے۔

یزید کی مذمت میں احادیث

حدیث (۱)۔ یزید کے اس فتنے سے اللہ عزوجل کے محبوب اکبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں آگاہ فرما دیا تھا ان سے تصدیق ہو جاتی ہے یزید کون تھا اور کیسا تھا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے معاملات ہمیشہ انصاف اور دیانت داری سے چلتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا اس طریقہ میں رخنہ ڈالے گا

(انسان العیون فی سیرت الامین المامون ج اص ۵۳۳ طبع دار الاشاعت کراچی مترجم اسلم قاسمی دیوبندی)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ ساٹھ سال کے بعد خلف ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے اور عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے

۳۔ امام بیہقی نے عن الحکم عنا الاصم عن الحسن بن علی بن عفان بن ابی اسامہ عن مجالد عن الشعبی روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین سے واپس آئے تو فرمایا اے لوگوں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو۔ اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھو دیا تو تم حنظل کی طرح سروں کو کندھوں سے اچھلتے دیکھو گے

۴۔ بیہقی نیعن الحاکم وغیر عن الاصم عن العباس ابن الولید بن زید عن البیہ عن جابر عن عمیر بن ہانی نے روایت کی ہے کہ اس نے اس سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بازار میں چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ے

اللہ مجھے ساٹھ کا سال نہ ملے۔ تمہارا برا ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنپٹیوں کو پکڑ لو۔ اے اللہ مجھے بچوں کی امارت نہ ملے

سند۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ان احادیث کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے

۵۔ یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عمر الحزامی نے ہمیں بتایا کہ محمد سلیمان نے عن ابی تمیم بعلبکی عن ہشام بن القار عن ابن مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ امر ہمیشہ انصاف و اعتدال کے ساتھ قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اسے توڑ دے گا

۶۔ اور بیہقی نے عوف الاعرابی کے طریق سے عن ابی خلد عن ابی العالیہ عن ابی ذر (رضی اللہ عنہم) روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا۔ یہ حدیث ابوالعالیہ اور ابوذر کے درمیان منقطع ہے اور امام بیہقی نے ابو عبیدہ کی متقدم حدیث سے اسے ترجیح دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ شک پڑھتا ہے کہ یہ شخص یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ہو واللہ اعلم

ان تمام احادیث کو ابن کثیر نے روایت کیا

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۲۹)

ان احادیث میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آنے والے حالات واقعات کے متعلق پہلے خبر دار کرتے ہوئے صحابہ کرام کو بتا دیا تھا تب ہی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی فرمایا

لوگو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ و اس کے بعد والا نہ آئے یعنی یزید جب وہ آئے گا تو پھر تم سروں کو حنظل کی طرح لٹکتے ہوئے دیکھو گے میں کہتا ہوں بندیالوی اگر تم نے اپنے دادا جان کی لکھی ہوئی روایات کو پڑھا ہوتا تو شائد تمہارا بہت کچھ فائدہ ہو جاتا کیونکہ یہ تمہارے پیشوا ابن تیمیہ کا خاص الخاص شاگرد تھا اور تم بھی انہیں کے نمکخوار اور نام لیوا ہو اسی لیے تم نے اپنی کتاب میں ابن کثیر کو سند مانتے ہوئے اس کی کتاب سے استدلال پکڑا ہے یہ بات بھی قابل غور ہے جو استدلال کیا وہ بھی جھوٹا کیا اس تمہارے پیشوا نے حقائق لکھے ضرور گو بعد میں اپنی خارجیت کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو رد کرتا گیا لیکن ہم نے الحمد للہ پوری پوری روایات تمہاری راہنمائی کے لئے درج کر دی ہیں اور حوالہ تمہاری طرح ادھورا نہیں چھوڑا مکمل لکھا ہے تا کہ دیکھنے میں کسی کو دقت نہ ہو اور پڑھو گے تو ان شاء اللہ ضرور روشنی ہو گی۔ پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑو کیونکہ اس کے بعد چھوکروں کی حکومت ہو گی ان سے اللہ کی پناہ مانگو اب ہم ان صحابہ کرام کی بیان کی ہوئی حدیثیں مانیں یا تمہارے ذہن کی گھڑی ہوئی خرافات مانیں اس سے پہلے بھی اور مزید بعد بھی مستند حوالہ جات سے یہ واضح ہو چکا جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم دیا وہ یزید پلید ہے محدثین نے صاف کہا وہ یزید ہے اب بتاؤ صحابہ کرام کو اور محدثین کو مانیں یا پھر معاذ اللہ تمہاری طرح ان سب کو پس پشت ڈال کر تمہیں مانیں۔

فاعتبر و یا اولی الابصار

باب ہشتم

در بحث کردار یزید

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں

حدیث نمبر ۷:۔

حافظ ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ کامل ابو العاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو صالح سے سنا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ساٹھ ۶۰ سال بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگو اور زبیر بن بکار نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن نفیل روایت کی ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں کہا ہے۔

حدیث نمبر ۸:۔

حافظ ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ الحکم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے عن ہشام بن الفاز عن مکحول عن ابی عبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا معامہ ہمیشہ عدل وانصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص جسے یزید کہا جائے گا اسے توڑ پھوڑ دے گا۔

حدیث نمبر ۹:۔

ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن ہشام نے عن سفیان عن عوف عن خالد بن ابی المہاجر عن ابی العالیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم شام میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ حضرت بوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا۔

(البدایہ ولنہایہ ج ۸ ص ۴۲۹ طبع کراچی، تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۸۶ طبع ملتان)(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۴۱، خصاص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹ مترجم باب سن ۶۰ سے پناہ مانگو: الصواعق المحرقہ مترجم ص ۷۳۰ طبع فیصل آباد)

یہ احادیث خارجیوں کے بانی بلکہ پردادہ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیں اور حافظ ابن کثیر نے۔

تقریباً ہر حدیث پر جرح کی یہ احادیث ضعیف ہیں اور خود مختلف کئی اسناد لکھی ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر کسی بات پر حدیث ضعیف ہوں تو ان کا کیا کیا جائے گا ردی کی ٹوکری میں رکھ دی جائیں گی یا کسی وقت قبول بھی ہیں اس بارے میں محدثین کی چند آرا پیش خدمت ہیں۔

حدیث ضعیف کی تقویت کب ہوتی ہے

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

دلیل نمبر ۱

سیرت کی کتابوں میں سوائے موضوع (حدیث) اور من گھڑت

روایتوں کے باقی تمام روایتیں قبول ہیں مثلاً صحیح۔ سقم۔ ضعیف۔ بلاغ۔ مرسل منقطع اور معضل شامل کی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے زین العراقی نے ایک شعر میں فرمایا۔ طالب علم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ سیرت کی کتاب میں صحیح اور غیر مقبول روایتیں سب جمع کی جاتی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم حلال اور حرام کے سلسلے میں کوئی حدیث نقل کرتے ہیں تو اس میں بہت سختی اور احتیاط کرتے ہیں اور جب فضائل اور اس جیسی دوسری چیزوں کا بیان کرتے ہیں تو احادیث اور روایات قبول کرنے کے سلسلے میں نرمی اختیار کرتے ہیں۔ اصل یعنی عیون الاثر میں یہ ہے جس کو بہت سے اہل علم نے اختیار کیا ہے کہ غزوات اور اس قسم کے دوسرے واقعات کو جن کا تعلق احکام شرعیہ سے نہ ہو قبول کرنے کے سلسلے میں نرمی اختیار کی جائے اس سلسلے میں وہ سب روایتیں اور احادیث قبول کر لی جاتی ہیں۔ جو خلال و حرام میں قبول نہیں کی جاتیں کیونکہ ان روایتوں کا تعلق احکام شریعت سے نہیں ہوتا۔

(سیرت حلبیہ ج ا ص ۴۴ مترجم اسلم قاسمی دیوبندی طبع کراچی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

دلیل نمبر ۲

یعنی امام ترمذی نے اس سے اشارہ فرمایا کہ حدیث کو قولِ علماء سے قوت مل جاتی ہے اور بے شک متعدد ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحتِ حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی سند قابلِ اعتماد نہ ہو۔

(التعقبات علی الموضوعات باب الصلوٰۃ ص ۱۲ طبع الاثریہ سانگلہ ہل)

امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

دلیل نمبر ۳

حدیث ضعیف حجت نہیں ہوتی بلکہ فضائل اعمال میں اس پر عمل کریں گے اور احکام میں اس پر عمل سے باز رہیں گے مگر جبکہ اس کی سندیں کثیر ہوں۔ یا علماء کے ملنے یا کسی شاہد صحیح یا ظاہر قرآن کی موافقت سے قوت پائے۔

(فتح المغیث، القسم الثانی الحسن ج ۱ ص ۸۰ طبع دار الامام الطبری)

امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں بیان کیا:۔

دلیل نمبر ۴

ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ واقع میں باطل ہے بلکہ یہ ان شرطوں پر ثابت نہ ہوئی جو محدثین کے نزدیک معتبر ہیں۔ واقع میں جائز ہے کہ صحیح ہو تو ہوسکتا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا ملے جو اس جواز کی تحقیق کر دے اور بتا دے کہ ضعیف راوی نے یہ خاص حدیث ٹھیک روایت کی ہے تو اس کی صحت پر حکم کر دیا جائے گا۔

(فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۶۶ طبع نوریہ رضویہ سکھر)

دلیل نمبر ۵

اگر حدیث کی اسانید الگ الگ ضعیف ہوں تو ان کا مجموعہ قوی ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض کے ساتھ مل کر قوی ہو جاتی ہیں اور حدیث حسن ہوتی ہے اور اس کے ساتھ استدلال کیا جاتا ہے۔

(شرح المذہب، ج ۷ ص ۱۹۷ طبع دار الفکر بیروت)

علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی:۔

دلیل نمبر۶

میں کہتا ہوں کہ امام احمد سے یہ منقول ہے کہ حدیث ضعیف پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب اس کے سوا دوسری حدیث نہ مل سکے۔ اور اس حدیث کے معارض کوئی اور حدیث نہ ہو اور امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ لوگوں کی رائے کی بہ نسبت ہمیں حدیث زیادہ محبوب ہے اور ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ تمام احناف اس پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے افضل ہے۔

(القول البدیع، ص ۳۶۴، طبع مکتبہ المؤید طائف)

میں نے یہاں ضعیف حدیث پر اس لیے بھی گفتگو کی ہے تاکہ کوئی خارجی یہ نہ کہے کہ جتنی حدیث نقل کی ہیں سب ضعیف ہیں اور اس لئے بھی کی ہے کہ خارجیوں کے خالی ترکش میں بخاری کی حدیث جو یہ یزید کی شان میں پڑھتے لکھتے ہیں وہ بھی ضعیف ہے اس پر بھی میں نے لکھا الحمدللہ اس بشارت میں تو یزید کا شامل ہونا بھی شک والی بات ہے پہلی بات تو یہی کہ وہ اس بشارت میں شامل نہیں لیکن اگر شامل ہو تو جس طرح کی ایک حدیث سے وہ بشارت والا بنا اسی طرح کی بلکہ اس سے افضل حدیث کیونکہ یہ کثیر ترک سے مروی یعنی مختلف اسانید ہیں احادیث لکھ دیں ہیں ہر کوئی پڑھ سکتا ہے اور مزید برآں یہ کہ علماء محدثین نے ان کو قبول کر کے لکھا اور سند پکڑی لہٰذا افضل سے یزید کا مبغوض ترین ہونا ثابت ہوا۔

مزید برآں بخاری کا بخاری سے جواب میں نے دیا اور یزید کا مبغوض ترین ہونا ثابت کیا اور واقعہ حرہ کی روشنی اور احادیث کی روشنی میں اور امام احمد کے مسلک سے مبغوض ترین ہونا ثابت کیا بلکہ وہ تو کافر کہتے ہیں اور مستند محدثین و علماء دیوبند سے یزید کا مبغوض ترین ہونا فاسق فاجر ہونا ثابت ہو چکا بندیالوی اینڈ کمپنی بنالیں اس کو جنتی۔

حدیث ضعیف قبول کرنے میں علمائے دیوبند سے میری تائید:

امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں:۔

دلیل ۷:

محدثین نے یہ اصول بنالیا کہ اگر ایک حدیث کی دو سندیں ہوں اور دونوں میں ایک راوی ایسا ہو کہ جس کا حافظہ کمزور ہو تو دونوں سندیں مل کر وہ حدیث صحیح مانی جائے گی اسی لیے حضرت شیخ الحدیث (یعنی مولوی زکریا) بہت جگہ یہ تحریر فرمادیتے ہیں کہ یہ مضمون بہت سی روایات میں آیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ شواہد اور متابعات کی وجہ سے مقبول ہے اب ان روایات کو رد کرنا گویا قرآنی اصول کا انکار کرنا ہے تو اعتراض حضرت کی بجائے قرآن پر کرنا چاہیے اور اگر راوی عادل نہ ہو تو اس کا ضعف شدید کہتے ہیں۔ اس لیے احکام میں اس کی روایت حجت نہیں ہوتی۔ مگر فضائل اور تاریخ میں سرے سے عدالت ہی شرط نہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ۔ بخاری ج ۱ ص ۴۹۱۔ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷ بنی اسرائیل سے روایت کرو کوئی حرج نہیں۔ جب ترغیب و ترہیب کے واقعات کافروں تک

سے روایت کرنے کی اجازت ہے تو یہ غیر عادل راوی کیا ان یہود سے بھی بدتر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر یہاں بھی جب کئی طریقوں سے روایت ہو اس کے بیان میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں احکام میں ایسے راویوں کی روایت حجت نہیں (کچھ آگے لکھتے ہیں) شیخ ابن تیمیہ نے بھی ایسے کہا فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۶۵ و ۶۸

(تجلیات صفدر ج ا ص ۱۷۵ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

اگر شیخ بندیالوی صاحب نے اپنے بڑوں کی تصریحات کو پڑھا ہوتا یا اصول حدیث کا علم ہوتا تاریخ پر جو اعتراضات انہوں نے کیے ہیں نہ کرتے جیسے ابو مخنف وغیرہ،

نہز یمی لکھتے ہیں:۔

ایک اور فرق۔ قرآن پاک کے ایک لفظ کا ثبوت جس تواتر سے ہے سنت کا اس طرح نہیں اور تاریخ کے لیے تو سرے سے عدالت بھی شرط نہیں...... تو جب تاریخ کے واقعات کی روایات کفار تک سے لی جاتی ہیں تو یہاں یہ بحث چھیڑنا کس قدر غلط ہے۔ ہاں اصولی طور پر تاریخی باتیں تین قسم کی ہوں گی۔

۱۔ جن کو ہمارے عقائد کے موافق پا کر ہمارے اکابر نے قبول فرما لیا وہ مقبول ہیں

۲۔ جن کو عقائد اہلسنت سے متصادم پا کر اکابر نے رد کر دیا وہ مردود ہیں۔

۳۔ جن کا ہمارے عقائد وغیرہ سے نہ تصادم ہے نہ تعاون وہ بحیثیت تاریخ کے اکابر نے قبول کر لیں۔ تو ان کو لے لیا جائے گا۔ بہر حال ان کے رد و قبول کا کام اکابر کر چکے ہیں ہمیں کسی نئی پریشانی کی ضرورت نہیں رہی۔

۴۔ آپ نے ابو مخنف کے بارہ میں لسان المیزان ان کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں جو جرح کی جاتی ہے وہ یہ بتانے کے لیے کہ یہ احکام حلال وحرام کے بارہ میں احادیث روایت کرنے کے قابل نہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کسی اور فن میں بھی قابل اعتماد نہیں۔ دیکھئے قاری حفص رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین نے ضعیف بلکہ کذاب تک لکھ دیا ہے مگر اس سے ان کی قرأت پر قرآن پاک کی تلاوت تو ناجائز نہیں ہوتی۔ امام۔ غزالی۔ ابو طالب مکی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم کو نقل احادیث میں میزان الاعتدال میں نا قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ مگر تصوف کے وہ امام ہیں اس میں ان سے استفادہ منع نہیں ہے کتنے فقہاء کرام کو نقل حدیث میں اسماء الرجال والوں نے نا قابل اعتماد قرار دیا ہے مگر مسائل فقہ میں آج تک ان کا فتویٰ چلتا ہے محمد بن اسحاق کو احادیث حلال حرام کی روایت میں کذاب دجّال تک کہا گیا ہے لیکن تاریخ اور مغازی کے وہ امام ہیں بالکل یہی حال ابو مخنف کا ہے۔

(تجلیات صفدر ج ا ص ۵۵۰ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

کاش شیخ بندیالوی نے اپنے ہم مسلک کو پڑھا ہوتا تو یزید کی شا نیں بیان کرنے سے باز رہتے لیکن میں کہوں گا اب بھی وقت ہے توبہ کرلو ورنہ انشاء اللہ قبر و حشر میں چھتر ضرور تمہیں پڑھیں گے آپ نے انتہائی ظلم کمایا یزید کی وکالت کرتے ہوئے لکھ دیا یزید صحیح العقید مسلمان، کامل مومن، صالح، عالم، خدمتِ اسلام میں پیش پیش، اور نیکو کار انسان تھا۔ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا پھر تم نے لکھا یزید کی مذمت کی تمام حدیث ضعیف ہیں واقعہ

کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۹ اس لئے ہم نے اس اعتراض کا رد بھی کر دیا تا کہ تم جان لو حدیث ضعیف کے بارے میں محدثین نے کیا کہا۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارے اس پیشوا نے کون سی اسلام کی خدمت کی اور کون سے طلباء کو اس نے پڑھایا۔ آپ نے نیکو کار متقی کہا کیا یہ تہجد گزار تھا یا اشراق و چاشت اوّابین پڑھتا تھا یا قرآن و حدیث کی تبلیغ کرتا تھا آخر متقی ہونے کی کون سی صفت آپ نے یزید میں دیکھی حوالا جات گزر چکے مزید آئیں گے وہ بد بخت نمازی بھی نہ تھا۔ شرابی تھا۔ عورتوں کی عصمت دری کرنے کرانے والا تھا، حتیٰ کہ شریعت کی حدوں کو توڑنے والا تھا۔ یہ تمہارا متقی ہے تو گناہ گار کون ہے۔ چلئے یزید کی ایک اور دین دشمنی پڑھیے۔

اہلحدیث غیر مقلد وہابیوں سے میری تائید ضعیف حدیث قبول مولوی نذیر حسین لکھتے ہیں۔ ضعیف جو موضوع نہ ہو جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۵۶۴)

یزید شیعوں کا پیشوا تھا اور ام المومنین کا گستاخ تھا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

بعض کتب میں لکھا گیا ہے کہ یزید شقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لالچ کیا۔ پس اس کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی (تمارے لیے مناسب نہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذاء دو اور یہ بھی نہیں کہ تم ان کی بیویوں سے ان کے بعد نکاح کرو کبھی بھی) اور وہ اس خواہش سے باز آ گیا۔

(مدارج النبوت ج ا باب پنجم در بحث امہات المومنین کے حجاب ص ۲۰۰ مترجم مکتبہ اسلامیہ لاہور)

یہ ہے تمہارا عالم جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ماں سے نکاح کرنا حرام ہے شکر ہے بتانے سے رک گیا ورنہ اس کے کفر میں کسی کو شک نہ رہتا لیکن بندیالوی صاحب کو شائد معلوم نہیں کہ شیعہ حضرات ام المؤمنین کے گستاخ ہیں معاذ اللہ گالیاں اور گندی زبان استعمال کرتے ہیں لیکن یزید تو ان شیعوں سے بھی بڑھ نکلا۔ کہ جس پلید نے نکاح کی خواہش کی تو پھر میں یہ کہوں کہ یزید تو شیعوں کا بھی امام نکلا تو یہ عین حق ہے۔

یزید کے گھر سے ماتم کرنے کی ابتداء ہوئی پھر یہ شیعہ کا امام کیوں نہیں

ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب یہ قافلہ لوٹا پوٹا دمشق میں آیا تو یزید نے جھوٹی محبت ظاہر کرنے کے لئے اپنے گھر ٹھہرایا جب یزید کے کنبے والوں نے دیکھا ان کے ساتھ کتنا ظلم ہوا ہے تو یزید کے کنبے والوں نے اپنے گھر میں ماتم کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنبہ تین دن ان کے پاس رہا۔ یزید کے کنبہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ کیا۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۲۹۔ از مولوی اسحاق ملتانی دیوبندی طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۰ طبع کراچی تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۳ طبع کراچی)

حدیث میں فرمایا جس نے برائی جاری کی اور اس کا گناہ جاری کرنیوالے پر اور جتنے لوگوں نے عمل کیا ان کا گناہ بھی جاری کرنے والے پر

(مسلم شریف ج ۲ کتاب العلم رقم الحدیث ۶۶۷۶)

یزید نے بیوی کو کہا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ماتم کرو

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۴۶۵)

ہم طعنہ شیعہ کو دیتے ہیں ماتم کرنے کا لیکن بندیالوی کے روحانی باپ نے لکھا اسکا اصل موجب یزید کا گھر ہے بندیالوی صاحب شیعہ کی مخالفت کا نام تو لیتے ہیں لیکن در پردہ شیعوں کے مسلک کا دفاع کر رہے ہیں کیونکہ کہ شیعوں کا بانی یزید ہے جو تقیہ باز بھی ہے شرابی بھی زانی بھی متعہ کرنے کرانے والا بھی ماتم کا موجب بھی! بنالو تم شیعہ کے پیشوا کو متقی اور پرہیز گار شرم مگر تم کو نہیں۔

حدیث نمبر ۱۰ مذمت یزید کی پیش گوئی زبان نبی کے مطابق یزید ظالم تھا

قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:۔

فتح مکہ کے دن (پنجشنبہ ۲۰ رمضان ۸ھ) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا خذھا خالدۃٌ تابدۃٌ لا ینزعھا یا ابی طلحۃ منکم الا ظالمٌ ۔ترجمہ: لو یہ کنجی سنبھال لو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا۔مگر وہی جو ظالم ہو گا ان مختصر الفاظ میں تین پیش گوئیاں مندرج ہیں (۱) خاندان ابو طلحہ کا دنیا میں برابر باقی رہنا نسل قائم رہنا (۲) کلید بیت اللہ کی حفاظت و خدمت کا انہی سے متعلق رہنا (۳) اب تک کُل دنیا کو معلوم ہے کہ کلید

بنو شیبہ میں آج تک موجود ہے اور یہ نسل اب تک جاری ہے۔ نمبر ۳ کی بابت مئورخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر یہ ۱۳۳۳ سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی۔

(رحمۃ اللعالمین ج ۳ ص ۱۷۱۔ باب معجزات قسم سوئم ۱۳۴۸ سال پرانی پیشن گوئی طبع الفیصل ناشران لاہور)

اس روایت سے معلوم ہوا یزید حدیث کی روشنی میں ظالم تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی صاحب یزید کو برا اور ظالم سمجھتے تھے

قاضی کی اس کتاب کا وہابیوں کے ہاں مقام:۔

ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو کتاب رحمۃ للعٰلمین جو قاضی سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔

(کرامات اہلحدیث ص ۲۶۔ از عبدالمجید وہابی طبع کشمیر بک چنیوٹ بازار فیصل آباد)

متقی کون لوگ ہیں قرآن وحدیث کی اصطلاح میں

آیت نمبر ۱: اتقو الله حق تقتهٖ

(آل عمران آیت ۱۰۲)

اور اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے

آیت نمبر ۲: ان اکرمکم عندا لله اتقکم

(الحجرات آیت ۱۳)

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ

متقی ہے

احادیث نمبرا:۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت لکھتے ہیں

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی بندہ اس وقت تک متقین میں شمار نہیں ہوگا جب تک کہ وہ بے ضرر چیز کو اس خوف سے نہ چھوڑ دے کہ شائد اس میں ضرر ہو۔ یہ حدیث حسن غریب۔

(۲) حضرت میمون بن مہران نے کہا "بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنا اس طرح حساب نہ کرے جس طرح اپنے شریک کا محاسبہ کرتا ہے کہ اس کا کھانا کہاں سے آیا اور اس کے کپڑے کہاں سے آئے"

(جامع ترمذی ص۳۵۴_۳۵۳ طبع نور محمد کراچی)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو تناجش (کسی کو پھنسانے کے لئے زیادہ قیمت لگانا) نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے رو گردانی نہ کرو کسی کی بیع پر بیع نہ کرو اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے۔ اس کو رسوا نہ کرے اس کو حقیر نہ جانے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا"

تقویٰ یہاں ہے، کسی شخص کے برے ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو برا جانے۔ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر مکمل حرام ہے اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت"

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۷ طبع نور محمد کراچی)

حدیث (۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے سب سے زیادہ قریب متقی ہوں گے خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں ہوں

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۳۵ طبع بیروت)

تقویٰ کا شرعی معنی:۔

گناہ کی آلودگی سے نفس کی حفاظت کرنا اور یہ ممنوعہ کاموں کے ترک سے حاصل ہوتا ہے اور کامل تقویٰ تب حاصل ہوتا ہے جب بعض مباحات کو بھی ترک کر دیا جائے

(المفردت امام راغب اصفہانی ص ۵۳۰ طبع ایران)

تقویٰ کی تعریف اور اصطلاحی معنی، علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے نفس کو عدم اطاعت کے عذاب سے بچانا تقویٰ ہے۔اللہ تعالیٰ کی مصیبت کے عذاب سے نفس کو بچانا تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے خود کو محفوظ کرنا تقویٰ ہے آداب شریعت کی حفاظت کرنا تقویٰ ہے ہر وہ کام جو تم کو اللہ سے دور کر دے اس سے خود کو باز رکھنا تقویٰ ہے۔حظوظ نفسانیہ کو ترک کرنا اور ممنوعات سے دور رہنا تقویٰ ہے تم اپنے نفس میں اللہ کے سوا کسی کو نہ دیکھو یہ تقویٰ ہے تم اپنے آپ کو کسی سے بہتر گمان نہ کرو یہ تقویٰ ہے

ماسوی اللہ کو ترک کرنا تقویٰ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قولاً اور فعلاً اقتداء کرنا تقویٰ ہے۔

(کتاب التصریفات ص ۳۹ طبع المطبوعۃ الخیریہ)

علامہ قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

تقویٰ کا معنی ہے کسی ناپسندیدہ چیز سے خود کو بچانے کے لئے اپنے اور اس چیز کے درمیان کوئی آڑ بنالینا اور متقی وہ شخص ہے جو اپنے اعمال اور پر خلوص دعاؤں سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالے زر بن جیش کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا لوگ بہت ہیں لیکن ان میں بہتر وہ ہیں جو تائب ہوں یا متقی ہوں پھر ایک دن کہا لوگ بہت ہیں لیکن ان میں بہتر وہ ہیں جو عالم ہوں یا معلم ہوں بایزید بسطامی نے فرمایا متقی وہ ہے جس کا ہر قول اور ہر عمل اللہ کے لئے ہو۔ ابو سلیمان درانی نے فرمایا متقی وہ ہے جس کے دل سے شہوات کی محبت نکال لی گئی ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو شرک سے بچے اور نفاق سے بری ہو۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ا ص ۱۶۱ مطبع ایران)

یہ ہیں متقین کی علامات معانی اور تعریفات اب میں پوچھتا ہوں ان میں سے کون سی متفقہ طور پر یزید پر صادق آتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے یزید، کسی پر بھی صحیح طور پر پورا نہیں اترتا۔ حدیث میں فرمایا مسلمان کی عزت مال خون مکمل طور پر دوسرے پر حرام ہے لیکن یزید نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم کرنے کا حکم

دیا۔ مدینہ شریف کے لوگوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور ان کا مال لوٹنے اور پھر تین دن جو مرضی تم کرنا اپنے لشکریوں کو حکم دیا پھر یزید کو واقعہ حرہ کی اطلاع ملی کہ مدینہ والوں پر ظلم میری فوج نے کر دیا تو بہت خوش ہوا پھر مکہ شریف پر چڑھائی کا حکم کیا اور وہاں مکہ کی حرمت کو پامال کیا گیا یزید کے حکم سے حرمِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین کی گئی اہلبیت کی توہین یزید نے کروائی کیا یہ تمام واقعات اس کے متقی ہونے کی نشانیاں ہیں یا فاسق و فاجر ہونے کیں یقیناً انصاف پسند مسلمان تو یہی کہے گا کہ یزید ظالم فاسق و فاجر تھا مزید برآں علماء محدثین کی نظر میں متقی وہ جو مباحات سے بھی بچے فرائض واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرتا ہو مکمل طور پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قولاً فعلاً اتباع کرنے والا ہو پھر متقین کی فہرست میں شامل ہوگا اور یہ چند مرتبہ نہیں بلکہ ہمیشہ انہی باتوں پر پابندی کرنے والا متقی ہے لیکن یزید میں یہ باتیں ہرگز نہ تھیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا میری سنتوں کو ختم کرنے والا یزید، دین میں رُخنہ ڈالنے والا یزید بے نورا اور بے برکت یزید، لونڈا اور چھوکرا یزید جس سے امت کی تباہی شروع ہوئی وہ یزید دلائل الحمدللہ گزر چکے مزید پڑھئے۔

حدیث نمبر ۱۱ حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

جو احادیث میں پہلے لکھ چکا ہوں وہ تمام امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ایسے فتنے آئیں گے جو اندھیری رات کے ٹکڑے کی مثل ہوں گے پہلے یہ تھا ایک

رسول گیا تو دوسرا آیا۔ اب نبوت منسوخ ہو گئی اور بادشاہت آ گئی فرمایا اے معاذ گنتی کرو میں جب پانچ پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا معاذ بس آگے یزید۔ اللہ یزید کو برکت نہ دے پھر چشمانِ مقدس سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا مجھے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی ہے ان کی قبر کی مٹی میرے پاس آئی اور مجھے ان کے قاتل کے بارے میں بتایا گیا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ باب چھوکروں کی حکومت سے پناہ۔ مترجم ج ۲ ص ۲۲۹) حجۃ اللہ علی اللعالمین ص ۵۲۹، از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

حدیث نمبر ۱۲ حضرت محدث شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن الحجر الہیتمی المکی

الصوفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے اہلبیت کو میری امت کی طرف سے قتل اور مار بھگانے کے واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا ہماری قوم سے سب سے زیادہ بغض رکھنے والے بنوامیہ، بنومغیرہ اور بنومخزوم ہیں۔

سند حدیث:۔

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے

(الصواعق المحرقہ ص ۶۰۵ مترجم باب یازدہم فضائل اہلبیت)

یہ ہے خارجیوں کا متقی یزید علیہ ما علیہ لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاں یزید ایسا بے برکت اور بے نور اتھا آپ نے فرمایا اللہ یزید کو برکت نہ دے

صدمہ ایسا ہوا کہ یزید کا نام آیا تو چشمانِ مقدس سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے گویا یزید حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو رلانے والا اور دکھ دینے والا ٹھہرا۔ اور اہلبیت کو رلانے والا دکھ دینے والا تنگ کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین کرنے والا اہلبیت کی توہین کرنے والا یزید تھا۔ اب حدیث مانیں یا بندیالوی کی خرافات۔

یزید نے شراب کو حلال کیا اور کعبہ کو ویران کرنے والا قاتلِ اہلبیت اور اس کی نسل ختم

یزید کے بیٹے کا خطبہ:۔

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا

پھر میرے باپ نے خلافت سنبھالی اور وہ اس کا اہل نہیں تھا اور اس نے دخترِ رسول کے بیٹے سے جھگڑا کیا اور اس کی زندگی ختم کر دی گئی۔ اور اس کی اپنی اولاد بھی تباہ ہو گئی۔ اور وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا قیدی ہو گیا۔ پھر اس نے رو کر کہا جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہ کہ ہمیں اس کے برے انجام کا علم ہے۔ اس نے عترتِ رسول کو قتل کیا اور شراب کو جائز قرار دیا۔ اور کعبہ کو ویران کیا۔ میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا اور نہ ہی اس کی تلخیوں کو گلے کا ہار بنانا چاہتا ہوں۔ اپنے معاملہ کو تم خود سمجھو۔ خدا کی قسم اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہے تو ہم نے اس سے اپنا حصہ حاصل کر لیا ہے اور اگر بری چیز ہے تو ابوسفیان کی اولاد کے لئے وہی کافی ہے جو اس نے حاصل کر لیا ہے

(الصواعق المحرقہ ص ۷۴۱ مترجم باب بحث اقسام صحابہ طبع مکتبہ جمال فیصل آباد، حیات الحیوان ج اص ۲۰۹ مترجم طبع اسلامی کتب خانہ لاہور) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۲۔ از دیوبندی)

بندیالوی صاحب اگر آپ یزید کے عشق میں اسی طرح بے قرار ہو کر کہیں میری بات ٹھکرانے کی کوشش کریں تو میں آپ کے ہم مسلک محبوب بلکہ مخدوم دیو بندی مولانا امین صفدر اوکاڑی پیش کرتا ہوں ان کی ہی مان لیں اور پڑھ لیں:

(تجلیات صفدر ج ا ص ۵۸۴ طبع ملتان)

حدیث نمبر ۱۳:۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد مبارک، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ قاتل وملعون یزید کو اللہ برکت نہ دے کیونکہ اس نے میرے پیارے بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بغاوت کی اور ان کو شہید کرایا۔ حسین کی تربت کی مٹی میری پاس لائی گئی۔ اور مجھے ان کا قاتل بھی دکھایا گیا۔ اور بتایا گیا کہ جن کے سامنے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے جائیں گے وہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اسی سبب سے ان پر عذاب مسلط کر دیا ہے۔

(ماثبت بالسنہ ص ۲۲۰۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

آئمہ اربعہ کے نزدیک یزید پلید کا حال

یزید شطرنج کھیلنے والا چیتوں کا شکار کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا

علامہ بُرہان الدین حلبی لکھتے ہیں:۔

فقیہ کہیر اسی۔ ائمہ شافیعہ کے اکابرین ہیں جو امام الحرمین علامہ نظیر غزالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے (علم وفضل میں امام غزالی کے ہم پلہ تھے) ان سے اس یزید کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ صحابہ میں سے تھا اور کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے اس پر علامہ کہراسی نے جواب دیا کہ یزید صحابہ میں سے نہیں تھا اس لئے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔ اس پر لعنت بھیجنے کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں جن میں سے ایک میں صاف (یزید) پر لعنت کرنا جائز ہے اور دوسرے میں اشارۃً لعنت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایسے ہی دو قول ہیں: ہمارا (یزید) کے بارے میں قول واحد ہے کہ ہم یزید پر صراحتاً لعنت کرتے ہیں اور ایسا کیوں نہ کریں جبکہ (یزید) شطرنج (یعنی جواری) کھیلتا تھا اور شکار میں بازی لگایا کرتا تھا اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں رہتا تھا (یعنی پیتا تھا) نیز شراب کے بارے میں اس نے جو شعر کہے ہیں وہ تو کافی مشہور ہیں

(انسان العیون ج ۱ ص ۲۶۶ طبع مصر: مترجم سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۲۹ طبع دارالاشاعت کراچی)

تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۲۷ طبع بولاق مصر۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۶۱)

بندیالوی صاحب نے بڑے زور وشور کے ساتھ ابن خلکان کا حوالہ دیا کہ انھوں نے یزید کو صحیح العقیدہ مسلمان کہا ہے ہم نے الحمدللہ اس کا اعتراض کا جواب ابن خلکان سے لکھ دیا۔ بندیالوی تو یزید کو فاسق وفاجر نہیں مانتے لیکن ابن خلکان خود یزید کے لعنتی ہونے کا قول نقل کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ یزید لعنتی:

فرماتے ہیں اس لیے اس ملعون (یزید) پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں اور راقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید لعنت ابدی اور وبال و نکالِ سرمدی کا مستحق ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۶۸ از عبدالرشید دیوبندی با حوالہ الشہادتین ص ۹۷۔۹۶ طبع محلہ خیالے گنج آغا جان لکھنو از شاگرد حضرت شاہ صاحب مولانا سلامت اللہ کشفی)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یزید لعنتی:

یزید پر لعن کے سلسلہ امام احمد کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مطالب المومنین میں منقول ہے ملاحظہ ہو۔

زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبۃ۔ از مولانا عبدالحی فرنگی محلّی ص ۲۰ طبع شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی۔

اکابر حنیفہ میں امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی رحمۃ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ نے احکام القرآن میں یزید کو لعین لکھا ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۲۔ از عبدالرشید نعمانی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

یزید تیندے اور چیتے کا شکاری اور ہمیشہ شراب پینے والا تھا علامہ محمد بن موسیٰ:

بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

سب سے پہلے تیندوے کو گھوڑے پر سوار کرنے والا یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) تھا۔ تیندوے کے ساتھ سب سے زیادہ کھیلنے والا شخص ابو مسلم خراسانی تھا۔

سوال: فقیہ کہراسی (جو فقہاء شافیعہ میں سے ہیں) ان سے پوچھا گیا کیا یزید بن معاویہ صحابہ میں سے تھا یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: فقیہ کہراسی نے جواب دیا کہ یزید بن معاویہ صحابہ میں سے نہیں تھا کیونکہ وہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔ سلف میں سے امام ابوحنیفہ و امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یزید پر لعن طعن کرنے کے متعلق دو دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یزید کا نام لے کر لعنت کرنا جائز ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یزید کا نام لے کر لعنت نہ کی جائے بلکہ اشارتاً کی جائے ہمارے یعنی اصحاب شوافع کے یہاں صرف ایک قول ہے اور وہ یہ ہے کہ یزید لعنتی و کافر ہے اشارہ سے کام نہ لیا جائے اور یزید کو ہم لعنتی کیوں نہ کہیں حالانکہ یزید تیندوے کا شکار کرتا تھا اور چیتے کے ساتھ کھیلتا تھا اور مستقل (یعنی ہمیشہ) شراب پیتا تھا اور یزید کے شراب کے سلسلہ میں اشعار مشہور ہیں

(حیات الحیوان ج ۲ ص ۱۹۶ طبع مصر) (حیوۃ الحیوان مترجم دیوبندی ناظم الدین ج ۲ ص ۵۲۲ مطبع اسلامی کتب خانہ لاہور باب الفاء اذ کرالفھد) تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۲۷ طبع بولاق مصر۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۶۰

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

البتہ ہمارے استاذ اعظم شیخ محمد بکری نے فقیہ کھیراسی کی موافقت میں

یزید پر صراحت سے لعنت کی ہے اور ان کے استاذ شیخ ابوالحسن نے بھی لعنت کی ہے علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ خدا سے ڈرنے والے علماء نے یزید پر لعنت کی ہے اور انہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا ہے کہ مجھے اس کے اسلام میں شک ہے نہ ایمان میں اس پر اس کے دوستوں اور مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس بناء پر یزید کو اس قاعدے سے مستثنیٰ رکھا جائے گا کہ معین کافر پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

(انسان العیون ج۱ص ۲۶۷ طبع مصر)۔ (حیٰوۃ الحیوان ج۲ص ۱۹۶ طبع مصر)

امام حافظ الدین محمد بن شہاب بابن البزاز کردری حنفی المتوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں دیوبندی کے قلم سے پڑھیے:

یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر کرنا نہ چاہیے اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں...... کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم نہیں لعنت ہی کی جائے۔ فتاوی بزازیہ ج۴ص ۴۴۳ طبع مہریہ بولاق مصر برحاشیہ فتاوی ہندیہ۔ بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۷ مرتب ڈاکٹر عثمانی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ لاہور۔

فتاویٰ بزازیہ کا مقام اور تعارف خلاصۃ الفتاویٰ:

فتاویٰ بزازیہ کا خلاصۃ الفتاویٰ کی طرح فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں شمار ہے صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ علامہ ابوالسعود مفتی روم سے جب یہ

فرمائش کی گئی کہ فہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے تو جواب دیا کہ مجھے فتاویٰ بزازیہ کے مصنف سے شرم آتی ہے کہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرأت کروں کیونکہ یہ فتاویٰ کا بڑا قابل قدر مجموعہ ہے۔ جس میں فہماتِ مسائل کو جیسا کہ چاہیے تھا جمع کر دیا ہے۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۴ طبع لاہور

اب فیصلہ کرلیں:۔

اب میں اپنے قارئین کی عدالت میں فیصلہ پیش کر دیتا ہوں تا کہ حقائق پڑھ کر سچے اور جھوٹے کھرے کھوٹے کی پہچان کر لیں شیخ بندیالوی نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے لکھ دیا یزید کو کسی امام نے برا نہ کہا کسی صحابی نے نہ کہا حتیٰ کہ ظلم کی انتہا کر دی کہ امام حسین عنہ نے بھی نہ کہا لہذا یزید متقی پرہیزگار ہو گیا میں نے الحمدللہ بندیالوی صاحب کی ہر لحاظ سے گرفت کی آئمہ اربعہ سے صحابہ کرام سے امام حسین رضوان اللہ عنہم اجمعین سے ثابت کر دیا اور جیّد علمائے دیوبند سے کہ یزید فاسق و فاجر تھا مبغوض اور ظالم تھا اور اس کے ہمنوا بھی ایسے ہی تھے حتیٰ کہ آج کے دور میں جو یزید کے حمایتی بنے پھرتے ہیں وہ بھی فاسق و فاجر بنے ہوئے ہیں کیوں نہ ہو کہ نیک لوگوں کی مخالفت کرنے والے حقیقت میں فاسق و فاجر ہو جاتے ہیں اس لیے نیک لوگوں کا ذکر کرنے سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے حدیث عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ

(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث ۱۰۷۵۰ ج ۷ ص ۳۳۵ طبع بیروت)

اس کے برعکس ان کی مخالفت کرنے سے خدا کی زحمت اور لعنت برستی

ہے میں نے ۲ جلیل القدر محدث اور عالم علامہ حلبی اور علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہما کی مستند کتابوں اور فتاویٰ بزازیہ سے ثابت کیا مزید برآں انہوں نے بھی مستند علماء کے حوالے سے یہ ثابت کر دیا کہ یزید فاسق و فاجر لعنتی تھا اور بقول علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا مجھے اس کے اسلام میں ہی شک ہے وہ مسلمان نہ تھا لہٰذا یزید پر اور اس کے دوستوں مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو اور یزید کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ رکھا جائے گا کہ معین کافر پر لعنت کرنا جائز نہیں یعنی کسی اور پر کرو نہ کرو یزید پر کرو اس کو اس قاعدہ اور اصول سے خارج کر دو۔

یزید کا فاسق و فاجر ہونا تو تواتر سے ثابت ہے اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں سوائے خارجیوں اور ناصبیوں کے یزید کا فاسق و فاجر ہونا اس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے جیسا کہ میں واضح کر چکا ہوں مزید ان شاء اللہ جاری ہے رہا یزید کو کافر اور لعنتی کہنا اس بارے میں میرا مئوقف یہ ہے کہ اگر علامہ حلبی اور علامہ دمیری وغیرہ نے جو اقوال آئمہ اربعہ کے نقل کئے ہیں یہ صحیح ہیں تو مجھے یزید کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ تمام اہلسنت و جماعت کا شک ان اقوال کے صحیح ہونے پر ختم ہو جائے گا۔

شائد انہیں اقوال کے پیش نظر ہمارے مجدد عاشقوں کے امام فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیر طریقت رہبر شریعت پروانۂ شمع رسالت سرکارِ اعلحضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی یزید کو کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے یہ میرا مسلک ہے

(الملفوظ حصہ اول ص ۱۲۴ طبع کراچی مدینہ پبلشنگ کمپنی)

یزید کے کفریہ عقائد پر ایک نظر علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

تاریخ ابن الوردی اور کتاب الوافی بالوفیات میں یہ ہے کہ جب عراق سے یزید کے پاس قیدی آئے (یعنی کربلا سے) تو اس نے حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے بچوں اور عورتوں سے ملاقات کی درآں حالیکہ نیزوں پر شہداء کے سر نصب تھے اور اس وقت جیرون کی وادی سے آ رہے تھے۔ جب اس نے انہیں دیکھا تو کوا کائیں کائیں کرنے لگا۔ اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے: لما بدت تلک الحمول و الشرفت تلک الرؤس علی شفا جیرون: تصب الغراب فقلت قل اولم تقل قدا قتضیت من الرسول دیونی

ترجمہ: جب ان قیدیوں اور شہداء کے سروں کو اٹھائے ہوئے (لشکر یزید کے) گھوڑے جیرون (پہاڑ) کی چوٹی سے نمودار ہوئے:

کوے نے (نحوست کی علامت کے طور پر) کائیں کائیں کی تو میں نے کہا بول یا نہ بول (اس سے کچھ فرق نہیں پڑھتا) میں نے (معاذ اللہ) رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اپنا (پرانا) قرض چکا لیا ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر میں اس کے (یعنی یزید) کے نانا عتبہ اور اس کے ماموں عتبہ کے بیٹے اور اس کے دوسرے کافر رشتہ داروں کو جو قتل کیا تھا اس کے بدلہ میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذریت کو قتل کر دیا اور یہ کفر صریح ہے

اگر واقعی اس نے یہ شعر کہے تھے تو کافر ہو گیا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲ طبع داراحیاء بیروت لبنان)

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

علامہ ابن جوزی نے السر المصون میں لکھا ہے کہ بعض نام نہاد اہلسنت یہ کہتے کہ یزید برحق تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کرنے میں خطاء کی اگر یہ لوگ کتابوں کا مطالعہ کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ یزید کی بیعت کس طرح لی گئی اور کس طرح لوگوں پر جبر کیا گیا اور اس کام کے لئے اس نے ہر بُرائی کو اختیار کیا۔ اگر ہم اس کی بیعت کو بالفرض صحیح مان لیں تب بھی اس سے ایسے امور ظاہر ہوئے جو فسخ کو واجب کرتے ہیں اور یزید کی طرف کوئی جاہل غبی ہی مائل ہو سکتا ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ مسلمان اور گناہگار ہے اور اہل بیت کے ساتھ اس نے ناجائز سلوک کیا لیکن اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ مسلمان گنہگار ہے اور بالکراہت یا بلا کراہت اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر ملعون ہے۔ اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس نے کوئی معصیت نہیں کی اور اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اور اس نظریہ کے قائلین کو اگر سلسلہ انصار یزید میں منسلک کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ وہ خبیث (یزید) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کا مصدق نہیں تھا اور اُس نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور اہل بیت کے ساتھ ان کی

زندگی میں اور ان کی لاشوں کے ساتھ جو سلوک کیا اسے دیکھ کر اس کی اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ اتنی تصدیق بھی ظاہر نہیں ہوتی جتنی اس شخص کی تصدیق ظاہر ہوتی ہے جو ایمان کے دعویٰ کے باوجود قرآن مجید کو گندگی میں پھینک دیتا ہے۔ (معاذ اللہ) اور میرا یہ گمان نہیں ہے کہ اکابر مسلمین سے اس کا حال پوشیدہ تھا لیکن وہ مغلوب اور مقہور تھے اور سوائے صبر کے ان کے لئے کوئی اور چارہ کار نہیں تھا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اس قدر کبیرہ گناہ کیے جن کو نطق انسانی حیطہ بیان میں نہیں لاسکتا اور میں ایسے شخص پر علی التعیّن لعنت کو جائز قرار دیتا ہوں اگرچہ ایسے فاسق کی کوئی اور مثال نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے زیادہ ضعیف ہے اور اسی کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد، اور ان کی جماعت لاحق ہے۔ اللہ عزوجل کی لعنت ہو ان پر اور ان کے یاروں اور مددگاروں پر۔ ان کے گروہوں پر اور ان کی طرف میلان رکھنے والوں پر۔ یہ لعنت قیامت تک ہوتی رہے۔ جب تک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آنکھیں پرنم روتی رہیں گی۔ یزید پر لعنت ہوتی رہے گی

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۳ طبع دار احیاء التراث بیروت)

ائمہ بخارا کا فتویٰ۔ امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری حنفی المتوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صفاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ (یزید) اس پر لعنت کرنا جائز ہے

فرماتے تھے یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۹۰ طبع نول کشور) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۳۔ از دیوبندی)

امام قوام الدین صفاری کا مقام:

علامہ کفوی لکھتے ہیں شیخ الاسلام امام الائمہ اپنے زمانہ میں علوم دینیہ میں خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے یکتا اور مجتہد عصر تھے اور ان کے والد ماجد رکن الاسلام ابراہیم بن سمعانی نے کتاب الأنساب میں لکھا ہے (یہ امام تھے اور زہد و ورع سے موصوف) فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے قاضی خان کے استاذ ہیں انہوں نے فقہ کی تعلیم انہی سے حاصل کی ان کی وفات ۵۳۴ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو۔

الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ از مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۳۔

امام ابوبکر جصاص کا فتویٰ و مقام:

امام ابوبکر جصاص کا شمار مجتہدین فقہاء حنفیہ میں ہے صاحب ہدایہ ان کی تخریجات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب الاختیار لتصلیل المختار نے کتاب الشہادات میں امام ممدوح کے متعلق لکھا ہے میں نے ابوبکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالا ہے مگر سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ کے قول پر دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہو۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۲۔ امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب خلفاء اربعہ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ بھی جہاد میں

شریک ہوتے تھے چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یزید لعین کی معیت میں بھی جہاد فرمایا۔ احکام القرآن ج ۳ ص ۷۴ طبع سہیل اکیڈیمی لاہور۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۷۸ طبع لاہور امام ابوبکر کا وصال ص ۳۷۰ھ میں ہوا۔

علامہ ابن جوزی اور سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہما اور آئمہ بخارا و ابوبکر جصاص نے بندیالوی صاحب کی ساری ہوا نکال دی یزید اور اس کے ساتھیوں بمعہ بندیالوی یعنی حمایت کرنے والوں سب پر فتویٰ لعنت و کفر کا لگا دیا اور فرمایا جو یزید کی حمایت کرتے ہیں وہ نام نہاد ہیں ان کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں اور یزید اللہ رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کا منکر تھا مکہ مدینہ و اہلبیت پر ظلم کرنے والا تھا۔ تم بنالو ایسے بدبخت کو متقی پرہیزگار عالم خدمت اسلام میں پیش پیش: فاعتبرو یا اولیٰ ابصار

یزید شرابی......زانی......بے نماز......محارم کو حلال کرنے والا صحابہ کرام کا فتویٰ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

بعض علماء بدبخت یزید پر لعن کرنے سے توقف کرتے ہیں جبکہ بعض حضرات غلو اور افراط سے کام لیتے ہوئے اس کی دوستی کا دم بھرنے لگ جاتے ہیں (جیسے بندیالوی) اور اس کی شان بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ جب وہ مسلمانوں کے اتفاق سے امیر بن گیا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کی اطاعت واجب تھی۔ نعوذ باللہ من ھذا القول ومن ھذا الاعتقاد یعنی اس بات اور ایسے اعتقاد سے خدا کی پناہ۔ جب وہ بدبخت یزید

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے امام اور امیر بن بیٹھا تو پھر مسلمانوں کا اس بدبخت پر اتفاق کہاں سے ہو گیا۔ جو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) اس زمانہ میں تھے وہ اور ان کی اولاد سب یزید کے منکر تھے اور اس کی اطاعت سے خارج تھے البتہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ جبراً و کرہاً مدینہ سے یزید کے پاس شام میں لے جائے گئے اور یزید نے ان کے آگے قیمتی تحائف اور پر تکلف کھانے رکھے مگر جب انہوں نے یزید کے حال قباحت مآل کو دیکھا تو واپس مدینہ آ گئے اور اپنی عارضی بیعت سے خلع کر لی یعنی اپنی بیعت کو فسخ کر دیا اور انہوں نے برملا کہا یزید اللہ کا دشمن ہے۔ شرابی ہے۔ تارکِ نماز ہے۔ زانی ہے۔ فاسق ہے اور محارم کو حلال سمجھتا ہے: بعض یہ کہتے ہیں کہ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا۔ نیز وہ امام حسین اور اہل بیت کی شہادت سے کبھی خوش اور مسرور نہیں ہوا حالانکہ یہ رائے بھی مردود اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت کے ساتھ اس بے سعادت یزید کی عداوت اور پھر ان کے قتل کی بشارت کو سننا نیز اہل بیت کی تذلیل و توہین جو مردود نے کی۔ تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ ان تمام واقعات سے انکار کرنا تکلف اور مکابرہ نہیں تو اور کیا ہے۔

بعض دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ کسی مومن کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کافروں کے لئے مخصوص ہے اب ذرا ان باتوں کا احادیث نبوی سے جو ناطق ہیں موازنہ کیا جائے جن کی رو سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولاد فاطمہ سے بغض رکھنا ان کو ایذا پہنچانا اور ان کی اہانت کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اہانت، ایذا

رسانی اور بغض کا موجب ثابت ہوتا ہے جو کہ کفر کا سبب ہے اور موجب لعن ہے۔ اور ان کے لئے بلاشک خلود نارِ جہنم کی سزا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے ان الـذيـن يوذون الله و رسول لعنهم الله فى الدنيا و الأخرة و اعدم لهم عذاباً مهينا

(۲۲ الاحزاب ایت ۵۷)

یعنی بے شک جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں وہ یقیناً دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں اور خدا نے ان کے لئے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یزید کا خاتمہ ہمیں معلوم نہیں ممکن ہے اس نے اس کفر و مصعیت کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی ہو اور توبہ پر ہی مرا ہو چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اسی طرف ہے اور بعض علماء سلف اور امت کے مشاہیر مثلاً امام احمدؒ بن حنبل اور اس پایہ کے دوسرے بزرگوں نے اس پر لعنت کی ہے۔ ابن جوزی جو حفظِ سنت اور شریعت میں بڑی شدت اور عصبیت کے حامل ہیں نے بھی اپنی کتاب میں سلف سے لعن بر یزید کو نقل کیا ہے اور بعض علماء لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں اور بعض توقف کرتے ہیں۔ بہر حال ہمارے نزدیک یزید مبغوض ترین آدمی ہے۔ اس بے سعادت شخص نے اس امت میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے وہ اور کسی نے نہیں کیا۔ امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد اہل بیت کی توہین کی اور پھر مدینہ مطہرہ پر لشکر کشی کر کے برباد کیا۔ اور قتل و غارت کو روا رکھا حتیٰ کہ باقی ماندہ صحابہ کرام اور تابعین کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ شریف کی توہین کے بعد مکہ معظّمہ پر حملہ کرنے اور عبداللہ بن زبیر (صحابی) کو قتل کرنے کا حکم دیا اور انہی حالات میں یہ خبیث

روح دنیا سے دفع ہو گیا۔ اب اس کی توبہ اور اس کے رجوع کا احتمال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو تمام مسلمانوں کے دلوں کو یزید پلید کی محبت و دوستی سے اور اس کے تمام اعوان و انصار کی دوستی سے جنہوں نے اہل بیت کے ساتھ بدسلوکی کی اور ان کی بدخواہی کی۔ اور ان کے حقوق کو پامال کیا اور جنہیں، اہل بیت کے ساتھ کوئی محبت اور صدق و عقیدت نہیں ہے اور نہ تھی محفوظ رکھے اور ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو بچائے اور بروز قیامت محبان اہل بیت کے زمرے سے اٹھائے اور دین وآخرت میں انہیں کے دین و مذہب پر رکھے۔ آمین

(تکمیل الایمان ص ۱۵۴۔۱۵۳ طبع نذیر سنز لاہور)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۳ مترجم کراچی)

کسی بھی صحابی نے یزید کی تعریف نہیں کی عبدالرشید نعمانی دیوبند لکھتے ہیں:

کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۹ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی استاذ جواہر لال یونیورسٹی دہلی طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

نیز لکھتے ہیں یزید کا فاسق و فاجر ہونا تواتر سے ثابت ہے اور اس پر تمام کا اجماع ہے۔

(یزید) کا فاسق و فاجر اور تارک سنت ہونا تو بہ تواتر ثابت ہے جس طرح رستم کی شجاعت حاتم کی سخاوت مشہور ہے اس سے زیادہ یزید کا ظلم و ستم اور اس کا فسق و فجور مشہور ہے۔ وہ جبر و زبردستی سے حکومت پر مسلط ہو گیا تھا اس نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک خلقت کو ذلیل کیا اور ناحق ان کا خون بہایا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ و ۳۲۲ و ۳۳۴ و ۴۰۷ طبع لاہور)

نیز لکھتے ہیں:

سچ پوچھیئے تو اس بارے میں ناصبی (یزیدی) رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے نکلے کیونکہ یہ تو یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک و ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے ہیں ص ۳۲۲)

یزید سے نفرت عین ایمان ہے:

یزید سے محبت نہ رکھنا اور اس کے بُرے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ بھی ایمان ہی کا مقتضٰی ہے اور اہلسنت کا اسی پر عملدرآمد ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۶۰ طبع لاہور

بندیالوی اینڈ کمپنی معہ یزید دوست حضرات سب کے مسلمہ محدث اور محقق شاہ صاحب اور دیوبندی انصاف پسند مفتی صاحب نے فیصلہ کن باتیں تحریر فرمائیں یزید کا دم بھرنے والوں کا پورا محاسبہ فرما دیا کوئی صحابی یزید کا حمایتی نہ تھا نہ ہی ان کی اولاد سے جو تھے وہ بھی بیعت یزید سے علیحدہ ہو گئے اور فرمایا یزید بے دین زانی شراب خور محارم سے نکاح کرنے والا مدینہ اور مکہ پر ظلم کرنے والا اہل بیت کی توہین کرنے والا مبغوض ترین ہے اب فیصلہ ہمیں کرنا ہو گا، یزید

کو نیک کہنے والے کتنے بڑے جھوٹے ہیں یزید کی محبت میں اپنے مسلک اپنے علماء اور اپنے دین کا خون کرنے والے ہیں مزید برآں قرآن وحدیث کو جھٹلانے والے ہیں۔ شرم مگران کو نہیں۔

یزید نے بالاتفاق اہلبیت کی توہین کی اور اہلبیت کی توہین کرنا کفر ہے کیونکہ اہلبیت سے محبت کرنا فرض ہے اور فرض کا تارک کافر ہے۔

یزید نے دین محمدی کا انکار کیا اور شراب کو حلال کیا اور یزید خود بندر تھا

قاضی محمد ثناء اللہ مظہری کی تصریحات ترجمہ دیو بندی عبدالدائم کے قلم سے:۔

قاضی ثناء اللہ مظری س البقرۃ ایت ۱۵۱ کے تحت لکھتے ہیں

حدث نمبر ۱۴:۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے علم کے دو برتن حاصل کیے ہیں ایک تو ان میں سے تم کو تقسیم کر دیا اور دوسرے کی اگر میں اشاعت کروں تو میرا حلقوم کاٹ دیا جائے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے شراحِ حدیث نے کہا ہے کہ اس دوسرے علم سے مراد وہ احادیث ہیں کہ جن میں ظالم بادشاہوں اور خلفاء کے نام اور حالات تھے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے اللہ میں ۶۰ کے شروع سے اور لڑکوں کی سلطنت سے پناہ مانگتا ہوں، لڑکوں کی سلطنت سے یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خلافت مراد ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۱ مترجم ص ۲۵۷۔ طبع دارالاشاعت کراچی)

نیز یہی لکھتے ہیں س بنی اسرائیل ایت ۶۰ پ ۱۵ شان نزول ایت

حدیث نمبر ۱۵:۔

حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صبح کو کچھ غمگین تھے سبب دریافت کرنے پر فرمایا میں نے دیکھا کہ میرے اس منبر پر گویا بنی امیہ باری باری سے آ رہے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ فکرمند نہ ہوں یہ دنیا ہے جوان کو مل جائے گی۔ اس پر یہ آیت و ما جعلنا الرء یا التی ارینک الا فتنة للناس نازل ہوئی۔

اس روایت کے بموجب لفظ فتنہ سے مراد ہو گا بنی امیہ کے دور اقتدار میں بدعات اور فسق و فجور کا پھیل جانا۔ یہ حدیث شیخ ابن جریر نے حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی بیان کی ہے۔ اس روایت کے بموجب حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بنی فلاں یعنی بنی امیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں کبھی ایک آتا ہے کبھی دوسرا حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اس خواب سے دکھ ہوا اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی

حدیث نمبر ۱۶:۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن عاص اور حضرت یعلی بن مرہ کی

روایت سے نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں سعید بن مسیّب سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خواب میں بنی امیہ کو منبر پر دیکھا جس سے آپ کو دکھ ہوا اللہ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ ان کو تو یہ دیا گیا ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۷ ص ۹۱ طبع کراچی مترجم)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور باب ۶۰ ہجری چھوکروں کی حکومت سے پناہ)

نیز لکھتے ہیں آیت پ ۱۳ س ابراہیم آیت ۲۹۔ جھنم یصلونها و بئس القرار یعنی جہنم میں جس میں یہ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ والے بھی سب کے سب جہنم کی گرمی میں جلیں گے۔ و بئس القرار اور جہنم بری قرارگاہ ہے۔ برا ٹھکانا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷: مذمت یزید:۔

ابن مردویہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے عرض کیا امیر المومنین آیت الذین بدلو نعمت الله کُفُراً میں کون لوگ مراد ہیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا قریش کے دو قبیلے جو سب سے زیادہ بدکار تھے۔ بنی مغیرہ اور بنی امیہ۔ بنی مغیرہ کے شر سے تو بدر کی لڑائی میں تمہاری حفاظت ہو چکی یعنی بدر میں ان کا زور ٹوٹ گیا اور بنی امیہ کو ایک وقت تک مزے اڑانے کا موقع دیا گیا ہے۔ امام بقوی نے بھی اسی طرح حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے، قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں بنی امیہ کو حالت کفر میں مزے اڑانے کا موقع دیا گیا۔ یہاں تک کہ ابو

سفیان معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہ رضوان اللہ علیہم مسلمان ہو گئے۔

پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا اور یزید نے دین محمدی کا ہی انکار کر دیا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔ آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے انکا کیسا بدلہ لیا۔ یزید نے جو اشعار کہے تھے ان میں آخری شعر یہ تھا

و لست من جندب ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فصل

احمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جو کچھ ہمارے بزرگوں کے ساتھ بدر میں کیا اگر احمد کی اولاد سے میں نے اس کا انتقام نہ لیا تو میں بنی جندب سے نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ)

یزید نے شراب کو بھی حلال قرار دے دیا تھا شراب کی تعرف میں چند شعر کہنے کے بعد آخری شعر میں اس نے کہا تھا۔ **فان حرمت یوماً علیٰ دین احمد فخذھا علیٰ دین المسیح بن مریم**

اگر شراب دین احمد میں حرام ہے تو ہونے دو مسیح بن مریم کے دین یعنی عیسائیت کے مطابق تم اس کو حلال سمجھ کر لے لو

یزید اور اس کے ساتھیوں اور جانشینوں کے یہ مزے ایک ہزار مہینے تک رہے اس کے بعد ان میں سے کوئی نہیں بچا۔

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۳۰۷ طبع دار الاشاعت کراچی)

بندیالوی صاحب کا حال یہ ہے بقول شاعر

جو اہل بیت کا دشمن شدید ہوتا ہے کسی بھی دور میں ہو یزید ہوتا ہے
وہ جس کے دل میں حب نبی نہیں ہوتی وہ مر کے سیدھا جہنم رسید ہوتا ہے

یزید بے وقوف اور امت میں فتنہ ڈالنے والا تھا

حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں:۔

مسند احمد میں عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عامر بن شہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک معاملے میں میں نے دو باتیں سنیہیں ایک بات نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور دوسری نجاشی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ قریش کو دیکھو۔ ان کا قول تو لے لو اور ان کے فعل چھوڑ دو اور جب میں ہجرت کر کے حبشہ گیا تھا تو ایک دن نجاشی کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کا بیٹا آیا اور انجیل کی ایک آیت پڑھی میں نے اس آیت کو پہچان لیا اور اسے سمجھ کر ہنس دیا۔

نجاشی نے کہا۔ تم اللہ کی کتاب پر یوں ہنستے ہو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم جو کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ اس میں ایک آیت یہ بھی ہے ان الاعنة تكون فى الارض اذا كان امراء ها الصبيان ۔ جب ملک کے امراء بچگانہ مزاج نو جوان ہوں گے تو ملک پر لعنت پڑے گی۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۴۸)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن قریش کا ذکر کیا۔ اس سے مراد نوخیز قریشی امراء ہیں جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے هلاک امتی علی یدی غلمة سفهاء من قريش

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۸)

میری امت قریش کے چند بے وقوف لڑکوں کے ہاتھوں تباہ ہوگی۔ یہ بیوقوف لڑکے یزید، زیاد، عبیداللہ بن زیاد، مروان، عبدالملک بن مروان، حجاج بن یوسف وغیرھم ہیں۔ جن کی غلط کاریوں کی وجہ سے ساری امت پر مصیبت آئی۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو شہید کرنے والے اسی قسم کے لوگ تھے۔ خلفائے راشدین کے بعد زمام حکومت بچوں کے ہاتھ میں آئی تو سارا اجتماعی نظام درہم برہم ہو گیا اور ساری امت خلفشار کا شکار ہوگئی۔ یہ ایسا سخت خلفشار تھا جس کے بعد اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہ ہوسکی۔

(دروس الحدیث ج ا ص ۱۹۶)

اس روایت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ امام حسین کے عہد کا گزشتہ انبیاء کرام سے لے کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک تذکرہ رہا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی۔

جن لوگوں نے بچگانہ مزاج، لاابالی پن اور حرص وہوس میں اندھے ہو کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی۔ پیغمبروں علیہما السلام نے ان کے دور امارت کو باعث لعنت وہلاکت قرار دیا ہے۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۱۴۳ طبع ادارہ صراط مستقیم شالامار لاہور)

نیز یہی لکھتے ہیں یزید اہلبیت کی توہین کرنے والا ظالم تھا:۔

فاطمہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم یزید کے سامنے بٹھائے گئے تو اس نے ہم پر ترس کھایا ہمیں کچھ دینے کا حکم دیا بڑی مہربانی

سے پیش آیا۔ اسی اثنا میں ایک سرخ رنگ کا شامی کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا، امیر المومنین یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجئے اور میری طرف اشارہ کیا۔ اس وقت میں کمسن اور خوبصورت تھی۔ میں خوف سے کانپنے لگی کہ شائد یہ ان کے لئے جائز ہے۔ میں نے اپنی بہن زینب کی چادر پکڑ لی۔ وہ مجھ سے بڑی تھیں زیادہ سمجھدار تھیں۔ جانتی تھیں کہ یہ بات ہو نہیں سکتی۔ انہوں نے پکار کر کہا تو کمینہ ہے، نہ تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید) کو اس کا حق ہے۔ اس جرأت پر یزید کو غصہ آ گیا کہنے لگا تو جھوٹ بکتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے اگر چاہوں تو ابھی کر سکتا ہوں زینب نے کہا واللہ ہرگز نہیں۔ خدا نے تمہیں ہرگز یہ حق نہیں دیا یہ دوسری بات ہے کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لو۔ یزید اور بھی خفا ہوا کہنے لگا میرے سامنے تم یہ کہتی ہو دین سے تیرا باپ علی اور تیرا بھائی حسین نکل چکا ہے۔ (معاذ اللہ) زینب نے بلا تامل جواب دیا۔ اللہ کے دین سے میرے نانا کے دین سے میرے باپ کے دین سے میرے بھائی کے دین سے تو نے تیرے باپ نے تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید چلایا۔ اے دشمن خدا تو جھوٹی ہے، زینب بولیں تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے ظلم سے گالیاں دیتا ہے۔ اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے۔

فاطمہ بنت علی کہتی ہیں یہ گفتگو سن کر شاید یزید شرمندہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر کچھ نہ بولا مگر وہ ہاشمی پھر کھڑا ہوا اور وہی بات کہی۔ اس پر یزید نے غضب ناک آواز میں اسے ڈانٹ پلائی۔ دور ہو کمبخت۔ خدا تجھے موت کا تحفہ بخشے

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۲۹۔ از دیوبندی (طبری ج ۵ ص ۴۶۲۔۴۶۱)

اس واقعہ سے جہاں خانوادۂ نبوت کی جرأت وشجاعت ظاہر ہوتی ہے

وہاں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یزید اقتدار و قوت کے نشے میں کتنا بدمست تھا اور اس نے اپنے اردگرد کیسے کیسے بے حیا اور بدکردار لوگ اکٹھے کیے ہوئے تھے۔ سوچئے اور اپنے ایمانی جذبات کو تازہ کر کے سوچئے کہ اہل بیت اطہار کی عزت و عصمت پر اٹھنے والی بے شرم نگاہیں۔ ان کی شان اقدس پر حرف گیری کرنے والی بے باک اور ناپاک زبانیں کیا امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں شمار ہونے کے قابل ہیں۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ۴۶ طبع شالامار باغ لاہور)

عبدالرشید دیوبندی کے نزدیک یزید لعنتی:

سوچیے اور خوب سوچیے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۰ طبع لاہور)

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یزید مدینہ و مکہ کی توہین کرواتے ہوئے مرا یعنی ادھر توہین اور لعنتی کاموں میں وہ مشغول تھا ادھر اس کی موت واقع ہوئی۔

قارئین! ظفر اللہ شفیق دیوبندی نے جو حقائق پیش کئے ہیں ان پر نظر ثانی کرنے سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور یزید کے دور امارت کو اللہ کے نبیوں نے باعث لعنت اور ہلاکت سے تعبیر کیا ہے۔ مزید برآں یزید بدبخت نے سخت توہین اہل بیت کی معاذ اللہ کہا تم جھوٹ بکتی ہے تیرا بھائی باپ دین سے نکل چکے وغیرہ سخت الفاظ اس پلید نے بکے ہیں میں پوچھتا ہوں بندیالوی صاحب سے اس طرح کی گندی زبان متقین لوگ استعمال کرتے ہیں یا یہ علماء کا شیوہ ہے یا پھر

تمہارے نزدیک اہل بیتِ عظام کو گالیاں دینا خدمت اسلام ہے آخر کون سی خدمت کو تم نے دیکھا اور سراپا یزید کو چلیے میں ایک اور یزید کا انکھا کارنامہ حدیث اور محدثین کے قلم سے پیش کرتا ہوں تا کہ تمہیں کچھ شرم آئے کہ یار لوگ کس بدبخت کا دفاع کرنے کھڑے ہیں۔

یزید نے کعبہ شریف کو منہدم کرایا حرم پاک کی توہین کی

حدیث: امام مسلم روایت کرتے ہیں:۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب اہل شام نے مکہ میں آ کر جنگ کی اور بیت اللہ جل گیا اور اس کا جو حال ہونا تھا وہ ہو گیا۔ تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کو اسی طرح رہنے دیا حتیٰ کہ حج کے موسم میں تمام مسلمان جمع ہو گئے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو اہل شام کے خلافت برانگیختہ کریں یا ان کے خلاف اشتعال دلائیں۔ جب لوگ لوٹنے لگے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے لوگوں مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو میں کعبہ کو توڑ کر از سرِ نو بناؤں یا اس میں جو حصہ خراب ہو گیا ہے صرف اس کو درست کروں۔

(مسلم شریف ج ا کتاب الحج باب نقض الکعبہ وبنا یعنی کعبہ کو از سر نو بنانا رقم الحدیث ۳۱۴۱: (حسب ضرورت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یزید نے جو فوج بھیجی تھی اس نے کعبہ شریف پر حملہ کیا جس سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ جل گیا اور کچھ حصہ خراب ہو گیا۔ لیکن اس کے برعکس بندیالوی صاحب لکھتے ہیں یزید خدمت اسلام میں پیش پیش تھا تو میں پوچھتا ہوں یہ اللہ کے گھر کو برباد کرنا خدمت اسلام ہے یا اسلام کو

مٹانے والی حرکت ہے فیصلہ قارئین خود کر لیں

چند محدثین کی آراء کیا کعبہ شریف جلایا گیا

حضرت شیخ سلمان جمل لکھتے ہیں:۔

نویں بار کعبہ شریف کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونسٹھ ۶۴ ہجری کے اوائل میں بنایا جب یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لیے مکہ پر حملہ کیا۔ منجنیق کے پتھر کعبہ پر لگے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استخارے اور صحابہ سے مشورے کے بعد کعبہ کو منہدم کر دیا اور از سرِ نو قواعد ابراہیم پر اس کی تعمیر کی۔

(الفتوحات الالہیہ ج ا ص ۱۱۶ طبع مصر)

یزیدی فوجوں نے دو ماہ چار دن تک کعبہ شریف کا محاصرہ رکھا

علامہ ابو عبداللہ وشتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو بلایا وہ بکھرے ہوئے بالوں والا کانا شخص تھا اور اس کے پاؤں میں لنگراہٹ تھی یزید نے اسے لشکر کا امیر بنایا ایک سو ۱۰۰ دینار اور اس کے علاوہ عطیات کے وعدوں پر بارہ ہزار نفوس کا لشکر تیار کر کے روانہ کیا اہل مدینہ واہل مکہ پر ظلم کی بجلیاں گرانے کے لئے جب یہ لشکر مدینہ پہنچا تو اہل مدینہ نے مقابلہ کیا حرہ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں اہل مدینہ کو شکست ہوئی مسلم بن عقبہ نے اپنی فوجوں پر تین دن مدینہ کو مباح رکھا (یعنی لوٹ مار کی

اجازت دی) پھر اس کے بعد اس نے اہل مدینہ سے یزید کی اس بات پر بیعت لی وہ یزید کے غلام ہیں وہ چاہے ان کو بیچ دے چاہے آزاد کردے اور چاہے تو قتل کردے اہل مدینہ کی شکست کا سبب یہ تھا کہ اہل مدینہ میں سے بنو حارثہ، مسلم بن عقبہ کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو اہل مدینہ کے خلاف جنگ میں جھونک دیا جس کے نتیجہ میں شکست ہوگئی۔

یزیدی فوجوں کے ظلم کی داستان اور یزید شیطان صحابی کا فتویٰ:

یزیدی فوجوں نے قریش اور انصار کے سات سو نفوس کو قتل کر دیا اور دس ہزار عورتوں بچوں اور غلاموں کو لے گئے۔ مدینہ فتح کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ مکہ کی طرف روانہ ہوا جب وہ قدید پہنچا تو اسکو موت نے آلیا۔ اور یزید کی نصیحت کے مطابق پھر اہل شام کے لشکر کا امیر حصین بن نمیر السکونی کو مقرر کیا گیا۔ حصین نے مکہ پہنچ کر اہل مکہ کا محاصرہ کر لیا اور بیت اللہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور خانہ کعبہ کو جلا دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) محاصرہ کے چونسٹھ دن بعد حضرت ابن الذبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ یزید مر گیا حصین اور شامی لشکر کو یزید کی موت کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ حضرت ابن الذبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لشکر میں اعلان کرایا کہ تمہارا شیطان تو مر چکا ہے اب تم کس کے لیے جنگ کر رہے ہو۔ انہوں نے اس خبر کی تصدیق نہیں کی۔ پھر جب انہیں اس خبر کی تصدیق ہوئی تو وہ سب شام واپس چلے گئے اور اہل شام نے یزید کے بعد اس کے بیٹے معاویہ بن یزید سے بیعت کر لی۔

(اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۴۲۶ تا ۴۲۷ طبع دار الکتب بیروت)

یہ ہے موصوف بندیالوی کا پیشوا متقی ان ظالم یزیدیوں کو خبر نہیں اور ایسے جاہل بنے ہوئے ہیں انہیں حقائق نظر نہیں آتے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو شیطان کا لقب دیا ابھی بندیالوی صاحب کہتے ہیں کسی صحابی نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں کہا تو میں ان یزید کے وکیلوں سے پوچھتا ہوں کیا تمہارے نزدیک شیطان فاسق و فاجر نہیں ہے کہیں یہ بھی متقی پرہیزگار تو نہیں بن گیا تمہارے ہاں۔ کیوں کہ تمہاری منطق بڑی ہی الٹی ہے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی وہابی ابن وہابی لکھتا ہے:۔

وہابی ابن وہابی اس لیے کہ گستاخِ رسول ابن تیمیہ کا شاگرد اور پروردہ ہے لکھتا ہے ''حصین بن نمیر فوج کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا اور واقدی کے قول کے مطابق ۲۶ محرم کو وہاں پہنچا اور بعض کا قول ہے کہ محرم کے سات روز گزرے تھے کہ وہ وہاں پہنچ گیا اور اہل مدینہ کے جو اشراف باقی رہ گئے تھے ان کی جماعتیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جا ملیں اور اسی طرح نجدہ بن عامر حنفی جو اہل یمامہ میں سے تھا یمامہ کے ایک گروہ کے ساتھ آپ کے ساتھ آ ملا تا کہ وہ بیت اللہ کو اہل شام سے بچائیں اور حصین بن نمیر مکہ کے باہر اترا اور حضرت ابن زبیر اہل مکہ اور اپنے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور منذر ابن زبیر اور ایک شامی شخص نے باہم مقابلہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور اہل شام نے اہل مکہ پر بڑی بے جگری سے حملہ کیا اور اہل مکہ منتشر ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خچر آپ سمیت پھسل کر گر پڑا اور مسور بن مخرمہ اور

مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ایک گروہ نے پلٹ کر آپ پر حملہ کیا اور انہوں نے آپ کی حفاظت میں جنگ کی حتیٰ کہ سب کے سب مارے گئے اور حضرت ابن زبیر نے رات تک ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا تو وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور انہوں نے ماہِ محرم کے باقی ماندہ دنوں میں اور پورے صفر میں باہم جنگ کی اور جب ۳ تین ربیع الاول ۶۴ھ کو ہفتہ کا دن آیا تو انہوں نے کعبہ پر مجانیق نصب کر دیں اور ان سے آگ کے گولے بھی پھینکے اور ہفتہ کے روز بیت اللہ کی دیواریں جل گئیں۔

(البدایہ والنہایہ ۸ ص ۴۱۸۔۴۱۹ طبع کراچی)

عبدالرشید نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں یزید نے اپنی فوج کے لیے مکہ و مدنیہ حلال کر دیا:

اس نے نہ صرف کعبہ کی بے حرمتی کی اور اس پر فوج کشی کی بلکہ حرم نبی کو بھی تین دن کے لیے اپنی فوج کے لیے بالکل حلال کر دیا کہ وہ جو چاہے وہاں کرے چنانچہ یزیدی لشکر نے تین دن تک حرم نبوی میں وہ فساد مچایا کہ پناہ بخدا سینکڑوں صحابہ و تابعین کے علاوہ اولاد انصار و مہاجرین کا ناحق قتلِ عام ہوا۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کا یہ عالم تھا کہ تین دن تک مسجد نبوی میں کوئی نماز نہ ہو سکی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع مکتبہ مدینہ لاہور)

یزید اور اس کی فوجوں کا سنگین جرم:۔

یزیدی فوجوں کا خانہ کعبہ پر پتھر برسانا اور خانہ کعبہ کو آگ لگانا ایک

سنگین جرم ہے اگر خانہ کعبہ کی توہین کے ارادہ سے یا خانہ کعبہ کو حقیر اور معمولی سمجھ کر ان لوگوں نے ایسا کیا تھا تو یہ سب کے سب کافر اور مرتد ہو گئے اور اس کا حکم دینے والا اور اس پر راضی ہونے والا اور اس کام کے مرتکب بلاشبہ کافر ہیں لیکن اگر ان کا مقصد کعبہ شریف کی توہین کرنا نہیں تھا بلکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنا مقصد تھا تو پتھر کعبہ شریف کو لگ گئے اس صورت میں وہ کافر تو نہ ہوئے لیکن ایک سنگین جرم کے مرتکب ہوئے کیونکہ خانہ کعبہ شریف عظیم ترین شعارِ اسلام ہے جس کی عزت اور حرمت کو برقرار رکھنا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم ہے۔ یزیدی فوجوں نے جس طرح بے دردی کے ساتھ کعبہ شریف پر سنگ باری کی یہ کام کسی طور مسلمانوں کا کام نہیں لگتا اور اگر یزید نے یہ حکم دیا تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعبہ میں پناہ لیں تو کعبہ کو بھی سنگسار کر دینا یا جلا دینا تو یزید بلاشبہ کافر ہو گیا ہمیں اس کے کفر کے بارے میں کوئی تردد نہیں ہے۔

حضرت قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں محرمات شرعیہ کو حلال جاننا کفر ہے:۔

اگر کوئی شخص ان اعمال کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے حلال جانے مثلاً شراب پینا۔ زنا کرنا۔ کسی مسلمان کو قتل کرنا وغیرہ اور اس کو ان افعال کے حرام ہونے کا علم بھی ہو تو وہ کافر ہے

(کتاب الشفاء باب ہفتم در بحث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سب وشتم تنقیص اذیت وغیرہ کا حکم در فصل ثالث ج ۲ ص ۳۶۲ مترجم طبع مکتبہ نبویہ لاہور)

قارئین غور فرمائیں یزید نے شراب کو حلال کیا محرمات کو حلال جانا کعبہ کی توہین کروائی مدینہ شریف کی حرمت کو پامال کروایا اہلبیت پر ظلم کرنے کے بعد ان کی اہانت کی اور کروائی اتنے برے کردار والا یزید بندیالوی خارجی کے نزدیک متقی اور پرہیز گار اسلام کی خدمت میں پیش پیش۔لعنت اللہ علی الکذبین۔

خانہ کعبہ شریف حرم ہے اور امن کی جگہ ہے:۔

ایت ومن دخلهٗ کان اٰمناً ۔س ال عمران ایت ۹۷،اور جو حرم میں داخل ہو وہ مامون ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرم میں کسی شخص سے قصاص لیا جائے گا نہ کسی پر حد جاری کی جائے گی۔اگر کسی مجرم نے حرم میں آ کر پناہ لے لی تو اس پر کھانا پینا بند کر دیا جائے گا اور اس سے کوئی معاملہ نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ حرم سے باہر جائے اور جب وہ باہر آ جائے گا تو اس پر حد جاری کر دی جائے۔

(تفسیر روح المعانی ج ا ص ۳۷۸ طبع بیروت)

اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ کعبہ میں کسی پر حد نہیں جاری کی جائے گی خانہ کعبہ کے باہر باقی حرم میں حد جاری کی جائے گی یا نہیں اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

حدیث نمبر ا:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اس شہر کو اللہ نے اس دن حرام کیا جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ پس یہ شہر اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک کے لئے حرام ہے اور مجھ سے پہلے اس شہر میں کسی کے لئے بھی جنگ کرنا جائز نہ تھا اور میرے لئے صرف دن کی ایک ساعت میں یہ جنگ کرنا جائز ہوا اور اب یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک کے لئے حرام ہے۔

(صحیح بخاری شریف ج ا ص ۲۴۷ طبع نور محمد کراچی)

(صحیح مسلم شریف ج ا ص ۴۳۷)

حدیث نمبر ۲:۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنا دیا اور اہل مکہ کے لئے دعا کی ۔اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اور میں مدینہ کے ساع اور مد میں اس سے دگنی برکت کی دعا کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

(صحیح مسلم ج ا ص ۴۴۰ طبع نور محمد کراچی)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف اور مدینہ شریف حرم ہے ان میں جنگ کرنا ان کی عزت وحرمت کو پامال کرنا حرام کر دیا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تصریح فرمادی کہ مجھے ایک ساعت کے لیے خانہ کعبہ میں جنگ کی اجازت دی گئی

اب قیامت تک کسی کے لیے جائز نہیں یہ حرم ہے لیکن بندیالوی کے روحانی پیشوا یزید نے دونوں شہروں کی عزت کو پامال کیا اور رہتی دنیا تک اپنے لئے موجب عذاب بنایا۔ مزید برآں یزید نے حکم دیا کہ مدینہ تم پر تین دن مباح ہے جو مرضی کرنا یہ حکم ظاہر کرتا ہے کہ یزید نے مدینہ کو برباد کرنے اور توہین کرنے کا حکم کیا اسی طرح مکہ شریف کی حرمت کو بھی برباد کر دیا۔

چھ آدمیوں پر اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لعنت:۔

ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: چھ آدمیوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور میں بھی ان پر لعنت کرتا ہوں۔ اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے (۱) کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا (۲) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر جبر و جور سے مسلط ہونے والا۔ تاکہ جنہیں اللہ نے عزت مند قرار دیا ہے۔ انہیں ذلیل کرے اور جنہیں اللہ نے ذلیل ٹھہرایا ہے انہیں معزز بنائے۔ (۴) اللہ کے حرم کو حلال کرنے والا۔ (۵) میری عترت کو اللہ نے جو حرمت عطا فرمائی ہے اسے پامال کرنے والا۔ (۶) سنت کو معمولی اور غیر ضروری سمجھ کر ترک کرنے والا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲ مستدرک حاکم ص ۴۰)

امام حاکم نے کہا یہ حدیث معیار بخاری کے مطابق صحیح ہے اسے نسائی، بیہقی اور رزمین نے بھی روایت کیا۔

(مشکوۃ مع مرقاۃ ج ۱ ص ۱۸۰)

اس حدیث میں حرم پاک کے ساتھ عترت پاک کا ذکر عترت کی عظمت وفضیلت ظاہر کر رہا ہے۔ اور یہ بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے حرم کا احترام لازم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت سے عترت کا احترام لازم ہے۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۱۴۵ طبع شالامار لنک روڈ لاہور)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اہلبیت کی عزت کرنا فرض اور ان کی توہین کرنا کفر ہے یزید ادب نہ کر کے لعنت کا مستحق ہو گیا۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یزیدیوں کا

کعبہ شریف کو جلانا

حدیث سے ثابت:۔

اب یزید کا لشکر حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقابلہ کے لئے آ گیا اور اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا محاصرہ کر لیا۔ اس لشکر نے منجنیق یعنی گوپھن سے حملہ کیا۔ یہ منجنیق انہوں نے ابوقیس پہاڑ پر نصب کی تھی ایک قول یہ ہے کہ اقمز پہاڑ پر نصب کی تھی یہ دونوں پہاڑ مکے میں ہیں غرض منجنیق کے حملوں سے کعبے کے غلاف اور چھت میں آگ لگ گئی اس لیے کہ قریش کے زمانے کی کعبے کی تعمیر اس طرح تھی کہ اس میں ایک ایک ردا سال کی لکڑی کا تھا اور ایک ایک ردا پتھر کا جیسا گزر چکا ہے کتاب شرف میں ہے کہ عصر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس لشکر پر بجلی کا ایک کوندا عذاب کی صورت میں نازل فرمایا جس نے اس منجنیق کو جلا دیا اور اس کے نیچے بیٹھے ہوئے اٹھارہ آدمی بھی ہلاک کر دیئے جو سب شامی تھے۔ لشکر والوں نے اس منجنیق کی بربادی کے بعد ایک اور

منجنیق بنائی اور اس کو بھی ابوقبیس پہاڑ پر نصب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ منجنیق کے ذریعہ سے کعبے میں جو آگ لگی جب وہ کعبے تک پہنچی تو اس میں اس طرح آہ آہ کی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی بیمار تکلیف میں کراہا کرتا ہے۔ کعبے میں آگ لگنے کا یہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کعبے کو جلائے جانے کے متعلق پہلے ہی خبردار فرما دیا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہو جائے گا جب کہ دین میں فتنے پیدا ہو جائیں گے لالچ اور خوف و دہشت لوگوں میں عام ہو جائے گا اور بیت اللہ کو آگ لگانے کا واقعہ پیش آئے گا۔

(سیرت حلبیہ مترجم اسم قاسمی دیوبندی ج ا ص ۵۳۶ طبع دارلاشاعت کراچی)

یزید کے کفریہ اشعار مولانا یوسف نبوری دیوبندی وقاری ضیاء الحق دیوبندی وسید نفیس الحسینی دیوبندی اور ابن کثیر ان سب کے قلم سے پڑھیے:۔

کاش کہ میرے بزرگ بدر کے معرکے میں نیزوں کی مار پڑنے سے خزرج کی چیخ و پکار کو دیکھتے۔ جب سواری ان کے صحن میں پہنچی تو انہوں نے اس کو بٹھا لیا اور عبد الاشہل میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ ہم نے ان کے سرداروں کو دوگنا چوگنا قتل کر دیا ہے اور بدر میں ہونے والے ظلم کا پورا پورا بدلہ لے لیا ہے۔ بنو ہاشم نے حکومت سے چھیڑ خوانی کی تو ان کی مدد کے لئے کوئی

فرشتہ آیا اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی۔

علامہ ابن حجر مکی اور شعبی نے فرمایا یزید نے دو ۲ شعر اور بڑھائے بنی ہاشم ملک سے کھیلتے رہے تو نہ کوئی خبر ان کے پاس آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی میں عتبہ کی اولاد نہ ہوتا اگر میں اولاد احمد سے اس کا بدلہ نہ لیتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ اگر ان اشعار کی نسبت یزید کی طرف درست ہے تو وہ وہ بلا شبہ کافر ہے اور اسی موقعہ پر تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یافعی کا قول ہے انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا اس نے قتل کیا اور اس کو جائز اور حلال جانا تو وہ کافر ہے اور اگر حلال اور جائز جان کر ایسا نہ کیا تو فاسق و فاجر ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں اگر یہ اشعار یزید نے کہے ہیں تو اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۱۱۱ طبع سید احمد شہید اردو بازار لاہور) (الصواعق محرقہ ۲۱۸ عربی طبع القاہرہ) (البدایہ والنہاہ ج ۸ ص ۲۲۴ طبع در الفکر بیروت)

سیدنا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں:

یزید بد بخت فاسقوں کے گروہ سے ہے اس پر لعنت میں توقف کرنا یہ اہلسنت و جماعت کے اصول کی بنا پر ہے۔ کہ کسی معین شخص پر لعنت جائز نہیں خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو ہاں اگر یقین سے معلوم ہو کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا۔ اس پر لعنت کرنا جائز ہے جیسے کہ ابولہب اور اس کی بیوی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یزید مستحق لعنت نہیں ہے (بیشک وہ لعنت کا حقدار ہے) قرآن مجید میں

ہے بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لعنت ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل ج ا ص ۴۴۳۔ مکتوب نمبر ۲۵۱ طبع ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۱۴۴ طبع لاہور)

یزید فاسق و فاجر تھا اس پر سب کا اتفاق ہے اور اجماع امت ہے

مولانا قاری طیب دیوبندی کے قلم سے:۔

بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ موافقین ہوں یا مخالفین پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی۔ علامہ بدر الدین عینی۔ علامہ ہیثمی علامہ ابن جوزی علامہ سعد الدین تفتازانی محقق ابن ہمام حافظ ابن کثیر علامہ الکیا لاہرا اسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنیٰ بھی کہہ رہے ہیں۔ جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے۔ پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک الہراس نقل کر رہے ہیں اور خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعی اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے:

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۵۳ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۸۰۴ طبع مکتبہ سید احمد شہید لاہور)

ان حقائق سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے جو ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر تعصب کی عینک اتار کر جو بھی ان حقائق کو پڑھے گا وہ یہ بات ماننے پر مجبور ہو گا کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور بندیالوی کے گھر سے ہم نے بندیالوی کے اعتراضات کے جوابات لکھ دیئے سب کے نزدیک صحابہ کرام علیہم اور تابعین اور آئمہ اربعہ اور محدثین کے نزدیک حتیٰ کہ علماء دیو بند کے نزدیک بھی تمام اہلسنت و جماعت کے نزدیک بھی یزید فاسق و فاجر تھا یہیں سے یہ معلوم ہوا کہ یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر اجماع امت بھی ہے اگر کوئی خارجی اس کا انکار کرے تو یزید ہر لحاظ سے فاسق و فاجر رہے گا شاید بندیالوی صاحب کو معلوم نہیں جس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہو وہ اجماع اُمت کہلاتا ہے جو اس کے خلاف نیا عقیدہ گھڑے وہ خود فاسق و فاجر ہے اور اجماع امت کا منکر کافر بھی ہے۔ پڑھیے

اہلحدیثوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

نواب صدیق اہلحدیثوں کے بڑے عالم ہیں ان سے بڑھ کر کسی کی تصانیف نہیں ان کی سب وہابیوں سے زیادہ ہیں وہ عقائد کی کتاب کی شرح میں لکھتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کے لیے لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت کو پامال کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کرنے کے درپے ہو گیا اور اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے چل بسا اب اس کے توبہ کرنے اور باز آنے کا احتمال ہی کہاں رہا۔

(بغیمۃ الرائد فی شرح القائد ص ۶۳ طبع علوی لکھنو بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۱۹۴ طبع لاہور)

علامہ مقلبی غیر مقلد مجتھد کے نزدیک یزید لعنتی:

علامہ صالح بن مہدی مقبلی کو کبانی نزیل مکہ جن کے متجہد ہونے کی قاضی شوکانی نے البدر الطالع میں تصریح کی ہے یہ اپنی کتاب میں یزید کے بارے طویل گفتگو کے آخر میں لکھتے ہیں۔ یزید جس نے شراب پی ہے اور شراب کا پینے والا ملعون ہے۔۳۔ لہٰذا یزید ملعون ہے۔ العلم الشامخ فی تفضیل الحق علی الآباء والمشائخ ص ۳۶۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۲۰ تا ۴۲۲ طبع لاہور۔ ان حقائق سے ثابت ہوا کہ یزید کے فاسق و فاجر ہونے میں کسی کو شک نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے۔

اجماع امت کا منکر کافر ہے قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ایت و من یشاقق الرسول من م بعدما تبین لہٗ الحدٰی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہٖ ما تولیٰ و نصلہٖ جھنم و سآئت مصیرًا .

(پ۵ س النساء)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی کا:۔

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی جبکہ کھل چکی اس پر سدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

ف ۲: یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جدئی راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے کچھ آگے لکھتے ہیں فائدہ: اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(تفسیر عثمانی معہ ترجمۃ القرآن ص ۱۲۵ زیر آیت طبع دار المصنفین لمیٹڈ شاہراہِ لیاقت صدر کراچی)

احادیث اجماع امت کا مخالف دوزخی ہے حدیث نمبر ا امام مسلم لکھتے ہیں:۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے ساتھ غالب رہے گا جو ان کو ناکام کرنا چاہے وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی طرح ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامرۃ طبع بیروت باب قلہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تزال طآ ءھفة من امتی صحیح بخاری رقم الحدیث ۷۳۱۱ طبع بیروت سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲)

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۲۳۶۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۹۰ طبع بیروت)

حدیث (۲):۔

حضرت ابو ملک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے تم کو تین چیزوں سے پناہ دی ہے۔

تمہارے خلاف تمہارا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعا ضرر نہیں کرے گا جس سے تم سب ہلاک ہو جاؤ (۲) اور اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے (۳) اور تم کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہو گے

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث ۴۲۵۳۔ جامع الاصول ج۹ رقم الحدیث ۶۷۶۰ طبع بیروت)

امام ترمذی لکھتے ہیں:۔

حدیث (۳):۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں الگ ہوگا۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۱۷۳ طبع بیروت کتاب الفتن باب فی لزوم الجماعۃ)

(جامع الاصول ص ۹ رقم الحدیث ۶۷۶۱ طبع بیروت المستدرک لا حاکم ج ۱ ص ۱۱۵ طبع مکہ مکرمہ)

اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں:۔

تو اجماع کتاب اللہ یا حدیث متواتر کی طرح وجوب علم و عمل ثابت کرتا ہے لہٰذا قائدہ کی رو سے اس کا منکر کافر قرار دیا جائے گا۔

(اصول البزدوی، باب حکم الاجمع ص ۲۴۵ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

مسلم الثبوت میں ہے:۔

اجماع قطعی حجت ہے اور یہ تمام اہل قبلہ کے ہاں یقینی علم کا فائدہ دیتا

ہے اور خارجی اور رافضی احمقوں کے گروہ کا اعتبار نہیں یہ نئے فرقے ہیں جو ضروریاتِ دین میں تشکیک پیدا کرتے ہیں۔

(فواتح الرحموت بذیل المستصفیٰ ...... باب الاجماع حجۃ قطعاً طبع ایران ج ۲ ص ۲۱۳)

امام محقق ابن الہمام لکھتے ہیں:۔

حاصل یہ کہ ایمان کے لئے تصدیق بالقلب کے ساتھ کچھ امور ایسے ہیں جو بالاتفاق ایمان میں خلل انداز ہوتے ہیں جن کا ترک ضروری ہے۔ مثلاً بت کو سجدہ کرنا نبی کا قتل اور ان کی توہین کرنا اور اجماع (امت) کی مخالفت اور اجماع کے علم پر اس کا انکار۔

(المسائیرہ معہ المسامرہ۔ باب الخاتمہ فی بحث الایمان ص ۳۳۷ طبع مصر)

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:۔

جان لیجئے کہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اجماع پر بھی عمل کریں اجماع کا منکر کافر ہے۔

(الصواعق المحرقہ باب فضائل صحابہ کا خاتمہ ص ۱۹۶ طبع فیصل آباد)

حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

ہم اس شخص کے کفر میں کوئی تردد نہیں کرتے جو شریعت مطہرہ کے قواعد اوران امور کو جو متواتر حضور علیہ السلام سے منقول ہیں اور ان پر امت مسلمہ کا علی الاتصال اجماع چلا آرہا ہے ایسے امور کی تکذیب کرے یا انکار ہم ایسے شخص کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھیں گے۔

(الشفاء ج ۲ باب ہفتم الفصل سوئم در بحث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سب وشتم تنقیص۔ اذیت و عقوبت وغیرہ کا حکم ص ۲۶۴ طبع المکتبہ النبویہ لاہور)

قرآن وحدیث علماء اسلام کی ان تحقیقات سے معلوم ہوا جس بات پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہو وہ بھی حجت شرعی ہے اجماع امت قرآن وحدیث اور خبر متواتر ہے لہٰذا یزید کے فاسق وفاجر ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ثابت تابعین کا اجماع ثابت امتِ مسلمہ کا علماء امت کا محدثین کا فقہاء کا آئمہ اربعہ کا آئمہ محدثین کا اتفاق ہے اور علمائے دیوبند واہلحدیث سب کا اتفاق ہے دلائل الحمدللہ گزر چکے بندیالوی یزیدی خارجی کو یزید کی اندھی محبت کا نشہ ایسا چڑھا کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کمبخت یزید جو شراب اپنی مستی میں پیتا پلاتا تھا اس کا کچھ حصہ روحانی طور پر بندیالوی اینڈ کمپنی کو بھیج گیا تھا کہ یہ اس نشہ کی بدمستی میں حقائق کو جھٹلا رہا متفقہ اصولوں کو ٹھکرا رہا ہے نہ ان کو خدا کا خوف ہے نہ قرآن وحدیث کا لحاظ نہ ہی اپنے اکابر علماء کا ساتھ اور نہ ہی مسلماتِ خصم کی حیاء نہ ہی اپنے ایمان کو برباد کرنے کی شرم نہ ہی جہنم جانے کا ڈر شرم مگر تم کو نہیں۔ لعنت اللہ علی الفاسقین بنالو تم یزید کو نیک اور جنتی

بندیالوی کے فاسق وفاجر اور بدعتی ہونے پر مفتی عبدالرشید دیوبندی کا فتوئی بندیالوی امامت کے قابل نہیں:

(بندیالوی نے جو کچھ یزید کی شان میں لکھا ہے) وہ سب واہی تباہی شبہات پر مبنی ہیں واقعہ میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان (کی باتوں) سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین وتذلیل اور تحمیق وتجہیل میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی اس لیے ایسے امور کو حقائق باور کرنے والا پکا ناصبی۔ فاسق اور بدعتی ہے اور (دیوبندی جماعت) واہلسنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے اس پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

واجب الاعادہ ہے (یعنی ایسے کے پیچھے پڑھی گئی نماز دوبارہ پڑھی جائے ادا نہیں ہوئی۔ مؤلف)

(کتبہ الفقیر مفتی عبدالرشید النعمانی ۲۰ جمادی الثانیہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۳۔ طبع لاہور)

یزید کی کوئی نیکی قبول نہیں: مولانا قاری طیب دیوبندی مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:۔

پس جیسے کفر سرزد ہو جانے پر کوئی نیکی کارآمد نہیں رہتی اور نہ زبانوں پر آتی ہے ایسے ہی فسق کی بعض حرکتیں یا بے ادبی اور گستاخی کی بعض نوعیں سرزد ہو جانے پر کوئی نیکی بار آور رہتی ہے نہ زبانیں اس کا تکلم گوارہ کرتی ہیں اور نہ ہی مقبولیت عنداللہ باقی رہتی ہے۔

بس تجربہ کر دیم دریں دیر مکافات
بادرد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

ترجمہ: ہم نے اس دنیا کے بت خانے میں بہت تجربے کیے ہیں۔ جو بھی درویشوں سے ٹکرایا اس کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ مؤلف

غرض یہ اصول ہے عقلی بھی شرعی بھی اور طبعی بھی کوئی جذباتی بات نہیں اسی میں یزید گرفتار ہوا۔ اس کے ایک ہی فسق قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ساری خوبیوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور کوئی بھی اس جرم کے بعد اس کی کسی بھلی بات سننے کا بھی روادار نہ رہا۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۷۔ ۱۴۸ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۰۷۔ از قاضی اظہر مبارکپوری دیوبندی مع سید نفیس الحسینی دیوبندی۔ طبع مکتبہ سید احمد شہید لاہور)

یزید نے توہین اہلبیت کی اور قاتل حسین ہے اس پر لعنت کرنا اتفاق ہے

حضرت مولانا یوسف بنوری دیوبندی لکھتے ہیں:۔

(یزید کے بارے) مجموعی طور پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل اور ان کے قتال پر ابھارنے والوں سے متعلق جو کچھ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ یہ (سب کے سب) زندقہ ہے اور دراصل اس سے مذہب نبوت کی توہین معلوم ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ پھر (علامہ) تفتازانی کی بات جو انہوں نے شرح نسفیہ میں نقل کی ہے کہ جواز لعنت یزید پر اتفاق ہے۔ جس سے لعنت (یزید) کے جواز پر صاف دلیل معلوم ہوتی ہے۔ اور یزید کی حضرت امام (حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر رضا مندی اور اس پر اظہار مسرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھرانے کی توہین کی خبر اگرچہ معناً متواتر ہے مگر واقعے کی تفصیلات خبر احاد کے درجہ میں ہیں

(معارف السنن شرح ترمذی بحوالہ علی و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۱۰۱ طبع مکتبہ شہید لاہور)

حدیث نمبر ۱۸ یزید پر جنت حرام:۔

کئی لوگوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار کی عیادت کرنے گیا تو آپ نے اسے کہا تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ رعیت کا رکھوالا بنائے اور وہ جس روز مرے ان سے خیانت

کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۲۴ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی حالات ابن زیاد)

حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابن زیاد کو یہ حدیث سنانے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے تمہیں رعیت کا رکھوالا بنایا لیکن تم نے اور یزید نے رکھوالی نہ کی بلکہ الٹا ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹا لہٰذا تم پر جنت حرام ہو گی۔

یہ ہمارا قرض ہے یزیدیوں ناصبیوں پر:۔

اب ذرا اس پر بھی غور کیا جائے یزیدی ناصبی السنّت و جماعت پر بے جا اعتراض کرتے ہیں ہم نے الحمدللہ اپنے ناقص علم کے مطابق ہر اعتراض کا جواب تحریر کر دیا لیکن ہم کہتے ہیں یار لوگ یزید کو نیک پاک ثابت کرتے ہیں اور بے قصور بھی میں کہتا ہوں صحابہ کرام نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع بھی کیا کوفہ جانے سے لیکن یہ کسی نے نہ کہا کہ یزید متقی پرہیزگار ہے بلکہ منع اس لئے کیا کہ کوفہ والے بدعہد ہیں بندیالوی صاحب نے کہا یزید متقی پرہیزگار بلکہ صحیح العقیدہ خدمت اسلام میں پیش پیش یہ الفاظ کسی معتبر کتاب سے ثابت کرو۔

(۲) صحابہ کرام سے ثابت کرو یا پھر تابعین میں سے کسی معتبر سے ثابت کرو

(۳) محمد بن حنیفہ سے ثابت کرو یا پھر اہلبیت کے کسی فرد سے ثابت کرو

(۴) امام زین العابدین سے ثابت کرو

(۵) آئمہ اربعہ میں سے ثابت کرو یا پھر آئمہ حدیث سے ثابت کرو

(۶) علماء محدثین سے ثابت کرو

(۷) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقول یزیدیوں کے بیعت کرنے

پر تیار ہو گئے تھے ان سے ثابت کرو کیا واقعی وہ نیک جانتے تھے یزید کو

(۸) اگر یزید کا ہاتھ امام کو شہید کرانے میں نہیں تھا تو قاتلوں کو سزا کیوں نہ دی

(۹) بندیالوی صاحب کہتے ہیں یزید عالم بھی تھا تو میں پوچھتا ہوں حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قاتلوں یعنی امام کے شہید کرنے والوں کی نشانیاں بیان کی تھیں پھر یزید نے ان کو سزا کیوں نہ دی کم از کم ان کو اپنے عہدوں سے ہی معزول کر دیتا نہ کیا تو کیوں نہ کیا

(۱۰) قاتلوں کو یزید نے کوئی سزا نہ دی اور نہ ہی ابن زیاد کو اس نے معزول کیا نہ اسے ملامت کرنے کے لیے کسی آدمی کو بھیجا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۷۷ مترجم طبع کراچی)

(۱۱) مدینہ شریف کے تمام صحابہ کرام نے یزید کو بدکردار و بے دین و شرابی و زانی محرمات سے نکاح کرنے والا کہہ کر بیعت توڑ دی۔

(۱۲) بندیالوی نے خود لکھا امام حسین نے بیعت نہ کی مدینہ سے مکہ چلے گئے میں کہتا ہوں اگر یزید برا نہ تھا نیک تھا تو امام حسین و عبداللہ بن زبیر نے بیعت کیوں نہ کی مدینہ کیوں چھوڑا

(۱۳) اگر یزید نیک تھا تو یزید کے خلاف اٹھنے کی بیعت سے انکار کی وجہ بتائی جائے مکہ شریف کو کیوں چھوڑا۔

(۱۴) یزید نے حضرت مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۳)

ان کا کیا قصور تھا کیوں شہید کر دیا۔

(۱۵) حضرت نعمان بن بشیر کو معزول کیوں کیا ان پر الزام کیا تھا کیا قصور انہوں نے کیا تھا

(۱۶) کیا خارجیوں ناصبیوں کے نزدیک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید تھے یا نہیں

(۱۷) اگر ابن زیاد قاتل نہیں تھا تو امام کے لبوں پر چھڑیاں اس نے کیوں ماریں

(۱۸) اگر یزید کے حکم سے یہ واقعہ نہیں ہوا تھا تو یزید نے چھڑیاں کیوں ماریں

(۱۹) اگر عمر بن سعد بے قصور تھا تو اس نے گھوڑے امام کے جسم پر دوڑنے کا حکم کیوں دیا۔

(۲۰) اگر ان سب کا قصور نہ تھا تو مبارکیں وصول کیوں کیں

ہلاکت یزید کیسے ذلیل ہو کر مراد یوبندیوں کے

مفتی اعظم حضرت محمد شفیق صاحب کراچی والے لکھتے ہیں مع سید نفیس الحسینی دیوبندی کے قلم سے:۔

شہادتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔

(شہید کربلا ص ۱۰۳۔ مفتی صاحب) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۱)

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عبرت ناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے کذلک العذاب و لعذاب الأخرة اکبر لو کانوا یعلمون۔

(س القلم پ ۲۹)

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے

(بحوالہ علی و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۰۴ طبع مکتبہ شہید لاہور)

(تجلیات صفدر ج اول ص ۵۸۴ طبعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی کی تصریحات یزید کا انجام:۔

بندر کی فطرت میں خست و نائت مکر و فریب حیلہ سازی اور شہوت پرستی ہے غالباً اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بنی اسرائیل کو یوم سبت کے بارے میں حیلہ سازی کی سزا یہ دی کہ انہیں بندر بنا دیا فرمایا۔کونوقردۃً خاسئین

(س البقرۃ ایت ۶۵ الاعراف ایت ۱۶۶)

یزید کی طبیعت میں بھی ایسے ہی اوصاف پائے جاتے تھے۔اسی لیے انسانوں پر تسلط پانے کے باوجود اس کا طبعی میلان جانوروں بالخصوص بندروں کی طرف رہا ابن کثیر یزید کے مشاغل کے ذیل میں لکھتے ہیں بندروں کو زرنگار ٹوپیاں اڑھاتا تھا۔ریچھ اور بندر کے درمیان لڑائی کا کھیل کھیلتا تھا۔جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غمگین رہتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب بھی یہ ہوا کہ ایک بندر یا اٹھا کر نچا رہا تھا کہ اس نے اسے کاٹ کھایا۔

(تاریخ ابنِ کثیر ج ۸ ص ۲۳۶)

طبی اندازہ یہ ہے کہ جیسے کتے کے کاٹ سے انسان باؤلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بندر کے زہر سے بھی انسان بندر جیسی حرکتیں کرتے ہوئے مرتا ہے۔ گویا حیلہ ساز اور مکار اسرائیلیوں کی سزا کا ایک نمونہ اللہ تعالیٰ نے پھر دکھلا دیا کہ اب بھی یقین نہیں آتا

ان الله عزيز ذو انتقام

یزیدیوں کے پیشوا کی حکومت چھن گئی:۔

یزید کی حکومت تین سال نو ماہ رہی پھر اس کے بیٹے معاویہ کو حکومت سونپی گئی لیکن وہ بھی اس جابرانہ حکومت کا بوجھ برداشت نہ کر سکا اور چالیس ہی دن میں حکومت سے الگ ہو گیا۔ پھر علیحدگی سے چالیس یا ستر روز بعد ۲۱ یا ۲۳ برس کی عمر میں اس جہان ہی سے لاولد رخصت ہو گیا۔

(حیاۃ الحیوان ج ۱ ص ۸۹۔۸۸)

جس حکومت کو خاندانی اور موروثی بنانے کے لئے (یزید نے) اتنے جتن کیے تھے وہ اتنی قلیل مدت میں ریت کی طرح ہاتھوں سے سرک گئی یوں قرآن کا بیان کس شان سے پورا ہوا۔

خسر الدنيا و الآخرة ذٰلكهو الخسران المبين

(س الحج ایت ۱۱)

یزید کی نسل مٹ گئی ہمیشہ کے لئے:۔

یزید نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے دریغ تہ تیغ کر کے آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ونشان مٹانا چاہا تھا لیکن مالک الملک کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ شہادت کے وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلبی نرینہ اولاد میں صرف امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ بچے تھے۔ جبکہ یزید کی موت کے وقت اس کی صلبی اولاد کی تعداد بیس تھی جن میں پندرہ لڑکے تھے اور پانچ لڑکیاں۔

آج حسینی سادات تو اسلامی ممالک کے گوشہ گوشہ میں آپ کو مل جائیں گے لیکن یزید کی نسل اسی زمانہ سے ایسی نابود ہونا شروع ہوئی کہ آج روئے زمین پر آپ کو کوئی یہ کہنے والا نہیں ملے گا کہ میں یزید کی نسل سے ہوں شبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند تو لاکھوں میں ہیں مگر

ڈھونڈو بھی تو نہیں ملتی اولاد یزید

حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے۔ سب ایسے ختم ہوئے کہ یزید کی نسل میں سے کوئی ایک بھی تو باقی نہ بچا۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۴۳۹ مترجم عربی ۲۳۷)

اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا۔ ان شانئک ھو الابر

(پ ۳۰ س الکوثر)

(امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا ص ۱۴۸۔۱۴۷ طبع ادارہ صراط مستقیم لاہور) (حادثہ کا پس منظر ص ۳۹۲)

اہلحدیثوں کے پیشوا اس غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں وہابی لکھتے ہیں۔ دیوبندی کے قلم سے پڑھیئے۔

کربلا کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولادِ نرینہ میں بجز حضرت زین العابدین کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندانِ نبوت کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو شرق وغرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اس کی نسل (میں پندرہ ۱۵ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں) سے ایک شخص کو بھی باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرما دیا تھا کہ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا دُم کٹا۔

(الفرع النافی من الاصل اسامی۔ص ۷۵ طبع نظامی کانپور۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۲ طبع لاہور)

میں کہتا ہوں بندیالوی ہوش کے ناخن لو اور اپنے ان بڑوں کو پڑھو کہ خدا کے قہر وغضب کی بجلیاں کس طرح چلیں جنہوں نے یزیدی نسل کو جلا کر راکھ کر دیا کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا اگر یزیدی اس وقت سے لے کر آج تک حق والے ہوتے تو پھر نسل ان کی باقی رہتی لیکن حالات الٹ ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں آقا دشمن تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تمہارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قبر یزید:۔

یہ ہے بندیالوی صاحب کا پیشوا متقی پرہیز گار جس کا خدا نے ایسا برا حشر کیا اور خود دیوبندی علماء اور انصاف پسند لوگوں نے لکھ دیا لیکن یہ خارجی اور ناصبی ایسے اندھے ہیں ان کو یزید کا قولنج کی شدید ترین بیماری کا علم نہیں جو یزید پلید کو لگی ہوئی تھی اور شاہی حکیموں کی سب دوائیں یزید کے لیے بیکار ثابت ہوگئی تھیں مسلسل یزید اسی بیماری میں تڑپتا ہوا اس دنیا سے دفع ہوگیا جب بنو عباس کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کی ہڈیاں جلانے کے لئے اس پلید کی قبر کھودی تو وہ پہلے ہی جل کر سیاہ ہو چکی تھیں۔

(عظمتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص ۱۵۵ طبع الفصیل ناشران وتاجرن لاہور از کپتان واحد بخش)

مزید برآں لوگ یزید کی قبر پر پتھر مارا کرتے تھے باب الصغیر دمشق میں یزید کی قبر کے اوپر شیشے کا کارخانہ بنا ہوا ہے اور ٹھیک اسی جگہ پر یعنی یزید کی قبر کے اوپر شیشہ گالنے والی بھٹی بنی ہوئی ہے اوپر سے دنیاوی آگ کا سیک جاری ہے نیچے خدائی قہر وغضب کا عذاب اللہ نے یزید علیہ ما علیہ یعنی وہ جس کا مستحق تھا وہ جاری کر دیا ہوگا

کسی نے کیا خوب یزید کے حال کا نقشہ بیان کیا

جتھے جتھے یزید دی ٹیک لگی رہنا ایں اوس ستون چوں سیک اوندا
جا کے ویکھ لوؤ اج وی دمشق اندر اج وی قبر ملعون چوں سیک اوندا

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان یزیدیوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ہم سب کی دین ودنیا اور آخرت بہتر فرمائے اور تمام مسلمانوں کو قبر حشر کے عذاب سے بچائے آمین

یزید کی عمر بہت جلد ختم ہونے کی وجوہات علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:۔

یزید کو اس کے برے اعمال کے باعث اس کی عمر کو اور اس کے باپ کی قبولیت دعا نے قطع کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ (جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) یزید کے خلیفہ بنانے پر ملامت کی گئی تو آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے اللہ میں نے تو یزید کو اس کے افعال دیکھ کر خلیفہ مقرر کیا ہے پس میں نے اس کے متعلق جو امید کی ہے اسے اس مقام تک پہنچا۔ اور اس کی مدد فرما اور اگر میں نے شفقت پدری کی وجہ سے کیا ہے اور وہ اس کا اہل نہیں ہے تو اسے اس مقام تک پہنچنے سے پہلے موت دے دے تو اس کے ساتھ یہی ہوا کیونکہ اس کی حکومت سنہ ۶۰ھ میں قائم ہوئی اور ۶۴ھ میں مر گیا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۰۰ طبع فیصل آباد)

مؤرخِ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں دیوبندی کے قلم سے پڑھیے عمر کم اور لوگوں کا خروج:

یزید بن معاویہ ناصبی تھا۔ سنگدل، بدزبان، غلیظ جفا کار مے نوش بدکار اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر کیا اسی لیے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہو سکی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف محض للہ فی اللہ خروج کیا جیسے حضرات اہل مدینہ نے رضوان اللہ الروض

الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ج ۲ ص ۳۶ طبع منیریہ مصر بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۱)

یہ ہیں وجوہات یزید کی عمر برباد ہونے کی ایک تو برے اعمال کی وجہ سے وسری قطع رحمی کرنے کی وجہ سے عمر کم ہوتی ہے تیسری حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے یزید بہت جلد دنیا سے دفع ہو گیا۔

برے اعمال سے عمر کم ہونے پر احادیث:۔

حدیث نمبر ۱:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی کو اس سے خوشی ہو کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے یا اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے مل جل کر رہے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۹۸۵)(صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۷)

حدیث نمبر ۲:۔ یہی راوی فرمایا اپنے خاندان کے ان رشتوں کو جانو جن سے تم مل جل کر رہو کیونکہ رشتہ داروں سے ملنے کے سبب اہل میں محبت بڑھتی ہے مال میں زیادتی ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۹۷۹ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۴ طبع بیروت المستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۶۱ طبع دار المعرفہ بیروت)

ان احادیث سے معلوم ہو کہ صلح رحمی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً اگر کسی شخص نے صلہ رحم کیا تو اس کی عمر سو سال ہے اور اگر قطع رحم کیا تو اس کی عمر ساٹھ سال ہے پس اگر اس نے صلح رحم کر لیا تو اس کی عمر ساٹھ سال کو

مٹا کر سو سال لکھ دی جائے گی اور اگر قطع رحم کیا تو وہی ساٹھ سال لکھی رہے گی لیکن اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر علم ہوتا ہے کہ اس نے صلح رحم کرنا ہے یا قطع رحم کرنا ہے اور اس کی عمر سو سال یا ساٹھ سال۔

اہلبیت پر قطع رحمی کرنے سے عمر کم ہو جاتی ہے:

اگر کوئی خارجی ناصبی کہے کہ یزید نے اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی نہیں کی تو جواباً عرض ہے کہ سب سے پہلے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ فرما دیجئے میں تم سے کسی بھی احسان کا اجر نہیں مانگتا ہاں یہ کہ میرے قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ القرآن یعنی مودت اختیار کرو

(پ ۲۵ س الشوریٰ ایت ۲۳)

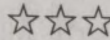
اہل بیت پر صلح رحمی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے:۔

حدیث ۳:۔ دیلمی نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص میری اولاد کے متعلق مجھے اذیت دے گا۔ اس پر سخت عذاب الٰہی ہوگا اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے دیا ہے اس سے لطف اندوز ہو تو اسے میرے اہل بیت کے بارے میں میرا اچھا جانشین ہونا چاہیے اور جو ان کے بارے میں میرا جانشین نہ ہوا اس کی عمر کاٹ دی جائے گی اور وہ قیامت کے روز

میرے پاس روسیاہ ہو کر آئے گا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۶۲ الفصل ثانی باب اہلبیت طبع فیصل آباد)

بس انہیں وجوہات کی بنا پر یزید کی عمر کٹ گئی اور جو کچھ اسے ملا تھا وہ اس سے پوری طرح لطف اندوز نہ ہو سکا کیوں کہ اس نے اہلبیت پر ظلم کیے اور ان سے دشمنی اختیار کی بندیالوی کو الٹ خواب نظر آئے ہیں یزید کی محبت کے ورنہ سب کے سب یزیدی جو آج ہیں یا قیامت تک اس کی حمایت کرنے والے وہ سب بنص حدیث قیامت میں سیاہ چہروں کے ساتھ اٹھیں گے۔



باب نهم

موصوف نے ایک سہارا اور تلاش کیا

یہاں صرف ایک دو حوالے ملاحظہ فرمایئے

مشہور مؤرخ مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید اپنی اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔

(سیرت النبی ج ۳ ص ۱۰۶ مطبوعہ لاہور)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث۔ شیخ العرب والعجم مولانا سید احمد مدنی لکھتے ہیں

یزید کو متعدد معارکِ جہاد میں بھیجنے اور جزائرِ ابیض اور بلاد ہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول، قسطنطنیہ پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جاچکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ا ص ۳۵۰ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۰ از بندیالوی طبع سرگودھا)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ بندیالوی کی خام خیالی نے اپنا مقصد کہاں

کہاں سے حاصل کرنے کی نا مشکور کوشش کی ارے ظالم تمہیں نہ شرم ہے نہ حیاء کہ جن علمائے دیوبند کے نام کی دستار سجا رکھی ہے اور جن کا نام لے کر تو تقریریں کرتا اور اپنی روٹی کماتا ہے کم از کم ان کو تو معاف کر دیتا یا ان کا نام لے کر تو جھوٹ نہ گھڑتا پہلے نمبر پر تو میں ان باتوں کا جواب نہ بھی دوں تو بری ہوں اس لیے کہ دیوبندی وہابی مولوی ہم اہلسنت و جماعت کے لئے کوئی حجت نہیں ہیں۔ لیکن کچھ جواب تو میں پہلے لکھ چکا ہوں مزید لکھ رہا ہوں اس لئے کہ کوئی خارجی ناصبی یہ نہ کہے کہ ان باتوں کا جواب نہیں تھا لہٰذا چھوڑ دیا میں الحمد للہ بندیالوی کے اس سہارے کو ایک دھکا لگا دیتا ہوں تا کہ جو سہارے کے لیے دیوار اس نے بنائی وہ بھی گر جائے اور اس کالے چور کی چوری سب کے سامنے آ جائے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے بندیالوی کی خام خیالی جناب حسین مدنی صاحب تک حقیقت میں نہ پہنچی تھی بلکہ اپنے روحانی پیشوا محمود عباسی کی تقلید کا سہارا پکڑ کر جناب حسین مدنی صاحب پر الزام جڑ دیا کہ انہوں نے یزید کی شان میں اتنے اچھے الفاظ لکھے ہیں لہٰذا میرا موقف ثابت ہو گیا۔

بندیالوی کی خیانت اور بددیانتی پکڑی گئی:۔

شیخ بندیالوی کو چونکہ جھوٹ گھڑنے کی عادت ہے تقریر و تحریرات میں اسی لیے ظلم کمایا جہاں سے سہارا تلاش کیا اس کے ساتھ ہی انہی باتوں کا رد لکھا ہوا ہے اصل میں حسین مدنی صاحب تو یزید کا صحیح طور پر محاسبہ کرتے ہوئے لکھ رہے تھے اور آگے رد لکھ بھی دیا تھا لیکن اس نے یزید کی چاپلوسی کرتے ہوئے اپنے ہی مولوی پر الزام جڑ دیا اب پڑھیے علامہ نے جو حقائق لکھے ہیں۔ بندیالوی کی

عبارت جہاں ختم ہوئی اس کے ساتھ معاً لکھا ہے

اس کے فسق و فجور کا علانیہ ظہور ان (معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے نہ ہوا تھا اور خفیہ جو بداعمالیاں وہ کرتا تھا اس کی اطلاع ان کو نہ تھی

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ا ص ۲۵۰ طبع دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور، شہید کربلا اور یزید ص ۶ ۷ طبع ادارہ اسلامیات لاہور از قاری طیب دیوبندی)

نیز یزید کا محاسبہ کرتے ہوئے حسین مدنی لکھتے ہیں:۔

پھر یزید کا بعد از ظہور فسق و فجور وہ حال ہی نہیں رہا تھا جو ابتداء میں تھا یعنی اس کے اعمال شقیقہ درجہ کفر کو اگر پہنچ گئے تھے جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کی رائے ہے تب تو وہ یقیناً معزول عن الخلافۃ ہو ہی گیا تھا اب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ جنگ خروج ہی نہیں شمار ہوسکتا۔ اور اس کی حرکاتِ ناشائستہ درجہ کفر کو پہنچی تھیں (جیسا کہ جمہور کا قول ہے) تو اول یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے ممکن ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہی ہو جو کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کی ہے۔ علاوہ ازیں فاسق ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ اس وقت تک مجمع علیہ نہیں ہوا تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین کی رائے یہ تھی کہ وہ معزول ہو گیا اور اس بنا پر اصلاحِ امت کی غرض سے انہوں نے جہاد کا ارادہ فرمایا پھر باوجود اس کے خلع کا مسئلہ تو آج بھی متفق علیہ ہے یعنی اگر خلیفہ نے ارتکاب فسق کیا تو اصحاب قدرت پر اس کو عزل کر دینا اور کسی عادل متقی کو

خلیفہ کرنا لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے عزل اور خلع سے مفاسد مصالح سے زائد نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے اتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے وہ اپنی بیعت پر قائم رہے اور اہلِ مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سبھوں نے خلع کیا جس کی بنا پر وہ قیامت خیز واقعہ حرہ نمودار ہوا۔ جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین حرہ کو شہید نہیں کہا جائے گا۔ پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل کوفہ کے مواعید پر مطمئن ہوئے بالخصوص حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطوط کے بعد جن میں پورا اطمینان اہل کوفہ کی طرف سے دلایا گیا تھا۔ اس لئے ان کا ارادہ جہاد یقیناً صحیح تھا اور خلع کرنے اور خروج کرنے میں کسی طرح باغی قرار نہیں دیے جا سکتے۔

ان کو صاف نظر آرہا تھا کہ اس حالت میں مفاسد کا قلع قمع ہو جائے گا اور خلل بہت کم ہوگا اپنی ظفر مندی کے لیے مطمئن تھے۔ پھر آپ اس کو بھی نظر انداز نہ فرمائیں کہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اہل کوفہ نے غدر کیا ہے اور مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے اور یزید کی فوج یہاں آ پہنچی ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ میں کوفہ نہیں جاتا اور نہ تم سے لڑنا چاہتا ہوں مجھ کو مکہ معظمہ واپس جانے دو۔ دشمن اس پر راضی نہ ہوا اور اصرار کیا کہ اس (یعنی عبیداللہ بن زیاد) کے ہاتھ پر یزید کے لیے بیعت کریں آپ نے فرمایا کہ اگر مکہ معظمہ واپس نہیں جانے دیتے تو مجھ کو چھوڑ دو کسی دوسری طرف چلا جاؤں گا۔ وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا

کہ اچھا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں خود اس سے گفتگو کرلوں گا۔ وہ اس پر بھی راضی نہ ہوا اور جنگ یا بیعت پر مصر رہا۔ یہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ ہر طرح مجبور و مظلوم قتل کیے گئے ہیں اگر اس کے بعد بھی شہادت میں کلام کیا جائے تو تعجب خیز نہیں تو کیا ہے۔

(مکتوباتِ شیخ الاسلام ج اص ۲۶۹۔۲۶۸ طبع مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۹۸ طبع مکتبہ شہید لاہور)

(یزید اکابر علمائے دیوبند کی نظر میں ص ۲۹)

قاری ضیاء الحق دیوبندی لکھتے ہیں:۔

حسین مدنی کی ان تصریحات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے نمبر ا: یزید کا فسق ظاہر ہونے کے بعد پہلے جیسا حال نہ رہا۔

نمبر ۲: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید مظلوم ہیں

نمبر ۳: حضرت شیخ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مئوقف کی وضاحت انتہائی جامعیت اور اختصار سے فرمادی ہے کہ کوئی منصف مزاج جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہو مزید اس پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر کے قول کے مطابق اگر یزید کا فسق و فجور درجۂ کفر تک پہنچ گیا تھا تو پھر وہ معزول ہوگیا۔ جس کی بنا پر اس کے خلاف قتال کرنا جائز تھا۔

بصورت دیگر اگر اس کے کرتوت درجۂ کفر تک نہیں پہنچے تھے تو اس صورت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجتہادی رائے یہ تھی کہ وہ اس صورت میں بھی قابل عزل ہے جس کے بعد قتال جائز ہے۔

نمبر۴: ایک تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے کہ بوجہ فسق کے اس کو معزول کرنا اور خلع بیعت ضروری تھا لیکن یہ مشروط ہے فتنہ وفساد نہ ہونے کے ساتھ ایسی صورت میں جبکہ اتنی پیچیدگیاں موجود تھیں صحابہ کرام کے اجتہاد میں اختلاف ہونا ناگزیر تھا۔ حضرت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاص موقف کی بنا پر شہید ہوئے۔ علمائے اہلسنت کے اقوال میں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ درحقیقت مبنی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین اجتہادی اختلاف پر۔ لیکن یہاں پر بات واضح طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اختلاف اس بنا پر نہیں ہوا تھا کہ ان میں سے بعض یزید کو صالح اور عادل سمجھتے تھے اور بعض فاسق وفاجر۔ وجہ یہ ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزید کے خلاف جنگ سے روکا تھا انہوں نے یہ کہہ کر نہیں روکا تھا کہ چونکہ یزید ایک صالح اور عادل شخص ہے لہٰذا آپ اس کی مخالفت ترک کر دیں بلکہ انہوں نے تفریق بین المسلمین کے اندیشے سے منع کیا یا اہل کوفہ پر بوجہ کوفی لایوفی کے عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لیے ان کو روکنا چاہتے تھے تا کہ نقصان نہ اٹھائیں۔

(یزید اکابر علمائے دیوبند کی نظر میں ص ۳۰)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۹۹)

اگر شیخ بندیالوی کی خام خیالی جناب حسین مدنی کی لکھی ہوئی تحریرات تک پہنچی ہوتی تو اس کمبخت کو اتنا بڑا جھوٹ تراشنے کی ضرورت نہ پڑھتی نہ ہی ان کے وقت کا ضیاع ہوتا اور نہ ہی اتنے ورق سیاہ کرنے کی ضرورت پیش آتی اگر یہ جاہل کہے میں نے ان حقائق کو پڑھا تھا تو پھر میں پوچھتا ہوں جان بوجھ کر

جھوٹ کیوں تم نے بولا مزید برآں ان کے مؤقف کے خلاف ان پر بہتان لگا کر خود سزا کا مستحق ہوا۔

بندیالوی کے ہاں یزید خلیفہ راشد تھا اور اس کے نزدیک اس پر تمام امت کا اتفاق رہا لکھتے ہیں

مشہور حنفی عالم ملا علی قاری اسلام کے بارہ خلفاء کے نام گنتے ہوئے تحریر کرتے ہیں چار خلفائے راشدین، معاویہ، یزید، عبدالملک بن مروان ان کے چار لڑکے اور عمر بن عبدالعزیز۔ شرح فقہ اکبر

ماضی قریب کے مشہور مؤرخ علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں

حافظ ابن حجر ابو داؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنوامیہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا اجتماع رہا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یزید، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز اور ہشام

(سیرت النبی ص ۶۰۴ ج ۳)......(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۹ طبع سرگودھا)

اس اعتراض کا جواب میں الحمدللہ لکھ چکا ہوں امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سراسر بہتان ہے نہ ان کا یہ نظریہ ہے انہوں نے صاف یزید کو فاسق و فاجر لکھا ہے با حوالہ گزر چکا اب دیکھنا یہ ہے کہ شیخ بندیالوی کا یہ اعتراض قرآن و حدیث و علماء و محدثین کے نزدیک خلافت کہاں تک تھی اور خلفائے راشدین میں کون کون شامل ہیں اب الحمدللہ اس کا جواب لکھتا ہوں۔

خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت:۔

احادیث نمبرا:۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خلافت نبوت تیس سال رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا کر دے گا۔ حضرت سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر کے دو۲ سال شمار کرو اور حضرت عمر کے دس سال۔ حضرت عثمان کے بارہ سال اور حضرت علی کے اتنے سال (یعنی پانچ سال نو ماہ اور چھ ماہ حضرت حسن کی خلافت رہی) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۲ طبع مجتبائی لاہور، کتاب المہدی)

(جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع نور محمد کراچی)

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۲ طبع بیروت)

حدیث ۲:۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خلافت تیس سال ہو گی اس کے بعد ملوکیت ہو گی

(جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع کراچی)

(کنز العمال ج ۶ ص ۸۷ طبع بیروت)

حدیث ۳:۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بارہ خلیفہ ہونے تک اسلام غالب رہے گا پھر آپ نے ایک کلمہ فرمایا جس کو میں نہیں سمجھ سکا میں نے اپنے والد سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا فرمایا۔ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا سب قریش سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم ج ۲ کتاب الامارة رقم الحدیث ۴۵۹۴ باب ۶۲۲ والخلافة فی قریش)

(سنن ابوداؤد ج ص ۲۳۲ طبع مجتبائی لاہور

تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۴۱ طبع ضیاء القرآن لاہور

(جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع کراچی)

خلافت راشدہ کے متعلق تردد کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث نے واضح کر دیا کہ تیس سال رہے گی وہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مکمل ہے اب رہا یہ کہ ۱۲ خلفاء کون ہیں ان کی وضاحت ضروری ہے کیونکہ بندیالوی نے اپنا سہارا اسی سے پکڑنے کی کوشش کی۔

علامہ مفتی رافعی حنفی مصری لکھتے ہیں بمعہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ:

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ خلافت نبوت تیس سال رہی ہے اس کے بعد جو حکمران تھے وہ خلفاء نہیں تھے بلکہ ملوک اور امراء تھے اور اگر یہ اشکال ہو کہ امت کے ارباب حل وعقد خلفاء عباسیہ کی خلافت پر متفق رہے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں خلافت نبوت سے خلافت کاملہ مراد ہے جن سے حق میں بالکل عدول نہ ہو اور خلافت راشدہ کے بعد ایسی خلافت کبھی ہوئی اور کبھی (بلکہ اکثر) نہیں ہوئی کیونکہ (صرف) مہدی عباسی کے بارے میں

یہ وارد ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ تھا اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ خلفاء عباسیہ پر لغوی اعتبار سے خلیفہ کا اطلاق ہوتا تھا نہ کہ حقیقت شرعیہ کے اعتبار سے

(شرح فقہ اکبر ص ۱۶۳ طبع مصطفیٰ البابی مصر)

(ردالمختار ج ا ص ۶۸ طبع مصر)

واضح ہو گیا کہ شیخ بندیالوی نے جھوٹ بولا ملا علی قاری کا نام استعمال کر کے دعویٰ کیا تحقیق کا ہم نے الحمد للہ اس خارجی کی تحقیقات پر پانی پھیر دیا ملا علی قاری کے قلم سے

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ جب تک حکمران سنت کے مطابق عمل کرتے رہے تو ان کی حکومت خلافت تھی اور جب انہوں نے سنت کی مخالفت کی تو پھر وہ خلفاء نہیں رہے بلکہ وہ ملوک (بادشاہ) تھے اگر چہ ان کا نام خلیفہ ہوتا تھا

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۱۴۲ طبع داراحیاء بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اصول پیش کر دیا جو سنت کے خلاف وہ خلیفہ نہیں تو یزید فارغ ہو گیا کیونکہ حدیث میں ہے یزید سنت کو ختم کرنے والا دین میں رخنہ ڈالنے والا ساتھ ہی بندیالوی کا صفایا ہو گیا

پھر کہا چاہے ان کا نام خلیفہ ہی کیوں نہ ہو وہ بادشاہ ہیں اس بات سے بھی یزید فارغ ہو گیا۔

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

سید جمال الدین کہتے ہیں کہ جامع ترمذی میں ہے میرے بعد میری امت میں تیس ۳۰ سال تک خلافت رہے گی اس کے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوگی۔ اس حدیث کو امام احمد، امام ترمذی، امام ابو یعلیٰ اور امام ابن حبان نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور ملوکیت شام میں ہوگی اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ خلافت حقیقتاً وہی ہوگی جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شہر میں ہو کیونکہ جمہور صحابہ اور ارباب حل وعقد مدینہ میں تھے اور کسی اور جگہ کے ارباب حل وعقد کا اعتبار نہیں ہے اس کے بعد غلبہ سے جو حکومتیں قائم ہوئیں وہ ملوکیت تھیں کیونکہ عام مسلمانوں کا نظام قائم کرنے کے لئے حکومت کی ضرورت ہے تا کہ فتنہ اور فساد برپا نہ ہو۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۱۴۳ طبع دار احیاء التراث بیروت)

جناب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایات وحقائق کا خلاصہ یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد حکمران تھے وہ صرف بادشاہ تھے اور اگر کسی کو خلیفہ کہا گیا تو وہ صرف لغوی معنی میں خلیفہ تھے اور حقیقت میں وہ ملوک سلاطین تھے۔ بہر حال ان حقائق کو پڑھ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ بندیالوی نے سراسر جھوٹ گھڑا اور بہتان لگایا ملا علی قاری پر ان کا قطعاً یہ نظریہ نہیں کہ یزید خلفاء میں شامل ہے یہ بندیالوی جیسے شاطر کا ہی کام ہے کہ ایک ظریہ اپنی طرف سے گھڑ کر ملا علی قاری کے ماتھے جڑ دیا۔

شیخ بندیالوی کے اعتراض کا جواب الحمد للہ مکمل ہو گیا لیکن مزید ایک

قرض چڑھا دیتا ہوں پڑھیے

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

بارہ خلفاء یہ ہیں جو احادیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے ان کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب جواب لکھا ہے کہ...... بارہ خلفاء سے ایسے خلفاء مراد ہیں جو نیک مسلمان اور عادل تھے اور حق اور انصاف پر عمل کرتے تھے اگر چہ یہ خلفاء متصل اور متوالی نہیں تھے اور ان کے درمیان فترت اور انقطاع آتا رہا۔ یہ بارہ خلفاء تمام مدت اسلام میں پورے ہوں گے۔ اس صورت میں ان کی تفصیل یہ ہوگی۔ حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت حسن حضرت معاویہ حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عمر بن عبدالعزیز مہدی عباسی طاہر عباسی اور دو خلیفہ منتظر ہیں ان میں سے ایک مہدی ہیں جن کا اہل بیت سے ظہور ہوگا۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۱ طبع القاہرہ مصر) تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰ ۔ ۱۴۱ طبع ضیاء القرآن لاہور)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:۔

یہ مخفی نہ رہے کہ بنو امیہ کے خلفاء درحقیقت ملوک (بادشاہ) تھے جو غلبہ سے حکمران بن گئے تھے اور متغلب کا نماز اور جمعہ پڑھنا اور دیگر کار حکومت انجام دینا ضرورت کی بناء پر صحیح ہے اور صحت نماز کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ امام عادل ہو۔ اور جب کوئی شخص غلبہ اور جبر سے حاکم بن جائے تو یہ فرض کیا جائے گا کہ خلیفہ (امام عادل) موجود نہیں ہے یا موجود تو ہے لیکن ظالموں کے غلبہ کی وجہ سے حکمرانی پر قادر نہیں ہے یہ محقق ابن ہمام کی عبارت ہے جو مسائرہ سے نقل کی گئی

ہے۔

(ردالمختار ج ا ص ۵۱۲ طبع عثمانیہ استنبول)

علامہ شامی نے فقہاء احناف کے حوالے دے کر مسئلہ واضح کر دیا کہ بنو امیہ غلبہ سے یا جبر سے حاکم بن گئے تھے حقیقت میں وہ خلفاء نہ تھے بندیالوی کو یزید کی محبت کا بھوت چڑھا ہوا ہے اس لیے وہ یزید کو خلیفہ بنانے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ علمائے احناف تمام بنو امیہ کو خلیفہ نہیں مانتے۔ بلکہ حاکم اور بادشاہ لکھ گئے ہیں اس نے پڑھا ہوتا تو شائد یہ شور نہ مچاتا۔

سید سلیمان ندوی کا نظریہ یزید علیہ ما علیہ کے بارے......

اسلام کو تباہ کرنے والا یزید

نوخیز حکمرانِ قریش کے ہاتھوں اسلام کی تباہی:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن مخصوص اصحاب کو اسلام کے مستقبل سے باخبر کر دیا تھا ان میں ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت کی بربادی قریش کے چند نوخیزوں کے ہاتھ سے ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو سب کو نام بنام گنا دوں یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح نکلی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کا سیاسی طوفان اُن کی شہادت پر پھر جمل کی لڑائی یہ سب چند نوخیز قریشی رئیس زادوں کے بے جا امنگوں کے نتائج تھے جیسا کہ عام تاریخوں میں مسطور ہے اور صحیح بخاری میں

ہے کہ راوی کہتا ہے ہم نے شام جا کر بنی مروان کو دیکھا تو ان کو اسی طرح نوخیز نوجوان پایا۔

یزید کی تخت نشینی کی بَلا اسلام پر:۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبارو نکبت کی اولین شب ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایتیں ہیں مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو اور دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک اس پر ایسے حکمران نہ ہولیں۔ حاکم میں ہے کہ آپ نے فرمایا عربوں پر افسوس اس مصیبت سے جو ۶۰ھ کے آغاز پر قریب آئے گی۔ امانت لوٹ کا مال اور صدقہ وخیرات جرمانہ اور تاوان سمجھا جائے گا اور گواہی پہچان سے دی جائے گی اور فیصلے ہوا وہوس سے ہوا کریں گے۔

بیہقی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بازار میں یہ کہتے جاتے تھے کہ خداوندا میں ۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت کا زمانہ نہ پاؤں۔ خدا نے ان کی یہ دعا قبول کی اور ۵۹ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(سیرت النبی ج ۳ ص ۳۹۲ طبع دار الاشاعت ایم اے جناح روڈ کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۳)

یہ حقائق جو سلیمان ندوی نے یزید علیہ ما علیہ کی مذمت میں لکھے ہیں انصاف پسند آدمی ان کو پڑھ لینے کے بعد یہ کبھی بھی نہ کہے گا کہ ان کے ہاں یزید

نیک متقی تھا یا اس کی خلافت خلافت راشدہ تھی بندیالوی نے چوہے کی طرح عبارتیں اپنے مقصد کی نقل کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سلیمان ندوی نے یزید کی تعریف کی حالانکہ جہاں سے بندیالوی نے عبارت لی اس کے چند صفحات بعد یہ عبارت موجود ہے جس میں انہوں نے کہا یزید اسلام کو تباہ کرنے والا تھا اور جس دن یزید پلید تخت نشین ہوا وہ پہلی شب اسلام کے سیاسی مذہبی اخلاقی روحانی۔ ادبار و نکبت کی پہلی شب تھی اس کمبخت کو کون سمجھائے کہ ادبار نکبت کا کیا معنی ہے پڑھیے فیروز اللغات اردو کی بہترین ڈکشنری ہے اس میں لکھا ہے ادبار کا معنی بدنصیبی، بداقبالی نحوست' فیروز اللغات ص ۷۷۔ ا۔ د طبع دہلی جدید اور نکبت کا معنی افلاس، بدحالی لکھا ہے۔ فیروز اللغات س ۱۳۷۳۔ ن۔ ک اب مطلب جو سلیمان ندوی نے بیان کیا وہ یہ کہ یزید جس دن تخت نشین ہوا وہ پہلی شب اسلام کے لیے بدنصیبی اور نحوست کی شب جب پہلی یہ تھی تو آگے اندازہ کریں ندوی صاحب کے نزدیک کیا ہوگی جب یزید نے ظلم کیے امام حسین اور ساتھیوں پر مدینہ شریف اور مکہ شریف کی توہین کی تو پھر کیا ہو گیا گویا یزید کے دور میں ندوی صاحب کے نزدیک لوگوں میں لڑائی جھگڑے بھی ہوئے۔

نحوستِ یزید نے لوگوں کو تنگ بھی کیا اور لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے بدحال ہوئے یہ تھی نحوست یزید کی سلیمان ندوی صاحب نے جو بیان کی لیکن بندلوی صاحب پر چونکہ توہین صحابہ واہلبیت کا غلبہ اور اسلام دشمنی تھی اس لیے وہ اصل حقائق سمجھنے سے قاصر رہے مزید برآں یہ کہ ندوی صاحب نے احادیث سے ثابت کیا کہ جن چھوکروں سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم کیا وہ یزید چھوکرا ۶۰ھ میں تخت نشین ہوا میں پوچھتا ہوں ارے ظالم یہ

تو بتا سن ساٹھ سے حدیث میں چھوکروں کی حکومت سے پناہ کا حکم کہا گیا تو صاف ظاہر ہے سن ساٹھ میں یزید جیسے چھوکرے کو حکومت ملی اور کسی کو نہ ملی تو پھر یزید ہی سے پناہ مانگنے کا حکم ثابت ہوا بندیالوی صاحب تمام احادیث کو پس پشت ڈال کر کہاں جا نکلے فاعتبروا یا اولی الابصار

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

شیخ موصوف نے اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۳ پر شیعوں کو کچھ تبرک پیش کیا وہ غلط ہے یا صحیح وہ دونوں جانے آگے لکھتے ہیں علاوہ ایں یہ واقعہ اور حادثہ اس لحاظ سے بے حد نازک بھی ہے کہ ایک طرف نواسۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، جگر گوشہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، فرزندِ علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محبوب سید الانبیاء حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے اور دوسری جانب امیر المومنین خال المسلمین، فاتح شام وقبرص حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند یزید کی شخصیت ہے جس کے ہاتھ پر سینکڑوں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کئی ازواجِ مطہرات نے بیعت کی ہے...... نیز اس سے قبل لکھا ہے۔ اس حقیقت سے بھی کوئی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا کہ جتنا جھوٹ اس واقعہ کے بارے میں بولا اور تحریر کیا جاتا ہے شاید کسی واقعہ میں اتنا جھوٹ بولا اور لکھا گیا ہو اور جتنی مبالغہ آرائی کربلا کے واقعہ میں غیر ذمہ دار واعظین و نااہل مصنفین نے کی ہے وہ ایک ریکارڈ ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۳۲۔ از بندیالوی طبع سرگودھا)

شیخ موصوف لکھتے ہیں جتنا جھوٹ اس واقعہ کے بارے میں لکھا اور بولا

جاتا ہے میں کہتا ہوں آپ بھی انہیں جھوٹ بولنے اور لکھنے والوں کے ساتھ مل گئے آپ کو تو ہے ہی جھوٹ بولنے اور لکھنے کی عادت آپ نے تو اکثر مصنفین پر جھوٹے الزام گھڑے ہیں اور اپنی تقاریر میں بھی تم یہی کچھ کرتے رہتے ہو اگر باقی نااہل واعظین و مصنفین بنے تھے تو کم از کم آپ اس کے خلاف سچ لکھتے اور بولتے تو ہم کہتے آپ اہل ہیں لیکن آپ نے تو نااہلی کی انتہا کر دی اور مبالغہ آرائی کی بھی کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی آپ نے تو سب سے ایک قدم آگے بڑھ کر جھوٹ بولنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے آپ کو کون سمجھائے یہاں بندیالوی صاحب نے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ بے حد خطرناک معاملہ ہے کہ ایک طرف جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوسری طرف صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بیٹا یزید ہے لیکن بندیالوی صاحب پر یہ حماقت ایسی چھائی کہ یزید کی محبت میں اندھے ہو گئے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہو گئے حقیقت میں یزید کو بڑھانا ہی اہلبیت کے ساتھ بغض کی علامت ہے اور توہین اہلبیت ہے اور یزید کا موازنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا و کرانا بھی توہین اہلبیت ہے اسلیے کہ یہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں جبکہ یزید مبغوض ہے۔

بندیالوی صاحب نے نہ اپنے علماء سے پوچھا نہ ہی ان کو پڑھا۔ اسی لیے گمراہی کے راستے پر جا نکلے ہیں چلیے میں ان کی رہنمائی کرتے ہوئے پیش کر دیتا ہوں تا کہ پڑھ کر فوراً توبہ کر لیں۔

یزید صحابی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بچ نہیں سکتا

ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں:۔

کچھ لوگ واقعہ کربلا کی سنگینی کو کم بلکہ ختم کرنے کے لئے یزید اور شمر کی

بنو ہاشم کے ساتھ قرابت داری کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہ حادثہ فتنہ پردازوں کی سازش کی وجہ سے ہوا ورنہ قاتلین و مقتولین تو ایک دوسرے کے قرابت دار تھے ان کے درمیان ایسا کشت خون کیسے ہو سکتا تھا۔

یہ لوگ بھی کیا سادہ ہیں یزید کے دفاع میں بھول گئے کہ اس سرزمین پر پہلا قتل بھائی کے ہاتھوں بھائی کا ہوا...... سیدنا یوسف علیہ السلام کو کنویں میں سگے بھائیوں نے پھینکا ابو جہل، ابولہب اور قبول اسلام سے پہلے ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جو کچھ ناروا سلوک کیا وہ تمام تر رشتہ داری کے باوجود کیا۔

اب رشتہ داری کی بنیاد پر جیسے انہیں بری الذمہ قرار دینے کی بات حماقت اور جہالت ہے اسی طرح یزید کو بھی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے بری قرار دینا پرلے درجے کی سفاہت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حسد کی آگ ہمیشہ رشتہ داروں اور دوستوں میں بھڑکتی ہے بیگانوں کو تو خبر ہی نہیں ہوتی خاص طور پر انسان جب اقتدار کی حرص میں مبتلا ہو جائے تو سب رشتوں ناطوں کو فراموش کر دیتا ہے۔ عباسی، عثمانی اور مغل ادوار میں کتنے واقعات ملتے ہیں کہ اقتدار کی خاطر ماں، باپ نے اولاد کو اور اولاد نے ماں باپ کو اور بھائیوں نے بھائیوں کو قتل اور قید کیا۔ اس لیے رشتہ داروں کی وجہ سے یزید اور شمر نہ صرف یہ کہ اس جرم سے بری نہیں ہوتے بلکہ سانحۂ کربلا کا ایک بڑا سبب یہی رشتہ داری تھا۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۹۱ طبع شالامار باغبان پورہ لاہور)

پھر شیخ بندیالوی نے ایک جھوٹ اور گھڑا اسینکڑوں جلیل القدر صحابہ نے

اور کئی ازواجِ مطہرات نے یزید کی بیعت کی اس کا جواب یزید کی ولی عہدی کے باب میں گزر چکا مزید میں پوری خارجیت و ناصبیت کو چیلنج کر کے کہتا ہوں سینکڑوں جمع کا لفظ ہے جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے تین سو جلیل القدر صحابہ کی بیعت کسی معتبر کتاب سے ثابت کرو فی حوالہ فقیر ان شاء اللہ ایک ہزار روپے دینے کا علان کرتا ہے اور کئی ازواج بھی جمع ہے یہ بھی ثابت کرو ان شاء اللہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا۔

میں کہتا ہوں بندیالوی کو چاہیے تھا کہ اس بات کو ثابت کرتے اور دلائل دیتے کہ فلاں فلاں ازواج نے یزید کی بیعت کی اور اتنے سو صحابہ کرام نے بیعت کی پھر ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف کے قلم میں کتنی قوت اور حقانیت ہے لیکن صرف اپنی ناصبیت کے نشہ میں لکھ دینا کافی نہیں نہ ہی کوئی مانتا ہے۔

حضور کے رشتہ کا خیال رکھنے سے آپ خوش ہوتے ہیں

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل:۔

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں.

حدیث شریف میں ہے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مناقشہ ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت کلمات کہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کیا کہا ہے۔ میں نے اکو جواب دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے ان کے آپ سے قرب اور رشتہ کا پاس کیا اور میں رک

گیا آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تم پر رحم کرے ان عم الرجل صوابیہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے:۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۷۵۸ طبع بیروت ابواب المناقب)

(مسند احمد ج ا ص ۲۰۷ طبع)

(المستدرک الحکم ج ۳ ص ۳۳۳ طبع بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتہ کا خیال نہ رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اسلم قاسمی دیوبندی کے قلم سے:۔

جنگ بدر کے قیدیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے لوگوں نے ان کی رسی بہت سخت کر کے باندھی تھی جس کی وجہ سے حضرت عباس مسلسل کراہتے رہے ان کی اس تکلیف کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات بھر بے چین اور بے خواب رہے (یعنی نیند نہ آئی) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کس لئے رات بھر جاگتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ عباس کی کراہتوں کی وجہ سے اسی وقت ایک شخص اٹھا اور اس نے حضرت عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دیں ساتھ ہی انہوں نے دوسرے تمام قیدیوں کی رسیاں اور بندشیں بھی ڈھیلی کر دیں۔

(سیرت حلبیہ ج ۲ نصف آخر ص ۸۰ طبع دار الاشاعت کراچی)

اب میں ان خارجیوں ناصبیوں سے پوچھتا ہوں کہ حضرت عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے صرف خونی رشتہ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نیند نہ آئی مزید برآں یہ کہ ان پر پانی بند نہیں کیا گیا بھوکا پیاسا نہیں رکھا گیا موت کا خدشہ بھی نہ تھا رہا کرنا تھا لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پریشان رہے اور اتنے کہ ساری رات نیند نہ آئی حالانکہ آپ جگر گوشۂ رسول نہیں تھے بلکہ اس وقت سخت دشمن تھے اسلام اور بانی اسلام کو مٹانے کے لئے آئے تھے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے آپ کی یہ حالت ہوئی ادھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دیکھئے کتنے دنوں کے بھوکے پیاسے رکھ کر آپ پر ظلم کیا گیا تھا جن کے بارے میں فرمایا سید شباب اہل الجنۃ یہ بھی فرمایا جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے دی فضائل کے باب میں ان شاء اللہ با اسناد پیش کروں گا جب ان کو شہید کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس وقت کیا حالت ہوگی میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مزارِ پرانوار میں ان یزیدیوں نے تڑپا دیا اور پریشان کر دیا چنانچہ حدیث میں ہے حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے گرد آلود ہاتھ مبارک میں خون بھری بوتل ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جو میں آج صبح سے اٹھاتا رہا ہوں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں اس تاریخ دن کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت شہید کئے گئے تھے۔

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۳۴ واز مولوی اسحاق دیوبندی طبع ملتان)

(مشکوۃ شریف مناقب اہل بیت الفصل الثالث رواہ البیہقی واحمد)

(ترمذی شریف ابواب المناقب ص ۷۳۱ مترجم لاہور ج ۲)

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۵)

(مسند احمد ج ۱ ص ۴۴۴ شیخ احمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۷ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۱ طبع بیروت)

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۹۴۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا، المستدرک ج ۶ ص ۳۱۴)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۳۰۸ مترجم طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۵۲۲ طبع لاہور)

(احیاء العلوم باب مناجات)

اب میں کہتا ہوں اے یزید یو تم کس منہ سے یزید کا دفاع کرتے ہو یزید کا دفاع کر کے تم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزار میں پریشان کرتے ہو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرتے ہو یہ سب کچھ کر کے تم خدا عزوجل کی لعنت کے مستحق بنتے ہو میں دعا کرتا ہوں اللہ تم کو ہدایت عطا فرمائے۔

گستاخ اور بے ادب فرقے کو بتا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنّی داستانِ اہلبیت
اہلبیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں......لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

حقیقت میں بندیالوی نے یزید کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں کھڑا کر کے امام کی اور اہلبیت کی توہین کی ہے ان حقائق پر غور کریں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے رشتہ کا لحاظ کیا آپ ان پر خوش

ہوئے اور فرمایا تو نے میرے باپ کی عزت کی ہے ثابت ہوا کہ آپ کے رشتہ داروں کو تنگ کرنے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے یزید نے صرف تنگ نہیں کیا بلکہ شہید کروایا وہ بھی ظلم کے ساتھ۔

اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور دوستوں سے دوستی کرو:

ان حالات واقعات مع احادیث مبارکہ سے یہ بات عیاں ہے کہ یزید اور اس کے ساتھی اللہ عزوجلا اور اس کے محبوب ﷺ کے دشمن ہیں اور اہلبیت عظام وصحابہ کرام کے گستاخ ودشمن ہیں لہٰذا ایسے دشمنوں کے ساتھ ہمیں بھی دشمنی رکھنے کا حکم ہے کیونکہ یہ افضل الاعمال ہے۔

حدیث:

یعنی عملوں میں سے افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۶۴ا باب حجانبہ اہل الاھوا۔ ابوداؤد مترجم ج ۳ ص ۴۳۱ و ۴۵۸ طبع فرید بک لاہور۔

حدیث ۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ایک رات آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یوں دعا کی اے اللہ ہمیں ہدایت یافتہ ہدایت دینے والا بنا گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے والے نہ بنا تو ہمیں اپنے دوستوں سے صلح کرنے والا اور اپنے دشمنوں کا دشمن بنا تیری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کریں

جو تیرے محبّ ہیں اور تیرے دشمنوں کے ساتھ عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔ ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۷۹ باب مایقول اذا قام من اللیل حسب ضرورت ترمذی شریف مترجم ج ۲ ص ۵۸۴ طبع فرید بک لاہور۔ میں پہلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل لکھ چکا ہوں۔

لہٰذا مسلمان کو چاہے قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہوئے آپ کی سنت پر چلتے ہوئے اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی کریں اوران کے دوستوں سے دوستی کریں یہی ایمان ہے محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض وعداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں وہ محبت محبت ہی نہیں بلکہ دھوکہ ہے فریب ہے۔

میں بندیالوی اینڈ کمپنی کو کہوں گا یزید دشمن اہلبیت ودشمن صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ اللہ ورسول کا بھی دشمن ہے لہٰذا ایسے دشمن دین سے بچو اور مسلمانوں کو بچاؤ اور اپنے آپ کو خدا کے قہر وغضب سے بچاؤ ورنہ ان شاءاللہ تمہیں ضرور جہنم کے دروغوں کے چھترول برداشت کرنی پڑے گی۔

شیخ موصوف کی خرافات پڑھیے:۔

واقعہ کربلا کے سلسلہ میں کذب وافتراء اور مبالغہ آرائی کے ساتھ جو ظلم و ستم کے واقعات بیان ہوتے ہیں اور جو دکھ بھری داستانیں سنائی جاتی ہیں۔ ان کا ذمہ دار بھی یزید کو ٹھہرایا جاتا ہے...... سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا قاتل بھی یزید ہی کو سمجھا جاتا ہے...... پانی بند کرنے...... خیموں کو

آگ لگانے اور خواتین کی بے حرمتی کرنے کی تمام ذمہ داری بھی یزید پر ڈالی جاتی ہے رطب و یابس جمع کرنے والے مؤرخین تاریخ کی تاریکیوں میں گم ہو کر اور کذاب راویوں پر اعتماد کر کے بغیر پرکھے ورق سیاہ کرتے رہے اور پھر بعد میں آنے والے علما اور واعظین نے آنکھیں بند کر کے مؤرخین کی بے سند اور بے سرو پا روایات کو وحی کا درجہ دے کر قبول کر لیا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۳۳ ۔ از بندیالوی طبع سرگودھا)

قارئین غور فرمائیں شیخ موصوف نے کس طرح ہر ایک کو جھٹلانے کی داستانیں گھڑی ہیں اگر تاریخ والے اس کے نزدیک ورق سیاہ کر گئے ہیں تو میں پوچھتا ہوں آپ نے کیا کیا آپ نے جو سب کا انکار بھی کیا جھٹلایا بھی تو آپ نے اپنی کتاب کے ورق سفید کیے یا ان سے چار قدم آگے بڑھ کر سیاہ کیے اور ایک نئے فتنے کو فروغ دیا یزید کی حمایت کر کے پھر بندیالوی بلّی کی طرح جس طرح اس کو ہر وقت چھیڑے کی دھن رہتی ہے اسی طرح ہر جگہ اور ہر واقعہ سے یزید کو بچانے کی فکر لگی ہے میں کہتا ہوں ان تمام حالات واقعات کا ذمہ دار یزید کو کیوں نہ ٹھہرائیں اصل مجرم ہی یزید ہے اگر نہیں تو میں کہتا ہوں نعمان بن بشیر جو پہلے گورنر کوفہ تھے یزید نے ان کو کوفہ سے کیوں معزول کیا ان کا کیا قصور تھا وہ بتایا جائے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ ان کا اہلبیت کے بارے نرم رویہ تھا تو یزید نے ایک بدمعاش عبیداللہ بن زیاد کو وہاں بھیج دیا حالانکہ یزید اس کو پہلی جگہ سے بھی معزول کرنا چاہتا تھا لیکن جب کوفے کی طرف امام مسلم کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھیجا تو یزید نے فوراً اس بُرے کو کوفہ بھیج دیا۔ اگر یزید کا قصور نہیں تھا تو عبیداللہ بن زیاد کو اس نے کیوں بھیجا اس کی وجہ بتائی جائے

تاریخی روایات کے بارے قاری طیب دیوبندی کی تصریحات اور اصول پڑھیے اور جو اہلسنت کی عظمت ظاہر کریں وہ قبول باقی مردود

اس سلسلہ ادب واحترام میں جہاں تک روایتی حیثیت کا تعلق ہے۔ ہم اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح وثنا اور عظمت و بزرگی پر زور دے کر ان کی شان میں ہر بے ادبی اور نکتہ چینی کو ناجائز ٹھہرا رہے ہیں تو اس میں ہماری اصلی حجت کتاب وسنت ہے تاریخی روایتیں نہیں یہ تاریخی روایتیں جو کتاب و سنت کے مطابق ہوں ان کی تشریحات اور مؤیدات ہیں۔ اس لئے ہم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق مقاصد کو عقائد کہا ہے نظریات نہیں۔ ایسے ہی اگر ہم نے یزید کے فسق و فجور پر زور دیا تو اس کی بنیاد درحقیقت کتاب و سنت کے عمومی اشارات ہیں جن کی تعین واقعات اور اربابِ دین و یقین نے کی۔ اس لیے اس کے بارہ میں بھی تاریخی روایتیں جو ان احادیث کی ہمنوا اور ان سے ہم آہنگ ہوں۔ ان کی تشریح اور موئدات کا درجہ رکھتی ہیں اصل نہیں۔ کیونکہ کتاب وسنت کا اشارہ بھی تاریخ کی صراحت سے قوۃ میں بڑھا ہوا ہے۔

اس لئے جو تاریخی روایتیں مدح حسین (وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور قدح یزید کے حق میں ہیں وہ چونکہ وحی کے اشارات کی مئوید ہیں اس لیے قابل قبول ہوں گی۔ اگرچہ تاریخی معیار سے کچھ کمزور ہی ہوں کہ ان کی بڑی قوت کتاب وسنت کی پشت پناہی ہے اور اس کے برعکس مدح یزید اور قدح حسین کی جو روایات کتاب وسنت کے اشارات کے مخالف سمت میں ہیں بلاشبہ قابل رد ہوں گی۔ اگرچہ تاریخی معیار سے کچھ قوی بھی ہوں کیونکہ ان کی قوت کو مخالفت

کتاب وسنت نے زائل کر دیا ہے۔ اندریں صورت مدح حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قدح یزید کی روایات کو سبائی روایات کہہ کر رد کر دینا اسی وقت کارگر ہو سکتا ہے جب مدعا کا ان پر مدار ہو اور جبکہ وہ مئویدات کے درجہ کی ہیں تو قوی کی تائید میں ضعیف کا کھڑا ہونا کسی حالت میں بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتا کتاب وسنت کے رخ پر کافر کا قول بھی حجت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۹۹ طبع لاہور)

بندیالوی صاحب ایسے جاہل ہیں کہ تاریخ کے اصول بھی نہیں جانتے اس لئے کہ یزید کی محبت میں ہر اصول کے اوپر پانی بہا دیتے ہیں اللہ ایسے خارجیوں کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

شیخ بندیالوی کا روایوں کو جھٹلانے کا انداز پڑھیے:۔

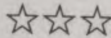
ابو مخنف شیعہ کی من گھڑت کذاب روایات کو قبول کرتے ہوئے مکھی پہ مکھی مارنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تو آج تک جاری وساری ہے۔

مقام حیرت وافسوس ہے کہ کسی نے یہ تک سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے والے کون تھے۔ دعوت دینے والے کون تھے خط بھیجنے والے کون تھے پھر قتل کرنے والے خبیث الفطرۃ کون تھے خیموں کو آگ کس نے لگائی اور مستورات کی بے حرمتی کس نے کی خانوادۂ علی پر پانی بند کرنے والے کون تھے...... اور کیا واقعی پانی بند ہوا بھی ہے کہ نہیں...... تعجب ہے کہ شرارت کرنے والے اور واقعۂ کربلا کے اصل ذمہ دار آج حبِ اہلبیت کا لبادہ اوڑھ کر صاف بچ نکلے اور موردِ الزام ٹھہرایا گیا یزید کو جو دمشق میں

تھا اور پوری زندگی اس واقعۂ فاجعہ پر بے حد متاسف اور غمگین رہا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۳۳۔ از بندیالوی طبع سرگودھا)

ابو مخنف کے بارے میں کچھ جوابات اور اصول میں پہلے لکھ چکا ہوں مزید ان شاء اللہ آگے جا کر لکھوں گا یہاں اس بات کا جواب لکھتا ہوں کہ بندیالوی صاحب نے جو یہ کہا وہ خبیث الفطرت کون تھے۔ بندیالوی صاحب تو سارا جرم پھینکتے ہیں اہل کوفہ پر باقی جو بچہ وہ شیعہ پر گرایا اور یزید کو بچا لیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قصور اہلِ کوفہ کا بھی تھا کہ ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو مال اور گھروں کو بچانے کی خاطر یزیدیوں کے ساتھ مل گئے اہل تحقیق جانتے ہیں مزید جو جاننا چاہتے ہیں وہ پڑھ لیں کہ اہل کوفہ کو ساتھ چھوڑنے پر کس نے مجبور کیا تھا جنہوں نے ساتھ چھڑایا مجرم تو وہ تھے آیئے ان حقائق کو میں اللہ کی توفیق سے لکھتا ہوں۔



باب دھم

واقعات کربلا

واقعہ کربلا کا اصل مجرم یزید اور اس کے بعد یزید کا گورنر عبید اللہ بن زیاد تھا

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون کا مفہوم اور کامل ابن اثیر سے لکھتا ہوں۔ علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی کے قلم سے:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یزید کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان گورنر تھا چنانچہ یزید نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسین بن علی عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے بیعت لے لو مروان بن الحکم نے خط کھولا (جو ولید بن عتبہ کا نائب تھا) امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر موت دیکھ کر انا للہ پڑھا ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کی بابت اس (اپنے نائب) سے مشورہ کیا مروان نے رائے دی کہ اسی وقت وہ لوگ بلائے جائیں اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پیشتر کہ وہ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے انتقال سے واقف ہوں قتل کر دیئے جائیں کیونکہ انتقال امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وقف ہو جانے پر ان میں سے ہر شخص مدعیِ خلافت ہو جائے گا۔

(تاریخ ابن خلدون باب ۲ حالات ۶۰ھ ص ۶۸ ج ۲ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین اب ان حقائق پر غور کریں ان جلیل القدر لوگوں کو قتل کرنے کا مشورہ یزید کا چیلہ مروان بن الحکم دے رہا ہے جس کی مذمت میں احادیث گزر چکی ہیں

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ولید نے بلایا جب آپ گئے مروان بھی بیٹھا ہوا تھا صاحب سلامت ہوئی آپ نے ولید و مروان کا بعد قطع مراسم دوبارہ راہ ورسم اتحاد پیدا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کیا صلح فساد سے بہتر ہے ولید نے یزید کا خط دیا آپ نے پڑھا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی خبر پڑھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر فرمایا خدا مغفرت کرے باقی رہی بیعت اس کی بابت میرے نزدیک یہ مناسب نہیں ہے کہ مجھ جیسا شخص خفیہ طور سے بیعت کر لے اور یہ کچھ موزوں وکافی بھی نہ ہوگا بلکہ جب میں یہاں سے اٹھ کر لوگوں میں جاؤں اور تم ان سب کو بیعت کے لئے بلاؤ گے میں ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی جواب دینے والا ہوں گا۔ ولید کے مزاج میں صلاحیت تھی اس نے اس کو پسند کر کے کہا بہتر ہے تشریف لے جائیے۔ مروان بولا ان کو بغیر بیعت کیے ہوئے نہ جانے دو ورنہ ان سے بیعت نہ لے سکو گے جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا نہ رواں ہوگا اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا اس فقرے کے تمام ہوتے ہی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈانٹ کر کہا تو یا وہ مجھے قتل کرے گا

واللہ تو جھوٹا ہے۔ مروان یہ سن کر دب گیا۔ آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے مروان ولید کو ملامت کرنے لگا ولید نے کہا۔ اے مروان واللہ مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا اگر چہ مجھے تمام عالم کا مال مل جاتا یا میں اس کا مالک بن بیٹھتا۔

(تاریخ ابن خلدون باب ۲ ج ۲ ص ۶۹ طبع کراچی، البدایہ والنہایہ مترجم ج ۸ ص ۲۷۰ نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین یہ مروان وہی ہے جس کی مذمت میں فرمایا گیا چھوکروں سے اللہ کی پناہ مانگو یہ احادیث بحوالہ بیان ہو چکیں شروحات بھی گزر چکیں یہ ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے اور کروانے والے بمعہ یزید۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ سے روانگی:۔

تمام دن یہ لوگ امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو بلا بھیجتا تھا اور آپ نہ جاتے تھے پھر آپ نے آخر میں یہ کہلا بھیجا رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو۔ صبح ہونے دو دیکھا جائے گا ولید خاموش ہو گیا جونہی رات ہوئی آپ مع اپنے لڑکوں، بھائیوں بھتیجوں کے ابن زبیر کی روانگی کی دوسری شب میں مدینہ سے مکہ معظّمہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔

محمد بن حنفیہ کا مشورہ:۔

صرف محمد بن حنفیہ باقی رہ گئے مکہ معظّمہ جانے کی (سوچ) محمد بن حنفیہ ہی نے دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر کے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے ایلچیوں کو اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ میں

روانہ کرو اگر وہ لوگ تمہاری بیعت منظور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمہارے سوا انہوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنا لیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا تمہارے دین یا تمہاری عقل کو مضرت نہیں اور نہ ہی اس میں تمہاری آبرو ریزی ہوگی مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ کہیں تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں اور جس سے بدی کی ابتدا تم ہی سے ہو۔ امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا اچھا ہم کہاں جائیں جواب دیا مکہ جاؤ۔ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو فبہا ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا۔ یہاں تک کہ کوئی امر لوگوں کے اجتماع و اتفاق سے طے ہو جائے امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ آ پہنچے

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی مترجم)

یہ تمام باتیں دیکھیں (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۳-۲۷۴)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۶ طبع دار صادر بیروت)

یہ تھے وہ اصل مجرم جنہوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ سے نکلنے پر مجبور کیا سکھ کا سانس نہ لینے دیا آپ بیعت کرنا نہیں چاہتے تھے اس لیے آپ مجبوراً مکہ چلے گئے کہ شائد وہاں سکون ہو جائے گا کیونکہ مکہ شریف حرمِ خدا ہے لیکن یزید کے چیلوں اور پیغامات نے نہ مدینہ میں سکھ سے رہنے دیا نہ ہی مکہ معظّمہ میں اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ محمد بن حنیفہ بھی یزید کے خلاف تھے کیونکہ جو مشورے آپ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے ان میں یہ بھی کہا کہ یزید

کی بیعت نہ کرنا اور اگر مکہ میں سکون ہو جائے تو فبہا ورنہ سفر کرتے رہنا شہر بہ شہر گاؤں بہ گاؤں ریگستانوں پہاڑوں کی جانب

یزید نے امام کو کہیں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں:

یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چین سے (کہیں) بھی بیٹھنے نہ دیا خط یزید وابن عباس کا خط جواب ذکر کیا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۷ طبع لاہور)

ولید بن عتبہ کی معزولی ناصبی ابن ناصبی خارجی ابن کثیر لکھتے ہیں

اس سال کے رمضان میں یزید بن معاویہ نے ولید بن عتبہ کو اس کی کوتاہی کی وجہ سے مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۵ مترجم طبع کراچی)

ولید بن عتبہ کو یزید نے یہ سزا اس لیے دی کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار نہ کیا یہ دونوں مدینہ سے مکہ چلے گئے یزید نے معزول کر دیا

ابن خلدون لکھتے ہیں:۔

ان واقعات کی اطلاع یزید کو ہوئی تو اس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمر بن سعید الاشرق کو مامور کیا چنانچہ (اس نئے

گورنر) نے عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا اس نے پولیس کی افسری عمر بن زبیر کو دی اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کسی وجہ سے ناچاقی وکشیدگی تھی چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن زبیر کے خیر خواہ تھے گرفتار کرا کے چالیس سے لے کر ساٹھ دروں تک پٹوا دیا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۱۔۷۰ مترجم مطبع کراچی)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۵/۲۸۰ طبع کراچی مترجم

المختصر عمر بن سعید نے یزید کے حکم سے فوج بھیجی ان کو گرفتار کرنے کے لئے لیکن الٹا ان کو نقصان اٹھانا پڑا ناکام ہوئے یزید کے چیلے الغرض یزید اور اس کے ہمنواؤں نے سکھ کا سانس مکہ میں بھی ان کو لینے نہ دیا تو میں کہتا ہوں اصل مجرم تو یزید ہے جس کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ جیسا شہر اور اپنا گھر چھوڑ کر مکہ آ گئے بعد میں دعوت کوفہ والوں نے دی اور کوفہ میں گورنر نعمان بن بشیر تھے یزید نے جب دیکھا کہ اس نے مسلم بن عقیل کو گرفتار نہیں کیا تو یزید نے عبیداللہ بن زیاد جو بصرہ کا گورنر تھا اس کو بھیج دیا اور حکم دیا کہ سختی سے پکڑ اور قتل کر اب بندیالوی صاحب بتائیں مجرم یزید اور اس کے چیلے حقیقت میں ہیں یا نہیں

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

کمال ہے بڑے بڑے علماء، فضلاء، پیرانِ عظام، مشائخِ کرام، خانقاہوں کے وارث، درباروں کے گدی نشین، مشہور و معروف اسکالر اور

پروفیسر، صحافی وادیب کسی نے بھی تاریخ کو کھنگالنے کی زحمت اور کوشش نہیں کی، کسی نے باریک بینی سے کام نہیں لیا بس سطحی نظر سے دیکھتے چلے گئے اور اس طرح روز بروز ملاوٹ بڑھتی چلی گئی۔ کسی نے یہ تک نہ سوچا کہ یزید اگر واقعہ برا تھا۔ غلط کار تھا حکومتِ اسلامیہ کا سربراہ بننے کے قابل نہیں تھا۔ امامت کے لائق نہیں تھا۔ فاسق وفاجر تھا۔ شرابی وزانی تھا۔ کنجریوں کی محفلیں کرواتا تھا۔ بے نماز تھا، بدعمل تھا اور دنیا کی تمام برائیاں اس میں موجود تھیں تو پھر صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کاتب وحی امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ایسے بدکردار کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا تھا۔ پھر صحابی رسول بیعتِ رضوان میں شامل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا بنے گا جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ یزید کو اپنا جانشین نامزد کر دیں۔ پھر ان ازواجِ مطہرات کو کیا کہو گے جنہوں نے یزید کی ولی عہد تسلیم کی پھر ان اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پوزیشن کیا ہو گی جو یزید کی بیعت میں تھے پھر نواسۂ رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کہو گے جنہوں نے کربلا جاتے ہوئے راستہ میں فرمایا مجھے یزید کے ہاں لے چلو میں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۴ از بندیالوی طبع سرگودھا)

یہاں بندیالوی صاحب نے لکھا اگر یزید برا تھا میں کہتا ہوں اگر مگر چھوڑو یقیناً برا تھا اس پر تمام صحابہ کا بعد میں اتفاق ہو گیا تھا تمام علماء محدثین مؤرخین سب کا اتفاق ہے یزید فاسق وفاجر تھا میں باحوالہ لکھ چکا ہوں۔ اب رہی یہ بات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہ جواب میں علامہ ابن خلدون

کے حوالے سے لکھ چکا ہوں کہ ان کے سامنے یزید کی برائیاں نہ تھیں اسی طرح تمام صحابہ کے سامنے پہلے یزید کا کردار نہ تھا کہ کیسا ہے جب یزید کی برائیاں سرعام ہوئیں تو سب نے بیعت توڑی سوائے چند یک کے جس کے نتیجہ میں واقعہ حرہ پیش آیا با حوالہ گزر چکا اور جنہوں نے بیعت نہ توڑی انہوں نے اس لئے نہیں توڑی کہ یزید نیک ہے بلکہ فتنہ فساد اور قتل وغارت کے ڈر سے کہ بڑھے گا یزید کو فاسق و فاجر وہ بھی تسلیم کرتے تھے اس لیے نہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حرف آتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اگر بندیالوی کہیں انہیں نیک سمجھ کر بیعت پر برقرار رہے تو ثابت کرو کس نے نیک پرہیزگار عالم کہا ہے رہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ میں کہتا ہوں اگر یہ واقعی بات صحیح ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کرنے پر راضی ہو گئے تھے تو پھر عبید اللہ بن زیاد و شمر بن ذی الجوشن وعمر بن سعد نے آپ کو قتل کیوں کیا اب تو قتل کا جواز ختم ہو گیا تھا اس کا جواب دیا جائے جب ان یزیدیوں نے ناجائز قتل کر دیا تھا تو یزید حاکم تھا بدلہ لیتا نہیں لیا اس نے تو کیوں نہیں لیا معلوم ہوتا ہے یہ بات درست نہیں ہے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی۔

علامہ ابن اثیر نقل کرتے ہیں یہ قول مردود ہے معہ ابن کثیر:۔

عقبہ بن سمعان کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے عراق تک برابر حضرت حسین کے ساتھ رہا اور شہادت کے دن تک کسی بھی وقت میں ان سے جدا نہ ہوا اور میں نے ان کی تمام تقاریر اور گفتگو سنی ہے مگر خدا کی قسم انہوں نے کسی بھی مقام پر یہ ہرگز نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے

دوں گا بلکہ انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اللہ کی بہت وسیع زمین میں کہیں چلا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں

(تاریخ کامل ابن الثیر ج ۴ ص ۲۳ طبع مصر)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۷ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(تاریخ طبریٰ ج ۴ ص ۲۲۶ مترجم طبع دارالاشاعت کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳ طبع لاہور)

(تجلیات صفدر ج ا ص ۵۵۳ طبع ملتان)

شیخ بندیالوی حضرت علی المرتضٰی کا گستاخ ہے:۔

پڑھیے اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل تھے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۰ از بندیالوی طبع سرگودھا)

شیخ بندیالوی صاحب کی حماقت پڑھیے جب یزید کو بڑھانے چڑھانے کا لکھا تو کہا سینکڑوں صحابہ نے یزید کی بیعت کی تھی اب اہلبیت کے عظیم فرد اور دامادِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اپنی دیرینہ دشمنی کا اظہار یوں کیا کہ اکثر صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی کیا انداز ہے گستاخی کرنے کا اور یزید کو بڑھانے کا جبکہ حدیث شریف میں ہے

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

تیری وجہ سے دو گروہ جہنم میں جائیں گے ایک تجھ سے حد سے زیادہ محبت کرنے کی وجہ سے دوسرا تجھ سے بغض رکھنے کیوجہ سے جہنم جائے گا

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواہ احمد)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۴۶۰ طبع فدید بک سٹال لاہور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور صحابہ نے بیعت کی تھی۔

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

اسماعیل خطی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا۔ ابن میبّب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے تمام مسلمان دوڑتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور وہ سب کہتے تھے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور کہا اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت (خلافت) کرتے ہیں کیونکہ آپ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے یہ منصب اہل بدر کا ہے جس کی خلافت پر اہل بدر راضی ہو جائیں گے۔ خلیفہ وہی ہوگا۔ پھر ہر شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا ہم آپ سے زیادہ کسی اور شخص کو خلافت کا حقدار نہیں پاتے۔ آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کہاں ہیں کونکہ سب سے

پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کی تھی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جا کر منبر پر بیٹھے۔ پھر سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر حضرت طلحہ نے بیعت کی اور ان کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ پھر باقی صحابہ کرام نے آپ کی بیعت کی جب لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تو بعض صحابہ نے بیعت نہیں کی ان میں حضرت ابن عمر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر بیعت لازم نہیں کی۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ لوگ امر خلافت میں غیر جانب دار رہے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل شام نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان سے جنگ کی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں۔ حق سے تجاوز کرنے والوں اور حق سے خروج کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے ہمیں ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہم کس کے ساتھ ان کے خلاف لڑیں۔ آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر ہوں گے عبداللہ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موت کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا میں صرف اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا

(اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۳ طبع انتشارات تہران)

جناب شیخ بندیالوی صاحب نے اپنے بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا کہ اکثر صحابہ نے بیعت نہ کی جبکہ یہ بات حقائق کے خلاف ہے علامہ ابن اثیر نے حقائق بیان کرتے ہوئے لکھا کہ بعض نے بیعت نہ کی اس جاہل کو کون سمجھائے کہ اگر اکثر نے بیعت نہیں کی بعض نے کی تو پھر یہ بات متفقہ اصول اہلسنت و جماعت کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد تھے ثابت نہیں ہوتا یہ اصول تب یہی ثابت ہوا جب اکثر نے کر لی اور باقیوں نے مخالفت نہیں کی یزید کا معاملہ الٹ ہے اور شیخ صاحب نے مزید بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ ہزاروں صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لڑے اس کے جواب میں یہ کافی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین

گستاخی نمبر۲

شیخ بندیالوی نے کہا حضرت علی کی خلافت قائم نہ ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہ تھے:

معاذ اللہ الزام شاہ ولی اللہ پر:۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ازالۃ الخفاء ص ۲۷۹ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔ خلافت برائے حضرت علی قائم نہ شد زیرا کہ اهل حل و عقد عن اجتهاد و نصیحتاً للمسلمین بیعت نہ کرد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلافت قائم نہیں ہوئی اس لئے کہ اربابِ حل وعقد نے اپنے اجتہاد سے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی غرض سے حضرت کی بیعت نہیں کی۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر از بندیالوی ص ۱۵ طبع سرگودھا)

یہاں شیخ بندیالوی صاحب نے نہایت گستاخی کی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزید برآں حماقت یہ کی اپنی گستاخی کو ثابت اور پختہ کرنے کے لیے الزام جڑ دیا۔ حضرت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ پر مجھے تعجب اس بات پر کہ ایک طرف تو دیوبندی خارجی شاہ صاحب کا نام محبت وعقیدت سے لیتے ہیں اور یہ باور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو مسلک ہمارا وہی شاہ صاحب کا تھا لیکن یہ بندیالوی معلوم نہیں دیوبندیوں کی کس نسل سے ہے کہ اپنے ہی ہم مسلک علماء کو بدنام کرتا پھرتا ہے یزید کی محبت میں باولہ ہونے پر اتر آیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لکھا ان کی خلافت قائم نہ ہوئی اور مسلمانوں نے خیر خواہی کی غرض سے آپ کی بیعت نہ کی ارے ظالم یہ تو بتا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دشمن تھے باقیوں نے خیر خواہی کی تو یہ دشمنی پر اترے ہوئے تھے اور عبارت شاہ صاحب کی لکھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ حضرت شاہ صاحب بھی میرے ہمنوا اور حضرت علی کے مخالف تھے۔ نعوذ باللہ

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے پہلے وہ دلیل بیان کی جس کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انعقاد تسلیم کیا جاتا ہے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت نہ کرنے کو ان کی خطائے اجتہادی بتایا پھر ان حضرت کے بیعت نہ کرنے کا جو شبہ تھا اسے شاہ صاحب نے بیان کیا لیکن شیخ صاحب نے محمود عباسی کا سہارا لیتے ہوئے اپنا مقصد نکالا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے الزام کا رد:۔

حضرت شاہ ولی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء کے مقصد کی فصل اول کو خلافت عامہ کے بیان سے شروع فرمایا ہے اور خلافت عامہ کی تعریف وغیرہ بیان کرنے کے بعد خلافت عامہ کے منعقد ہونے کے چوتھے طریقہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے...... اس چوتھے طریقے کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ استیلاء کرنے والا خلافت کی شرطوں کو جامع ہو۔ اور بغیر کسی ناجائز امر کے صرف صلح اور تدبر سے مخالفوں کو مزاحمت سے باز رکھے۔ یہ قسم عندالضرورت جائز ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انعقاد۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اور حضرت امام حسن کے صلح کر لینے کے بعد اسی طرح سے ہوا۔

(ازالۃ الخفاء مترجم ص ۳۴ مقصد اول طبع ناشران وتاجران کتب مولوی مسافر خانہ کراچی)

یہاں پر غور کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اہل سنت و جماعت کے مسلک کی پوری ترجمانی بیان فرمائی ہے وہ اس طرح کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی خلافت عامہ ہے اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مان کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انعقاد خلافت کے چوتھے طریقے کی رو سے خلیفہ تسلیم کیا ہے

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلاف کے انعقاد کے متعلق فرماتے ہیں اہل علم نے اس بات میں کلام کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خلافت چار مذکورہ طریقوں سے کس طریقہ یہ واقعہ ہوئی۔ اکثر علماء کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہل شام کو لکھے اس پر شاہد ہیں۔

(ازالۃ الخفاء ص ۳۵ مترجم مقصد اول طبع کراچی)

یہاں سے صاف معلوم ہوا کہ شیخ بندیالوی صاحب نے سراسر جھوٹ اور بہتان گھڑا شاہ صاحب کی ذات پر حالانکہ شاہ صاحب نے اس قول کو راج قرار دیتے ہوئے پہلے بیان فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت عامہ کے انعقاد کو مدینہ منورہ کے مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بیعت کر لینے کی وجہ سے قرار دیا اور اس کی تائید آپ کے خطوط سے فرمائی۔

نیز لکھتے ہیں:۔

جب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق ان کو حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے نا اتفاقی اٹھ گئی مگر وہ سوابقِ اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافت خاصہ کے لوازم اس میں نہ پائے جاتے تھے اور اس کے بعد تو دیگر بادشاہ مرکزِ حق سے بہت دور ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خلافت خاصہ کے ختم ہونے کی جو خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی

(الزالۃ الخفاء مقصد اول ص ۳۸ مترجم طبع ناشران تاجران مولوی مسافر خانہ کراچی)

شیخ بندیالوی صاحب نے شیخ تیمیہ کی کتاب منہاج السنہ سے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کی کئی باتیں اپنی کتاب کے ص ۵۱ و ۵۲ پر تحریر کی ہیں ابن تیمیہ ہم اہلسنت و جماعت کے لئے حجت نہیں کیونکہ یہ بھی گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم وناصبی خارجی وہابی تھا مجھے تعجب شیخ بندیالوی پر آتا ہے یہ گستاخ تو شیعہ بھی نہیں تھا پھر اس نے اس گستاخ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی والی باتیں لکھ کر کیا ثابت کرنے کی کوشش کی میرے خیال میں خواہ مخواہ اپنی کتاب کا حجن بڑھانے کے لئے اور اپنا رعب جمانے کی نامشکور کوشش کی۔ حالانکہ اس گستاخ نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ کتاب شیعہ کے خلاف لکھی تو پھر حوالے اور استدلال ان کی کتابوں سے کرنا چاہے تھا لیکن اپنے جیسے گستاخوں کے حوالے لکھتا ہے۔

شیخ بندیالوی کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر ایک رقیق حملہ و جملہ پڑھیے:۔

عجیب مشکل کشا ہے جو اپنے ساتھیوں کی مدد کا محتاج ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۵۶ طبع سرگودھا)

شیخ بندیالوی کے اس حملہ کی وضاحت یہ ہے کہ چونکہ اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ وانبیاء کرام بشمول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رب العزت کی دی ہوئی قوت سے ہماری مدد فرماتے ہیں لہٰذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ساتھیوں کو بلایا تو بندیالوی کے ہاتھ یہ جملہ آیا اور طنز کرتے ہوئے کہا عجیب مشکل کشا ہے میں کہتا ہوں کہ ہر مسلمان

جانتا اور مانتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی طور پر اپنے بندوں کا مشکل کشا اور حاجت روا ہے لیکن اس کی مدد ملتی ہے اسباب کے ذریعے سے وہ اسباب کے بغیر بھی مدد کرنے پر قادر ہے لیکن قانون قدرت یہی ہے کہ مدد کرتا ہے کسی نہ کسی سبب سے

اسباب کے ذریعے سے میں ان خارجیوں سے سوال کرتا ہوں سب سے بڑی ذات قدرت و طاقت ہر لحاظ سے خدا کی ہے لیکن اس کے باوجود خدا اپنے بندوں سے مدد طلب کرتا ہے اگر اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا شرک یا ناجائز ہوتا تو مجھے خدا کی قسم ہے وہ اپنی مخلوق سے کبھی مدد نہ مانگتا

<u>اولیاء کرام باذن اللہ ہماری مدد کرتے ہیں:۔</u>

<u>قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے:۔</u>

یا یھا لذین امنوآ ان تنصرو اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم۔ (پ۲۶ س محمد آیت ۷)

اے ایمان والو اللہ کی مدد کرو (یعنی دین) وہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو میری مدد کرو یہ الگ بحث ہے کہ ہم کس معنی میں خدا کی مدد کریں لیکن اس نے مدد مانگی تو کیا خدا معاذ اللہ مشکل کشا اس وقت نہیں تھا یا تھا تو خدا کی توحید میں فرق نہ پڑا اگر پڑا تو کیوں اور کیسے اسی طرح اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدد مانگی تو ان کے مشکل کشا ہونے میں کوئی فرق نہ آیا جو جواب آپ کا وہی ہمارا

ہمارا دعویٰ اور عقیدہ:۔

ایت نمبر۲: ایاک نعبدو ایاک نستعین

(سورہ الفاتحہ آیت ۴)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

جناب شیخ بندیالوی صاحب بشمول علماء دیوبند اپنی کج فہمی کی وجہ سے خالق اور مخلوق کی حیثیتوں میں فرق بیان کیے بغیر علی الاطلاق یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی مخلوق سے کسی طرح کی مدد طلب کرنا شرک اور اس ایت مبارکہ کے منافی ہے لیکن صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ ہم اہلسنت و جماعت مستقل غیر محتاج اور معبود سمجھ کر صرف اور صرف اللہ ہی سے مدد چاہتے ہیں کسی اور سے ہرگز نہیں چاہتے اور یہی اس ایت کریمہ کا مفاد ہے ہاں اللہ کی مخلوق سمجھ کر اس کی مدد کا مظہر سمجھ کر مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے حرام یا شرک نہیں۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مدد اولیاء سے مانگنا جائز ہے: اس جگہ جاننا چاہے کہ غیر اللہ سے استعانت اس وقت ہے شرک جب اعتقاد اس غیر پر ہوگا اور غیر کو امداد الٰہی کا مظہر نہ سمجھے اور اگر توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو اور اس کو مدد کا مظہر جان کر اور کارخانہ اسباب اور حکمت الٰہی پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری طور پر مدد چاہنے کو خلاف عرفان نہیں اور شریعت میں بھی جائز ہے حضرات انبیائے کرام و اولیاء نے بھی اس قسم کی استعانت کی ہے۔ دراصل اس طرح کی مدد طلب کرنا جائز ہی نہیں بلکہ استعانت بحق تعالیٰ ہے۔

(تفسیر عزیزی ج ا ص ۸ مطبوعہ کراچی)

شیخ الہند محمود الحسن دیو بندی لکھتے ہیں مدد غیر سے مانگنا جائز:۔

اس ایت سے معلوم ہوا کہ اس ذات پاک کے سوا کسی غیر سے حقیقت میں مدد مانگنا ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

اسی لیے تو ہم اولیاء کرام سے ظاہری طور پر مدد مانگتے ہیں کیونکہ اس اصول کو خود علماء دیو بند نے بھی تسلیم کیا اور مانا اگر ہم اولیاء کے سردار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا جانتے مانتے کہتے ہیں تو یہ بھی اللہ کے حکم سے ہی ہے۔

آیت نمبر۳:و تعاو نو ا علی البر و التقویٰ و لا تعاونو اعلی الاثم و العدوان

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

(پ ٦ س المائدہ ایت ٢)

اس ایت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا آپس میں اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن برے کاموں میں مدد کرنا جائز نہیں اگر اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا ناجائز اور شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی یہ نہ فرماتا

ایت نمبر ۴: حضرت ذوالقرنین علیہ السلام جب چلتے چلتے دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو وہاں کی قوم نے عرض کی حضرت یاجوج ماجوج جو اس سرزمین میں

ہیں بڑا فساد کرتے ہیں تو ہم آپ کے لیئے کچھ سرمایہ جمع کر دیں جسے آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنا دیں۔ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا میرے پروردگار نے مجھے تو بہت کچھ دے رکھا ہے وہ بہت ہے لیکن

فاعینو انی بقوۃ۔ سوتم میری مدد محنت سے کرو

(پ ۱۶ اس الکہف ایت ۹۵)

اس ایت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد طلب کرنا شرک یا ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ذوالقرنین نے معاذ اللہ شرک کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو بیان کر کے واضح کر دیا کہ اپنے زیر سایہ لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح میں کہتا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے مدد مانگی تو آپ کے مشکل کشا ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

قرآن حکم کی بے شمار آیات الحمد للہ اس مسئلہ پر پیش کر سکتا ہوں لیکن ماننے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے اور نہ ماننے والوں کے لیے پورا قرآن بھی ناکافی ہے۔

انبیاء اور اولیاء ہماری مدد کرتے ہیں ثبوت احادیث سے:۔

حدیث نمبر ۱: امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس میں ایک بار سخت قحط پڑھ گیا ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزار مبارک

پر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کے پاس جاؤ ان کو سلام کہو اور یہ خوشخبری دو کہ بارش یقیناً ہو گی اور ان سے کہو کہ تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے پھر وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان کو یہ بشارت دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہا اے اللہ میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲ و ج ۶ ص ۳۵۹ طبع کراچی رقم الحدیث ۳۱۹۹۳۔ الاستیعاب ج ۳ ص ۲۳۸ طبع دار الکتب بیروت)

(حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۱۶۷ طبع جدید بیروت)

حدیث نمبر ۲: فرمایا اپنی حاجتیں میرے رحمدل امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے مرادیں پاؤ گے۔

(کنز العمال حدیث ۱۱۸۰۱/ ۱۶۸۰۶ ج ۶ ص ۵۱۸/ ۵۱۹ طبع بیروت کتاب مکارب الاخلاق)

علامہ سید محمود الوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

بعض متقدمین کا یہ نظریہ ہے کہ بندہ کے لیے قدرت ہوتی ہے جو اللہ کے اذان سے موثر ہوتی ہے اور اس ایت کا معنی یہ ہے کہ میں کسی ضرر یا نفع پنچانے پر قادر نہیں ہوں مگر جس کو اللہ چاہے تو میں اس کی مشیت سے نفع اور ضرر پہنچانے پر قادر ہوتا ہوں۔

(تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۱۹۰ طبع داالفکر بیروت ایت ۴۹ س یونس)

صحیح حدیث نمبر۳: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہے یوں پکارے

اعینونی یا عباد اللہ (تین دفعہ) اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو

(المعجم الکبیر حدیث نمبر۲۹۰ ج ۱۷ ص ۱۱۷ طبع بیروت)

(یہیں حدیث ابن عباس راوی دیکھیں۔المصنف لابن ابی شیب کتاب الدعا حدیث ۹۷۷۰ ج ۱۰ ص ۳۹۰ طبع بیروت)

(نزالابراری ۳۳۵ از نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد)

شیخ نجدی کے بھائی حضرت شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے لکھا یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابوعوانہ اور بزار نے سند صحیح کے ساتھ لکھا حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا مزید بھی سندیں بیان کیں۔ ملاحظہ ہو۔

(الصواعق الٰہیہ ص ۴۰۔۳۹ طبع مکتبہ الشین استنبول)

(مجمع الزوائد میں علامہ ہیثمی نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

میں کہتا ہوں اگر اللہ کے علاوہ کسی سے ظاہری طور پر مدد مانگنا شرک یا ناجائز ہوتا تو دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا اس سے ضرور بچتے۔

کیا یہ پکاریں شرک ہیں دیوبندیوں وہابیوں کے پیشواؤں کی:

(۱) دیوبندی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے پیر مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں۔ جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری کشتی اب کنارے پر لگاؤ

گلزار معرفت المعروف کلیات امدادیہ ص ۲۰۵ طبع دارالاشاعت کراچی۔

(۲) انھیں جان کر دل سے حاجت روا کریں اپنی حاجات میں التجا (تقویۃ الایمان ص ۲۶۹)

(۳) انھیں اپنا مولا (مددگار) سمجھتے ہیں ہم۔ درِ راہ عقبیٰ سمجھتے ہیں ہم تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان از شاہ اسمٰعیل دہلوی وہابی ص ۲۶۸ طبع میر محمد کتب خانہ کراچی

(۴) جو نفع پیر سے پہنچتا ہے اس کا فائدہ تمام دنیا سے ہزار ہا درجے بہتر ہے (یعنی پیر مشکل کشا) صراط مستقیم ص ۱۰۲ و ۱۰۴

نوٹ: اسمٰعیل دہلوی کو تاریخ اہلحدیث مین وہابیوں نے اپنا امام لکھا ہے ص ۲۹۰ طبع سرگودھا۔

۵۔ وحید الزماں اہلحدیث لکھتے ہیں:

یا نبی اللہ اور یا ولی اللہ میری حاجت پوری کرا دیجئے کہنا جائز ہے نیز کہتے ہیں قبلہ دیں مدد دے کعبہ ایمان مدد دے ابن قیم مدد دے قاضی شوکاں مدد دے۔ یارسول اللہ۔ یا علی۔ یا غوث نذر کرنا جائز ہے۔ دیکھیں ہدیۃ المھدی ص ۳۸ و ۵۰ و ۵۱ طبع فیصل آباد۔

(۶) محمود الحسن دیوبندی وہابی اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کو یوں پکارتے ہیں۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و
جسمانی۔خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے۔
میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی۔مرثیہ ص ۸ و ۹ طبع کتب خانہ
رحیمیہ دیوبند انڈیا۔

بندیالوی اینڈ کمپنی اب ان کو دیکھیں کیا کہتے ہیں اگر ہم ان کے
نزدیک بدعتی یا مشرک ہیں تو ان کے ہونے میں کیا شک ہے جبکہ حدیث میں ہے
میری امت میرے بعد شرک نہیں کرے گی۔(بخاری شریف کتاب المغازی)
میں کہتا ہوں بندیالوی اینڈ کمپنی اگر تمہیں انصاف کی آنکھیں اور ایمان
کی نگاہ نصیب ہے تو قرآن وحدیث کے ذخیرہ میں اس بارے میں بہت کچھ
ملے گا اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

لوگ کہتے ہیں اپنی زندگی میں ولی عہد بنانا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی غلطی تھی میں کہتا ہوں ان حالات میں ماضی کو دیکھتے ہوئے اور مستقبل پر نظر
رکھ کر ولی عہد کرنے کا فیصلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن تدبیر، سیادت
وفراست بیدار مغزی سیاسی بصیرت اور عالی ہمتی کا منہ بولتا ثبوت ہے معاویہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ تیرے تدبر پر قربان۔تو نے آنے والے حالات کا اندازہ کر کے
ابھی سے ان کا سد باب کر دیا۔
(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۰۳ طبع سرگودھا)

البتہ کچھ ان باتوں کے جوابات یزید کی ولی عہدی کے باب میں گزر

چکے لیکن ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسن نیت پر کوئی شک نہیں انہوں نے جو کچھ کہا وہ خطائے اجتہادی ہمارے مسلک میں ضرور ہے اور خطائے اجتہادی کرنے پر بھی آپ اجر کے مستحق ہیں لیکن میں یہ تو حق رکھتا ہوں ان خارجیوں سے سوال کرنے کا وہ یہ کہ یار لوگ تو اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کے منکر ہیں اور منہ پھاڑ کر کہتے ہیں ان کو کل کا نہیں پتہ کیا ہو گا اور یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کہ ان کو اپنا بھی نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا ہو گا لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے تم نے یہ تسلیم کرکے کہ انہوں نے آنے والے حالات کا سد باب کر دیا یہ کہہ کر اپنے مسلک کا خون کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب آج تک نہ مانا لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مان لیا شکر ہے صحابی کا مان لیا یہ بھول گئے تم انھوں نے جس سے سیکھا وہ بھی جانتے ہیں۔

شیخ بندیالوی کا یزید کی حکومت کا متفقہ ثابت کرنے کا انداز پڑھیے:۔

بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اور اس وقت موجود امہات المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنھن) نے اور تابعین عظام نے بخوشی و رضا سیدنا معاویہ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کو ولی عہد تسلیم کر لیا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۰۶)

نیز لکھتے ہیں:۔

اور پورے عالم اسلام میں یزید کی ولی عہدی کے مسئلہ پر کہیں کوئی ہنگامہ نہیں ہوا کسی جگہ صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ کسی جگہ نفرت کا اظہار نہیں

کیا گیا کسی نے بھی مخالفت میں آواز نہیں اٹھائی۔ کہیں شور و غل کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی بلکہ پوری مملکت اسلامیہ میں حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا خاندانِ علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تمام مسلمانوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت کر لی۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۰۷ طبع سرگودھا)

شیخ بندیالوی صاحب نے لکھ دیا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن حتیٰ کہ پورے عالم اسلام نے بیعت یزید کر لی بغیر کسی دلیل کے وحوالہ کے میں کہتا ہوں کیا آپ مجتہد ہیں کہ ہر کوئی آپ کی بات تسلیم کرے گا آپ کو چاہیے تھا آپ کے نزدیک جو کتاب یا تاریخ معتبر تھی اور جس میں یہ باتیں تحریر تھیں جہاں سے آپ نے اخذ کیا حوالہ دیتے ہم غور کرتے جواب دیتے لیکن آپ کی ذاتی خرافات کو کون مانتا ہے میں نے الحمدللہ با حوالہ یزید کی ولی عہدی کے باب میں تقریباً ان تمام باتوں کے جوابات لکھ دیے ہیں قارئین وہیں سے ملاحظہ فرمائیں

شیخ بندیالوی کے نزدیک یزید کی بیعت پر اجماع ہے:۔

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین یزید کی بیعت پر اُس وقت کی پوری امت مسلمہ، کا اجماع ایک ایسی انمٹ حقیقت ہے جس سے انکار کرنا اپنی عقل و سمجھ اور علم فکر سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے عالم اسلام کے گوشہ گوشہ سے مسلمانوں نے بلا جبر و اکراہ اور بلا خوف و طمع یزید کی

ولی عہدی کی بیعت کی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۰ طبع سرگودھا)

میں کہتا ہوں یہ سراسر جھوٹ ہے یزید کی بیعت پر ہرگز اجماع نہیں ہوا تھا یہ صرف اور صرف بندیالوی صاحب کی ذہنی خرافات ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی الزام ہم اہلسنت و جماعت نہیں لگاتے نہ یہ ہمارا مسلک ہے نہ ہی ان کی حسن نیت پر ہمیں کلام ہے شیخ بندیالوی نے بار بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اعتراضات کیے فلاں نے بیعت ان کی نہ کی ماں نے نہ کی انہوں نے جو کچھ کیا وہ امت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے کیا وہ سب کے سب مجتہد تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد تھے ان کو خلیفہ بنایا تھا مدینہ شریف کے صحابہ کرام نے کیونکہ خلیفہ کا انتخاب وہیں سے ہونا تھا وہ ہو گیا یزید کے بارے میں تفصیلات لکھ چکا ہوں مدینہ شریف میں اس وقت عبداللہ بن عمرو عبدالرحمٰن بن ابو بکر و عبداللہ بن زبیر و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سربراہ تھے۔ بشمول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب نے علی الاعلان یزید کی مخالفت کی تھی اور ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں احتجاج کیا تھا اور بھی کئی حضرات نے مخالفت کی میں لکھ چکا ہوں یہ بات بھی قابل غور ہے۔ محل نزاع کوئی صحابی نہیں بلکہ یزید ہے بندیالوی صاحب کبھی یزید کا موازنہ کرتے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور کبھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ ہی بے ادبی اور گستاخی ہے کہ یزید کو بڑھا چڑھا کر ان کے ساتھ مقابلہ کرنا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کہاں یہ عظیم لوگ اور کہاں بدبخت یزید ہے۔ بلکہ وہ آسمان کے ستارے ہیں یزید رُوڑی کا گند۔

عبدالقادر روپڑی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں:

یزید کو خلیفہ بنانا انصاف کے خلاف ہے۔
ہاں پوشیدہ طور پر یزید برائیاں (اس وقت) کرتا ہو تو بعید نہیں۔
فتاوی اہلحدیث ج ۲ ص ۶۳۴ طبع ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ سیٹلائٹ
ٹاؤن سرگودھا)

اس سے یہ بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے کہ پہلے جو کچھ ہوا وہ تو ہو چکا لیکن اب یزید کو خلیفہ کہنا ضرور انصاف کے خلاف ہے اور جب یزید کی بیعت لی گئی تو اس کی برائیاں سرِ عام نہ تھیں لیکن بعد میں سب کچھ کرنے لگا۔

شیخ بندیالوی کی مزید خرافات پڑھیے:۔

آج اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ یزید کو زانی شرابی اور فاسق و فاجر سمجھتے تھے اس لیے اس کے خلاف خروج کیا تو ہم پوری کائنات کے شیعوں کو اور ان اہلسنت کہلانے والوں کو جن کے منہ میں شیعہ کی زبان حرکت کرتی ہے چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ایک خطبہ کوئی ایک تقریر۔ ان کی نجی محفل کی گفتگو یا کوئی ایک ارشاد پیش کرو کہ انہوں نے کہا ہو کہ چونکہ یزید زانی اور شرابی ہے اور اس نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے اس لئے میں اس کے ساتھ جہاد کرنے اور اس سے اقتدار چھیننے جا رہا ہوں اور کسی موقعہ پر بھی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانے کا سبب یہ نہیں بتایا کہ یزید فاسق و فاجر ہے اس لیے میں اس کے خلاف جہاد کرنے جا رہا ہوں
(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۴ طبع سرگودھا)

الحمدللہ ہم نے شیخ بندیالوی کے اس اعتراض کی دھجیاں اڑا دی ہیں یزید کو فاسق و فاجر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت کیا صحابہ کرام سے ثابت کیا علماء محدثین سے ثابت کیا امام حسین کے خطبہ اور تقریر سے ثابت کیا بہت سے حوالہ جات سے مستند کتب سے ثابت کیا گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

بندیالوی بار بار اہلسنت کو الزام لگاتے ہوئے جھوٹ گھڑتے ہوئے کہتے ہیں اہلسنت کے منہ میں شیعہ کی زبان ہے کبھی کہتے ہیں ان کی رگوں میں شیعہ کا خون ہے ہم نے الحمدللہ مقدمہ کتاب میں ثابت کیا اہلسنت و جماعت کی رگوں میں شیعہ کا خون نہیں نہ ہمارے منہ میں شیعہ کی زبان ہے بلکہ دیوبندیوں نے شیعہ کی حمایت کی ان کو پالا ان کے حق میں فتوے دیے ان کے ساتھ نکاح کو جائز رکھا شیعوں کے گھوڑے نکلوائے اور ان کے جنازے پڑھے با حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔مقدمہ کتاب میں

شیخ بندیالوی کا یزید کی تعریف کا نرالہ انداز پڑھیے:۔

ہاں اس کے برعکس کئی جلیل القدر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یزید کی بیعت بھی کی ہے اور تعریف بھی فرمائی ہے ملاحظہ فرمایئے دامادِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قابلِ قدر فرزند حضرت عبداللہ نے یزید کی بیعت کر کے اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا ہم یزید بن معاویہ کی بیعت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کر چکے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی غداری ہوسکتی ہے کہ

ایک شخص سے بیعت کر کے پھر اس سے جنگ کی جائے خبردار میرے خاندان میں سے جو شخص یزید کی بیعت توڑے گا تو پھر میرا اور اس کا تعلق نہیں رہے گا۔

(بخاری ج۲ص ۱۰۵۳)

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۵ طبع سرگودھا)

ڈاکو رنگے ہاتھوں پکڑا گیا:۔

بہت افسوس ہے شیخ بندیالوی پر بخاری شریف سے حدیث پیش کی پہلے تو اپنے مطلب کا حصہ حدیث نقل کیا اور یزید کی تعریف وثنا بیان کرنے کی خاطر یہ ظلم کمایا اور پھر ترجمہ کرنے میں بھی مبالغہ آرائی کی حد کر دی۔

اب میں اصل اور مکمل حدیث لکھتا ہوں اور ترجمہ بھی وہابیوں کے قلم سے پیش کرتا ہوں۔

حدیث بخاری میں مذمت یزید:۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاص خاص لوگوں اور اپنے بال بچوں کو اکٹھا کر کے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر عہد شکن کے واسطے قیامت کے روز جھنڈا ہو گا جس سے اس کی رسوائی ہو گی اور بے شک ہم نے اس شخص (یعنی یزید) کی بیعت خدا اور رسول کی بیعت پر کی تھی اور یقیناً اس سے بڑھ کر غدر اور بے وفائی کیا ہو گی کہ ایک سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت کی جائے اور پھر اس سے جنگ کی جائے اور بے شک میں نہیں جانتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص اس کو خلافت سے اتارے گا

اور اس کی اطاعت نہ کرے گا تو میرے اور اس کے درمیان میں جدائی ہو جائے گی۔

(صحیح بخاری ج ۳ پ ۲۹ کتاب الفتن ص ۸۷ طبع المکتبہ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور مترجم عبدالدائم دیوبندی)

قارئین آپ ملا لیں اس ترجمہ اور حدیث کو بندیالوی صاحب نے کتنی گڑبڑ کی حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ تمام اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن عمر اور ان کے گھر والوں نے نہ توڑی تو جناب بندیالوی صاحب اکثریت یزید کے خلاف ثابت ہوئی یا حق میں۔ کہ ایک گھر والوں نے بیعت نہ توڑی باقی سب لوگوں نے توڑ دی۔

وحید الزماں غیر مقلد:۔

نے تقریباً یہ ترجمہ کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں

اس حدیث کی شرح وہابی گستاخِ صحابہ کے قلم سے پڑھیے:۔

(۱) جو یزید سے بیعت کر چکے تھے انہوں نے اپنی بیعت نہیں توڑی تھی (۲) کہیں وہ بھی مدینہ والوں کے ساتھ ہو کر یزید کی بیعت نہ توڑ ڈالیں (۳) تا کہ لوگ اسے پہچان لیں کہ یہ دغا باز تھا۔ (۴) ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھ کر اس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کے لئے بھجوایا تو معلوم ہوا وہ کمبخت (یزید) فاسق و فاجر شراب خور ہے تب انہوں نے یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی یزید یہ حال سن کر غصے ہوا اور مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر مدینہ پر بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جب مدینہ والوں پر تو غالب ہو جائے تو تین دن تک

قتل وغارت اور خون ریزی کرتے رہنا اس نے ایسا ہی کیا کہتے ہیں خود معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اہل مدینہ سے تجھ کو تکلیف پہنچے گی تو مسلم بن عقبہ کو فوج کا سردار کر کے وہاں بھیجنا مجھے اس کی خیر خواہی پر پورا اعتماد ہے اس کمبخت مسلم بن عقبہ نے مدینہ والوں کو بیدریغ قتل کیا پھر ان سے فارغ ہو کر مکہ کو چلا عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے لیکن رستے ہی میں فی النار وسقر ہوا لطف تو یہ ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ مرتے وقت کہنے لگا یا اللہ میں نے کوئی نیکی اس سے زیادہ نہیں کی ہے کہ مدینہ والوں کو قتل کیا ان کا مال اسباب لوٹا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من ارسلہ۔ (۵) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معاویہ نے دو ۲ لاکھ روپے بھیج کر یہ خواہش کی تھی کہ وہ ان کی زندگی ہی میں یزید ان کے صاحبزادے سے بیعت کر لیں مگر عبداللہ نے کہا کہ شائد معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھ سے دو لاکھ روپے کے عوض یہ چاہتے ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے میں اپنے دین کو ایسے سستے داموں بیچ ڈالوں شریعت کی رو سے دو ۲ امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہو سکتی خیر جب معاویہ رضی اللہ عنہ گئے تو عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان کے بیٹے یزید کو لکھ کر بھیجا کہ میں تم سے بیعت کر لی یزید بہت خوش ہوا اور اسی وجہ سے عبداللہ اس کی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے عبداللہ کا یہ مذہب تھا کہ گو یزید فاسق ہو مگر فسق وفجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہو سکتا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیونکہ اہل حل وعقد نے اس سے بیعت نہیں کی تھی سب کے سردار اس وقت امام حسین علیہ السلام تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہل بیت اور صحابہ نے اس کی بیعت نہیں کی تھی دوسرے یزید کی خلافت دغا بازی اور زبردستی پر مبنی تھی اس کے

بزرگوار یہ شرط قبول کر چکے تھے کہ امام حسن نے تاحیات خلافت میرے سپرد کی ہے پھر معاویہ کے بعد خلافت اپنے اصل حق دار کی طرف رجوع کرے گی اصلی حق دار امام حسن اوران کے بعد امام حسین علیہ السلام تھے لیکن یزید نے امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو زہر دلوادیا اوران کی وفات پر بہت خوش ہوا بلکہ یہ کہا کہ امام حسن ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھا دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سازش میں شریک اور راز دار تھے اس پر طرّہ یہ کیا کہ آپ کو ایک حسین حیاتی وہ بھی مستعار خلافت کا حق حاصل تھا آپ کو کیا اختیار تھا عہد شکنی کر کے اپنے بیٹے کو خلافت دے جائیں اگر معاویہ صحابی نہ ہوتے تو ہم ان کی شان میں بہت کچھ کہہ سکتے صحابیت کا ہم ادب کر کے سکوت کرتے ہیں اور یہ معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

(تیسیر الباری ترجمہ وتشریح صحیح بخاری شریف ج۶ ص ۵۲۰۔۵۱۹ کتاب الفتن طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

ہمیں وحید الزماں غیر مقلد کی کئی باتوں سے اختلاف اور ہمارے مسلک کے خلاف ہیں لیکن وہابی اپنے مسلک والوں کے لئے تو حجت ہے ہی اس لیے انہی کا منہ اورانہی کا تھپڑ نقل کردیا۔ ہمارے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پراس نے بہتان لگایا اور گستاخی بھی کی۔

بخاری شریف سے ثبوت کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی:۔

حضرت عباد بن تمیم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرّہ کا دن ہوا اور لوگوں نے (یزید بن معاویہ سے بیعت توڑ کر) عبداللہ بن حنظلہ سے بیعت کی تو میں نے لوگوں سے

پوچھا کہ عبداللہ کس بات کی بیعت لے رہے تھے ایک شخص نے کہا مرنے کی میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد تو میں کسی سے اس شرط پر بیعت نہیں کروں گا

(بخاری شریف پ ۱۶ کتاب المغازی ج ۳ ص ۱۴۱ مترجم عبدالدائم دیوبندی طبع لاہور)

(تیسیر الباری ترجمہ تشریح صحیح بخاری ج ۴ کتاب المغازی ص ۱۶۷ طبع لاہور)

برے حاکموں کی اطاعت نہیں بادشاہ کی اطاعت اچھے کاموں میں

ثبوت بخاری سے

حدیث نمبرا: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مرد مسلمان کو (امام کا حکم) سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے جب تک کہ اس کو گناہ کا حکم نہ کیا جائے اور جب گناہ کا حکم کیا جائے تو اطاعت نہیں کرنا چاہیے۔

نیز لکھتے ہیں:۔

حدیث نمبر۲: طویل حدیث ہے حسب ضرورت لکھ رہا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک واقعہ عرض کیا گیا آپ نے فرمایا اگر وہ لوگ اس آگ میں چلے جاتے جو ایک سردار کے حکم سے جلائی گئی تھی تو پھر اس میں سے نہ نکلتے فرمانبرداری (محض) اچھے کاموں میں ہے۔

(بخاری شریف پ ۲۹ کتاب الاحکام ج ۴ مترجم عبدالدائم دیوبندی ص ۹۸۷ طبع لاہور)

گذشتہ اوراق میں گزر چکا یزید نے کتنے مسلمانوں کا قتل عام کروایا اور

بے شمار عورتوں کی عصمت دری کرائی گئی سر عام شراب پیتا تھا محارم سے نکاح کرتا تھا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا یزید کا کوئی دین نہیں ہم اس وقت اس کے خلاف نہیں اٹھے تھے کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھر برسنے نہ شروع ہو جائیں یہ تھا بندیالوی کا پیشوا متقی۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں:۔

حدیث نمبر۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی آدمی کو کسی جماعت کا امیر بنایا حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ تھا تو بنانے والے نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کی امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا

(المستدرک ج۴ص۹۳ طبع مکۃ المکرمہ)

حافظ نورالدین الہیثمی لکھتے ہیں:۔

حدیث نمبر۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہوں جو آپ کی سنت پر عمل نہ کریں اور آپ کے احکام پر نہ چلیں تو آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔ حافظ الہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور امام ابو یعلیٰ نے

روایت کیا ہے اس کی سند میں عمرو بن زینب ہے جس کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۵ طبع دار الکتب بیروت)

(کنز العمال ج ۶ ص ۶۷ طبع بیروت)

حدیث نمبر ۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسے امراء ہوں گے جو نیک کام کریں گے اور برے بھی جو ان سے بیعت توڑ دے گا وہ نجات پالے گا جو ان سے علیحدہ رہے گا وہ سلامت رہے گا اور جو ان سے میل جول رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں صباج بن بسطام ایک ضعیف راوی ہے

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۸ طبع دار الکتب بیروت)

(کنز العمال ج ۶ ص ۶۸ طبع مئوسۃ الرسالۃ بیروت)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت انہی احادیث کی وجہ سے نہیں کی تھی جن صحابہ نے بیعت توڑ دی ان کا مئوقف بھی یہی احادیث ثابت کرتی ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ساتھیوں پر بھی الزام نہیں کہ وہ بھی مجتہد تھے لیکن آج جو یزید کے طرف دار ہیں وہ ضرور غلط اور بے وقوف ہیں میں شیخ بندیالوی اینڈ کمپنی سے پوچھتا ہوں بخاری شریف کی روایتوں میں لکھا ہے کہ تمام صحابہ نے یزید کی بیعت توڑ دی آخر انہوں نے کیوں توڑی کیا وجہ تھی کہیں یزید کو نیک سمجھ کر توڑی تھی یا یقیناً بد کردار اور بے دین کہہ کر توڑی تھی۔

یزید کی ولی عہدی پر یوں بندی تسلیم شدہ اصول مفتی تقی کے قلم سے:۔

(۱) یزید کو ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے (۲) یزید خلافت کا اہل تھا یا نہیں جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے اس بات پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ خلیفہ وقت اگر کسی شخص میں نیک نیتی کے ساتھ شرائط خلافت پاتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو ولی عہد بنا دے۔ خواہ وہ اس کا باپ بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو البتہ بعض علماء نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر وہ اس کا باپ یا بیٹا ہو تو اہل حل وعقد کے مشورے کے بغیر ولی عہد بنانا بھی جائز نہیں ہے تفصیل کے لیے دیکھیں۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء

(ج ا ص ۵ طبع صدیقی بریلی۔ الاحکام السلطانیہ لاموا ودی ص ۸ طبع مصر بحوالہ حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۱۰۷ طبع معارف القرآن کراچی)

نیز لکھتے ہیں مفتی تقی عثمانی صاحب:۔

خلیفہ کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو ولی عہد بنائے جو اس کے ساتھ باپ یا بیٹے کا رشتہ رکھتا ہو بشرطیکہ وہ خلافت (یا بادشاہت) کی شرائط کا حامل ہو۔ اس لئے کہ خلافت محض ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہو جاتی بلکہ مسلمانوں کے قبول کرنے سے منعقد ہوتی ہے...... محقق علماء کے نزدیک صحیح بات یہی ہے کہ اگر خلیفہ وقت تنہا اپنی مرضی سے کسی کو ولی عہد بنا دے تو اس کے لیے یہ جائز ہے۔ لیکن اس کا یہ فیصلہ ایک تجویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے امت کے اہل حل وعقد اس کی وفات کے بعد قبول بھی کر سکتے ہیں اور رد بھی۔ دلائل کی تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں ہے مختصر یہ کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کو ولی عہد تو بلا شبہ بنایا تھا۔ لیکن بنانے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اہل شوریٰ سے استصواب فرمایا اور جب دیکھا کہ تمام لوگ ان پر متفق ہیں تب اپنے فیصلے کا اعلان فرمایا۔ نیز ان کی وفات کے بعد بھی امت ان پر متفق ہوگئی۔

(الاحکام السطانیہ ص ۹ طبع مصر از قاضی ابویعلیٰ)

(حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۰۸ طبع معارف القرآن کراچی)

(طبری ج ۲ ص ۲۱۸)

یزید کی ولی عہدی:۔

مسئلے پر غور فرمائیے مندرجہ بالا احکام کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیانت داری سے اپنے بیٹے یزید کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے تو اس سے ولی عہد بنا دینا شرعی اعتبار سے بالکل جائز تھا۔ اگر وہ یہ کام پوری امت کے مشورے سے کرتے تب تو بالاتفاق ان کا یہ فیصلہ ہر فرد کے لئے واجب الاتباع ہوتا۔ اور اگر تنہا اپنی رائے سے کرتے تو ان کے فعل کی حد تک تو یہ فیصلہ باتفاق جائز تھا۔ اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک امت کے لئے واجب العمل بھی تھا لیکن علماء کے راجح قول کے مطابق اس سے اہل و حل عقد کی منظوری کے بغیر یزید کی خلافت منعقد نہیں ہو سکتی تھی

(حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۰۹ طبع کراچی از مفتی تقی)

نیز لکھتے ہیں:۔

بلا شبہ افضل یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے معاملے کو شوریٰ کے سپرد کر دیتے اور اپنے کسی رشتہ دار اور خاص طور بیٹے کے لئے

اس کو مخصوص نہ کرتے اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان کو جو مشورہ دیا تھا ولی عہد بنانے یا نہ بنانے میں اسی پر عمل کرتے لیکن انہوں نے اس افضل کام کو چھوڑ دیا۔

(العواصم من القواصم ص ۲۲۲)

ابن خلدون نے لکھا:۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں دوسروں کو چھوڑ کر اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا جو داعیہ پیدا ہوا اس کی وجہ امت کے اتحاد و اتفاق کی مصلحت تھی بنو امیہ کے اہل حل وعقد اس پر متفق ہو گئے تھے کیونکہ وہ اس وقت اپنے علاوہ کسی اور پر راضی نہ ہوتے۔ اور اس وقت قریش کی سر برآوردہ جماعت وہی تھی اور اہل ملت کی اکثریت ان ہی میں سے تھی اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ترجیح دی اور افضل سے غیر افضل کی طرف رجوع کیا۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۷۷ باب ۳ فصل ۳۰ طبع بیروت)

(حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۱۷۔۱۱۶ طبع معارف القرآن کراچی)

خلاصہ ان تصریحات کا یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کام کیا یزید کو اپنے بعد بادشاہت دی ان پر اس کام کی وجہ سے کچھ کو غلط فہمی ہوتی ہے اور ان کو مورد الزام ٹھہرا دیتے ہیں اس لیے میں نے ان تصریحات کو لکھا تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پاک صاف ہو جائے اور کسی کو غلط فہمی نہ لگے اور اس وقت یزید کا کردار باپ پر کھلا ہوا نہ تھا جیسا کہ ہر برائی کرنے والا اپنی برائیوں کو اپنے ماں باپ و رشتہ داروں سے چھپایا کرتا ہے یہی معاملہ یزید کا تھا اور جن لوگوں نے معہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت

کی تھی ان پر بھی یزید کا کردار واضح نہ تھا جب کردارِ یزید سے واقف ہوئے تو بیعت سے علیحدہ ہو گئے جس کے نتیجے میں واقعہ حرہ پیش آیا رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ وہ خود مجتہد تھے ان کے بارے بھی ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم تبصرہ کریں۔

شیخ بندیالوی کے نزدیک یزید نیکو کار صالح تھا:۔

امام الانبیاء سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لائق فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی تو دیر تک روتے رہے اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے رہے اور پھر فرمایا

ان ابنہٗ یزید لمن صالحی اھلہٗ فالزموا مجالسکم و اعطوا طاعتکم و بیعتکم ...... فمضیٰ فبایع

بے شک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے یزید اپنے خاندان کے نیکو کاروں میں ہیں لوگو اپنی جگہ بیٹھے رہنا اور اطاعت کرنا۔ اور بیعت میں شامل ہونا۔ پھر آپ تشریف لے گئے اور بیعت فرمائی۔

(انساب والاشراف بلاذری ص۴ ج۴)

(الامتہ والسیاسۃ ج ا ص ۲۰۲)

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر۔ ص ۱۱۶ از بندیالوی طبع سرگودھا)

یہ روایت خود ساختہ گھڑی گئی:۔

اس روایت کو میں نے اپنے ناقص علم کے مطابق بہت تلاش کیا لیکن

مجھے کہیں نہیں ملی شیخ بندیالوی نے حوالہ انساب الاشراف بلاذری ج ۴ کا دیا میں نے یہ جلد شروع سے لیکر حرف بہ حرف تقریباً ۱۰۹ اصفحات تک دیکھی مزید جلد تین امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو ج ۳ ص ۲۸۶ تا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ پہنچنے تک کے حالات ص ۳۹۴ طبع دار الفکر بیروت حرف بہ حرف دیکھی اس کے باوجود مجھے نہیں ملی میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ شیخ بندیالوی کی عادت ہے جھوٹی باتیں لکھنے کی اس لیے یہ بھی منگھڑت اپنی طرف سے بنا کر لکھ دی اور دوسری کتاب کا جو نام درج کیا۔ یہ بھی کہیں ہے تو خارجیوں کے ہی کتب خانہ میں ہے اور کہیں نام نہیں۔ میں نے جامعہ اشرفیہ سے لے کر بہت سی لائبریریاں دیکھیں یہ کتاب نہیں ملی۔

یہ روایت کئی وجوہات کی بنا پر خود ساختہ ہے ایک یہ کہ اصل کتاب میں نہیں جس کا حوالہ درج ہو چکا۔ دوسرا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی ہرگز بیعت نہ کی باحوالہ گزر چکا تیسرا یزید کے بارے آپ کا نظریہ بالکل اس کے خلاف ہے ملاحظہ فرمائیں تاریخ کی معتبر کتاب سے اور دیوبندیوں کے گھر سے ثبوت پڑھیے۔

صحابیِ رسول عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یزید دشمن اہلبیت حسین ورفقاء کا قاتل اور پیاسا شہید کرنے والا تھا:۔

یزید نے ایک خط حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لکھا اس وقت جب آپ نے اپنے مؤقف اور اجتہاد کی بنا پر حضرت عبداللہ بن زبیر کی

بیعت نہ کی تو یزید نے سمجھا کہ آپ میری بیعت میں شامل ہیں اس لیے بیعت نہیں کی یزید کا خط اور عبداللہ بن عباس کا جواب میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اب صرف جواب کا مفہوم لکھتا ہوں جس کا جی چاہے اصل کتاب سے ملا لے۔ خدا کی قسم میں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کو اس لیے ترک نہیں کیا کہ میں تمہاری خوشنودی یا تم سے کوئی صلہ حاصل کروں بلکہ ترک بیعت سے میرا جو مقصود ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہارا یہ گمان کہ میں صلہ واحسان کے لالچ میں آ کر لوگوں کو تمہاری دوستی کی دعوت دوں اور ان کے دلوں میں ابن زبیر کا بغض پیدا کروں اور ان کے چھوڑنے پر مجبور کروں ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ بلا شبہ تو نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبدالمطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے روشن چراغ اور چمکتے ہوئے ستارے تھے۔ تیرے حکم سے تیرے لشکر کے سواروں نے ایک ہی جنگ میں ان کو خاک وخون میں ملا دیا۔ وہ سخت پیاس کی حالت میں شہید ہوئے اور ان کے لاشے برہنہ، بے کفن کھلے میدان میں پڑے رہے ہوائیں ان پر خاک اڑاتیں اور جنگل کے کفتار ان کی بوئیں سونگھتے تھے تا آنکہ ایک قوم کو جو ان کی خون ریزی میں شریک نہ تھی اللہ نے توفیق دی کہ انہوں نے ان سب کا کفن دفن کیا اگرچہ میں تیری مجلس میں بیٹھ کر عزت دنیوی حاصل کر سکتا ہوں لیکن میں ابھی ان باتوں کو نہیں بھولا اور نہ بھولوں گا کہ تو نے حسین کو حرمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حرمِ اللہ مکہ مکرمہ کی طرف نکالا اور ان کی طرف برابر سوار اور پیادے بھیجتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے امام کو عراق کی طرف نکلنے کے لئے بے قرار کر دیا چنانچہ وہ مکہ سے بھی ڈرتے ہوئے نکلے تو پھر تیرے سواروں نے ان کو اس عداوت کی بنا پر جو تجھ کو اللہ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی آلائیشوں سے پاک کر کے طاہر و مطہر بنا دیا تھا گھیر لیا۔ امام حسین نے تم سے صلح کرنا چاہی اور واپس چلے جانے کا سوال کیا مگر تم نے ان کے مددگاروں کی قلت اور ان کے اہل بیت کے استیصال کے موقع کو غنیمت جان کر ان کے خلاف اس طرح ایک دوسرے کی معاونت کی کہ گویا تم کسی ترک یا کافروں کے کسی خاندان کو قتل کرتے ہو کس قدر تعجب ہے کہ تم مجھ سے دوستی کی توقع رکھتے ہو۔ حالانکہ تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا ہے اور تمہاری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے تم میرے عزیزوں کے قاتل ہو اور تم اس پر خوش اور مغرور نہ ہو کہ آج تم نے ہم پر غلبہ پا لیا ہے ایک دن ہم بھی تم پر ضرور فتح یاب ہوں گے

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۱۲۸۔۱۲۷ طبع دار صادر بیروت لبنان)

(تجلیات صفدر ج ا ص ۵۸۹ طبع ملتان از امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی)

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ طبع صراط مستقیم شالامار لاہور از ظفر اللہ شفیق دیوبندی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۳۸ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور)

دیوبندیوں مفتی لکھتے ہیں کسی صحابی نے یزید کی تعریف نہیں کی۔

کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۹۔ از مفتی عبدالرشید

اب میں پوچھتا ہوں بندیالوی صاحب سے آپ کے بڑے مفتی

صاحب غلط ہیں یا آپ خدا کے قہر و غضب میں گرفتار ہیں فیصلہ آپ خود کر لیں ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

پھر یزید کے نیک ہونے والی روایت کو اگر ہم صحیح بھی مان لیں پھر بھی نا مقبول ہے کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب یزید کا کردار صحابہ کرام مع ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھلا نہ تھا جب کھل گیا تو سب خلاف ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو قاتل فرما رہے ہیں اپنے خاندان کا قاتل بھی فرما رہے ہیں اور دوٹوک جواب لکھ رہے ہیں اے یزید کسی غلط فہمی میں نہ رہنا تو نے اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسے قتل کیا اور کرایا جیسے کافروں کے ساتھ لڑ رہے تھے ان باتوں کے ہوتے ہوئے تو مجھ سے دوستی کی توقع رکھتا ہے خبردار یہ ہرگز نہیں ہوسکتا میں ساری باتیں بھول سکتا ہوں لیکن تو نے جو ظلم کیے ہیں ان کو نہیں بھول سکتا لیکن اس کے برعکس بندیالوی نے اپنی طرف سے ایک نظریہ گھڑ کر الزام اور جھوٹا بہتان صحابی رسول اور صحابی کے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا کے بیٹے پر جڑ دیا۔

لعنة الله على الكذبين

شیخ بندیالوی کو ایک تنکا اور مل گیا:۔

مشہور صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

غلبني الحسين على الخروج و قلت لهٗ اتق
اله في نفسك و الذم بيتك ولا تخرج علىٰ امامك

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بھی مجبور کیا کہ ان کے ساتھ کوفہ چلوں تو میں نے ان سے کہا اپنے دل میں اللہ سے ڈرو۔ اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور اپنے امام (یعنی خلیفۂ وقت یزید) کے خلاف نہ نکلو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۶۳)

ان تین جید اور مشہور صحابیوں کے ارشاد و اقوال سے یزید کی پوزیشن نکھر کر سامنے آ گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ہم نے بخوشی و رضا بیعت کر لی ہے میرے خاندان میں سے جو یزید کی بیعت توڑے گا میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یزید کو نیک اور صالح کہہ کر ان لوگوں کی زبانیں بند کر دی ہیں جو یزید کو فاسق و فاجر، بدکردار اور بدعمل نہ کہہ لیں تو ان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حسین کو شفقت سے سمجھایا کہ کوفہ تشریف نہ لے جایئے۔ س لیے کہ یزید ہمارا امام ہے۔ ان تین جلیل القدر ہستیوں کے ارشادات کے بعد بھی جو شخص یزید کو گالیاں نکالتا ہے۔ اور اسے فاسق و فاجر شرابی و زانی کہہ کر حب حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حق ادا کرنا چاہتا ہے وہ در پردہ ان تین صحابیوں پر تبرا کرتا ہے اور ان کی شجاعت و دیانت کو مجروح کرنے پر تلا ہوا ہے۔

(واقعہ کربل اور اس کا پس منظر ص ۱۱۷ طبع سرگودھا)

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک نامقبول ہے اس کی چند وجوہات میں اسی کتاب سے درج کرتا ہوں

بندیالوی کی پیش کردہ عبارت اصل یہ تھی الالزام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگا دیا:۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ شیخ بندیالوی نے الزام گھڑا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وہ یہ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجبور کیا کہ آؤ میرے ساتھ چلیں حالانکہ آپ نے ہرگز آپ کو مجبور نہ کیا تھا یعنی میرے ساتھ چلو بلکہ جس طرح باقی لوگوں نے منع کیا اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مشورے کے طور کہا کہ آپ کوفہ نہ جائیں پڑھیے میں ترجمہ بھی اسی کتاب کا جو وہابیوں کے مکتبہ نے شائع کیا پیش کرتا ہوں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خروج کے بارے میں مجھ پر غالب آ گئے اور میں نے انہیں کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر میں رہو اور اپنے امام کے خلاف خروج نہ کرو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۳ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ تھا اصل عبارت کا ترجمہ جس کو شیخ بندیالوی نے اتنا مبالغہ آرائی کے ساتھ بیان کیا مطب یہ تھا کہ میں نے ان کو روکا وہ مجھ پر غالب آئے میری بات نہ مانی اپنے مئوقف پر قائم رہے اب اسی کتاب سے ایک دوسری عبارت بھی ملاحظہ ہو جو اس عبارت سے چند صفحات پہلے ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر کہا اے ابو عبد اللہ (یعنی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ پر مہربان ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کوفی

پیروکاروں نے آپ سے خط وکتابت کی ہے اور وہ آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں اور میں نے آپ کے باپ کو کوفہ میں بیان کرتے سنا ہے خدا کی قسم میں ان سے اکتا گیا ہوں اور میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور ان میں قطعاً وفا نہیں اور جو ان میں کامیاب ہوا ہے وہ ناکام کرنے والے تیر سے کامیاب ہوا ہے خدا کی قسم نہ ان کی کوئی نیت ہے اور نہ کسی امر کے بارے میں ان کا کوئی عزم اور نہ تلوار پر کوئی صبر ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰ طبع کراچی)

اب اس عبارت کو پڑھ لینے سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید متقی پرہیزگار خلیفہ راشد یا امام ہوتا تو اس پہلی نصیحت میں بھی کوئی کلمہ تو یزید کی حقانیت کا ہوتا لیکن کوئی ایسا ایک جملہ بھی نہیں تو واضح ہوا کہ اس دوسری عبارت میں گڑبڑ ہے ورنہ یزید ہرگز اس قابل نہ تھا کہ یہ جلیل القدر لوگ اس کو اپنا امام کہتے بلکہ ایسا سوچنا بھی ان کے لئے ہمیں جائز نہیں۔ پھر یہ بات ابوسعید خدری نے اس وقت کہی کہ یزید کا کردار اس وقت مخفی تھا۔

پھر شیخ بندیالوی نے کہا جو یزید کو برا بھلا کہتا ہے وہ در پردہ ان صحابہ پر تبرا کرتا ہے لیکن میں کہتا ہوں جو یزید کی تعریف وثنا کرتے ہیں وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رفقاء اہلبیت کے تمام افراد جو یزید کے خلاف نکلے اور جن صحابہ کرام نے یزید کی مخالفت کی مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر و عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب پر تبرا کرتا ہے مزید برآں جنہوں نے پھر بیعت توڑ دی عبداللہ بن حنظلہ غسیل لملائکہ اور ان کی جماعت جنہوں نے

اپنی پگڑیاں اور جوتیاں اتار پھینکیں بیعت سے علیحدہ ہو گئے ان میں جلیل القدر تابعین بھی تھے جن پر یزید نے لشکر کشی کی یزید کی تعریف اور متقی پرہیز ثابت کرنے والے ان سب پر تبرا کرنے والے یزیدی ہیں یہ تبرا بندیالوی کو نظر نہیں آتا اس لیے کہ وہی نظر آتا ہے جو مقصد ہو بس بیچارہ بندیالوی بچاتا پھرتا ہے یزید کو اور کوئی بچے یا نہ پھر میں شیخ بندیالوی سے پوچھتا ہوں تم نے ابھی پہلے لکھا سارے واعظ اور ملاں مکھی پر مکھی مارنے والے تھے تو میں کہتا ہوں تم نے کون سی ایت سے یزید کی تعریف ثابت کی یا حدیث سے ثابت کی ایسا تم کر بھی نہیں سکتے جب تمہارے نزدیک مکھی پہ مکھی مارنے والے غلط ہیں تو جناب نے بھی تو اور بہت سی مکھیاں مار کر یزید کی تعریف ثابت کرنے کی کوشش کی تمہارے نزدیک وہ غلط ہمارے نزدیک سارے کے سارے خارجی ناصبی یزیدی غلط اس لیے کہ تم مکھے مارنے والے ہو لہٰذا! تم ڈبل غلط ہو۔ کہ اپنی کتاب البدایہ سے لکھتے ہو۔

مکمل ہو گئے بندیالوی کے اعتراضات کے جوابات مزید برآں اگر انہوں نے یزید کی تعریف کی ہو تب بھی یزید بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ باتیں اس وقت کی ہیں جب یزید کا کردار صحابہ کرام کے سامنے کھلا ہوا نہ تھا جب کھل گیا کردار یزید کا اس کے بعد کسی صحابی یا تابعی نے یزید کو نیک کہا ہو تو ثابت کرو۔

قل ھا توبر ھا نکم ان کنتم صٰدقین۔ پ اس البقرۃ

شیخ بندیالوی کے نزدیک یزید نمازی اور نیک تھا:۔

خاندانِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ممتاز فرد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برادر

عزیز۔ بہت بڑے تابعی عالم حضرت محمد (رحمۃ اللہ علیہ (بن علی (المعروف بہ ابن حنیفہ) نے بھی بخوشی و رضا یزید کی بیعت کی تھی۔ اور جب کچھ لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ یزید کی بیعت توڑ دیں تو انہوں نے سختی سے انکار کیا۔ اور یزید کی حمایت میں ان سے بحث مباحثہ کیا۔ پھر جب مخالفین نے یزید پر الزامات لگائے کہ وہ شراب پیتا ہے بے نماز ہے اور بدکردار ہے۔ تو علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اس لائق فرزند نے یزید کی حمایت میں ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا

مارایت منه ما تذکرون و قد حضرته و اقمت عندهٗ فرأته مواظباً علی
الصلوٰۃ متحریاً للخیر یسأل عن الفقه ملازماً للسّنة

میں نے یزید میں وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کر رہے ہو میں خود اس کے پاس گیا ہوں اور اس کے ہاں رہا ہوں میں نے اس کو ہمیشہ نماز کا پابند۔ نیک کاموں کا متلاشی...... مسائل فقہ پر گفتگو کرنے والا، اور سنت نبوی کا پیروکار پایا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۳)

قارئین گرامی۔ محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد کو ایک بار پھر پڑھئے کہ یہ ارشاد یزید کے ایک ہم عصر کا ہے اور ہم عصر بھی ایسا جو فرزندِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہے اور برادر حسنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یزید کے پاس رہ کر اس کے شب روز اور حالات دیکھے ہیں۔ میں نے اس کے اندر وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کرتے ہو۔ میں نے تو یزید کو دین

دار، خدا ترس، اتباعِ رسول میں حریص اور علمی مجالس قائم کرنے والا پایا ہے۔
(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر۔ص ۱۱۹ طبع سرگودھا)

کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان عنہم کا عمل حجت نہیں: بندیالوی نے صحابہ کرام کی توہین کر دی:۔

عجیب منطق ہے شیخ بندیالوی صاحب کی صحابہ کرام کی توہین کرنے کے لئے سہارا تابعی اور اہلبیت کا تلاش کر لیتا ہے اگر اس کتاب کی یہ روایت وزنی اور قابل استدلال بندیالوی کے نزدیک تھی جس سے یزید کی تعریف کا خوب قصیدہ لکھا اسی کتاب میں بے شمار جگہ یزید برا بے نماز، شرابی وغیرہ لکھا وہ تمہیں روایتیں نظر نہ آئیں ان سب کو سعودی ریال سمجھ کر ہضم کر لیا تم نے اور پھر اسی کتاب میں ۶۳ھ کے حالات میں لکھا ہے صحابہ نے یزید کی بیعت توڑ دی جوتیاں اور پگڑیاں اتار پھینکیں اور کہا یزید کا کوئی دین نہیں شرابی ہے تارک الصلوٰۃ اور محرمات سے نکاح کرنے والا ہے میں کہتا ہوں اس گستاخ ملاں نے اس روایت سے استدلال کر کے صحابہ کرام کی توہین کی صرف یزید کو بچانے کے لئے صحابہ کو پس پشت ڈال دیا یہ روایت لکھتے وقت حدیث تم بھول چکے تھے کہ صحابہ کرام ہدایت کے ستارت ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے ویسے تم دعویٰ کرتے ہو ہم صحابہ کا دفاع کر رہے ہیں لیکن اس روایت کو تم نے صحیح مان کر صحابہ کی توہین کی ہے پھر یہ روایت قرآن و حدیث کے قوانین کے خلاف مثلاً حدیث سے یزید سنت کو ختم کرنے والا دین میں رخنہ اندازی کرنے ولا باحوالہ گزر چکا یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن تاریخی روایات سے افضل واعلیٰ ہیں

علماء نے لکھا ہے کہ تاریخی روایات کے خلاف چاہے حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہوں تاریخ کو چھوڑ دیں گے حدیث پر عمل کریں گے پھر اسی کتاب سے میں لکھ چکا ہوں محمد بن حنیفہ حقیقت میں یزید کے خلاف تھے باحوالہ گزر چکا آپ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورے دیے جو یزید کے خلاف تھے ان مشوروں کو تمام مئورخین نے بیان کیا اس کے ساتھ ساتھ علماء دیو بند نے بھی قبول کر کے کہا محمد بن حنیفہ یزید کے خلاف تھے۔

حکیم الاسلام قاری طیب دیو بند لکھتے ہیں:۔

محمد بن حنیفہ نے کہا بھائی جان میں تمہیں ساری دنیا سے عزیز رکھتا ہوں اول تم کسی بھی شہر میں قیام نہ کرو دیہات اور ریگستان میں قیام کرو اور لوگوں کو اطلاع دو اگر وہ تم سے بیعت کر لیں اور تم پر جمع ہو جائیں تب شہروں کا رخ کرو اور اگر شہروں میں رہنا چاہتے ہو تو مکہ چلے جاؤ۔ اگر وہاں وہ بات پوری ہو جائے جو تم چاہتے ہو فبہا ورنہ ریگستانوں اور پہاڑوں ہی میں قیام رکھو...... اس سے صاف واضح ہے کہ حضرت محمد بن الحنفیہ حضرت حسین کے اس اقدام کو جو یزید کے خلاف تھا کوئی برا اقدام یا شرعی گناہ نہیں سمجھتے تھے صرف مصلحت کی وجہ سے ان کی رائے نہ تھی۔ اگر وہ اسے شرعی جرم جانتے تو حضرت حسین کو کسی بھی درجہ میں لوگوں کی بیعت لینے کا مشورہ نہ دیتے ان کا تدبیریں میں بتلانا کہ اگر تمہیں یہ کرنا ہی ہے تو دیہات میں قیام کرو وفود بھیجو بیعت لو۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۱۸۔ ۱۱۷ طبع ادارا اسلامیات لاہور، کراچی)

اگر یزید نیک ہوتا یا نیک سمجھتے تو امام کو فرماتے یزید کی بیعت کرو لہٰذا

واضح ہوا محمد بن حنیفہ نہ یزید کو نیک جانتے تھے نہ ہی اس کے خلاف امام کے خروج کو ناجائز سمجھتے تھے اور جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو منع کیا وہ بھی صرف اس لئے کہ یزید کی مخالفت سے خون ریزی اور قتل وغارت بڑھے گی کیونکہ تجربات اور حالات یہ بتا رہے تھے جس ظالم نے اہلبیت کے اوپر ظلم کیا ہے وہ باقی مسلمانوں کو نہیں چھوڑے گا اسی مصلحت کے تحت کہا مسلمانوں کی جانیں ضائعہ نہ ہوں کہہ دیا یزید جیسا تم کہتے ہو ویسا نہیں۔

حقیقت میں وہ بھی یزید کو برا ہی جانتے تھے۔

شیخ بندیالوی پر خدا کا غضب بنص حدیث ہو گا فاسق کی تعریف کرنے کے سبب:۔

پھر یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے برے شخص کی تعریف ناجائز ہے لیکن بندیالوی پر تف ہے جس یزید کے فاسق وفاجر ہونے پر علماء امت کا اتفاق ہے یہ اس کو اچھا ثابت کریں اور ثابت کرنے کی سعی میں ہے۔

حدیث پڑھیے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا کتاب ذم الغیبۃ اور ابو یعلیٰ اپنی مسند اور امام بیہقی شعب الایمان میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی کامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرشِ خدا ہل جاتا ہے۔

(شعب الایمان ج ۴ ص ۲۳۰ رقم الحدیث ۴۸۸۶ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

(الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۱۳۰۷ طبع دار الفکر بیروت)

علماء محققین نے فرمایا وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں سے بچنے اور اس سے دور رہنے اور اسے دور رکھنے کا حکم فرمایا لیکن بندیالوی صاحب ایسے برے کی تعریف خود کرر ہے ہیں اور کرنے کی تلقین کرر ہے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے نظریات سے بچائے آمین اور ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

اب اس طرف بھی توجہ کرلیں جو روایات اہلبیت کی توہین یا نقص وعیب ظاہر کریں یزید کی تعریف وثنا ظاہر کریں وہ بھی قرآن وحدیث کے قوانین کے تحت رد ہوں گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ان کو ہم نے ہر قسم کے عیب ونقص و پلیدی سے پاک کر دیا ہے تاریخی روایات وہی قابل قبول ہیں جو اہلبیت کی عظمت ظاہر کریں اور قرآن حدیث کے مطابق ہوں انہی باتوں کو علماء نے قبول کیا ہے اور یہی اصول علمائے دیو بندی نے بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ میں حکیم الاسلام قاری طیب کے قلم سے شہید کربلا اور یزید کے ص ۱۹۵ تا ۱۹۹ لکھ چکا ہوں پڑھ لیجئے۔

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ یزید جنتی ہے

بخاری وہ کتاب ہے کہ تمام امت قرآن مجید کے بعد اسے سب سے مستند کتاب تسلیم کرتی ہے بخاری کے مقابلے میں جو روایات آئیں گی وہ نامقبول اور مردود ہوں گی۔ جب تک یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ بخاری کی سند کمزور اور مخالف روایات کی سند مضبوط ہے۔ حیف اور تعجب ہے کہ بخاری میں تو اللہ تعالیٰ کے صادق اور عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے جنتی اور مغفور ہونے کی خبر دیں لیکن عاشقانِ رسول کہلانے والے اور

بخاری کے نام پر روٹیاں کھانے والے تاریخ کی موضوع...... من گھڑت اور ضعیف روایات کا سہارا لے کر اور شیعہ پروپیگنڈے سے مغلوب اور متاثر ہو کر یزید کو شیطان کہتے پھریں۔ اسے جہنمی قرار دیں اور اس پر لعنت کا ورد کرتے رہیں۔ امام الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمایئے

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا ان پر جنت واجب ہے

تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی بحری جنگ جو لڑی گئی اس لشکر کے قائد اور سپہ سالار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا

او جیشٍ من امتی یغزون مدینه قیصر مغفور لهم

میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو گا اس کی مغفرت مقدر ہو چکی ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۱۰)

قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر سمندری راستے سے مسلمانوں کا حملہ ۵۲ھ کا واقعہ ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۲ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب نے اس جگہ کتاب بخاری شریف کی عظمت کو لکھا جواباً عرض ہے کہ ہمیں تو بخاری شریف کی فضیلت پر کوئی انکار نہیں لیکن میں یار لوگوں سے تو پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کے دوغلہ پن کی سمجھ نہیں آئی ایک طرف

بخاری شریف کے صحیح ہونے کا اعتراف کرتے ہو دوسری طرف امام بخاری کی روایت کردہ احادیث کا آج تک انکار کرتے ہو۔ دیکھئے تمہاری استدلال کردہ اسی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوتا ہے تم نے آج تک علم غیب نہیں مانا انکار کرتے ہو مزید برآں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ نے علم کلی عطا فرمایا تھا میں اسی کتاب سے مقدمہ میں لکھ چکا ہوں لیکن تم نے بخاری پڑھنے پڑھانے کے باوجود نہیں مانی اسی طرح اسی کتاب سے آپ کا حاضر وناصر ہونا نور ہونا ثابت لیکن تم آج تک انکاری ہو علم قیامت ہونا کل کا علم ہونا سب بخاری سے ثابت تم آج تک انکار کرتے ہو پھر بتاؤ تم بخاری کو مانتے ہو یا انکار کرتے ہو۔

میں تو کہتا ہوں بخاری تمہارے لیے سراسر بیماری ہے کسی نے کیا خوب کہا۔

بنا عشق نبی جو پڑھتے پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

میں نے جو حدیث قسطنطنیہ کے راویوں پر جرح کی وہ بخاری شریف پر اعتراض نہیں میرا ایمان ہے قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح احادیث صحیح بخاری میں ہیں۔

پھر بندیالوی صاحب نے طنز کرتے ہوئے کہا جس کا نام لے کر روٹیاں کھاتے ہیں میں کہتا ہوں یار لوگوں کا ہی ہر وقت یہ کام ہے بخاری بخاری کرنا آپ ہی اس کے نام کی روٹیاں کھاتے ہیں جب بات مطلب کی نہ ہو تو کہہ

دیتے ہیں نام کی چیز حرام ہے مطلب ہو تو سب کچھ حلال ہے۔

پہلا جہاد قسطنطنیہ ۳۲ھ میں ہوا

دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر ۴۳ھ میں ہوا

تیسرا جہاد قسطنطنیہ پر ۴۴ھ میں ہوا:

بندیالوی کی پیش کردہ روایت بخاری پر پہلے سیر حاصل گفتگو میں کر چکا ہوں اس کی شرعی اور فنی حیثیت کو لکھ چکا ہوں۔

جہاد قسطنطنیہ میں یزید کس حیثیت سے شامل ہوا اور یہ بھی کہ خود شامل نہیں ہوا بلکہ باپ نے دھکے مار کر بھیجا اور کمانڈر نہیں تھا اب یہ لکھتا ہوں جس لشکر میں یزید شامل ہوا اس سے پہلے کتنی بار وہاں جہاد ہو چکا تھا اور یہ بشارت پہلے لشکر کے لیے تھی یزید چوتھے میں گیا تھا۔ بندیالوی کے نزدیک جو مستند کتاب وشہرہ آفاق سے لکھتا ہوں ۴۴ھ اس سال میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے بلادِ روم کے ساتھ جنگ کی اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے اور انھوں نے موسم سرما وہیں گزارہ اور اسی میں بسر بن ابی ارطاۃ نے سمندر میں جنگ کی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۳ طبع دارالاشاعت کراچی) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۰)

چوتھا حملہ قسطنطنیہ پر:

۴۶ھ اس سال مسلمانوں نے اپنے امیر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ موسم سرما بلادِ روم میں گزارا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۶۴ حالات ۴۵ھ) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۰)

دیوبندی نے لکھا:

یزید جہاد قسطنطنیہ کے پہلے جہاد میں ہرگز نہ تھا۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۲۷ طبع لاہور

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ آپ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے

(البدایہ ۷ ص ۳۱۶)

ابن کثیر لکھتے ہیں ۴۳ھ کے حالات میں اس سال میں بسر بن ارطا نے بلا دِروم سے جنگ کی حتیٰ کہ قسطنطنیہ کے شہر تک پہنچ گیا۔

(البدایہ وہ النہایہ ج ۸ ص ۴۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

اب دیکھیں ابن کثیر لکھتے ہیں یزید پیدا ہوا ۲۶ ہجری میں یا ۲۷ ہجری میں۔

(البدایہ والنہایہ حالات یزید بن معاویہ ج ۸ ص ۴۲۱)

اب غور کریں یزید پیدا ہوا ۲۶ ہجری میں جب کہ پہلا جہاد قسطنطنیہ میں ۳۲ھ میں ہوا اس جہاد میں یزید کا شامل ہونا ہر لحاظ سے بعید ہے کہ اس وقت اس کی عمر سات سال بنتی ہے سات سال کا بچہ کہاں جہاد میں جانے کے قابل ہے تو واضح ہوا بشارت پہلے جہاد کے لیے تھی یزید نہ پہلے میں گیا نہ دوسرے میں نہ تیسرے اور نہ چوتھے میں بندیالوی کے مطابق یزید گیا ۵۲ھ کے جہاد میں جب کہ اسی البدایہ میں لکھا ہے حملہ قسطنطنیہ ۴۹ھ میں ہوا یہ پانچواں بنتا ہے یزید دھکے کھا کر چوتھے جہاد میں گیا خدارا اتنا جھوٹ نہ گھڑو بشارت پہلے کے لیے

ہے یہ ہرگز حدیث میں نہیں کہ جو بھی اور جب بھی قسطنطنیہ میں جہاد ہو گا وہ بخشا جائے گا۔

ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:۔

۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے ان کے ساتھ ان کی بیوی عاتکہ بھی تھیں

(تاریخ کامل ج ۳ ص ۳۲)

اسی طرح مؤرخ ابی یعقوب نے تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۶۹ طبع بیروت پر لکھا۔ ان حقائق سے معلوم ہوا کہ یزید جس لشکر میں شامل ہوا وہ ہرگز پہلا نہ تھا بشارت پہلے کے لئے ہے۔

حاشیہ بخاری میں

لکھا ہے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۲ھ میں وہیں فوت ہوئے

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۰)

یہ بندیالوی صاحب بھی مانتے ہیں یزید ۵۲ ہجری میں قسطنطنیہ گیا کھل گئی حقیقت یزید پہلے لشکر میں نہیں گیا بلکہ تاریخی حقائق کے مطابق پانچوین یا چھٹے میں گیا لشکر میں گیا وہ بھی باپ نے سختی سے بھیجا لہٰذا مزید بشارت سے خارج ہے۔

پھر اگر کوئی اسلام لانے کے بعد حج وغیرہ تمام نیک اعمال کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کے تمام اعمال ختم یہ اصولی بات ہے جہاد کے بعد اعمال

بھی دیکھے جائیں گے یہ نہیں کہ ایک مرتبہ جہاد میں جانے سے بندہ جنت کا ٹھیکیدار ابن جائے گا ہر گز نہیں۔

یزید کی گھناونی سازش اسلام کے خلاف اور عیسائیوں کی مدد کی حقائق دیوبندی کے قلم سے پڑھیئے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ۵۳ھ میں جزیرہ روڈس فتح ہوا۔ اور وہاں مسلمانوں کی فوجی چھاونی قائم کر دی گئی۔ اس چھاؤنی کی وجہ سے بحر روم میں عیسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑھ گئی تھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان مجاہدین اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد پر کمبر بستہ رہتے تھے مگر ان کے نالائق (احمق) بیٹے نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے منتقلی کے فوری احکام بھیجے آخر وہ بیچارے پیچھے سے رسد اور کمک کے منقطع ہوجانے کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق روڈس کو خالی کر کے اپنی جائیداد کھیت اور باغات کو خیر باد کہہ کر بادل ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑے بھڑے مفت میں یہ مسلمانوں کا مفتوعہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۲۴ با حوالہ البدایہ والنہایہ ج ۸ واقعات ۵۳ھ) تاریخ طبری بضمن واقعات ۵۴ھ)

یزیدی خارجیوں نے ہر قسم کے حقائق کو جھٹلایا اور یزید کو بچایا لیکن حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں یزید کے اندر نہ ہی جہاد کا شوق تھا نہ وہ جہاد قسطنطنیہ میں خود گیا تھا وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیان روم میں شامل ہو گیا تھا

ورنہ اسے جہاد کفار سے کوئی سروکار نہ تھا آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ یزید نے جیسے ہی تخت حکومت پر قدم رکھا تو اپنی پہلی تقاریر میں بحری اور سرمائی جہاد کی معطلی کا اعلان کیا تھا لیکن بندیالوی صاحب ایسے بدمست ہیں کہ قرآن و حدیث اور مسلمانوں کی دھجیاں اڑانے والے یزید پلید کو نیک ثابت کرتے پھرتے ہیں۔لعنت اللہ علی الفاسقین۔

یزید کو پاک دامن کیا وہابی نے شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور یزید برسرِ اقتدار آیا تو تمام امتِ مسلمہ نے بلا اتفاق یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔اور اسے بخوشی و رضا اپنا امیر اور امام تسلیم کر لیا۔صرف حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یزید کی بیعت کے بارے میں عامل مدینہ سے سوچنے کی مہلت مانگی اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عازم مکہ ہوئے۔حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً چار مہینے مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہے اس عرصہ میں نہ عامل مکہ نے آپ کو یزید کے لئے بیعتِ خلافت کے لئے مجبور کیا اور نہ ہی یزید نے کوئی ایسا حکم صادر کیا اور باعث حیرت و تعجب یہ امر ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہ کسی خلوت و جلوت میں۔کھلی مجالس و نجی گفتگو میں یا کسی وفد سے ملاقات کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں کیا کہ یزید چونکہ شرابی و زانی ہے بدکردار اور فاسق و فاجر ہے۔اسلام کا دشمن اور کافر ہے اس کے دور حکومت میں میرے نانا کا دین خطرے میں ہے۔

لا الہ الا اللہ کی بنیاد کمزور ہو رہی ہے۔ اسلام فریاد کر رہا ہے اور یزید کا وجود مذہب وملت کے لیے خطرہ بنا ہوا ہے اس لئے میں اس کی بیعت سے انکار کرتا ہوں اور اسے اپنا امام اور امیر تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور میں اس کا تختہ الٹنا چاہتا ہوں۔ یا کبھی حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عوام الناس سے اپیل کی ہو کہ اس جہاد اور مشن میں میرا ساتھ دو یا لوگوں سے کہا ہو کہ یزید کی بیعت کا پٹہ گلے سے اتار پھینکو اور شمیر بکف ہو کر میدانِ عمل میں آ جاؤ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یزید کے کردار وعمل سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ اگر یزید کا کردار واقعی غیر اسلامی ہوتا اور دینِ اسلام کو اس کی ذات سے خطرہ لاحق ہوتا۔ اور اسلام اس کے دور میں فریاد کناں ہوتا تو اس کی مخالفت میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اکیلے باہر نہ نکلتے بلکہ ہزاروں مسلمان بھی آپ کا ساتھ دیتے۔ کم از کم آپ کے خاندان کے لوگ اور عزیز رشتہ دار تو آپ کے ساتھی اور حمایتی ضرور بنتے۔

(واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۱۳۰ تا ۱۳۱ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب اس سے پہلے تو یزید کو خلیفہ ثابت کرتے رہے لیکن اب مجبور ہو کر تسلیم کرنا ہی پڑا کہ یزید خلیفہ نہیں تھا بلکہ حاکم تھا اب لکھ دیا جب یزید برسرِ اقتدار آیا۔ اللہ رب العزت بہت بڑا قادر ہے سچی بات بندیالوی کے قلم سے بھی لکھوا دی پھر لکھا تمام امت مسلمہ نے بیعت کر لی اس کا جواب پہلے لکھا جا چکا ہے لیکن پھر خود تسلیم بھی کر لیا کہ حضرت امام حسین وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیعت نہ کی تو جناب نے بھی تسلیم کر لیا کہ یزید کی بیعت باتفاق نہ ہوئی کیونکہ چند کے انکار سے اتفاق ٹوٹ جاتا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا انکار صرف ایک کا نہیں بلکہ پوری ایک جماعت کا انکار ہے جیسا کہ امام حسین کو سب لوگ اس وقت جو تھے اپنا پیشوا تسلیم کرتے تھے پھر اتفاق اس بات سے بھی ختم ہو جاتا ہے جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے وہ کم از کم بہتر ۷۲ تھے بہتر کا انکار واضح تھا مزید برآں حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے چاہنے والوں نے بھی بیعت نہ کی تو یزید پر اتفاق کیسے رہا بلکہ ختم ہو کر رہ گیا یہ الگ بات ہے کہ چاہنے والوں نے اعلان سرِ عام نہ کیا

پھر بندیالوی صاحب نے لکھا اگر یزید شرابی یا فاسق و فاجر ہوتا میں کہتا ہوں ظالم اگر مگر کو چھوڑ یزید ضرور ظالم اور فاسق و فاجر شرابی تھا امام حسین و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیعت نہ کرنا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یزید برا ہے اگر برا نہیں تھا تو ان دونوں اور ان کے چاہنے والوں نے بیعت کیوں نہ کی اس کی وجہ بیان کی جائے اور یزید اگر اتنا اچھا ہوتا تو چھپ کر بیعت لینے کی ضرورت نہ پیش آتی سر عام سب کے سامنے اعلان کیا جاتا آؤ بیعت کرو چھپ کر بیعت ان جلیل القدر سے لینے کا مطلب یہ تھا کہ جب یہ کر لیں گے تو باقیوں سے کہا جائے گا تمہارے سرداروں نے بیعت کر لی تم بھی کرو اسی وجہ سے یزید نے خط لکھا ان سے فوراً بیعت لو پھر بندیالوی نے لکھا کہ عامل مدینہ سے سوچنے کی مہلت مانگی اور پھر اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکہ چلے گئے لیکن اب ذرا حقائق بھی پڑھیے۔

جو کتاب بندیالوی کے نزدیک شہرہ آفاق ہے یعنی البدایہ والنہایہ:۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۹ اسی سے اقتباسات پڑھیے

یزید جب حاکم بنا تو اس کی خواہش یہ تھی کہ جن لوگوں نے سر عام بیعت یزید نہیں کی ان سے اپنی بیعت لے چنانچہ اس نے گورنر مدینہ ولید بن عتبہ کو لکھا۔

پہلا خط یزید کا گورنر مدینہ کے نام:۔

کچھ تمہیدی باتیں لکھنے کے بعد اس نے ایک ورق میں جو چوہے کی کان کی طرح تھا ولید بن عتبہ کو لکھا

اما بعد حضرت حسین۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیعت کے لئے سختی سے پکڑ لو اور اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں حتیٰ کہ وہ بیعت کر لیں والسلام۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۲ حالات یزید بن معاویہ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۶۔ از دیوبندی طبع ملتان)

بندیالوی کی خیانت پکڑی گئی:۔

کیوں جناب بندیالوی صاحب آپ نے لکھا کسی کو مجبور نہ کیا گیا سب نے بخوبی بیعت کر لی لیکن تمہارے دادا بلکہ پردادا کی کتاب کہہ رہی ہے کہ یزید نے لکھا ان تینوں کو سختی سے پکڑ لو پھر تم نے حقائق کو چھپاتے ہوئے بددیانتی کی صرف دو نے انکار کیا تمہارے باباجی لکھ رہے ہیں تینوں کو پکڑ و اب بتاؤ تمہارے باباجی سچے ہیں یا آپ یقیناً آپ جھوٹے ہیں پھر بالاتفاق آپ نے لکھا وہ اتفاق تو تین کے انکار سے ہی ٹوٹتا ثابت ہو گیا ان کے چاہنے والے مزید برآں پھر جب ولید بن عتبہ نے ان کو بیعت کے لئے بلایا تو ان کا جواب یہ تھا پڑھیے اپنے بابا کے قلم سے۔ امیر نے آپ کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے جیسا شخص پوشیدہ بیعت نہیں کرتا اور آپ مجھ سے اس کا

تقاضا نہ کریں لیکن جب لوگ اکٹھے ہوں تو ان کے ساتھ ہمیں بھی بلا لیں اور ایک ہی بات ہو جائے گی ولید نے آپ سے کہا اور وہ عافیت پسند تھا اللہ کا نام لے کر واپس چلے جائیے اور جماعت کے ساتھ ہمارے پاس آیئے۔ مروان نے ولید سے کہا (جو اس کا نائب تھا) خدا کی قسم اگر یہ تجھ سے جدا ہو گئے اور اُس وقت بیعت نہ کی تو تمہارے درمیان اور ان کے درمیان بڑا اقتلام ہو گا۔ انہیں روکیے اور بیعت کیے بغیر انہیں جانے نہ دیجئے بصورت دیگر انہیں قتل کر دیجئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر فرمایا اے ابن زرقاء تو مجھے قتل کرے گا خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ کیا ہے پھر آپ اپنے گھر واپس آ گئے۔ تو مروان نے ولید سے کہا خدا کی قسم اس کے بعد تو انہیں کبھی نہیں دیکھے گا۔ ولید نے کہا اے مروان قسم بخدا میں نہیں چاہتا کہ دنیا و مافیہا میرے لیے ہو اور میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۷ طبع کراچی مترجم)

قارئین فیصلہ کر لیں بندیالوی نے کتنے جھوٹ گھڑے تھے ہم نے پردہ اٹھایا اسی کی مستند کتاب سے یہ حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یزید بد کردار تھا شرابی زانی فاسق و فاجر تھا تب ہی تو ان جلیل القدر لوگوں سے چوری چھپے بیعت لینے کی ترکیبیں ہو رہی تھیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا میرے کہنے کی ضرورت نہیں یزید ایسا ہے لوگ خود جانتے ہیں جب سب کے سامنے بیعت کا اعلان ہو گا تو بہت زیادہ مخالفت ہو گی پھر یزید کے اسی پہلے حکم سے یہ ثابت بھی ہو رہا ہے کہ اگر بیعت نہ کریں تو قتل کر دو

اسی لیے تو یزید نے مروان کو نائب بنا رکھا تھا کہ یہ ہر طرح سے یزید کا وفادار تھا اور ظاہراً مروان بول رہا تھا کہ ان کو قتل کر دو اس کے پیچھے یزید کہلوا رہا تھا

کہ تم ان کو قتل کر دو امام نے فیصلہ کیا اگر میں یہاں اعلان کروں تو سب لوگ میرے ساتھ ہوں گے اور حرم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جنگ شروع ہو جائے گی مسلمانوں کا قتل عام ہوگا اس لئے آپ چپکے سے مکہ شریف چلے گئے پھر میں یہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ یزید نیولید بن عتبہ کو معزول کر دیا صرف اس لیے کہ وہ یزید کے اشارے پر پورا نہیں اترا نرمی کی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی سزا یزید نے انکو یہ دی معزول کر دیا پھر میں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ جب یہ حضرات مکہ چلے گئے تو یزید نے ان کو وہاں بھی سکھ سے نہ بیٹھنے دیا یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی۔ کہ صرف یزید کی بیعت نہ کرنے پر یزید کی طرف سے اتنی سختی کرنے کا حکم دیا گیا اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر عام یا خاص لوگوں کے سامنے کہتے کہ یزید شرابی زانی اور فاسق فاجر ہے پھر تو یزید فوراً فوج بھیج کر آپ کو شہید کروا دیتا بس اسی مصلحت کے تحت آپ نے خاموشی اختیار کی زیادہ برا بھلا کہنے سے گریز کیا پھر جب آپ کوفہ جا رہے تھے تو فرمایا میں ظالمین کے ساتھ لڑنے جا رہا ہوں میں پوچھتا ہوں بندیالوی سے کوفہ والے تو خود خط لکھ کر بلا رہے ہیں ساتھ رہنے کا وعدہ کر رہے تھے وہ تو آپ کے نزدیک ظالم نہ تھے تو وہ ظالمین یقیناً یزید اور اس کے چیلے چانٹے مراد تھے

امام حسین کا یہ جہاد اسلام کی سربلندی کے لئے نہ تھا (معاذ اللہ) شیخ بندیالوی لکھتے ہیں:۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقع پر کسی مسلمان نے بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دوسرے قریبی رشتہ داروں کے

علاوہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ابن حنفیہ۔ اور چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی آپ کے مئوقف کی مخالفت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اقدام کا پس منظر اور سبب یزید کا کردار اس کا فسق و فجور اور اسلام کی سربلندی نہیں تھا بلکہ اس کا باعث وہ خطوط تھے جو کوفہ کے شیعوں نے ہزاروں کی تعداد میں ان کے نام لکھے تھے۔ اور ان خطوط میں اپنی حمایت و ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا تھا کہ ہم یزید سے بیزار ہیں اور اس کی بیعت توڑ کر آپ کی بیعت کرنے اور آپ کے لیے جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ گر آپ کوفہ تشریف لائیں تو ایک لاکھ سپاہی آپ کے اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ دلفریب خطوط حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عازمِ کوفہ ہونے کا سبب بنے تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۲ طبع سرگودھا)

نہایت افسوس ہے بندیالوی لکھتے ہیں اس موقع پر کسی مسلمان نے بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہیں دیا میں کہتا ہوں اتنا جھوٹ تم نے یزید کی محبت ظاہر کرنے کے لیے لکھ دیا لیکن آپ نے غور نہ کیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یزید دشمنی نظر کیوں نہ آئی حالانکہ آپ بھی تو صحابی ہیں ان کے علاوہ آٹھ صحابی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے جنہوں نے یزید کی بیعت بھی نہ کی اور امام کا ساتھ بھی دیا۔ ان کے ایمان میں اگر کوئی شک کرے تو شیعہ کرے ہمیں تو نہیں بیعت نہ کرنے میں امام کے ساتھی ہیں اسی طرح پہلے پہل حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی یہی موقف تھا جب یہ حضرات مدینہ چھوڑ گئے تو

انہوں نے اپنا مئوقف بدل لیا مزید برآں جو اہلبیت کے افراد آپ کے ساتھ کوفہ گئے ان کے علاوہ کئی اور لوگوں نے بھی ساتھ دیا وہ آپ کو کیوں نہ نظر آئے۔

کہیں آپ کے نزدیک وہ معاذ اللہ کافر تو نہیں تھے جو آپ کیساتھ گئے تھے

پھر تم نے لکھا وہ یزید کے کردار کی وجہ سے کوفہ نہ گئے بلکہ خطوط کی وجہ سے گئے۔

میں پوچھتا ہوں جب خفیہ طور پر سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد خط مدینہ بھیجا اس وقت تو ابھی تک کوفہ والوں کو خبر تک نہ تھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مئوقف یزید کے بارے کیا ہے تو آپ نے یزید کی بیعت نہ کی کیوں نہ کی وجہ بیان کی جائے یقیناً یہیں کہنا پڑے گا کہ آپ نے یزید کو اس قابل نہیں سمجھا تھا کہ اس کو حاکم مان لیں اور ہم جیسے لوگ اس برے کی اتباع کریں میں یہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ یزید کے ساتھ ملاقات کی تو اس نے ان کے سامنے شراب پی تھی۔

یزید جب حج کرنے گیا تو مدینہ میں امام کی ملاقات یزید سے ہوئی میں کہتا ہوں ساری دنیا کے لوگ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ لیکن یزید ایسا بُرا اور فاسق و فاجر تھا کہ حج پر جانے کے باوجود اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی بندیالوی پر تعجب ہے ایسے فاسق کا دفاع کر رہے ہیں۔

(کامل ابن الاثیر ج ۴ ص ۱۲۷ طبع بیروت)

یزید جب حج کرنے گیا تو مدینہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات

یزید سے ہوئی باحوالہ گزر چکا لیکن میں کہتا ہوں ساری دنیا کے لوگ حج پر جاتے وقت اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں مزید وہاں جا کر معافی مانگتے ہیں لیکن یزید ایسا بُرا اور فاسق وفاجر تھا کہ حج پر جانے کے باوجود اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی بندیالوی پر تعجب ہے ایسے فاسق وفاجر کا دفاع کر رہے ہیں۔

بس اسی وجہ سے آپ نے اس کی مخالفت کی بیعت نہ کی مدینہ سے مکہ شریف آ گئے پھر اس خارجی نے لکھا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قدم اسلام کی سربلندی کے لئے نہ تھا۔ لیکن مجھے سرگودھا کے کئی دوستوں نے بتایا کہ جب اس کتاب کا پہلا اڈیشن چھپا اس میں بہت زیادہ گستاخیاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور صحابہ کرام کی تھیں پھر علمائے کرام نے اس کتاب اور بندیالوی کے خلاف احتجاج کیے حتیٰ کہ علماء دیوبند نے بھی مخالفت کی جیسا کہ اس تیسرے اڈیشن میں خود بندیالوی نے کچھ اشارۃً ذکر کیا۔ عرض مصنف میں لکھتے ہیں ان مخالفین میں کچھ دوست بھی تھے کچھ دشمن بھی کچھ اپنے بھی تھے کچھ پرائے بھی شیعہ کم تھے سنی زیادہ تھے۔

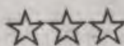
(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۰ طبع سرگودھا)

نصیحت بندیالوی کو:۔

لیکن اب اس تیسرے اڈیشن میں اس نظریہ سے تو بندیالوی نے توبہ کر لی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط تھے۔ لیکن اس بات پر تو ابھی تک بضد بلکہ اصرار کے ساتھ کہ یزید متقی اور پرہیز گار اور پارسا تھا ہم نے الحمدللہ پوری امانت ودیانت کے ساتھ یزید کے کردار کو قرآن وحدیث اور علماء محدثین کے مستند حوالہ جات سے بندیالوی کی رہنمائی کرتے ہوئے لکھا ہے میں خلوص نیت سے دعا

کرتا ہوں اے اللہ ان خارجیوں ناصبیوں یزیدیوں کو ہدایت عطا فرما۔ ایک نظریہ سے بندیالوی کی توبہ اب بندیالوی صاحب کا توبہ نامہ بھی پڑھ لیجئے۔ ہم اہلسنت کا شاو کلا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اقدام خاندانی رقابت اور تعصب کی بنیاد پر تھا اور ہم یہ بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان کا یہ جذبہ محض دنیاوی مفاد کے لئے تھا حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا تربیت یافتہ فرزند فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گود میں پرورش پانے والا آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دوش مبارک پر سواری کرنیوالا اور ہزاروں اصحابِ رسول کی صحبت میں بیٹھ کر فیض حاصل کرنے والا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محض حکومت و اقتدار کی طلب میں سرگرداں ہو ہماری اس سوچ سے بھی ہزار بار توبہ بلکہ اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اس اقدام کی غرض دنیا پرستی نہیں تھی۔ وہ عیش و نشاط کے دلدادہ نہیں تھے وہ حبِ جاہ اقتدار کے دھارے پر نہیں بہہ رہے تھے۔ بلکہ نیک نیتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت ان کی سوچ تھی کہ یزید مملکت اسلامیہ کی پالیسی اور خدو خال کو جس حد تک اسلامی بنا سکتا ہے اس سے کہیں بہتر طور پر میں مملکت کو اسلامی خطوط پر چلا سکتا ہوں اور خلافت کو ٹھیک ٹھاک منہاج نبوت کے راستے پر ڈال سکتا ہوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۳)



گیارھواں باب

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ جانے کی تیاری

بندیالوی لکھتے ہیں

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلم بن عقیل کے خط پہنچتے ہی کوفہ کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے بہت سمجھایا کہ مکہ سے باہر نہ نکلئے اور کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس لئے کوفی ہمیشہ سے سازشی ذہن رکھتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے آپ کے والد مکرم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے برادر مکرم حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ۹ سے بے وفائی اور عہد شکنی کی تھی۔ اس طرح وہ آپ سے بھی غداری کریں گے یہ دونوں صحابی حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سمجھاتے سمجھاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح امیر المومنین خلیفہ ثالث، دامادِ نبی حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ان کے گھر والوں کے سامنے شہید کر دیا گیا تھا اس طرح آپ کے اہل وعیال کے سامنے آپ کو ذبح کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو رقت بھرے لہجے میں فرمایا اگر میں سمجھتا کہ میرے سمجھانے اور روکنے سے تم رک جاؤ گے تو میں تمہیں سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر روکتا۔ اور لوگ تماشہ دیکھتے۔ پھ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ

عنہ) کی سوری کے ساتھ دوڑتے ہوئے جارہے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ اگر نہیں رکتے ہو اور لازماً جانا چاہتے ہو تو پھر اپنے بال بچوں اور مستورات کو لے کر نہ جاؤ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۶۳)

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۰)

شیخ بندیالوی نے بعد والی عبارت جس سے اس کا مطلب حل ہوتا تھا وہ لکھ دی اور اس سے اول جو یزید کی مذمت اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت رکھنے والی تھی وہ چھوڑ دی آیئے حقائق کربلا پڑھیے اسی کتاب سے جس میں یزید نے قتل کرنے کی دھمکی بھی دی سخت ڈانٹ بھی سنائی اور امام کو فخر تکبر والا بھی کہا اور غصہ کرنے والا گنہگار بھی کہا اور یہ بھی کہ میں قتل کروا کر اس حال میں ان کو چھوڑوں گا کہ جانوران کی میت پر آئیں گے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کوفہ جانے سے منع کی وجوہات، خط یزید میں دھمکی:۔

مئورخین نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خط لکھا اور انہیں بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ چلے گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اہل مشرق سے کچھ لوگ ان کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے آپ کو خلافت کی رغبت دلائی ہے اور آپ کو ان کے متعلق تجربہ ہے اور ان کی حقیقت کی خبر ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے قرابت کی پختگی کو قطع کر دیا ہے اور آپ اہلبیت کے بزرگ اور بھلے

آدمی ہیں۔ انہیں انتشار کی کوشش سے روکیے اور اس نے آپ کی طرف اور مکہ مدینہ میں رہنے والے قریش کی طرف یہ اشعار لکھے۔

اے سوار جس کی سواری کی دوڑ کر اونٹنی سے آگے بڑھ جانے والی ہے۔ اور اس کی چال میں سکوت پایا جاتا ہے۔ قریش کو ملاقات گاہ کی دوری کے باوجود اس قرابت کی خبر دے دے جو میرے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان پائی جاتی ہے اور بیت اللہ کے صحن میں ایک موقف ہے جس نے اسے اللہ کا عہد سنایا اور عہد پورے نہیں ہوئے تم نے اپنی ماں پر فخر کرتے ہوئے اپنی قوم کو قیدی بنایا میری زندگی کی قسم ماں اصیل، نیکوکار اور سخی ہے اس سے فضل میں کوئی لگا نہیں کھا سکتا۔ وہ دخترِ رسول ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے اس کی فضیلت تمہاری فضیلت ہے اور تمہاری قوم کے سوا جو لوگ ہیں ان کو اس کے فضل سے حصہ دیا گیا ہے میں جانتا ہوں یا اس کے جاننے والے کی طرح گمان کرتا ہوں اور کبھی کبھی گمان سچ ہو جاتا ہے اور مرتب ہو جاتا ہے تم جس چیز کے دعویدار ہو عنقریب میرا قتل تمہیں اس حال میں چھوڑے گا کہ عقاب اور کرگس تمہیں تحائف دیں گے اے ہماری قوم کے لوگو جب جنگ کی آگ بجھ جائے تو اسے نہ بھڑکاؤ اور سکم درخت کی رسیوں سے چمٹ جاؤ اور بچاؤ اختیار کرو۔ تم سے پہلے لوگوں نے جنگ کا تجربہ کیا ہے۔ جنگ سے قومیں تباہ ہو گئی ہیں اپنی قوم سے انصاف کرو اور غصے سے ہلاک نہ ہو جاؤ۔ بہت سے غصے والوں کے قدم اس سے لغزش کھا جاتے ہیں راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھا۔ مجھے امید ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج اس امر کے لئے ہو گا جسے تو پسند نہیں کرتا اور میں

ہر اس طریق سے ان کی خیر خواہی کروں گا۔ جس سے الفت بڑھتی اور جوش ٹھنڈا ہوتا ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر طویل گفتگو کی اور انہیں کہا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کل آپ ضائع ہونے والے حال میں ہلاک ہو جائیں گے عراق نہ جائیے اور اگر آپ نے ضرور جانا ہی ہے تو حج کے جتماع کے ختم ہونے تک ٹھہر جائیے اور لوگوں سے ملیے اور معلوم کیجئے وہ کیا ظاہر کرتے ہیں پھر اپنی رائے پر غور کیجئے۔ یہ گفتگو ۱۰ ذوالحجہ کو ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق جانے کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں کہا۔ خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ کل آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان اسی طرح قتل ہوں گے جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان قتل ہوئے تھے خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ آپ ہی سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لیا جائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا اگر یہ بات مجھے اور آپ کو عیب نہ لگاتی تو میرا ہاتھ آپ کے سر میں گڑ جاتا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب ہم ایک دوسرے سے اصرار کریں گے تو آپ ٹھہر جائیں گے تو میں ایسا کرتا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بات آپ کو روکنے والی نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر میں فلاں فلاں مقام پر قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے اور یہ کہ وہ میرے لئے حلال ہو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۶۔۳۰۵ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ مرتب اسحاق ملتانی دیوبندی تاریخ طبری ج ۴)

حقائق کربلا:۔

یہ تھی وہ حقیقت جس کی بنا پر صحابہ کرام نے آپ کو منع کیا اور آپ کے رشتہ داروں نے منع کیا جن کا مؤقف حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف تھا۔ یزید کے خط سے بھی لوگوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ ایسا ظالم چھوکرا ہے جن سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم کیا دوسری طرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی گلیوں میں دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ مجھے سن ساٹھ نہ دکھانا اس سے پہلے مجھے موت دے دینا آپ کی دعا قبول ہوئی آپ کا وصال پہلے ہو گیا۔ امام بخاری نے روایت نقل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے بدعقل لڑکوں کے ہاتھ سے ہو گی۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۴۶ طبع قدیم کتب خانہ کراچی)

(صحیح مسلم کتاب الفتن)

ان لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲۴ ص ۱۸۰ طبع بیروت)

(فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۸۔۷ طبع مصر)

بس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور باقی صحابہ کرام ان احادیث کے پیش نظر بھی منع کرتے تھے یہ جانتے ہوئے کہ وہ چھوکرا آ گیا ہے یہ خاندان اہلبیت پر ظلم کرے گا لہٰذا کسی طریقہ سے امام کو روک لیا جائے اور اس ظالم نے اشارہ بھی کر دیا تھا پہلے مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ جب انہوں نے یزید

کے اشارے پر کام نہ کیا تو ان کو اس ظالم نے بلاوجہ معزول کر دیا پھر خط ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر کہا اگر یہ عراق آ گئے تو میں چھوڑنے والا نہیں کیا ہوا جوان کا مقام بلند ہے۔

پھر اس لئے بھی منع کرتے تھے کہ آپ کی شہادت کی خبریں مشہور تھیں پھر یہ وجہ بھی ضرور تھی کوفہ والوں نے دعوت دی لیکن وہ دعوت بھی قابل ذکر ہے

وفد کی آمد کوفہ سے اور جانے کی وجوہات:۔

خود بندیالوی صاحب لکھتے ہیں۔ پھر اہل کوفہ نے تیسرا وفد جو ساٹھ تجربہ کار۔ ہشیار (دانا) اور عیار افراد پر مشتمل تھا مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ انہوں نے آ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کے نام کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اور دینِ اسلام کا واسطہ دے کر کہا اگر آپ ہمارے ساتھ تشریف نہ لائے اور ہماری قیادت و امارت نہ سنبھالی تو ہم میدانِ محشر میں آپ کے نانا کے سامنے شکایت کریں گے۔ اس وفد نے قسمیں اٹھا کر آپ کو یقین دلایا۔

(واقعہ کربل اور اس کا پس منظر ص ۱۳۸ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب نے اگرچہ کچھ الفاظ میں گڑبڑ بھی کی لیکن مفہوم لکھ دیا میں کہتا ہوں ایک طرف صحابہ کرام منع کرنے والوں کے سامنے احدیث اور حالات واقعات تھے جس کی بنا پر وہ منع کرتے تھے دوسری طرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ بات آ گئی کہ اگر آپ ہمیں دین سمجھانے نہیں آتے قرآن و حدیث سمجھانے امر بالمعروف و نہی عن المنکر و دینی دنیاوی معیشت سمجھانے نہیں آتے تو ہم کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے اور تمہارے نانا کے

سامنے تمہاری شکایت کریں گے قرآن وحدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہے جب لوگ کسی عالم کو یہ کہیں ہمیں قرآن وحدیث کے احکام بتاؤ وہ نہ بتائے تو مجرم ہوگا نہ بتانے والا جبکہ وہ عالم ہو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں تو کسی کو شک نہیں تو پھر آپ پر فرض ہو گیا تھا کوفہ والوں کے خطوط اور وفد کے آنے سے لہٰذا آپ نے فرض پر عمل کیا اور ان کے لئے یہی سزاوار تھا۔

پھر آپ کا موقف تھا کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ کے محبوب ﷺ نے حرم بنا دیا تھا اس لئے مدینہ میں جنگ کرنا ناجائز تھا

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۰ طبع کراچی)

لہٰذا آپ یہ چاہتے تھے کہ مدینہ میری وجہ سے حلال نہ ہو ورنہ مدینہ شریف کے لوگوں کے سامنے آپ یزید کے خلاف آواز اٹھا دیتے اسی لیے آپ مدینہ شریف سے خاموشی کے ساتھ نکل آئے اسی لیے آپ نے مکہ میں بھی اعلان جہاد بلند نہ کیا عین حج کے موقع پر وہاں سے نقل کھڑے ہوئے حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مکہ شریف میں صرف میرے لئے تھوڑی دیر کے لئے جنگ کی اجازت اللہ نے دی اب یہ قیامت تک حرم ہے اس میں جنگ جائز نہیں۔

(صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳۷ طبع نور محمد کراچی)

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۷ طبع نور محمد کراچی)

اسی لیے آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارۃً کہہ دیا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں مکہ شریف میں قتل نہ کیا جاؤں فلاں فلاں یعنی عراق میں قتل ہونا پسند کیا پھر یہ روایت بھی گزر چکی آپ نے فرمایا مجھے میرے نانا

جان نے حکم کیا میں وہ پورا کروں گا لہٰذا آپ نے مدینہ شریف اور مکہ شریف کی حرمت کا پاس کیا میدان جنگ سے بچایا عظیم مسلمانوں کی خیر خواہی کی کہ ان کی عزت واحترام کو مزید بڑھایا لیکن اس کے برعکس یزید نے مدینہ شریف کی حرمت کو برباد کیا مکہ شریف کی حرمت کو بھی پامال کیا اور کرایا لیکن بندیالوی صاحب کی ایسی مت ماری گئی انہوں نے یزید کو بچانے کے لئے صحابہ کرام کے دامن کو داغدار کرنے کی نا مشکور کوشش کی اور لکھا چند شرارتی لوگوں نے حکومت کے خلاف آواز اٹھائی لہٰذا مجرم ہوئے حاشا وکلا۔ برائی اور برے حاکموں اور ظالموں کے خلاف آواز اٹھانا افضل جہاد ہے اس کو بندیالوی بھول گئے پھر خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں مکہ میں رہوں یا جلدی یہاں سے نہ جاؤں تو گرفتار کرلیا جاؤں دلائل پڑھیے

امام علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں مکہ سے

جلدی نہ جاؤں تو گرفتار کرلیا جاؤں:۔

خود فرزوق کا بیان ہے کہ میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ ان کے اونٹ کو میں ہانک رہا تھا یہ حج کے دن تھے اور ۶۰ ھ کا واقعہ ہے کہ میں حرم میں داخل ہوا میں نے حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ کے باہر پایا تلواریں اور ڈھالیں ان کے ساتھ تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ قطار کس کے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قافلہ ہے میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے پوچھا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ

پر فدا ہو جائیں کیا جلدی تھی کہ آپ حج کو چھوڑ کر چلے۔ فرمایا میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا میں عراق کا ایک شخص ہوں۔ بس واللہ اتنا ہی مجھ سے پوچھا اور اسی جواب کو کافی سمجھا۔ پھر یہ پوچھا کہ جن لوگوں کے پاس سے تم آرہے ہو مجھ سے ان کا حال بیان کرو میں نے جواب دیا لوگوں کے دل آپ کی طرف ہیں اور تلواریں بنی امیہ کی طرف اور حکم خدا کے ہاتھ میں ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد میں نے نزرو اعمال حج کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں سب آپ نے بتا دیں۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۰۵ طبع دارالاشاعت کراچی مترجم سید حیدر علی طباطبائی دیو بندی۔ تحیل، تشریح و عنوانات مولانا اصغر مغل فاضل جامع دارالعلوم کراچی دیو بندی، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۱ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۷ خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وآل مروان در بحث مکہ سے کوفہ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۸۔ از مولوی اسحاق ملتانی طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

مکہ مکرمہ سے روانگی بندیالوی صاحب لکھتے ہیں

اور قافلہ کتنا تھا:۔

مکہ مکرمہ سے اہل وعیال۔ عزیز رشتہ داروں اور ان ساٹھ کوفیوں سمیت جو آپ کو لینے آئے تھے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہ روانگی دس ذی الحجہ کو ہوئی۔ اور تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مکہ مکرمہ سے کربلا تین منزلوں کی مسافت پر ہے اور اس دور میں منزل سے ادھر ادھر کسی قافلے کا پڑاؤ ڈالنا بعید از خیال تھا۔ اس لئے یہ قافلہ ہر روز ایک منزل کا سفر طے کرتا ہوا دس ۱۰ محرم الحرام کو کربلا پہنچا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۳ طبع سرگودھا)

حقائق کربلا مکہ سے نکلتے وقت یزیدیوں سے مار کٹائی

ابن خلدون لکھتے ہیں:

یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر عمرو بن سعید بن العاص تھا۔ اس کے آدمیوں نے امام حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ہمراہیوں کو روانگی کوفہ سے روکا بحث و تکرار ہوئی۔ آپس میں خفیف سی مار پیٹ بھی ہوگئی لیکن آپ اور آپ کے ہمراہی نہ رکے رفتہ رفتہ تنصیم میں پہنچے۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۷ طبع کراچی تاریخ کامل بن اثیر ج ۴ ص ۱۶ طبع مصر)

یہ بات پڑھ لینے سے صاف واضح ہوتا ہے امام ۱۰ ذی الحجہ کو اگر روانہ نہ ہوتے تو یزیدی ہمنوا آپ کو یہیں روک لیتے اور سخت لڑائی ہو جاتی لیکن آپ ان کے پروگراموں سے واقف تھے اس لئے فوراً نکل کھڑے ہوئے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تعداد قافلہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے کہ کتنا تھا البتہ مشہور روایات جن میں آپ کے اقرباء اور اعوان و انصار جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے بعض نے کہا وہ ۷۰ تھے اور بعض نے ۷۲ یا ۷۹ یا بیاسی ۸۲ تک کی روایات ملتی ہیں۔

تعداد شہدائے کربلا ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے ۷۲ آدمی شہید کئے گئے اور الغاضریہ کے باشندوں نے جو بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے انہیں شہادت کے ایک دن بعد دفن کر دیا اور ان میں ۱۷ آدمی اولاد فاطمہ سے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۲ طبع کراچی)

ابن خلدون لکھتے ہیں حضرت زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لیے گئے اس کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں (یعنی فوجیوں) نے آپ کی نعش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا۔ اس واقعہ میں صرف دو شخص عقبہ بن سمعان آپ کی بیوی رباب بنت امرء القیس کمبیہ کے آزاد غلام اور مرقع بن ثمامہ اسدی جانبر ہوئے۔ اور باقی بہتر ۷۲ آدمی آپ کے ہمراہیوں میں سے شہید ہوئے

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ باب خلافت معاویہ آل مران ص ۱۷۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین شیخ بندیالوی صاحب نے لکھا آپ کا قافلہ ۱۰ محرم الحرام کو کربلا پہنچا اور دس ۱۰ محرم کو ہی شہید کر دیے گئے بندیالوی صاحب نے جھوٹ گھڑا تاریخ حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کی۔

قافلہ کربلا کس دن پہنچا:۔

بندیالوی صاحب نے یہ جھوٹ یزید اور اس کے فوجیوں کو نیک پارسا اور بے گناہ ثابت کرنے کے لئے گھڑا کہ جب لوگ یہ مان لیں گے تو پانی بند کرنا اور باقی ظلم کی داستان کم سمجھی جائے گی میں پوچھتا ہوں کہیں امریکہ کی توپیں ٹینک مشین گنیں وغیرہ یزید نے لے کر تو فٹ نہیں کرا دی تھیں کہ ایک دم قافلہ پہنچا تو وہ چل گئیں یک لخت سب کو شہید کر دیا گیا اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو یہ سوچا جا سکتا ہے کہ ایک دم سب شہید ہو گئے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ابن خلدون لکھتے ہیں قافلہ ۲ محرم کربلا پہنچا:۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام کا نام دریافت کیا عرض کیا کربلا

نام ہے فرمایا یہ زمین کرب و بلا کی ہے۔ یہ دن پنجشنبہ (جمعرات) کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۲ تاریخ تھی۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۴ طبع کراچی)

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۵۳ ملتان، عقد الفرید ابن عبدربہ ج ۲ ص ۳۰۷ طبع مصر، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۵ طبع کراچی)

قیام کربلا میں محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں:۔

ہمیں ان لوگوں سے لڑ لینا آسان ہے جو ان کے بعد آئیں گے ان کی بہ نسبت میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے بعد آپ خیال فرمائیں اتنے لوگ ہم سے لڑنے کو آئیں گے جن کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ نے جواب دیا میں جنگ میں ابتداء نہیں کروں گا۔ زہیر نے کہا اچھا اس بستی میں چلیے ہم سب وہیں اتر پڑے یہ مقام محفوظ بھی ہے اور فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ لوگ ہمیں روکنا چاہیں گے تو اس بات پر ہم ان سے لڑیں گے۔ ان سے لڑ لینا بہ نسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں ہمارے لیے زیادہ آسان ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے کہا کہ اس کا نام عقر (زخم) ہے آپ نے کہا خداوند عقر سے مجھ کو بچانا اور آپ وہیں اتر پڑے یہ محرم کی ۲، ۶۱ھ ہجری جمعرات کا دن تھا۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۲۔ مترجم طبع دار الاشاعت کراچی)

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ آپ کا قافلہ بھی کم از کم ۱۰۰ افراد یا اس سے زیادہ تھے کیونکہ بہتر شہید کئے گئے اور باقی قید کئے گئے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ۲ محرم الحرام ۶۱ ہجری کربلا پہنچے تھے ان باتوں کا انکار کرنا جہالت اور گمراہی و تاریخی حقائق کو جھٹلانے والی بات ہے۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اطلاع اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ واپسی:

اثناء سفر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ ان کے بھائی اور قاصد حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عقیل کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس قتل کی بیک گراؤنڈ یہ تھی کہ کوفہ کے نئے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے گورنری کا چارج سنبھالا اور سختی کے ساتھ حالات کنٹرول کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ حکومتِ وقت کے باغیوں کو کچل دیا جائے گا۔ تو گورنر کوفہ کی ابتدائی کاروائی کی تاب نہ لاتے ہوئے تمام خبیث الفطرت اور بے وفا شیعان کوفہ حضرت مسلم کو اکیلا اور بے یار و مددگار چھوڑ کر حکومتِ وقت سے جا ملے۔ حتیٰ کہ حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ کوئی آدمی نہ رہا۔ نہ کوئی پناہ دینے والا اور نہ کوئی راستہ بتلانے والا اور نہ ہی کوئی ان سے بات کرتا تھا۔ بالآخر انہی شیعان علی کی مخبری کے نتیجے میں حضرت مسلم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۴ طبع سرگودھا)

شیخ بندیالوی نے چند سطروں میں اتنے بڑے سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کو ختم کر دیا اور یہ باور کروانے اور ثابت کرنے کی کوشش کی یزید اور اس کے چیلے چانٹے اس واقعہ سے پاک تھے چلئے اب تھوڑا سا تاریخ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں حقائق کیا تھے۔

روانگی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما:۔

جب کوفہ کے لوگوں کے خطوط اور قافلے آئے جن میں حضرت امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی گئی (ابن کثیر لکھتے ہیں) آپ نے اس موقع پر اپنے عمزاد حضرت مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو عراق کی طرف بھیجا تا کہ وہ آپ کے لئے اس امر کی حقیقت اور اتفاق کو معلوم کریں اور اگر یہ کوئی حتمی محکوم اور مستقل امر ہو تو آپ کی طرف پیغام بھیجیں تا کہ آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوار ہو کر کوفہ آ جائیں تا کہ آپ اپنے (اللہ عز و جل اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دشمنوں پر فتح پا لیں اور آپ نے اہل عراق کی جانب اس بارے میں ایک خط بھی لکھا اور جب حضرت مسلم مکہ سے چلے تو مدینہ سے گزرے اور آپ نے وہاں سے دو رہنما لیے جو آپ کو متروک راستوں کے جنگلات سے لے گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۲ طبع کراچی مترجم)

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

جب آپ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ ایک شخص کے ہاں اترے جسے مسلم بن عوسجہ اسدی کہا جاتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ مختار ابن عبید ثقفی کے گھر اترے واللہ اعلم اہل کوفہ نے آپ کی آمد کا سنا تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت پر آپ کی بیعت کی اور انہیں حلف دیا کہ وہ اپنے جان و مال سے آپ کی مدد کریں گے پس اہل عراق میں سے بارہ ۱۲ ہزار آدمیوں نے آپ کی بیعت پر اتفاق کیا پھر وہ بڑھ کر اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئے تو حضرت مسلم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق آ جائیں بیعت اور امور آپ کے لئے ہموار ہو چکے ہیں پس حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ

عنہ مکہ سے کوفہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور ان کی خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو پہنچ گئی یہ خبر آپ کو ایک شخص نے دی اور آپ اس سے پہلو تہی کرنے لگے اور اسے اہمیت نہ دی لیکن لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۲ طبع کراچی)

اہل بیت سے بغض رکھنے والے اور یزید سے محبت کرنے والے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سست کہتے تھے اور سختی کرنے کا بھی کہتے تھے لیکن آپ نے فرمایا مجھے اطاعت الٰہی میں کمزور ہونا۔ معصیت الٰہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے جب یزید کے چیلوں نے دیکھا کہ حضرت نعمان سختی نہیں کرتے تو یزید کو خط لکھے

چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں عبداللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی نے یزید کو خط لکھا اور اسے اس بات کی طلاع دے دی اور عمارہ بن عقبہ اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی طرف خط لکھے اور یزید نے پیغام بھیجا اور نعمان کو کوفہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبیداللہ بن یاد کے ماتحت کر دیا اور یہ یزید بن معاویہ کے غلام سرجون کے مشورہ سے ہوا اور یزید اس سے مشورہ کر لیا کرتا تھا۔ (اور یہ عیسائی تھا)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۳)

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا حکم یزید نے دیا:۔

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کر دینا یا انہیں جلاوطن کر دینا اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور کوفہ میں سیاہ عمامے کا ٹھاٹھ باندھ کر داخل ہوا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۵۳ طبع کراچی مترجم ابن خلدون ج ۲ ص ۷۶ مترجم طبع کراچی تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۳ طبع کراچی) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۹۱ طبع ملتان)

یہ تھے وہ حقائق جن کو شیخ بندیالوی نے چھپانے کی کوشش کی۔ بندیالوی صاحب نے یہ بات خود تسلیم کر لی اور لکھا یہ اعلان کیا کہ حکومت وقت کے باغیوں کو کچل دیا جائے گا ابن زیاد کے اس اعلان کو بندیالوی کے تسلیم کرنے کا مطلب واضح ہے کہ حکومت کے خلاف جو آواز اٹھائے وہ باغی ہے اس پر میں پہلے لکھ چکا ہوں اگر وہ باغی تھے (معاذ اللہ) تو پھر آج کل کے دیوبندی وہابی سب کے سب باغی ہیں یہ بھی حکومت کے خلاف آئے دن جلوس نکالتے ہیں ان کی دہشت گرد تنظیمیں بھی باغی قرار پاتی ہیں اور تاریخ اسلام کے بہت سے مسلمان بھی باغی قرار پاتے ہیں بندیالوی کی ان باتوں کو ماننے سے ورنہ تاریخی حقائق یہ ہیں کہ لوگ اپنے شوق سے ایک دوسرے سے آگے بڑھ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر رہے تھے لیکن جب ظالم یزید کا بھیجا ہوا ظالم عبیداللہ بن زیاد آیا تو اس نے آ کر اہل کوفہ کو کہا جو حضرت مسلم کا اور امام حسین

کا ساتھ دے گا تو میں اس کے مال جان گھر اولاد سب کچھ لوٹ لوں گا اس ظالم کے طوعاً و کرھاً ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے ساتھ دینے والوں نے باامر مجبوری امام کا ساتھ چھوڑ دیا میں کہتا ہوں بندیالوی اینڈ کمپنی مجرم صرف کوفہ والے نہیں تھے اصل مجرم یہ تھے جن کے ڈر سے لوگوں نے اپنے مال جان بچائے مجرم کوفہ والے بھی تھے کہ وعدہ کر کے ساتھ چھوڑ دیا لیکن صرف یہ کہنا کہ کوفہ والے ہی مجرم ہیں یزید یا اس کے چیلے نہیں تو یہ حقائق کے خلاف ہے ورنہ حقیقت یہ ہے اصل مجرم یزید جس نے امام مسلم کے قتل کا حکم دیا تھا دوسرا مجرم عبیداللہ بن زیاد اور یزید کے فوجی تھے کوفہ والوں نے تو اپنی جانیں بچائیں۔

آیئے اب غور کریں قرآن و حدیث پر کہ اگر ایسے حالات ہوں جیسے اس وقت لوگوں پر آئے تو کیا صورت اختیار کی جائے قرآن حدیث کے دلائل سے پہلے یہ بھی جان لیں

عبیداللہ بن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکیاں:۔

عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ میں خطبہ دیا اور نمبرداروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ہاں جو جھوٹے، شکی اور اختلاف وشقاق پیدا کرنے والے ہیں ان کے نام لکھیں اور جس نمبردار نے ہمیں اس کی اطلاع نہ دی اسے صلیب دیا جائیگا یا جلا وطن کر دیا جائے گا اور دفتر سے اس کی نمبرداری ساقط کر دی جائے گی۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ص ۲۸۵ مترجم طبع کراچی)

(تاریخ طبری ج۴ص ۱۸۵ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج۲ص ۱۸ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۸ طبع لاہور)

شامی فوجیں آگئیں: ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

عبیداللہ بن زیاد کے پاس قبائل کے جو امراء موجود تھے انہوں نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو حضرت مسلم کے ساتھ تھے واپس چلے جانے کا اشارہ کیا اور انہیں ڈرایا دھمکایا۔ اور عبیداللہ نے بعض امراء کو نکالا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کوفہ میں جا کر لوگوں کو حضرت مسلم بن عقیل کی مدد نہ کرنے کی ترغیب دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور ایک شخص نے بھائی اور بیٹے سے کہا شامی فوجیں آگئیں یہیں ساتھ چھوڑ دو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۷ ۲۸ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۶ ۷ طبع کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۰۶، ۳۴۸)

مجبوری کے تحت رخصت پر عمل کرنا جائز ہے

قرآن میں ارشاد باری ہے:۔

ایت۔من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان و لکن من شرح بالکفر صدراً فعلیھم غضبٌ من اللہ و لھم عذابٌ الیھم

(پ ۱۴ س النحل ایت ۱۰۶)

ترجمہ: جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا سوا اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو وہ لوگ جو کھلے دن کے ساتھ کفر

کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔

علامہ علی بن ابوبکر المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں :۔

لا کراہ (جبراً کوئی کام کرانا) کا حکم اس وقت ثابت ہو گا جب دھمکی دینے والا شخص اپنی دھمکی کو پورا کرنے پر قادر ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے کے اعتبار سے کہا کہ اکراہ یا بادشاہ کا معتبر ہو گا یا چور کا کیونکہ بادشاہ کے پاس بھی اقتدار ہوتا ہے اور چور بھی مسلح ہوتا ہے لیکن اب زمانہ متغیر ہو گیا ہے لہٰذا جس شخص کے پاس بھی ہتھیار ہوں جن سے وہ اپنی دھمکی پوری کرنے پر قادر ہو اور جس شخص کو دھمکی دی جائے وہ خوفزدہ ہو کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اپنی دھمکی پوری کر گزرے گا تو یہ اکراہ

(ہدایہ اخیرین ص ۳۴۶ طبع ملتان)

شان نزول آیہ کریمہ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی لکھتے ہیں :۔

یہ ایت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مشرکین نے حضرت عمار کو ان کے والد یاسر کو اور ان کی ماں سمیہ کو اور حضرت صہیب کو حضرت بلال کو۔ حضرت خباب کو اور حضرت سالم کو پکڑ لیا (کرتے) اور ان کو سخت عذب میں مبتلا کیا (کرتے)۔ حضرت سمیہ کو انہوں نے دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا۔ اور نیزا ان کی اندام نہانی کے آر پار کر دیا اور ان سے کہا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے اسلام لائی ہو سو ان کو قتل کر دیا اور ان کے خاوند یاسر کو بھی قتل کر دیا یہ دونوں وہ تھے جن کو اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہید کیا گیا اور رہے عمار تو ان سے انہوں نے جبراً کفر کا کلمہ

کہلوایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار نے کلمہ کفر کہا ہے تو آپ نے فرمایا۔ بے شک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے معمور ہے اس کے گوشت اور خون میں ایمان رچ چکا ہے۔ پھر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اگر وہ دوبارہ تم سے جبراً کلمہ کفر کہلوائیں تو تم دوبارہ کہہ دینا۔

(اسباب نزول القرآن رقم الحدیث ۵۶۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

(اس حدیث کی سند صحیح اس کو امام بخاری اور مسلم نے روایت نہیں کیا)

(المستدرک ج ۳ ص ۳۹۲ طبع قدیم و ج ۲ ص ۳۵۷۔ تفسیر عبدالرزاق رقم الحدیث ۱۹۴۶)

حدیث نمبر ۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میری امت سے خطا، نسیان اور اس کام کے حکم کو اٹھالیا ہے جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۰۴۵ طبع بیروت المستدرک ج ۴ ص ۱۹۸ طبع قدیم السنن الکبریٰ للبیقھی ج ۷ ص ۳۵۷۔۳۵۶ طبع بیروت)

اگر کسی شخص پر جبر کیا گیا کہ وہ فلاں شخص کو قتل کر دے تو اس کے لئے اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اس نے اس کو قتل کر دیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اگر یہ قتل عمداً (جان بوجھ کر) تو قتل کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ (ہدایہ اخرین ص ۳۵۱ طبع شرکت علمیہ ملتان)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ کوفہ والوں نے بدعہدی تو کی لیکن مجبوری کی وجہ سے کی اس لئے ان سے مواخذہ نہ ہوگا کہ وہ مجبور تھے گناہگار نہ ہوئے لیکن

یزید برسرِ اقتدار تھا اور عبیداللہ بن زیاد بھی اس کا مقرر کردہ اقتدار کے نشے میں تھا باقی تمام فوجی ان کی اطاعت کرنے والے تھے لہٰذا یہ سب سخت گناہ کبیرہ کے مستحق ہوئے۔

رہے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسین اور رفقاء تو ان کا جہاد تھا اس لئے حدیث میں حکم یہی ہے برائی دیکھو تو ہاتھ سے مٹانے کی کوشش کرو یہ نہیں تو زبان سے ورنہ دل میں برا جانو ان سب حضرات نے ہاتھ اور زبان سے جہاد کیا اور اعلیٰ درجات پائے جنہوں نے ساتھ نہ دیا انہوں نے حدیث کے دوسرے حصے پر عمل کیا یعنی دل میں برا جانتے رہے۔

دوسرا رخ: اب ذرا اس بات پر بھی غور کریں کہ بندیالوی صاحب کے نزدیک باغی تھے کوفہ والے جب انہوں نے بغاوت چھوڑ دی وہ سب مل گئے یزید کے ساتھ تو اب جنگ کرنے کا کون سا جواز تھا امام مسلم کے پاس تو کوئی فوج نہ تھی وہ اکیلے رہ گئے تھے اور باغی بھی نہ تھے تو پھر ان کو عبیداللہ بن زیاد نے شہید کیوں کرایا اس کا کون سا جواز تھا وہ تو کوفہ کے رہنے والے بھی نہ تھے۔ مسافر تھے دین پڑھانے گئے تھے۔

ان سب باتوں کے باوجود عبیداللہ بن زیاد کے شہید کرانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی اہلبیت کے ساتھ بہت بڑی زیادتی اور عداوت تھی اور اگر عدات نہ ہوتی تو شہید نہ کراتا چنانچہ اس سلسلہ میں حافظ ابن کثیر کے لکھے ہوئے حقائق پیش خدمت ہیں۔

ابن زیاد نے کوفہ کے سرداروں کو رشوتیں دیں:۔

کوفہ کے لوگوں میں سے ایک وفد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا آپ نے ان سے پوچھا مجھے ان لوگوں کے متعلق بتاؤ تو ان چاروں میں سے ایک شخص مجمع بن عبداللہ عامری نے آپ سے کہا سرداران قوم آپ کی عداوت پر متحد ہیں اس لیے کہ انہیں بڑی رشوتیں دی گئی ہیں اور ان کے تھیلوں کو بھر دیا گیا ہے۔ اس سے ان کی محبت اور خیر خواہی کو حاصل کیا گیا ہے پس وہ سب آپ کی عداوت پر متحد ہیں اور بقیہ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور کل ان کی تلواریں آپ کے خلاف سونتی ہوئی ہوں گی

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۴ طبع کراچی)

ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں: حضرت مسلم بن عقیل کا کوفہ آنے کا مقصد خلافت راشدہ کا قائم کرنا تھا:۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ نے اپنے کوفہ میں آنے کا موقف بیان کیا۔ ابن زیاد نے آپ کے پاس آ کر کہا اے ابن عقیل تم لوگوں کے پاس انتشار پیدا کرنے اور ایک دوسرے پر حملہ کروانے کے لئے آئے ہو حالانکہ وہ متفق و متحد ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں ہرگز اس کام کے لئے نہیں آیا لیکن شہر والوں کا خیال ہے کہ تیرے باپ نے ان کے اچھے آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کا خون بہایا ہے اور ان میں قیصر و کسریٰ کے سے اعمال کیے ہیں اور ہم ان کے پاس عدل کا حکم دینے اور کتاب کے فیصلے کی طرف دعوت دینے آئے ہیں اس (ابن زیاد) نے کہا اے فاسق کجا یہ کام اور کجا تو۔ تو اس وقت ان میں یہ کام کیوں نہ کرتا تھا جب تو مدینہ

میں شراب پیتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں شراب پیتا ہوں۔ قسم بخدا۔ اللہ یقیناً جانتا ہے کہ تو سچا نہیں اور تو نے بغیر علم کے بات کی ہے۔ اور تو مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے بیان کیا ہے۔ (وہ) جو مسلمانوں کے خون کو زبان سے چپڑ چپڑ کر کے پیتا ہے اور اس جان کو قتل کرتا ہے جسے اللہ نے کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کرنا حرام کیا ہے اور غصے اور ظن پر قتل کرتا ہے اور وہ لہولعب کرتا ہے گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں ابن زیاد نے آپ سے کہا اے فاسق تیرے نفس نے تجھے تمنا دلائی اور اللہ اس کے اور تیرے درمیان حائل ہو گیا اور اس نے تجھے اس کا اہل نہ پایا۔ (امام) اے ابن زیاد اس کا اہل کون ہے اس نے کہا امیر المومنین یزید۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ علی کل حال۔ ہم اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہیں جو وہ ہمارے اور تمہارے درمیان کرے اس نے کہا گویا تمہارا خیال ہے کہ امارت میں تمہارا کچھ حصہ ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم ظن ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔

اس نے آپ سے کہا اگر میں آپ کو اس طرح قتل نہ کروں کہ اسلام میں کسی شخص نے اس طرح قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے قتل کر دے آپ نے فرمایا تو اسلام میں وہ بدعت ایجاد کرنے کا زیادہ حق دار ہے جو اس میں موجود نہ ہو لیکن تو برے قتل، بری عقوبت اور بری سیرت کو اپنے لکھاریوں اور جاہلوں سے چھڑا نہ سکے گا اور ابن زیادہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشنام دینے لگا اور حضرت مسلم خاموش تھے (یعنی گالیاں نہ دیں) معاذ اللہ)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۰۔۲۹۱ مترجم طبع کراچی تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۴ باب خلافت معاویہ و آل عمران طبع کراچی، تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۹۹۔۱۹۸)

ظالم اور فاسق و فاجر عبید اللہ بن زیاد کی حضرت مسلم بن عقیل کو گرفتار کرنے کی منافقانہ چال ابن کثیر لکھتے ہیں :۔

عبید اللہ بن زیاد کوفہ کے قصرِ امارت میں اتر پڑا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا۔ تو اس نے ابورھم کے غلام، اور بعض کا قول ہے کہ اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم کے ساتھ بلادِ حمص سے آنے والے کی صورت میں بھیجا اور یہ کہ وہ صرف بیعت کرنے کے لئے آیا ہے۔ پس یہ غلام گیا اور مسلسل اس گھر کا پتہ معلوم کرتا رہا جہاں لوگ حضرت مسلم بن عقیل کی بیعت کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ وہ گھر میں داخل ہو گیا اور وہ ہانی بن عروہ کا گھر تھا جس میں آپ پہلے گھر سے وہاں منتقل ہو گئے تھے۔ پس اس نے بیعت کی اور وہ اسے حضرت مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور وہ کئی روز ان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ان کے معاملہ کی منکشف شدہ حقیقت پر مطلع ہو گیا۔ اور اس نے حضرت مسلم بن عقیل کے حکم کے مطابق مال کو ابوثمامہ عامری کے سپرد کر دیا۔ اور جو اموال آتے تھے انہیں وہی سمیٹتا تھا اور ہتھیار خریدتا تھا۔

اور وہ عرب کے شہواروں میں سے تھا۔ اس غلام نے واپس آ کر عبید اللہ کو گھر اور اس گھر کے مالک کے متعلق بتایا۔ اور حضرت مسلم بن عقیل، ہانی بن حمید بن عروہ مرادی کے گھر منتقل ہو گئے پھر شریک بن اعور کے گھر منتقل ہو گئے جو اکابر امراء میں سے تھا اور اسے اطلاع ملی کہ عبید اللہ اس کی عیادت کرنا چاہتا ہے اس نے ہانی کو پیغام بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو میرے گھر بھیج دیں تا کہ جب عبید اللہ میری عیادت کو آئے تو وہ اسے قتل کر دے اس نے حضرت مسلم کو اس کے

پاس بھیج دیا تو شریک نے آپ سے کہا۔ آپ خیمے میں چھپ جائیں اور جب عبید اللہ بیٹھ جائے گا تو میں پانی طلب کروں گا اور یہ آپ کی طرف اشارہ ہوگا آپ نکل کر اسے قتل کر دیں اور جب عبید اللہ آ کر شریک کے بچھونے پر بیٹھ گیا اور ہانی بن عروہ بھی شریک کے پاس ہی تھا اور مہران نامی غلام اس کے آگے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ایک ساعت اس سے گفتگو کی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تو حضرت مسلم نے اس کے قتل سے بزدلی دکھائی اور ایک لونڈی پانی کا ایک پیالہ لے کر نکلی تو اس نے حضرت مسلم کو خیمے میں دیکھا تو اس نے شرم محسوس کی اور تین بار پانی لے کر واپس چلی گئی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاء خواہ میری جان چلی جائے کہا تم مجھے پانی سے حمام کراؤ گے۔ پس مہران خیانت کو سمجھ گیا اور اس نے اپنے آقا کو اشارہ کیا اور وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ شریک نے کہا اے امیر میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا میں ابھی واپس آتا ہوں پس اس کا غلام اسے نکال کر لے گیا اور اسے سوار کرا دیا اور اسے بھگا لے گیا اور اس کا غلام اسے کہنے لگا لوگوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ان سے نرمی کرنے والا ہوں ان کا کیا حال ہو گیا ہے۔ اور شریک نے حضرت مسلم سے کہا۔ آپ کو باہر نکلنے سے کون سی چیز مانع تھی۔ ہم اسے قتل کر دیتے۔ آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان غفلت میں حملہ کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا اور میں نے اسے تمہارے گھر میں قتل کرنا پسند نہیں کیا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو آپ محل میں بیٹھتے اور اس سے کوئی شخص مدد نہ مانگتا۔ اور وہ بصرہ کی امارت میں آپ کو کفایت کرتا اور اگر

آپ اسے قتل کرتے تو آپ ایک ظالم فاجر کو قتل کرتے۔ اور تین دن کے بعد شریک فوت ہو گئے

(البدایہ والنہایہ ج۸ص۲۸۴و۲۸۵ مترجم طبع کراچی۔ تاریخِ ابن خلدون ج۲ص۷۷طبع کراچی۔ تاریخ طبری ج۴ص۱۸۶طبع کراچی)

جس نے مسلم کو پناہ دی یا نہ بتایا اس کو قتل کرنے کی دھمکی عبیداللہ نے دی جو لائے گا انعام پائے گا:۔

عبیداللہ بن زیاد نے لوگوں کو خطاب کیا اور ان سے حضرت مسلم بن عقیل کا مطالبہ کیا۔ اور ان کی تلاش کی ترغیب دی اور جس کے ہاں وہ پائے گئے اور اس نے اسے نہ بتایا اس کا خون رائیگاں ہوگا۔ اور جو انہیں لائے گا ان کی دیت اسے ملے گی اور اس نے پولیس کو طلب کیا اور اسے اس بات کی ترغیب دی اور دھمکایا اور جب اس بڑھیا کے بیٹے نے صبح کی تو اس نے عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس جا کر اسے بتا دیا کہ حضرت مسلم بن عقل ان کے گھر میں ہیں پس عبدالرحمٰن آ گیا اور اس نے اپنے باپ سے سرگوشی کی اور وہ ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ ابن زیاد نے پوچھا اس نے تجھ سے کیا سرگوشی کی ہے تو اس نے اسے حقیقت حال بتا دی تو اس نے اس کے پہلو میں چھڑی چبھوئی اور کہا اٹھو اور ابھی انہیں میرے پاس لاؤ اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخذومی کو جو اس کا سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا عبدالرحمٰن اور محمد بن اشعث کے ساتھ ستر یا اسی سواروں کے ساتھ بھیجا اور حضرت مسلم کو پتہ بھی نہ چلا اور جس گھر میں آپ تھے اس کا محاصرہ ہو گیا۔ پس وہ آپ کے پاس گئے تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے

اور تین بار انہیں گھر سے باہر نکال دیا۔ اور آپ کا بالائی اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا پھر وہ (پولیس) آپ کو پتھر مارنے لگے اور سرکنڈوں کی رسیوں میں آگ لگانے لگے۔ اور آپ کا دل ان سے تنگ ہو گیا تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے جنگ کی اور عبدالرحمٰن نے آپ کو امان دی تو آپ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑا دیا۔ تو وہ ایک خچر لائے اور آپ کو اس پر سوار کرایا اور آپ کی تلوار آپ سے لے لی اور آپ کو اپنے پر کچھ کنٹرول نہ تھا اس وقت آپ روئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ قتل ہونے والے ہیں پس آپ اپنے آپ سے مایوس ہو گئے اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۹ مترجم طبع کراچی، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۲ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت مسلم بن عقیل کو یزید و ابن زیاد نے شہید کرا دیا:۔

چنانچہ اسی گرفتاری کے عالم میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دربار میں لایا گیا کچھ باتیں ہوئیں بالآخر ابن زیاد نے آپ سے کہا میں آپ کو قتل کرنے والا ہوں آپ نے فرمایا اسی طرح۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا مجھے اپنے لوگوں کو کچھ وصیتیں کر لینے دیجئے۔ اس نے کہا وصیت کر لیجئے آپ نے اس کے ہم نشینوں کو غور سے دیکھا تو ان میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص بھی تھا آپ نے فرمایا اے عمرو میرے اور تیرے درمیان قرابت داری ہے اور مجھے تجھ سے ایک کام ہے اور وہ ایک راز ہے اٹھ کر میرے ساتھ محل کی ایک جانب چل تا کہ وہ بات آپ سے کروں اس نے آپ کے ساتھ کھڑا ہونے سے انکار کیا حتیٰ کہ ابن زیاد نے اسے اجازت دی تو وہ ابن زیاد کے قریب ہی ہٹ کر کھڑا ہو گیا

حضرت مسلم نے اسے کہا کوفہ میں مجھ پر سات سو ۷۰۰ درہم قرض ہیں۔ انہیں میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے جسم کو ابن زیاد سے مانگ کر دفن کر دینا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع بھیجنا کہ میں نے انہیں لکھا تھا لوگ ان کے ساتھ ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ آ رہے ہیں آپ نے جو باتیں عمر سے کہی تھیں اس نے کھڑے ہو کر ابن زیاد پر پیش کیں تو اس نے اسے سب باتوں کی اجازت دے دی اور اس نے کہا حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نہ ہمارا ارادہ کیا ہے اور نہ ہم نے ان کا اردہ کیا ہے اور اگر انہوں نے ہمارا ارادہ کیا تو ہم ان سے نہیں رکیں گے۔ پھر ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل کے متعلق حکم دیا تو انہیں محل کی بلند جگہ پر چڑھا دیا گیا اور آپ تکبیر و تہلیل اور تسبیح و استغفار کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر درود پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم سے فریب کیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے فیصلہ فرما۔ پھر ایک شخص نے آپ کو قتل کر دیا جسے بکر بن حمران کہا جاتا تھا پھر اس نے آپ کے سر کو محل کے نچلے حصے میں پھینک دیا اور آپ کے سر کے بعد آپ کا جسم بھی پھینک دیا پھر ابن زیاد کے حکم سے ہانی بن عروہ مذحجی (جو آپ کا ساتھ دینے والے تھے) کو بکریوں کی منڈی میں قتل کر دیا گیا اور کوفہ میں کناسہ مقام پر آپ کو صلیب دیا گیا۔ اور ایک شاعر نے اس بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے۔

اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا ہوتی ہے تو بازار میں ہانی اور ابن عروہ عقیل کی طرف دیکھ۔ امام کے حکم سے انہیں مارا گیا اور وہ تمام راستوں پر چلنے والے مسافروں کے لئے باتیں بن گئے اس بہادر کی طرف دیکھ جس کے

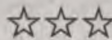
چہرے کو تلوار نے توڑ دیا ہے اور دوسرا مقتول کے کپڑے میں ہلاک ہوا پڑا ہے۔ تو ایک جسم کو دیکھے گا جس کے رنگ کو موت نے تبدیل کر دیا ہے اور خون کے چھڑکاؤ کو دیکھے گا جو ہر بہنے کی جگہ بہہ پڑا ہے اور اگر تم نے اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیا تو فاحشہ عورت بن جاؤ جو تھوڑی چیز پر راضی کر لیا کرتی ہے۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اور حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کے دربار میں:۔

پھر ابن زیاد نے ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی قتل کیا پھر ان دونوں کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام بھیج دیا اور ان دونوں کی صورتِ حال کے متعلق اسے خط بھی لکھا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۲۔۲۹۱ طبع کراچی، ابن خلدون ج ۲ ص ۸۳۔۸۴ مترجم طبع کراچی)

یہ تھے وہ حقائق جن کو ہم نے الحمدللہ پوری دیانت داری سے نقل کر دیا لیکن یزید کے چیلے اور نمکخوار نے ہر لحاظ سے ان کو جھٹلانے کی سعی کی ہے لیکن کسی کے چھپانے سے حقائق چھپ نہیں سکتے یہ حقیقت حال پڑھ لینے کے بعد کوئی مسلمان ان یزید کے نمکخواروں کو پاک نہیں کہے گا کیوں کہ یزید اور اس کے چیلے نہایت خبیث الفطرت تھے اور ان خبیثوں کا دفاع کرنے والے کہیں ان سے چار قدم بڑھ کر خبیث الفطرت بنے ہوئے ہیں جو دن کو رات بنانے کے چکر میں ہیں اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔



شیخ بندیالوی کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رفقاء پر اعتراضات پڑھیے اور یہ سفر اسلام کی سربلندی کی خاطر نہ تھا

اگر سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہ سفر اسلام کی سربلندی اور دین کو بچانے کی خاطر ہوتا تو مسلم کے قتل کی خبر سن کر وہ واپسی کا ارادہ نہ فرماتے۔ بلکہ یہ اعلان کرتے کہ میرا بھائی مسلم شہید ہو گیا ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ میں نے جو اقدام کیا ہے اس پر قائم ہوں اور جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔ اس اقدام سے رجوع نہیں کروں گا۔ اور دوسری بات ان روایات سے یہ واضح ہوتی ہے کہ جس مقام پر حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مسلم کے قتل کی خبر ملتی ہے اور وہ واپس جانا چاہتے ہیں۔ مگر مسلم کے بھائی راستے کی دیوار ثابت ہوئے۔ اس مقام سے آگے جو آپ نے سفر فرمایا اس کا مقصد صرف مسلم بن عقیل کے قتل کا بدلہ لینا تھا بجز اس کے اس سفر کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۷ طبع سرگودھا)

نیز لکھتے ہیں:۔

حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) برادرانِ مسلم کی ضد اور ساتھ کوفیوں کے اصرار کے سامنے بے بس ہو گئے۔ مگر اثناء سفر تذبذب کا شکار رہے۔ اور سوچتے رہے کہ شیعان کوفہ سابقہ روش کے مطابق غدار ہی نکلے۔ ان سے کسی بہتری اور تعاون کی امید رکھنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اور واپس جانے

کے تمام راستے برادرانِ مسلم اور ساٹھ غدار کوفیوں نے بند کر رکھے ہیں اسی سوچ و فکر میں مگن سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ القرعا کے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ایک راستہ کوفہ اور دوسرا راستہ دمشق کو جا رہا تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۸ طبع سرگودھا)

حقائق کربلا پڑھیے:۔

شیخ بندیالوی نے تقریباً اپنی پوری کتاب میں یزید اور اس کے ہمنشینوں کا پورا پورا دفاع کیا اور ہر لحاظ سے ان کو پاک وصاف ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا یہی وجہ ہے کہ اکثر جگہ اپنا نزلہ اہل کوفہ پر گرایا اور پوری طرح سے ان کو سب وشتم کرنے کی کوشش کی میں کہتا ہوں اہل کوفہ کو اتنا بدنام کرنا بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین ہے کیوں کہ کوفہ شہر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ میں آباد کرایا اور اس کی تعلیم وتربیت کے لئے بہت سے اہل علم صحابہ کرام کو بھیجا اہل کوفہ پر سب وشتم صحابہ کرام پر اس لئے پڑھتی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی صحیح تربیت نہ کی انکو صحیح علم نہ سکھایا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے الحمدللہ حقائق قرآن وحدیث کے پیرائے میں رہتے ہوئے لکھے ہیں اور بغیر تحقیق کے کہہ دینا اور لکھ دینا اور کوفہ والوں کو بدنام کرنا یہ بندیالوی جیسے شاطر ہی کا کام ہے حقائق کے ساتھ ان کا تعلق نہیں۔ پھر یہاں پر بندیالوی نے اپنا بچا کھچا نزلہ برادران حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گرا دیا اور ثابت کرنے کی کوشش کی ساٹھ کوفی جو ساتھ تھے اور برادران مسلم نے سارے راستے بند کر دیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس جانا چاہتے تھے اور یہ سارے

دیواریں بنے رہے واپس نہ جانے دیا لہٰذا قصور وار ہوئے اور شہادت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطلاع کے بعد جو سفر کیا وہ اسلام کی خاطر نہ تھا وہ صرف اور صرف بدلہ لینے کے لئے تھا اس کے سوا کوئی ان کا مقصد نہ تھا لہٰذا ثابت ہوا کہ ان کا یہ سفر اور واقعہ کربلا اسلام کی سر بلندی کے لئے نہ تھا میں پوچھتا ہوں ان دین کے بیوپاریوں سے تم تحریکیں چلاتے ہو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے تحریک خلافت تمہارے ڈاکٹر پراسرر نے بنا رکھی جماعت اسلامی سے پوچھو تمہارا منشور کیا ہے کہتے ہیں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم باقی دیو بندیوں وہابیوں سے پوچھئے تو کہتے ہیں پاکستان بنا تھا نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے نافذ نہیں ہوا ہم کرانا چاہتے ہیں میں کہتا ہوں تمہاری یہ تحریکیں جن میں دہشت گردی بھی اور غنڈا گردی بھی فحاشی اور عریانی اور مسلمانوں کی حق تلفی بھی ہو لیکن اس کے باوجود تمہارا سب کچھ اسلام کی خاطر ہو پھر تف ہے تم پر کہ یہی مقصد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر چلیں جو جنتی بھی ہوں اور جنتیوں کے سردار بھی ہوں لیکن ان کی یہ تحریکِ کربلا اسلام کی سر بلندی کے لئے تمہارے نزدیک نہ بنے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ تم جو کام کرو چاہے وہ کیسا ہی ہو تمہارا وہ اسلام کی خاطر ہو اور کوئی کرے تو پیٹ پرستی اور ذاتی جنگ ہو شرم مگر تم کو نہیں۔
اب ہم اس پر غور کریں بندیالوی کے نزدیک امام کا یہ سفر تھا بدلہ لینے کے لئے تو کیا بدلہ لینا یا قصاص لینا اسلام کے خلاف تھا۔ یا عین قرآن وحدیث پر عمل تھا۔ میں کہتا ہوں آج اگر کسی کو کوئی ناجائز اور ظلماً قتل کر دے تو اس کے اقرباء بدلہ لینے کے لئے قصاص کے لئے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں کبھی تھانوں میں اور کبھی عدالتوں کے چکر کاٹتے ہیں کیا ان کے یہ طریقے شریعت کی رو سے حرام

ہیں ہر گز نہیں کوئی عالم اور مفتی یہ فتویٰ نہیں دے گا کہ یہ حرام کام ہے ہر ایک یہی کہے گا قرآن کا حکم ہے بدلہ لینے کا تو پھر حضرت مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کیا قصور تھا کہ بندیالوی کے نزدیک ان کے خون کا بدلہ لینا ناجائز تھا اور اسلام کے خلاف تھا حالانکہ وہ ظالم شہید کرنے اور کرانے والے ان سے تو کوئی توقعہ نہ تھی کہ وہ حضرت مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قصاص لیں گے جب ان سے بھی توقعہ نہیں تھی تو پھر برادرانِ مسلم و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدلہ لینے کے لئے جائیں تو بندیالوی اینڈ کمپنی کے نزدیک موردالزام کیوں؟ پھر شیخ بندیالوی نے یہ اعتراض بھی اپنی طرف سے گھڑ لیا اور کہا قتل کی خبر سن کر آپ کو چاہیے تھا یہ اعلان کرنا کہ میرا بھائی شہید ہو گیا ہے تو کوئی پراہ نہیں میں جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا اس وقت تک رجوع نہیں کروں گا اب میں اس کے جواب میں کہتا ہوں۔

کہ کہیں تاریخ میں یا کسی ضعیف سے ضعیف کتاب کے اندر یہ نہیں ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مدینہ سے مکہ اور مکہ سے یہاں تک ہمارا یہ مقصد تھا اور اب ہمارا موقف تبدیل ہو گیا اگر کہیں ایسا ہے تو ثابت کرو ورنہ اپنی طرف سے تمہیں ایسے اعتراضات امام کے لئے گھڑنے کا کوئی حق نہیں اب یہ دلائل بھی پڑھ لیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مطالبہ کیا قصاص لینے کا کیا وہ عین قرآن و حدیث کے مطابق تھا اور ان کا حق تھا وہی انہوں نے کیا اسی لیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن سے پوچھا تھا اور پھر اِسی لیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ساتھ دیا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا مؤقف تبدیل نہیں کیا:۔

بنی اسد کے ایک شخص جو کوفہ سے آ رہے تھے اس سے حالات پوچھے تو اس نے کہا قسم بخدا میں اس وقت کوفہ سے نکلا ہوں جب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کر دیا گیا اور میں نے اُن دونوں کو دیکھا کہ انہیں ٹانگوں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹا جا رہا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر انہیں اطلاع دی تو آپ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ ہم نے آپ سے کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈریے آپ نے فرمایا ان دونوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۴)

بندیالوی صاحب پڑھ لو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت کی خبر سن کر فرمایا اب زندہ رہنے میں بھلائی نہیں لہٰذا اب ہم شہید ہوئے بغیر واپس نہیں جائیں گے اور اپنے مئوقف پر قائم بھی رہیں گے ظالموں کا ساتھ نہیں دیں گے اور ابن کثیر نے لکھا ہے امام نے اپنے مئوقف سے رجوع نہیں کیا حتیٰ کہ کربلا پہنچے۔

(البدایہ ج ۸ ص ۳۲۵)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:۔

یـآیھـا الذین اٰمنو اکتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الحر

بالحر و العبد بالعبد و الانثیٰ بالانثیٰ فمن عفی لهٗ من اخیه شیءٌ فاتباعٌ بالمعروف و اداءٌ الیه باحسان

(پ۲س البقرۃ ایت ۱۷۸)

اے ایمان والوتم پر مقتولین کے خون ناحق کا بدلہ لینا فرض کر دیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام۔عورت کے بدلے میں عورت سو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا گیا تو اس کا دستور کے مطابق مطالبہ کیا جائے اور نیکی کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے۔

آیت نمبر۲:و کتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس و العین بالعین و الانف بالانف و الاذن بالاذن و السن بالسین و الجروح قصاصٌ

(پ۶س المائدہ ایت ۴۵)

ترجمہ:اور ہم نے ان پر تورات میں یہ فرض کیا تھا کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہے اور زخموں میں بدلہ ہے تو جس نے خوشی سے بدلہ دیا تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کیے احکام کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

حدیث نمبر۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان شخص اس کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہوں اس کا خون تین وجھوں میں سے کسی ایک وجہ سے بہانا جائز ہے۔ جان کا بدلہ جان شادی شدہ زانی اور دین سے مرتد ہونے والا اور جماعت کو ترک کرنے والا۔

(صحیح بخاری ج ۲ص ۱۰۱۴طبع نور محمد کراچی۔صحیح مسلم ج ۲ص ۵۹ طبع نور محمد کراچی)

قارئین غور فرمائیں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ان میں ایسی کوئی وجہ نہ تھی کہ ان کا خون جائز ہوتا صرف یزیدیوں نے اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر ان کو قتل کیا تھا قرآن نے فرمایا تم پر بدلہ لینا فرض ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و برادران مسلم اگر بدلہ کی نیت سے کوفہ گئے تھے تو انہوں نے کوئی جرم شریعت کی رو سے نہیں کیا لیکن بندیالوی نے اس وجہ سے ان کو مجرم تصور کر کے قرآن کی ان آیات کا انکار کیا ہے۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

حدیث نمبر۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اس کے قتل میں تمام اہل صفاء شریک ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا اور مغیرہ بن حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ چار آدمیوں نے مل کر ایک بچے کو قتل کیا تو حضرت عمر نے اس کی مثل فرمایا

(صحیح بخاری ج ۲ص ۱۰۱۸ طبع نور محمد)

حدیث نمبر۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کا کوئی عزیز قتل کیا جائے اس کو تین باتوں کا اختیار ہے۔ (۱) قصاص لے (۲) یا معاف کر دے (۳) یا دیت لے۔

(تفسیر مظہری زیر آیت ج ۱ ص ۳۰۷ طبع کراچی)

حدیث نمبر۴: ابو فراس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا۔ میں عاملوں کو اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ لوگوں کے جسموں پر ضرب لگائیں اور نہ اس لئے کہ وہ ان کا مال لیں۔ جس شخص کے ساتھ

کسی حاکم نے ایسا کیا وہ مجھ سے شکایت کرے میں اس سے قصاص لوں گا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی شخص اپنی رعیت کو تادیباً مارے آپ پھر بھی اس سے قصاص لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم۔ جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میں اس سے قصاص لوں گا اور بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے اپنے نفس کو قصاص کے لئے پیش کیا تھا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۶۸ طبع مجتبائی لاہور)

(سنن کبریٰ ج ۸ ص ۴۸ طبع نشر السنۃ ملتان)

دلائل اور بھی بہت ہیں ماننے والوں کے لئے ایک قطرہ بھی بہت ہے یہیں سے معلوم ہوا اگر کوئی بھی کسی کو ناجائز قتل کرے چاہے وہ حاکم ہی ہو اس سے بدلہ لیا جائے گا یہی کام حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں نے کیا تھا بندیالوی نے شور مچایا جی ذاتی مقصد کے لئے گئے تھے ہم کہتے ہیں وہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے اور کرانے گئے تھے۔

یزیدی فوج کے آفیسر شیخ بندیالوی کے ہاں عزت وشرف کے قابل:۔

القرعا کے مقام سرکاری فوج کا ایک دستہ عمرو بن سعد کی قیادت میں آپ کو ملتا ہے عمرو بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو رشتے میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نانا لگتے تھے اس لئے کہ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح ایران اور یکے از عشرہ مبشرہ کے بیٹے ہیں۔ اور سعد بن ابی وقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ماموں تھے اس رشتہ سے عمرو بن سعد آنحضرت کے ماموں

زاد بھائی ہوئے تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا لگے آپ کو سمجھاتے ہیں اور کوفہ میں جو کچھ غداروں نے مسلم بن عقیل کے ساتھ سلوک کیا اس کی اطلاع دیتے ہیں ماضی میں جھانکنے کا مشورہ دیتے کہ ان ہی غداروں نے آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے وفائی کی۔اور شہید کر دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف تباہ حال وقتل ابن کثیر کے قلم سے:۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی وقاص بیٹھے ہوئے تھا کہ آپ کا ایک غلام آیا اور اس کا خون اس کی ایڑیوں پر بہہ رہا تھا۔ حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے۔اس نے کہا آپ کے بیٹے عمرو نے۔ حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اسے قتل کر دو اور اس کا خون بہاؤ۔ حضرت سعد مستجاب الدعوات تھے۔ جب مختار نے کوفہ کے خلاف خروج کیا تو عمرو بن سعد نے عبداللہ بن جعد بن ہبیرہ سے پناہ طلب کی اور وہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قرابت کی وجہ سے مختار کا دوست تھا۔ وہ مختار کے پاس آیا اور اس نے اس سے عمرو کے لئے امان لے لی جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ جب تک اطاعت کرے گا اور اپنے گھر اور اپنے شہر میں رہے گا وہ اپنے نفس، اہل اور مال کے متعلق مامون ہوگا جب تک وہ پیشاب، پاخانے کو نہ آئے۔ جب عمرو بن سعد کو اطلاع ملی کہ مختار اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ رات کو اپنے گھر سے نکلا اور وہ

مصعب یا عبید اللہ بن زیاد کی طرف سفر کرنا چاہتا تھا مختار کو اس کے ایک غلام نے یہ بات پہنچادی تو مختار نے کہا اس سے بڑا واقعہ کیا ہوسکتا ہے...... کچھ آگے لکھا۔ مختار نے اپنے باڈی گارڈوں کے افسر کو کہا جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ تو اس نے جا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس اس کا سر لے آیا اور ایک روایت میں ہے کہ مختار نے ایک رات کہا کہ میں کل بڑے بڑے قدموں والے دھنسی ہوئی آنکھوں والے اور ابھرے ہوئے ابروؤں والے شخص کو ضرور قتل کروں گا جس کے قتل سے مومنین اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔ اور الہیثم بن الاسود بھی موجود تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کا مقصد عمرو بن سعد ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۰۵ مترجم طبع کراچی)

شیخ بندیالوی نے کس طرح عمرو کی رشتہ داری ظاہر کی اور کتنا قصیدہ لکھا صحابی کا بیٹا اس کو نظر آیا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خونِ جگر اور نواسہ اس کو نظر نہ آیا اگر نبی علیہ السلام کا بیٹا بگڑ سکتا ہے تو صحابی کے بیٹے کے بگڑنے پر کوئی تعجب نہیں مزید بندیالوی نے جن کے نام کی دستار سجا رکھی ہے ذرا ان سے پوچھئے دار العلوم دیوبند کے ناظم کا فتویٰ پڑھیے ابن سعد کے بارے اور محدثین اسماء الرجال والوں کے ہاں اس کی سند مردود ہے۔

دار العلوم دیو بند کے ناظم مولانا عزیز احمد قاسمی بی اے ابن سعد کے

بارے فتویٰ لکھتے ہیں

ابن سعد کی روایت قبول نہیں:۔

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں شیخ عزیز قاسمی

نے ماہنامہ دارالعلوم دیو بند میں خلافت معاویہ و یزید محمود عباسی کے رد میں لکھا تھا کیوں کہ بندیالوی صاحب بھی انہیں کی تقلید کرتے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو ایک لشکر کی قیادت سپرد کر کے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کے لئے بھیجا اور شمر بن ذی الجوشن سے کہا تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اگر یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کریں تو فبہا ورنہ تم ان کو قتل کر دینا اور تم لوگوں پر امیر ہو گے اور ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ ابن معین نے فرمایا کہ وہ شخص کیسے ثقہ ہو سکتا ہے۔

جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا۔ عمرو بن علی نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو کہتے سنا کہ اسے اسماعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عیزار نے عمرو بن سعد سے روایت کی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ان سے بنی ضبیعہ قبیلے کے ایک شخص موسیٰ نے کہا کہ اے ابو سعید یہ تو قاتلِ حسین ہیں۔ پس وہ خاموش ہو گئے۔ پھر ان سے کہا کہ تم ہم سے قاتلِ حسین کی روایت کرتے ہو پھر بھی وہ خاموش ہی رہے اور ابن خراش نے بھی عمرو بن علی سے اس جیسی روایت کی ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ اس شخص نے کہا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے عمرو ابن سعد سے روایت کرتے ہو۔ اس پر وہ رو پڑے۔ اور فرمایا کہ میں اب دوبارہ ان (عمرو ابن سعد) سے روایت نہ کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن معین اور سعید بن القطان ابن ابی خیثمہ اور قبیلہ بن ضبیعہ کے موسیٰ وغیرہ جو ائمہ رجالِ حدیث ہیں عمرو بن سعد کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں تنہا العجلی کے قول کو نقل کر دینا ریسرچ کے پردہ کو چاک کر دیتا ہے۔ یحییٰ بن معین جیسے امام الجرح والتعدیل کے مقابلہ میں محدث عجلی کا قول کوئی زیادہ وزن نہیں رکھتا۔

عیزار بن حریث وہی شخص ہے جن کو تہذیب میں عمرو بن سعد کے شاگردوں میں ذکر کیا ہے۔ جس کی تصریح خود عباسی صاحب نے کی ہے۔ ان ہی عیزار سے تہذیب تہذیب کیا سی صفحہ میں محدث موسیٰ کہہ رہے ہیں کہ قاتلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمارے سامنے روایات بیان کرتے ہو جس پر عیزار بن حریث نے معذرت کی کہ آیندہ ایسا نہیں ہوگا اور یہی روایت بواسطہ شعبہ عن ابی اسحاق عن عیزار کی سند سے میزان الاعتدال ص ۲۵۸ ج ۲ میں موجود ہے۔

(تہذیب التہذیب ص ۴۵۰۱ ج ۷)

(فقط (ماہنامہ دار العلوم دیوبند جنوری ۱۹۶۰ء)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۶۷۔۳۶۶ طبع سید احمد شہید اردو بازار لاہور)

قارئین یہ تھا حال ابن سعد کا محدثین کے نزدیک اور علماء کتنی نفرت رکھتے ہیں اس سے حالانکہ ابن سعد یزید فوج کا امیر تھا یہیں سے معلوم ہوا کہ حکم دینے والا اور اس کو امام کے مقابلہ کے لئے بھیجنے والا تو اس سے بڑھ کر نفرت کے قابل ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا ہمارے پیروکاروں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے پس جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہتا ہے وہ واپس چلا جائے اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا اور نہ ہماری طرف سے اس پر کوئی ذمہ داری ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آپ کو چھوڑ کر دائیں بائیں منتشر ہو گئے اور آپ اپنے ان اصحاب میں باقی رہ گئے جو مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ آپ نے خیال کیا کہ جن اعراب نے آپ کی اتباع کی ہے انہوں نے صرف اس لیے آپ کی اتباع

کی ہے کہ آپ اس شہر میں جائیں گے جس کے باشندے آپ کی اطاعت میں مستقیم ہوں گے پس آپ نے اپنے ساتھ ان کے چلنے کو پسند نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ انہیں معلوم ہو کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ جب آپ ان کے سامنے حقیقت حال کی وضاحت کریں گے تو آپ کی سنگت وہی شخص کرے گا جو موت میں آپ کی ہمدردی کرنا چاہتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جب سحر ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ بکثرت پانی لے لیں پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ وادی عقبہ سے گزرے اور وہاں اتر پڑے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۵ طبع کراچی)

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے مجبور نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے راستہ روکا بلکہ خود اپنی مرضی سے سب حالات و واقعات کو جانتے ہوئے گئے تھے یہ سب کچھ جناب بندیالوی صاحب کے بڑے وہابی ابن وہابی نے حقائق لکھ کر بندیالوی صاحب کا منہ بند کر دیا اور کہا جھوٹ بولنا اور لکھنا چھوڑ دو۔ ابن سعد یزیدی فوج لے کر آ گیا اب شیخ بندیالوی کے اس اعتراض رد کہ ابن سعد نے مشورے دیے سمجھایا اب ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔

ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں یزیدی فوجیں آ گئیں:

ایک سوار کمان کندھے پر رکھے کوفہ سے آیا ہے اور اس نے حر بن یزید کو سلام کیا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام نہیں کیا اور اس نے حر کو ابن زیاد کا خط دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ سفر میں عراق تک کسی بستی اور قلعے میں اترے بغیر برابر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس

کے ایلچی اور اس کی فوجیں اس کے پاس آ جائیں اور یہ ۲ محرم ۶۱ھ جمعرات کا روز تھا اور جب دوسرا دن ہوا تو عمرو بن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ آیا اور ابن زیاد نے اسے ان لوگوں کے ساتھ دیلم کی طرف بھیجا تھا اور کوفہ کے باہر خیمہ زن ہو گیا اور جب انہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ پیش آیا تو اس نے اسے کہا ان کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جب تو ان سے فارغ ہو جائے تو دیلم کی طرف چلے جانا (یعنی رے) عمرو بن سعد نے اس سے اس بات کی معافی چاہی تو ابن زیاد نے اسے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھے معاف کر دیتا ہوں اور ان شہروں کی حکومت سے تجھے معزول کر دیتا ہوں جن پر میں نے تجھے حاکم بنایا ہے۔ اس نے کہا ذرا مجھے اپنے معاملے میں غور و فکر کر لینے دو۔ اور وہ جس شخص سے بھی مشورہ کرتا وہ اسے حضرت حسین کی طرف جانے سے روکتا۔ حتیٰ کہ اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے اسے کہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جانے سے بچنا تو اپنے رب کی نافرمانی کر لے گا اور اپنی قرابت کو قطع کرے گا خدا کی قسم اگر تو ساری زمین کی حکومت سے بے دخل ہو جائے تو یہ بات خون حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ملاقات کرنے کی نسبت تجھے زیادہ محبوب ہونی چاہیے اس نے کہا میں انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

پھر عبید اللہ بن زیاد نے اسے عزل و قتل کی دھمکی دی تو وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس مقام پر آپ سے جنگ کی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایلچی بھیجے کہ آپ کیوں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خط لکھے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں۔ پس اب جب انہوں نے مجھے ناپسند کیا ہے تو میں مکہ

واپس چلا جاتا ہوں اور تم کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جب عمرو بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے گا اور اس نے یہ بات ابن زیاد کو بھی لکھ بھیجی ابن زیاد نے اسے جواب دیا کہ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ پرہیز گار پاکباز مظلوم امیر لمومنین حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو پیشکش کرو کہ وہ امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو یہی ہماری رائے ہے۔ اور عمرو بن سعد کے اصحاب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب پانی سے روکنے لگے اور ان کے ایک دستے کا سالار عمر بن الحجاج تھا آپ نے ان کے لئے پیاس کی بد دعا کی تو یہ شخص شدتِ پیاس سے مر گیا پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن سعد سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان آپ سے ملاقات کرے اور دونوں میں سے ہر ایک تقریباً بیس ۲۰ سواروں کے ساتھ آیا اور دونوں نے طویل گفتگو کی حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ دونوں نے کیا بات کی ہے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ آپ اس کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس شام چلے جاتے ہیں اور دونوں فوجوں کو مقابل میں کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ عمرو نے کہا اس صورت میں ابن زیاد میرے گھر کو منہدم (گرا) کر دے گا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اسے تیرے لیے اس سے بھی خوبصورت رنگ میں تعمیر کر دوں گا۔ اس نے کہا وہ میری جاگیر کو ضبط کر لے گا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے اپنے حجازی مال سے اس جاگیر سے بھی بہتر جاگیر عطا کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے عمرو بن سعد نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بعض مئورخین کا قول ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہ حجاز واپس چلے جاتے ہیں یا کسی سرحد پر جا کر ترکوں سے جنگ کرتے ہیں۔ عمرو نے عبید اللہ کی طرف یہ باتیں لکھ بھیجیں تو اس نے کہا بہت اچھا میں انہیں قبول کرتا ہوں پس شمر بن ذی الجوشن اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب تمہارے حکم کو قبول کریں پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن سعد دونوں فوجوں کے درمیان بیٹھ کر رات کا اکثر حصہ باہم گفتگو کرتے رہے ہیں ابن زیاد نے اسے کہا تمہاری رائے بہت اچھی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۶ تا ۳۲۷ ایک اور روایت سے ص ۳۱۷ پر بھی مترجم طبع کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

شہید کرنے کا حکم دیا ابن زیاد نے

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

پھر عبید اللہ نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا۔ اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کرلیں تو فبہا و گرنہ عمرو بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمرو بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ

اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا۔ بلاشبہ وہ مخالفین ہیں۔

(ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳ طبع مصر)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۷)

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں ابن زیاد نے کوفہ والوں کو نہیں بھیجا بلکہ یزیدی فوج بھیجی:۔

ابن سعد، ابن زیاد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے میرے لئے رے کی حکومت کا فرمان لکھ دیا ہے اور لوگوں کو معلوم بھی ہو گیا ہے لہٰذا اس کا نفاذ کر دیجئے اور حسین کے مقابلہ کے لئے فلاں فلاں اشراف کوفہ کو میرے ساتھ بھیج دیجئے ابن زیاد نے کہا اپنے ارادہ میں تمہارے کسی حکم کا ہرگز پابند نہیں ہوں کہ جن کو تم کہو انہیں کو بھیجوں۔ اگر تم ہمارے لشکر کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جاؤ ورنہ ہمارا فرمان (حکومت رے) واپس کر دو ابن سعد نے کہا اچھا میں جاتا ہوں۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۴ طبع مصر تاریخ طبری وروح البیان پ ۱۲ اس ھود ص ۱۶۶ طبع بہاولپور)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۸)

یاد رہے: رے خراسان کا ایک شہر ہے جو آج کل ایران کا دارالسلطنت ہے جسے تہران کہتے ہیں ان حقائق سے معلوم ہوا امام کی جنگ لشکر یزید سے ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن سعد نے دین پر دنیا کو ترجیح دی اور حکومت کی خاطر سب کچھ کر گزرا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہید کرنے کا حکم ابن زیاد نے دیا۔

بندیالوی صاحب نے بڑا شور مچایا رشتہ داری ظاہر کی ابن سعد کی بھانجے نے صاف اپنے ماموں کو کہہ دیا اگر جنگ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کرو گے تو قرابت داری ختم ہو جائے گی پھر ابن سعد کو سب نے کہا امام کے خلاف نہ لڑنا لیکن اس کمبخت نے دین کو پیچھے کیا اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قرابت داری کو ختم کیا دنیا کو دین پر ترجیح دی اور اپنی آخرت کو برباد کیا بادشاہت کے نشے میں بدمست تھا اس نشے میں سب کچھ کر گیا جو اسے نہیں کرنا تھا پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آفر کی اگر ابن زیاد تیرا مال لوٹے گا تو میں تجھے دوں گا میں تجھے اچھا مکان بنوادوں گا لیکن اس نے ایک نہ سنی اہلبیت پر ظلم کر کے اپنے اوپر جہنم کو لازم کر لیا ان حقائق کو بھی بندیالوی نے چھپانے کی کوشش کی ہم نے پردہ کھول دیا حقائق یہ بتا رہے ہیں سراسر مجرم عبیداللہ بن زیاد عمر بن سعد شمر بن ذی الجوشن و یزید اور اس کے فوجی تھے پھر ایک وجہ سے عمرو بن سعد پر کچھ نرمی سمجھی جا سکتی ہے کہ آخر اس کو بھی مجبور کیا گیا تھا لیکن ابتدائی کی مجرم ابن سعد بھی ضرور تھا۔

بندیالوی نے ایک اور الزام گھڑ لیا پڑھیے:۔

اس کے بعد آپ کے برادرِ محترم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھ دینے شروع کیے۔ خنجر مارے، گالیاں دیں مصلّٰی ان کے نیچے سے کھینچا بالآخر زہر دے کر ان کو شہید کر دیا ان ہی غداروں میں سے چند غدار اور شرارتی لوگ آج آپ کو بھی استعمال کر کے اسلام کی مضبوط بنیادوں کو ہلا دینا چاہتے ہیں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

یہاں پر بندیالوی صاحب نے کوفہ والوں پر دو الزام بغیر تحقیق کے جڑ دیے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم کیا ان کو زہر دے کر شہید کر دیا حالانکہ یہ

الزام حقائق کے سراسر خلاف ہے امام کی وفات کوفہ میں نہیں ہوئی آپ کی وفات مدینہ شریف میں ہوئی اور زہر کوفہ والوں نے نہیں دیا بلکہ یزید نے دلوایا آپ کی بیوی جعدہ کے ذریعے سے حقائق پڑھیے بندیالوی نے اپنے پیشوا یزید کو بچانے کے لئے الزام کوفہ والوں پر لگا دیا۔

علامہ امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

یزید قاتل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہے:۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا سبب یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدۃ دختر اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے آپ کو زہر دینے کے لئے خفیہ طور بھجوایا۔ یزید نے آپ کی شادی اس سے کروائی اور اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ اور اس نے آپ کو زہر دے دیا۔ آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہوگئے تو اس نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا۔ اس نے جواب دیا ہم نے تو حسن کے لئے بھی تجھے پسند نہیں کیا۔ تجھے اپنے لئے کیسے پسند کر سکتے ہیں۔ کئی متقدمین نے جیسے حضرت قتادہ اور ابو بکر بن خصص نے اور متاخرین میں سے زین العراقی نے مقدمہ شرح التقریب میں آپ کو شہید قرار دیا ہے۔ آپ کی وفات ۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ہوگئی۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۳۸ عربی)

(مترجم ص ۴۷۴ طبع مکتبہ جمال فیصل آباد)

حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوا

دیا وفات مدینہ شریف میں ہوئی:۔

جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت چھوڑ دی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لی تو آپ کوفہ چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے اور وہیں آپ کو زہر دیا گیا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کیقیام کے زمانہ میں زہر خورانی کے ذریعہ شہید کیے گئے۔ زہر خورانی کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعث کو یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوشیدہ طور پر پیغام دیا اگر تم حسن کو زہر دے دوگی تو میں تم سے شادی کر لوں گا چنانچہ جعدہ نے آپ کو زہر کھلا دیا اور آپ کی شہادت کے بعد یزید سے وعدہ ایفائی کے لئے کہا تو یزید نے جواب دیا میں تجھ کو حسن کے نکاح میں نہ دے سکا تو ہی بتا کہ تجھ کو اپنی بیوی کیسے بنا لوں۔ جعدہ کی زہر کورانی کی وجہ سے پانچ ربیع الاول ۵۰ھ بعض کے نزدک ۴۹ھ اور بعض کے نزدیک ۵۱ھ میں امام حسن نے ملک الموت کو خوش آمدید کہا۔

(تاریخ الخلفاء ۱۴۷ عربی)
(............مترجم ص ۱۹۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمالالدین دمیری لکھتے ہیں:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لینے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی آپ کی بیوی نے آپ کو ذہر دیا اسی سے آپ کا وصال ہوا

(حیات الحیوان ج اول ص ۵۸ عربی)

(حیات الحیوان ج ا ص ۲۰۲ طبع اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور ذکر خلافت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوایا:۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا تو ان کی بیوی بنت اشعت ابن قیس نے دیا یہ حرکت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے یزید کی سازش سے کی گئی ہے یعنی یزید نے بنت اشعت سے خود شادی کر لینے کا وعدہ کیا اور اس پر ایک لاکھ درہم اس لالچ میں خرچ کئے کہ خلافت خود اس کو مل جائے۔

(سیرت حلبیہ مترجم اسلم قاسمی دیوبندی ج ۶ ص ۳۵۳ طبع دار الاشاعت کراچی)

شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوادیا:۔

ابو علی فضل بن حسن طبری نے اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جب صلح مکمل ہوگئی اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں دس ۱۰ سال اقامت فرمائی اور ان کی بیوی جعدہ بنت اشعت بن قیس کندی نے آپ کو زہر پلا دیا تو آپ چالیس روز بیمار رہے۔ یزید نے اس عورت کو ایک لاکھ درہم کے عوض زہر دینے پر آمادہ کیا تھا۔

اور اس سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ اس عورت سے نکاح کر لے گا۔

جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات فرما گئے تو اس نے یزید کو ایفاء عہد کا پیغام بھیجا یزید نے جواب دیا حسن کے پاس رہنے کے لئے ہم تجھ پر خوش نہ تھے اپنے پاس رکھنے کے لئے ہم تجھے کیسے پسند کریں۔

(نور الابصار ص ۱۳۶ عربی)

(شواہد النبوت کامل از مولانا عبدالرحمٰن جامی ص ۱۰۱ طبع شمع بک لاہور)

یزید قاتل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا ابن کثیر اپنی سند سے لکھتے ہیں:۔

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حمال نے ہمیں بتایا کہ ابو عوانہ نے مغیرہ نے بحوالہ ام موسیٰ ہمیں خبر دی کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر پلایا جس سے آپ بیمار ہو گئے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کے نیچے طشت رکھا جاتا تھا اور دوسرے کو چالیس روز بعد اٹھایا جاتا تھا اور بعض نے روایت کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت حسن کو زہر دے دے اور میں اس کے بعد تجھسے شادی کر لوں گا تو اس نے آپ کو زہر دے دیا اور جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم نے تو تجھے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی پسند نہیں کیا کیا ہم تجھے اپنے لئے پسند کر سکتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۹۳ مترجم طبع کراچی)

قارئین یہ تھے وہ حقائق جن کو شیخ بندیالوی نے چھپا کر یزید کو بچایا جب کہ حقائق یہ بتا رہے ہیں کہ یزید ایسا ظالم تھا جس نے ایک لاکھ روپیہ دے کر امام حسن کو زہر دلوایا جھوٹے وعدے عورت سے کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیا لیکن یزید کی روحانی اولاد تو اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ حقائق کو چھپا کر یزید کو بچا کر اہل کوفہ کو اسلام کی بنیادیں ہلانے والا بنا دیا حالانکہ یہ سب کچھ یزیدی سازش تھی۔

بندیالوی کے نزدیک تفرقہ باز حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (معاذ اللہ) لکھتے ہیں:۔

اور متفق و متحد امتِ مسلمہ کو انتشار و افتراق کی بھٹی میں جھونک دینا چاہتے ہیں خدارا آپ اس شرارتی عنصر کی تدبیریں اور سازشیں سمجھئے اور مسلمانوں میں انتشاروافتراق کا باعث نہ بنئے۔حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واور عمرو بن سعد کے درمیان ملاقات کا ذکر اہلسنت اور اہل تشیع کی معتبر کتب میں موجود ہے مطالعہ کر کے دیکھئے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب نے کہا اہلسنت کی معتبر کتب میں ہے مطالعہ کیجئے اور کتابوں کے نام ہضم کر لیے سعودیہ کے ریال سمجھ کر نام لکھتے تو ہم ان کتابوں کو دیکھتے میں کہتا ہوں یہ بھی بندیالوی کے اپنے ذہن کی شرارت ہے ہمیں کسی معتبر کتاب میں یہ مشورے نظر نہیں آئے کہ ابن سعد نے کہا شرارتی عنصر کی تدبیریں اور سازشیں سمجھئے مئولف کا مطلب یہ تھا کہ واپس چلے جائیے لیکن امام واپس نہیں گئے لہٰذا امام نے مسلمانوں کو لڑا کر مسلمانوں کی جماعت میں افتراق کر دیا جب کہ حقائق میں لکھ چکا ہوں امام خود واپسی کا کہتے ہیں لیکن یزیدیوں نے واپس جانے کی شرائط نہ مانیں تو تفرقہ باز یزیدی بنے نہ کہ امام اور اولٹا چور مچائے شور کرے چور چور اور ہو خود چور یہ ہیں یزید کے ہمنواء۔

شیخ بندیالوی لکھتے ہیں کربلا کا معرکہ کفر اور اسلام کا نہ تھا یہ حق باطل کا

اختلاف نہیں:۔

سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے پیش ہونے والی ہر شرط اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ کفر اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا یہ حق اور باطل کا اختلاف نہیں تھا اور سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نانا جان کے دین کو کوئی خطرہ درپیش نہیں تھا۔ حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ شرائط ان متعصب جاہل اور ضدی لوگوں کے منہ پر زوردار طمانچہ کی حیثیت رکھتی ہیں جو علم و عقل کو پس پشت ڈال کر یزید کو کافر اور بدکردار ثابت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اور جن کے سینے میں دل شیعہ کا دھڑکتا اور منہ میں زبان بھی شیعہ کی حرکت کرتی ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۵۔۱۵۶ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب نے اپنے اس بغضِ اہلبیت کو اپنی کتاب میں کئی جگہ پر لکھا ہے یہ جہاد حق و باطل کا نہ تھا میں کہتا ہوں اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ حق و باطل کا نہ تھا تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط راستے پر گئے اور غلط مقاصد کے لئے گئے اگر ہم یہ مان لیں تو پھر مسلمانوں کا جنازہ اٹھ جائے گا وہ اس لیے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً جنتیوں کے سردار ہیں تو جب سردار معاذ اللہ برے کام کرنے والا برے راستوں پر چلنیوالا تھا تو پھر پیچھے آنے والوں کا نیک ہونا بعید از عقل ہے کیونکہ جن کا سردار اور امام ایسا تھا ان کے مقتدیوں کا کیا حال ہوگا لہٰذا اس قسم کی گفتگو کرنا اور لکھنا حماقت سے خالی نہیں ہے کیونکہ یہ توہین اہلبیت بھی اور توہین رسول بھی کہ انہوں نے معاذ اللہ غلط چلنے

والوں کو سردار بنا دیا۔

خوابِ ملوکیت کو خیالی بنا دیا
جس پر نہ پھل لگے وہ ڈالی بنا دیا
کافر بھی نام بچوں کے رکھے نہیں یزید
حسین نے یزید کو گالی بن دیا

حقائق یہ ہیں کہ امام حسین کا یہ جہاد تھا اور ہر لحاظ سے اسلام کی خاطر تھا:۔

جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کیا گیا کوفہ نہ جایئے آپ نے فرمایا میں استخارہ کر کے جاؤں گا پھر آپ نے استخار کیا تو استخارہ میں جو اشارہ خدا کی طرف سے ہوا اس پر آپ نے عمل کیا پھر یہ بھی فرمایا مجھے میرے نانا نے حکم کیا میں اس پر عمل کروں گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۴ طبع کراچی)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۱۴ طبع بیروت تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۰۶ مترجم طبع کراچی)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کوفہ کی طرف گئے میں پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اشارہ غلط راستے کا کیا تھا یا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غلط راستے کا حکم کیا تھا ارے ظالمو تم لکھتے پھرتے ہو حق و باطل نہ تھا تو پھر گمراہی کا حکم اللہ و رسول نے معاذ اللہ ان کو دیا تھا وہ تو اللہ و رسول کے احکام پر عمل کرنے گئے تھے تو یقیناً جہاد اور اعلیٰ افضل کام کے لئے گئے تھے خدا عزجل کے دین کی خاطر

گئے تھے پھر امام نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے میری بات سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۳ طبع کراچی)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۳ طبع کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۹۱ طبع ملتان)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۹)

صاف ظاہر ہوا کہ آپ سنت کو زندہ کرنے اور بدعت کو ختم کرنے کے لئے گئے تھے۔

پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ظالمین سے جہاد کرنے کے لئے جا رہا ہوں لہٰذا اللہ میری نیت کا مجھے اجر دے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۰ طبع کراچی)

میں کہتا ہوں ارے کم بختو اپنی شقاوتِ قلبی کا علاج کرو اور توبہ کرو ایسی باتیں لکھنے سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یقیناً ہر ہر قدم اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر تھا اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی منشا کے مطابق تھا اور کوفہ کی طرف جانا کربلا میں شہید ہونا اسلام کی خاطر تھا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سچے دین کو بچانے کی خاطر تھا۔

اتنے زیادہ حقائق ہوتے ہوئے بندیالوی جیسے بد باطن کہیں یہ جہاد نہ تھا حق و باطل کا معرکہ نہ تھا کفر و اسلام کا نہ تھا ان کے کہنے یا لکھنے سے ایسا نہ ہوگا نہ ہی کوئی مسلمان اس کو تسلیم کرے گا جن کے دل مردہ ہیں جن کے ضمیر میں عداوت و بغضِ اہل بیت بھرا ہوا ہے وہ یہی کہیں گے اور اس قسم کی خرافات لکھنے

اور کہنے کے عادی ہیں میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں اے مولا اگر یہ ہدایت کے قابل ہیں تو ان کو ہدایت عطا فرما ورنہ جہنم کے راستے کھلے ہیں بغیر کسی رکاوٹ کے۔

پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے یزید کیسا برا ہے اس کا آپ نے اظہار ولید بن عتبہ گورنر مدینہ کے سامنے کیا جب اس نے ان کو بلایا اور یزید کی بیعت کا کہا آپ اٹھ کر باہر نکلے اور فرمایا یزید وہی ہے جسے ہم جانتے ہیں خدا کی قسم اس کے عزم و جوانمردی کی کوئی بات (ہم سے پوشیدہ نہیں)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۲ طبع کراچی)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف اٹھنا دین کی سربلندی کے لیے تھا اور کربلا کی جنگ اسلامی تھی دیوبندی مفتی عبدالرشید کے قلم سے پڑھیئے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف اس کی نااہلی کی بنا پر تھا دوسروں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بصیرت کے مطابق محض للہ فی اللہ بفرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم اور سنتِ نبوی پر ان کے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی غیرت و حمیّت میں نکلے یہ سب اہل حق ہیں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور اہل مدینہ جنہوں نے مقام حرہ میں جہاد کیا اور وہ تمام علماء جو حجّاج کے خلاف نکلے سب کا شمار ان ہی اہل حق میں ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۱۲ ص ۲۴۰ طبع مصر بحوالہ) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۶ و ۳۹۴ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور)

لہٰذا ایسے شخص کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا یقیناً جہاد ہے اور حق کا راستہ ہے اب ان بد باطنوں سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید تھے یا کہ نہیں اگر کہو شہید ہیں تو پھر باطل راستے پر لڑتا ہوا ہر گز شہید تصور نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی بد بخت کہے شہید نہیں تھے (معاذ اللہ) تو پھر میں کہوں گا حدیثِ صحیح میں ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہیں ان کی شہادت کا انکار کرنے والا جس طرح جھوٹا کہلائے گا اسی طرح یہ باتیں کرنے والا کہ یہ حق و باطل کا نہ تھا جھوٹا ہی کہلائے گا پھر یہ تو شائد بندیالوی کو بھی حدیث یاد ہو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کو ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا مناقب اہل بیت میں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں تو پھر جنت کی سرداری باغیوں کو نہیں ملتی جس طرح حق والے جنت جائیں گے

اسی طرح جنتیوں کے سردار بھی حق والے ہی ہو سکتے ہیں باغی یا ناجائز راستے پر چلنے والے ہر گز جنتیوں کے سردار بننے کے قابل نہیں ہیں احادیث پہلے باحوالہ گزر چکی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری سنت کو ختم کرنے والا یزید ہوگا۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا سنت کو مٹا دیا گیا لہٰذا امام نے اس حدیث پر مہر تصدیق کردی کہ یزیدیوں نے سنت کو مردہ کر دیا ہے۔

امام کے نزدیک ظالم فاسق و فاجر حرام کو حلال کرنے والا اور سنت کو ختم کرنے والا ابن اثیر کے قلم سے:۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا مرتبہ یزید کے خلاف کھڑے ہونے کا مقصد بیان کیا لوگوں کو بتایا تاریخ نے محفوظ بھی کیا لیکن یزیدی ہمنواؤں نے ان حقائق کو نظر انداز کر دیا چلو میں ان کی رہنمائی کرتے ہوئے ان حقائق کو لکھتا ہوں۔ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزیدی فوج کے سامنے پہنچے تو آپ نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا صرف ترجمہ لکھتا ہوں

اے لوگو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے جس نے اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی ہو اللہ کے بندوں میں گناہ اور ظلم کے ساتھ عمل کرتا ہو پھر وہ شخص اپنی قوت و طاقت کی حد تک اپنے قول اور فعل سے اس کو نہ بدلے تو اللہ کو حق حاصل ہے کہ اس کو اس (بادشاہ کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل کر دے۔ خبردار ہو جاؤ بے شک ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے اور حدود شرعی کو معطل کر دیا ہے اور محاصل اپنے ہی لیے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیا ہے لہٰذا میں بہ نسبت کسی اور شخص کے (ان کے خلاف جہاد کرنے کا) زیادہ حق دار ہوں اور بے شک میرے پاس تمہارے خطوط اور قاصد آئے کہ تم میری بیعت کرو گے اور ہر طرح میرا ساتھ دو گے اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچنے دو گے اور مجھے چھوڑو گے نہیں پس اگر تم میری بیعت پر قائم رہو تو ہدایت پاؤ گے۔ میں حسین بن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں۔

کامل لابن اثیر ج ۴ ص ۴۸ طبع دار صادر بیروت لینا اسی سے ملتا جلتا دیکھیں

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۴ باب ذکر امام حسین ۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰۱ طبع کراچی

کیوں بندیالوی اینڈ کمپنی آپ کہتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں کہا تھا جبکہ علامہ ابن اثیر اور باقی مؤرخین نے تمہارے اس اعتراض کو بہت پہلے لکھ دیا اور وہ بھی خطبہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر غور کریں آپ یزید اور اس کے ہمنواؤں کو ظالم واللہ کے عہد کو توڑنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو ختم کرنے والا اور اللہ کے بندوں پر ظلم کرنے والا فرما رہے ہیں مزید برآں ان سب کو شیطان کی اطاعت کرنے والا رحمٰن کی اطاعت چھوڑنے والا اور فتنہ وفساد برپاء کرنے والا اور حدود شرعی کو پامال کرنے والا اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والا فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں اس لئے میں ان بروں کے خلاف جہاد کرنے والا ہوں لہٰذا اے کوفہ والو تم میرا ساتھ دو ہدایت یافتہ بن جاؤ جیسے میں ہوں اس سے معلوم ہوا کہ آپ باغی نہ تھے حق کے راستے پر چلنے والے وشہادتِ عظمہ کا رتبہ پانے والے تھے۔ اگر بندیالوی کہیں نہیں یہ خطبہ آپ نے کوفہ والوں کو دیا تھا۔ جواب میں کہتا ہوں یہ بات حقائق کے خلاف ہے اس لیے کہ ابن سعد یزید کی بھیجی ہوئی فوج لے کر آیا تھا ابن سعد نے کوفہ سے آتے ہوئے ابن زیاد کو کہا میرے ساتھ فلاں فلاں بھیجو ابن زیاد نے کہا نہیں اس نے اپنے سپاہی اور یزیدی فوج بھیجی کوفہ کوئی آدمی نہ بھیجا با حوالہ حقائق میں گزشتہ اوراق میں لکھ چکا ہوں۔

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۸ طبع لاہور)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین شرائط پر بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

جناب شیخ بندیالوی نے تین شرائط پر بڑا زور دیا اور اپنی کتاب میں جا بجا دُھرا دُھرا کر واویلا کیا ہے یہاں اس نے اپنی کتاب کے ص ۱۵۰ تا ۱۶۵ صفحات انہی شرائط پر سیاہ کر دیے یوں لگتا ہے جیسے بندیالوی کے خالی تُرکش میں یہی ایک تیر تھا جو پھینک دیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر اور جو کچھ باقی اس کے ہاتھ میں تھا وہ پھینک دیا اہل کوفہ پر یہ ۱۵ صفحات لکھ کر یزید کو اور ان کے ساتھیوں کو بے گناہ اور غلطی سے پاک ثابت کر دیا اس نے یہ جھوٹ لکھ کر اپنے لئے جہنم کو خرید لیا کتنا انوکھا اور سستا سودا خریدا شیخ موصوف صاحب لکھتے ہیں۔پہلی شرط: کہ مجھے واپس جانے دو۔ جہاں سے آیا ہوں وہاں پلٹ جاؤں۔
دوسری شرط: مجھے اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر بھیج دو تا کہ میں کفار کے خلاف جنگ و جہاد میں اپنی بقایا زندگی گزار دوں۔
تیسری شرط: کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر بیعت کرلوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۱ طبع سرگودھا از بندیالوی)

پھر انہی میں کچھ ترمیم کے ساتھ ص ۱۵۲ و ۱۵۳ پر بمعہ شیعہ کتب سے تحریر کیا پھر اپنا رعب اور دب دبہ جمانے کے لئے اہلسنت کی کتب کے ساتھ ساتھ اپنے جیسے خارجیوں اور ناصبیوں کی کتب کے نام صفحہ نمبر ۱۵۴ پر پھر اپنی مبالغہ آرائی اور تعصب و بغض ظاہر کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۶۵ تک اوراق سیاہ کیے

اب ہم ان میں سے جو قابل جواب ہیں ان پر گفتگو کریں گے وما توفیقی الا باللہ
پھر بندیالوی صاحب نے دوسری شرط پر تبصرہ ص ۱۵۸ پر یوں کیا ہے دوسری شرط پر غور فرمایئے کہ مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد پر بھیج دو تا کہ میں وہاں دشمنانِ اسلام طاقتوں سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں اس شرط نے تو یزید کی حکومت کو اسلامی حکومت ثابت کر دیا ہے اور یزید کے دورِ خلافت میں سرحدوں پر کفار سے لڑ کر مرنے کی تمنا کی ہے اور یزید کی مملکت کی سرحدوں کو اسلامی سرحدیں کہہ کر ان لوگوں کے منہ میں لوہے کی لگام دینے کی کوشش کی ہے جو یزید کو کافر اور اسلام کا دشمن تصور کرتے ہیں

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۸)

یزید کے دورِ حکومت میں کافروں کے خلاف کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

البتہ مسلمانوں کے خلاف اسلام کے خلاف جنگیں ہوئیں:۔

اب میں پوچھتا ہوں بندیالوی اینڈ کمپنی سے ان دو شرطوں کے پیش نظر یزید کی حکومت اسلامی کیسے ثابت ہوگئی یہ تو ایک عام بات ہے کوئی بھی ملک ہو ہر ملک والا اپنی حکومت کے دفاع کی خاطر اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ امام کے اس فرمان اور شرط سے تو الٹا یزید کی نااہلی ثابت ہوتی ہے وہ ایسے کہ سرحدوں کی صحیح حفاظت جس طرح ہونی چاہیئے تھی وہ نہیں ہو رہی لہٰذا میں ادھر چلا جاتا ہوں تا کہ سرحدوں کی حفاظت ہو جائے بندیالوی صاحب یا تو یہ ثابت کریں کہ یزید کے دور میں فلاں سرحد پر مسلمانوں اور کافروں کی جنگ ہوئی یا ہونے کا امکان تھا پھر تو اس طرف سوچا جا سکتا ہے ورنہ

میں بتاتا ہوں۔ جیسا میں وضاحت کے ساتھ باحوالہ لکھ چکا ہوں یزید کی اور اس کے چیلے چانٹوں کی تلواریں مسلمانوں پر چلیں ان میں سے ایک واقعہ کربلا ہے دوسرا واقعہ حرہ مدینہ میں ہوا تیسری جنگ مکہ شریف اور وہاں کے مسلمانوں پر ہوئی اس ظالم یزید کی تلوار مسلمانوں پر چلتی رہی کسی کافر کے ساتھ یزید کی کوئی جنگ اس کے دور حکومت میں ہرگز نہیں ہوئی اور کوئی خارجی ناصبی یزیدی ثابت نہیں کرسکتا یہ بندیالوی جیسا شاطر انسان ہی لکھ سکتا ہے کہ یزید متقی اور پرہیزگار تھا اور اس کی حکومت اسلامی یا خلافت تھی حقائق کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یزید سرے سے جہاد کرنے کرانے کا منکر تھا میں باحوالہ البدایہ والنہایہ خود دیوبندیوں کے گھر کی شہادتیں لکھ چکا ہوں۔

پھر بندیالوی نے پہلی شرط پر تبصرہ اس طرح کیا واپس جانے کی شرط پیش فرمائی تاکہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں کے گورنر کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔

بصورت دیگر یزید کے پاس جانے کی شرائط پیش فرمائی تاکہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۹ و ۱۶۰ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب کے ذہن میں یزید کی محبت ایسی رچ بس چکی ہے کہ ہر بات کے بعد پھر پھرا کر کہیں یزید کو نیک پارسا اور کہیں بیعت پر نقطہ نظر اٹکتا ہے بس حقائق چاہے کچھ ہوں اکثر جگہ جھوٹ کے پلندے جوڑ کر اور کہیں حقائق کو جھٹلا کر مؤرخین پر محدثین پر علماء بلکہ خود امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر اور آپ کے ساتھیوں پر الزام گھڑے ہیں اور بیچارے کے پاس عقل کی رتی تو

ہے نہیں مزید تعجب یہ ہے کہ خوفِ خدا ختم اور مرنا بھولا ہوا ہے اس لیے اتنے جھوٹ اور الزام اور بہتان لگانے ممکن اور جائز سمجھے جاتے ہیں جب یہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر ایسی حالت شیطانی سوار ہے کہ الٹا برے اعمال اچھے نظر آتے ہیں بلکہ قرآن حکیم میں جا بجا ارشاد باری تالیٰ ہے کہ ایسے لوگوں کو شیطان برے اعمال اچھے کر کے دکھاتا ہے بالکل کچھ اسی طرح کا حال بندیالوی صاحب کا ہے میرے یہ حقائق پڑھ کر بندیالوی صاحب ضرور تڑپیں گے اور مجھ پر برسیں گے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو سچ کڑوا نظر آتا ہے۔ ان شرائط پر کچھ گفتگو میں پہلے لکھ چکا ہوں جس میں یہ حوالہ بھی گزر چکا ہے۔ پھر پڑھیئے۔

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:۔

کہ عقبہ بن سمعان کہتے ہیں خدا کی قسم میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک اور مکہ سے عراق تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے جدا نہ ہوا۔ اور ان کی وہ تمام تقاریر سنیں جو انہوں نے اپنی شہادت کے دن تک لوگوں کے سامنے کیں۔ انہوں نے کسی وقت بھی لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں گا اور نہ یہ مجھے تم مسلمانوں کی کسی سرحد تک لے چلو بلکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں یا مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کہیں نکل جانے دو حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ لوگوں کا فیصلہ (حکومت کے لئے) کس کی طرف لوٹتا ہے پس انہوں نے نہ مانا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر جذری ج ۴ص ۵۴طبع دار صادر بیروت)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۷ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(تاریخ الامم والملوک طبری ج ۴ ص ۲۲۶ مترجم تسہیل تشریح وعنوانات)

(اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی دیو بندی طبع دارالاشاعت کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳)

حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید یا اس کے چیلوں کی بیعت کرنی ہوتی تو آپ مدینہ نہ چھوڑتے آپ کا یہ سفر بتا رہا ہے یہ لانگ مارچ آپ نے کیا ہی اس لئے تھا کہ یزید کسی طرح قبول نہیں اور یہ ضروری نہیں تھا کہ تقریر میں آپ کہتے یزید ایسا ہے بلکہ آپ کا احتجاج بتا رہا ہے یزید کیسا ہے اگر نیک ہوتا تو یزید کے خلاف احتجاج کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن بندیالوی نے قسم اٹھا رکھی ہے حقائق کچھ بھی ہوں ہم اپنی ہی منوائیں گے۔ لعنت اللہ علی الفاسقین۔

مزید ایک حوالہ دیو بندیوں کے گھر کا پڑھ لیں تا کہ بندیالوی کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔

(یہ روایت ہاتھ میں ہاتھ والی جھوٹی ہے) دیو بندی مناظر امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں:۔

جناب صفدر اوکاڑوی صاحب نے ان ساری روایات کو نقل کیا موافق اور خلاف کو لکھ کر جوابات دیے ہیں تفصیل کے لئے اصل کتاب جس کا دل چاہے دیکھے

میں ان کا نتیجہ اور فیصلہ لکھ رہا ہوں...... راویوں نے کہا کہ حسین اور عمرو

بن سعد کے دو تین مرتبہ تنہائی میں مذاکرات ہوئے تو عمر بن سعد نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو بجھا دیا ہے اور اتفاق ہو گیا ہے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں چلا جاتا ہوں یا سرحدوں کی طرف چلا جاتا ہوں یا یہ کہ ان یاتی یذید امیر المومنین فیضع یدہ فی یدہ فیریٰ فیما بینہ و بینہ رایہ۔

(طبری ج ۴ ص ۳۱۳)

یہ آپ کے سامنے چار روایات ہیں دوسری روایت میں شدید انکار ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دوں گا اور پہلی روایت میں تصریح ہے کہ لوگوں نے محض اپنے ظن اور خیال سے یہ بات پھیلا دی ہے۔ کسی نے یہ بات حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی نہیں اور آپ بھی جانتے ہیں ان لظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کی کوئی سند صحیح یا حسن نہیں ہے۔ شیخ محمد الخضر می المصری فرماتے ہیں

ولیس بصحیح انہ عرض علیھم ان یضع یدہ فی یدیزید۔

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ ص ۱۲۸)

آپ کوئی صحیح سند اس کی پیش فرمائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ آپ نے البدیہ والنہایہ کی طرف جو عبارت منسوب کی ہے وہ البدایہ والنہایہ کی کس عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ بیان کرنے والوں نے محض ظن سے بیان کیا ہے اور رد کرنے والے نے پورے یقین سے اس بات کو رد کیا ہے۔ آپ نے جو روایت بحوالہ طبری نقل فرمائی ہے اس کا حال نمبر ۴ میں

آپ دیکھ چکے ہیں جو البدایہ کے حوالے سے لکھی ہے اس نے بھی طبری سے ہی لی ہے اگر طبری قابل اعتماد ہے تو جناب نے اس کی روایات کیوں نقل فرمائیں۔ طبری سے جو روایت آپ نے نقل کی ہے اس کا راوی ابو مخنف ہی ہے اور ساتھ اور کتنے اس سند میں خوابیدہ ہیں۔

(تجلیات صفدر ج ا ص ۵۵۴۔۵۵۵۔ خط بنام مولوی ضیاء الرحمٰن دیو بندی طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳)

لو جناب بندیالوی صاحب گھر کو آگ لگ گئی اپنے ہی چراغ سے اگر اس روایت کا رد میں اپنی طرف سے لکھتا تو تمہیں اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا اسی لیے میں نے کہا انہی کی تلوار اور انہیں کی گردن یہ روایت نا قابل اعتماد جھوٹی ہے کہ ابن زیاد یا کسی دوسرے گورنر یا یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی سوچ بھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جھوٹی اور ظن ہے حقیقت کچھ اور ہے۔

ابن حزم ظاہری غیر مقلد لکھتا ہے امام یزید کی بیعت پر ہرگز تیار نہ تھے دیو بندی کے قلم سے پڑھیے:

ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اخیر وقت میں عمرو بن سعد کے سامنے جو تین شرطیں رکھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دمشق بھیج دیا جائے اس بحث پر دلائل لکھنے کے بعد فیصلہ یہ کرتے ہیں امام زندگی کے ہر مقام پر یزید کی بیعت کر لیے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت ضلالت بھی سمجھتے تھے چنانچہ

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت بیعت ضلالت ہے۔(الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج ۴ ص ۱۰۵ طبع مصر)

نیز لکھتے ہیں۔صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم سے جن حضرات نے بھی یز (علیہ ما علیہ) بن معاویہ۔ ولید اور سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ شخصیتیں تھیں۔(الفصل فی الملل ج ۴ ص ۱۶۹ طبع مصر بحوالہ۔حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳ و ۳۹۴)

بندیالوی لکھتے ہیں امام کا قافلہ دس ۱۰ محرم کو کربلا پہنچا پھر دس ۱۰ کو ہی قتل ہو گئے اور امام حسین عصر کے بعد شہید:۔

جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس ۱۰ محرم الحرام کو کربلا نامی سرسبز وشاداب مقام پر پہنچے اور حسینی قافلہ نے پڑاؤ ڈالا حسینی قافلہ میں مستورات بھی موجود تھیں اس لئے ابن سعد کے دستہ نے کچھ فاصلے پر خیمہ زن ہونے کا فیصلہ کیا۔ شیعان کوفہ نے اسی جگہ کو اپنے خطرناک اور شیطانی ارادے کو پورا کرنے کے لئے مناسب سمجھا۔اور وہ عصر کے بعد دفعۃً حسینی قافلہ کے خیموں پر ٹوٹ پڑے۔اور قافلہ میں موجود مردوں کو اٹھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا۔جو بھی سامنے آیا یہ ظالم اسے کاٹتے چلے گئے۔ بڑوں چھوٹوں کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا۔ پھر انہوں نے خطوط ضائع کرنے کے لئے خیموں کو آگ لگا دی۔ ہر طرف ہڑبونگ اور شوروغل ہوا۔عورتیں آگ لگے خیموں سے باہر آ گئیں۔قافلہ حسینی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔اس شوروغل کی آواز اور خیموں سے نکلتی ہوئی آگ جب دور ڈیرہ ڈالے ہوئے ابن سعد کے دستہ نے سنی اور دیکھی تو وہ حسینی قافلہ کی طرف

دوڑے تا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کرسکیں۔ مگر وہ کف افسوس ملتے رہ گئے کہ کوفی غداروں کی سازش اور شرارت اپنا کام دکھا چکی تھی۔ چنانچہ ابن سعد کی فوج نے ان تمام کوفیوں کو گھیرا ڈال کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن اس دوران سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نورِ نظر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر رسول رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب ترین نواسے سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزیز بھائی سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی زخم کھا کر شہادت کے عظیم مرتبہ پر پہنچ چکے تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۵۔۱۶۶ طبع سرگودھا از بندیالوی)

تاریخ کربلا:۔

ماخوذ ہے کربلۃ سے اسکا معنی ہے رخاوۃ فی الموضع یعنی جگہ کی نرمی تو ممکن ہے کہ سنگریزوں اور جھاڑیوں سے خالی ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا ہو۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۴۵۰ طبع لاہور)

کربلا کی وجہ تسمیہ:۔

لسانیات واثریات کے ماہرین کربلا کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کربلا لغت بابلی کا لفظ ہے اہل بابل سرزمین دجلہ وفرات کے مختلف شہروں اور قصبوں میں آباد تھے جن کے نام یہ ہیں۔ نینویٰ۔ غاضریہ۔ کربلہ کربلاء یا عقر بابل نواویس اور حائر۔ ان شہروں اور قریوں کو وہ مجموعی طور پر کور بابل سے موسوم کرتے تھے اصل میں کور کا معنی ہے

عمامے کا ایک چکر، پھیر، اونٹ کے کجاوے کو بھی کور کہا جاتا ہے۔لہٰذا وہ علاقائی حد اور پٹی جو ایک خاص رقبے اور قوم کو اپنے اندر سمیٹ لے۔اسے کورۃ کہا جاتا ہے۔آج بھی عربی میں کورۃ صوبے اور ضلع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(الفرائد الدریہ القاموس الفرید)

کربلا کا محل وقوع:۔

کربلا موجودہ عراق کا ایک اہم تاریخی شہر ہے یہ بغداد کے جنوب مغرب میں ۱۰۵ کلومیٹر دور ۱۰۔۴۴ ڈگری طول بلد پر شرقاً اور ۳۷۔۳۲ ڈگری عرض بلد پر شمالاً واقع ہے۔طبعی اعتبار سے یہ عراق کی ریتلی (sandy) رسوبی sedimental اور چٹانی سرزمین کو سنگم ہے۔

ہلالِ محرم نے رخ سے نقاب سرکائی تو اس کے چہرے پر اسلام کے نشانِ عزت و غیرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کی سرخی نظر آئی پھر ہر شب یہ ہلال یزیدی جور و جفا اور اہل بیت کے خونِ ناروا سے خونیں قبا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ شب عاشورہ آئی تو فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جگر گوشۂ بتول کے مقدس لہو میں ڈوب کر اس شان سے طلوع ہوا کہ اس کی سرخروئی سے عالمِ اسلام سرخرو نظر آنے لگا۔شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوادث و معارف پر غور کرتے ہوئے طائرِ خیال شہادت گاہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پرواز کرنے لگا۔اس دوران میں اس نے قرنوں کا سفر کیا اور بہت سے مناظر اپنے دامن میں سمیٹے۔

نظامِ خلافت کا قیام سرزمین مدینہ کا مقدر بنا اور یہ کاروانِ خلافت

رواں دواں تھا کہ ملوکیت نے شب خون مارا اور امت کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کی۔ حکمت الٰہی کارفرما ہوئی اور سرزمین کربلا پر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خون سے خلافت کی حدود کا تعین کیا گیا خون کی لکیروں کا یہ تعین و تشخص اتنا پختہ اور اتنا گہرا تھا کہ زمانہ ہزار کوششوں کے باوجود اب تک اسے مٹا سکا ہے اور نہ قیامت تک مٹا سکے گا۔

اس تفصیل سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دین اسلام اور نظام خلافت کی تاریخ میں مکہ اور مدینہ کے بعد اگر کسی شہر کو مذہبی اور سیاسی اہمیت حاصل ہے تو وہ کربلا ہے پہلی صدی ہجری کے پہلے ساٹھ سالوں میں کربلا ایک غیر اہم اور غیر آباد علاقہ دکھائی دیتا ہے لیکن کربلا میں جب نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲ محرم الحرام ۶۱ ھ کو جلوہ گر ہوئے تو کربلا کو شہرت نصیب ہوئی

(امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعہ کربلا ص ۴۳۹ تا ۴۴۲ از حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی طبع لاہور)

اس تعارف کے بعد اب ہم بندیالوی کے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس کی لکھی ہوئی خرافات کتنے بڑے جھوٹ ہیں۔

قافلہ ۲ محرم الحرام ۶۱ ہجری جمعرات کے دن کربلا پہنچا:۔

بندیالوی صاحب نے جھوٹ لکھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ ۱۰ محرم پہنچا اور عصر کے بعد کوفیوں نے حملہ کر کے شہید کر دیا اور ان کو سنبھلنے بھی نہ دیا میں کہتا ہوں بندیالوی نے تمام حقائق کو جھٹلا کر تمام مؤرخین کو چھوڑ کر اتنا بڑا جھوٹ گھڑا کہ قافلہ دس ۱۰ محرم کو پہنچا اور عصر کے بعد ان کو شہید کر دیا ان کو

سنبھلنے بھی نہ دیا گویا کہ مشرف پرویز نے وہاں یزیدی فوج کو توپیں اور ٹینک اور مشین گن پہنچادی تھیں جو یک دم چل گئیں تو ۷۲ آدمی شہید ہو گئے یا پھر یزید نے اپنی فوج کو بم بنوا کر دے دیے تھے اور یزیدی فوج کے ساتھ ساتھ ان دیوبندیوں اور وہابیوں کے دہشت گرد خودکش حملے کرنے والے بھی وہاں پہنچ گئے تھے جنہوں نے یک دم بم دھماکے سے سب کو شہید کر دیا اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو اس بندیالوی کے جھوٹ پر غور ہو سکتا ہے لیکن حقائق اس کے خلاف ہیں میں یہ حقائق چند صفحات پہلے لکھ چکا ہوں کہ قافلہ محرم کی ۲ تاریخ جمعرات کے دن پہنچا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۵ مترجم و تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۴ و تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۵۳ طبع ملتان ۔ عقد الفرید ابن عبدربہ ج ۲ ص ۳۰۷ طبع مصر تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۲ طبع کراچی)

ان سب کتب میں یہ واضح طور پر لکھا ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ ۲ محرم جمعرات کے دن کربلا پہنچا پھر جھوٹ گھڑا کہ ان کو سنبھلنے بھی نہ دیا اور شہید کر دیا تعجب ہے بندیالوی پر کہ خود لکھا ہے اس نے کہ وہ اسلام کی خاطر نہ آئے کربلا بلکہ بدلہ لینے آئے ارے ظالم بدلہ لینے جو آئے تھے تو انہوں نے اپنا دفاع بھی نہ کیا۔ اور نہ کوئی ہتھیار ان کے پاس تھا اور نہ ہی کوئی دفاع کا طریقہ اپنایا شرم مگر تم کو نہیں گویا وہ بندیالوی کے نزدیک ایسے بے بس بیٹھے رہے اور اپنی گردنیں ظالموں کے آگے کرتے گئے کہ عصر کے بعد انہوں نے حملہ کیا اور مغرب سے پہلے وہ سارے شہید ہو گئے پھر بندیالوی کا یہ جھوٹ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔

حدیث صحیح امام دو پہر کے وقت شہید ہوئے لڑائی صبح سے دو پہر تک تھی:۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں میں ایک دن دو پہر کے وقت سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے گرد آلود ہیں ہاتھ مبارک میں خون بھری بوتل ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جو میں آج صبح سے اٹھا تا رہا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن اور تاریخ کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت شہید کیے گئے۔

(ترمذی شریف ابواب لمناقب ص ۷۳۱ ج ۲ مترجم طبع لاہور)

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت الفصل الثالث رواہ البیھقی واحمد)

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۱ طبع بیروت)

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا (المستدرک ج ۲ ص ۳۱۴ طبع بیروت)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۴)

شیخ حمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۹۴ طبع بیروت)

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۵)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۳۰۸ طبع لاہور مترجم)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۵۲۲ مترجم طبع لاہور)

(احیاء العلوم امام غزالی باب مناجات)

بندیالوی نے حدیث صحیح کو جھٹلا کر اتنے محدثین کو رد کر کے جھوٹ گھڑا بندیالوی لکھتے ہیں اچانک عصر کے بعد شہید کر دیے گئے حدیث میں اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں صبح سے ان کا خون اٹھاتا رہا ہوں دوپہر کے وقت تک بالکل اسی طرح مؤرخین نے بھی بیان کیا۔

معلوم ہوا بندیالوی کا منصوبہ خود ساختہ ہے حقائق کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں عمرو بن سعد نے جمعہ کے روز ۱۰ محرم کو صبح کی نماز کے بعد جنگ شروع کی اور اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور ۳۲ سوار اور چالیس پیادہ تھے صف بندی کی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۳ طبع کراچی۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۳ طبع ایران۔ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۹)

ابن سعد کو بری کیا جناب بندیالوی نے جھوٹ لکھنے کی انتہا کر دی:۔

جناب بندیالوی صاحب لکھتے ہیں ابن سعد کا دستہ دور ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا اس کو اور یزیدی فوج کو پتہ ہی نہ چلا جب خیمے جلا دیے گئے شہید کر دیا گیا شور وغل اور دھوئیں کو دیکھ کر وہ بیچارے بھاگے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچانے کے لئے مگر کفِ افسوس ملتے رہ گئے۔ ارے ظالم تو نے ظلم کی انتہا کی اپنے اوپر جھوٹ لکھ کر یہ تو بتا دیتے کہ تمہاری اس تحقیق کو کس نے پسند کیا سوائے خارجیوں ناصبیوں کے اور تم نے کس کی تقلید کرتے ہوئے یہ اخذ کیا اور کس کتاب میں اسطرح لکھا ہوا تھا میں نے شہادت کے اوپر پہلے بھی لکھا اور ابن سعد کے بارے بھی لکھا مزید کچھ ان شاء اللہ لکھوں گا لیکن ابھی چند صفحات پہلے لکھا یہ باغی

تھے کوئی دین کی خاطر لڑنے کے لئے نہ آئے تھے نہ ہی کوئی حق باطل کا جھگڑا تھا اس کا مطلب تو صاف یہ تھا کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے وہ اسلام کے خلاف تھا جب یہ حقیقت ہے تو پھر وہ شہید کیسے اور کیوں پھر تم نے لکھا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے عظیم مرتبہ پر پہنچ چکے تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۶)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر قدم اسلام کی خاطر تھا:۔

میں پوچھتا ہوں باغی اور ذاتی مفاد کی جنگ لڑنے والے شہادت کے عظیم مرتبے پر کیسے پہنچ گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے حق بات بندیالوی کے قلم سے بھی لکھوادی کہ آپ اعلیٰ شہید ہیں ان دو باتوں سے ایک ضرور ہے یا تو معاذ اللہ وہ شہید نہیں اگر بندیالوی کا نظریہ مان لیا جائے تو اگر ان کو شہید مانے وہ بھی اعلیٰ تو پھر وہ باغی نہیں دین دشمن نہیں بلکہ یہ تسلیم کیے بغیر گزارہ نہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر قدم اٹھنے والا دین کی خاطر تھا اور آپ حق پر تھے حق کے رستے پر لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور یہ معرکہ حق و باطل کا تھا یزید دین دشمن تھا اور اس کے سارے حمایتی بھی اسی ذمرے میں ہیں اور آج یزید کی حمایت کرنے والے اس کو بری الذمہ لکھنے والے سب کے سب باطل پرست ہیں لہٰذا یہ دوغلی پالیسی چھوڑ دیا کہو وہ شہید نہیں تھے اگر کہو شہید ہیں تو حق باطل کا معرکہ تسلیم کرلو۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

شیخ بندیالوی لکھتے ہیں چند منٹوں میں واقعہ کربلا ختم:۔

یہ ہے واقعہ کربلا کی صحیح حقیقت جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے جسے بڑھا دیا ہ فقط زیب داستان کے لئے

نہ ایک لمحہ کے لئے قافلہ حسینی پر پانی بند ہوا۔ نہ عباس علمبردار کو فرات کے چکر لگانے پڑے نہ قاسم کی شادی کے افسانے نہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ہزاروں فوجیوں کا قتل نہ حسینی قافلہ کی لاشوں کی پامالی نہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہ پاؤں میں بیڑیاں نہ مستورات کی گرفتاریاں اور نہ درباروں میں پیشیاں۔ نہ ان کے سر سے چادروں کا اتارنا نہ بالیوں کا نوچنا۔ نہ مستورات کی اونٹوں کی ننگی پیٹوں پر سواری۔ نہ گھوڑے کی اداسیاں اور آنسو نہ آسمان سے خون کی بارش نہ زمین پر زلزلہ نہ افق پر خون کی سرخی نہ چاند کی بے نوری یہ سب جھوٹ ،بکواس اور بے سرو پا داستانیں اور افسانے ہیں

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۸ طبع سرگودھا)

بندیالوی کا جھوٹا ہونا واضح ہے:۔

شیخ موصوف نے کس طرح بے دھڑک جھوٹ لکھے ہیں نہ خدا کا خوف نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حیاء اور نہ آپ کی احادیث کو جھٹلانے اور پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو جہنمی بننے کا خوف لکھتے ہیں ذرا سی بات تھی یعنی تھوڑی سی دیر لگی معرکہ ختم ہو گیا پھر اس نے اپنے اوپر ظلم کی انتہا کر دی آسمان سے خون برسنے کا انکار کیا افق پر سرخی کا انکار کیا بلکہ صرف انکار ہی نہ کیا ان سب باتوں کو جھوٹ بکواس اور افسانے بے سرو پا داستانیں قرار دیا اور حوالہ کوئی نہیں کہ فلاں

نے ایسے لکھا بلکہ اپنی ذہنی خرافات گھڑ لیں ثابت یہ کرنے کی کوشش کی کہ بس حقیقت میں یہ واقعہ کربلا ہے میں نے لکھا ہے باقی سب جھوٹ ہیں میں سچا ہوں

شہید کرنے والوں کے نام اور قتل کا حکم دیا ابن زیاد نے

ابن کثیر لکھتے ہیں دن کا اکثر حصہ لڑائی:۔

راوی بیان کرتا ہے آپ دن کا بڑا حصہ ٹھہرے رہے اور اگر لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ یہی لوگ آپ کے قتل سے انہیں کفایت کریں یہاں تک کہ شمر بن ذی الجوشن نے آواز دی تم ان کے قتل میں کس بات کے منتظر ہو۔ پس زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے کندھے پر تلوار ماری پھر سنان بن انس بن عمرو نخعی نے آپ کو نیزہ مارا پھر گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا اور اسے خولی کو دے دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ص ۳۵۱ مترجم طبع کراچی)

امام کے قتل کا حکم دیا خط میں ابن خلدون لکھتے ہیں:۔

ابن سعد نے شرائط لکھ کر بھیجیں ابن زیاد آمادہ ہو گیا لیکن شمر بن ذی الجوشن نے مخالفت کی تو ابن زیاد اس دم پٹی میں آ گیا فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو عمرو کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ہمراہیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو وہ بیعت کر لیں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس بھیج دو ورنہ بصورتِ انکار جنگ کرو پھر شمر سے مخاطب ہو کر بولا عمرو بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل کرے تو فبہا تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ وہ معزول اور تم

اس پر اور کل لشکر پر امیر ہو اس کے ساتھ ہی اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا مضمون خط جو ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو لکھا تھا یہ تھا اما بعد میں نے تم کو حسین کی طرف اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے لیت ولعل میں وقت برباد کرو اور اس کی سفارش مجھ سے کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسین اور ان کے ہمراہی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس ان کو بھیج دو اور اگر انکار کریں تو حملہ کر دو۔ یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے مثلہ کر ڈالو کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور بعد میں قتل حسین کے جسم و سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرانا وہ بڑا ظالم، جفا کار، خودسر اور نافرمان ہے پس اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو تم کو تابعداروں و فرمانبرداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا قصد ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو لشکر کی سرداری دیتے ہیں۔ والسلام

(تاریخ ابن خلدون خلافت معاویہ وآل مروان ج ۲ ص ۹۶ طبع کراچی)

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳ طبع مصر طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۲۷۔۲۵۷ کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۲۵ طبع ملتان)

شیخ بندیالوی لکھتے ہیں قافلہ حسینی پر پانی بند نہیں ہوا کیا کربلا میں پانی تھا:۔

یہ تاریخی حوالہ جات سے ثابت کر چکے ہیں کہ حسینی قافلہ دس محرم الحرام کو میدانِ کربلا پہنچا اور اسی دن عصر کے وقت کوفیوں نے یکبارگی حملہ کر کے کئی افراد کو شہید کر دیا اور خطوط ضائع کرنے کے لئے آگ لگا دی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۱ طبع سرگودھا)

بندیالوی اتنا بڑا بد باطن ہے کہ اس کمبخت کو یہ بھی معلوم نہیں میں نے کیا لکھا ہے لکھتا ہے میں نے تاریخی حوالہ جات سے ثابت کیا قافلہ دس ۱۰ محرم کربلا پہنچا۔ لعنت اللہ علی الکذبین کسیا یک بھی تاریخ کا حوالہ بندیالوی صاحب نے نہ دیا اور نہ کسی معتبر کتاب میں یہ ہے کہ قافلہ دس کو پہنچا پھر اسی دن عصر کے بعد شہید یہ سب جھوٹ اور بندیالوی کی اپنی ذاتی بکواسات ہیں لیکن جھوٹا ایسا ہے اپنی طرف سے لکھ کر الزام تاریخ کے مئورخین پر لگاتا ہے ایسے جھوٹے بہتان لگانے والوں کی سزا قرآن وحدیث سے میں لکھ چکا ہوں

پھر لکھتے ہیں شیخ بندیالوی ہم یہ ضروری جانتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے سلسلے میں دو باتوں کی وضاحت کی جائے ایک یہ کہ کیا کربلا میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے قافلے پر پانی بند ہوا اور وہ پیاسے شہید ہو گئے۔ اور دوسرے یہ کہ قاتلانِ حسین کون تھے پھر آگے دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں ہاں بعض سنی کہلانے والے پیشہ ور واعظ اور جاہل مقرر بھی شیعہ کی لے اور سُر میں گاتے اور بے سروپا شیعی روایات کو اہلسنت کے سٹیجوں اور مساجد کے منبروں پر بیان کرتے ہیں۔ کربلا سے متعلق جھوٹے واقعات میں سے ایک واقعہ کا تذکرہ بڑھ چڑھ کر بیان کیا جاتا ہے کہ یزید کی فوج نے حسینی قافلہ پر پورے دس دن پانی بند رکھا کبھی بیان کیا جاتا ہے عباس علمبردار بچوں کی پیاس دیکھ کر صبر نہ کر سکے اور پانی لینے کے لئے نہر فرات کی طرف گئے۔ مشکیزہ بھر لیا مگر یزید فوج نے تیر چلا کر مشکیزہ چھلنی کر دیا اور وہ پانی لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۲ اور ۱۷۱)

سات محرم کو پانی بند کرنے کا حکم ابن زیاد نے دیا اور عمرو بن سعد نے سختی سے عمل کیا:۔

مذاکرات جو ہوئے ان کے بارے ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا ابن زیاد نے جواباً لکھا یعنی جب (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے پنجہ میں پھنس گئے تو نکلنا چاہتے ہیں اب تو ان کے لئے مفر نہیں اس خط کا جواب اس نے ابن سعد کو یہ لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تمہارا خط مجھے پہنچا جو کچھ تم نے لکھا معلوم ہوا۔ حسین سے کہو کہ وہ یزید بن معاویہ سے وہ خود اور ان کے تمام انصار بیعت کریں۔ اگر انہوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے والسلام ابن سعد کو یہ خط پہنچا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو عافیت منظور نہیں ہے ابن زیاد کا ایک خط ابن سعد کو آیا اس میں یہ مضمون تھا۔

کہ دریا کے اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان حائل ہو جاؤ یہ لوگ ایک بوند پانی نہ پی سکیں وہی سلوک جو تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا گیا ان کے ساتھ بھی روا رکھو۔ اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کا سردار کر کے روانہ کیا۔ یہ لوگ دریا پر جا کر ٹھہرے اور دریا اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واصحاب حسین کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے تا کہ وہ اس سے بوند بھر پانی نہ پینے پائیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۷ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۵ طبع کراچی)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۴۔ باب ۶۱ ھ کے حالات طبع کراچی)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۶۱ طبع مصر)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۵ از اسحاق ملتانی دیوبندی وہابی)

ابن سعد نے لڑائی میں پہل کی

ابن کثیر نے یہ اضافہ بھی کیا کافر اور خنزیر اور کتے پئیں پانی لیکن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ پئیں:

عمرو بن سعد نے کہا اگر میں امیر ہوتا تو میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطالبے کو پسند کرتا لیکن عبیداللہ بن زیاد نے میری بات نہیں مانی اور اس نے اہل کوفہ کو خطاب کیا اور انہیں زجر و توبیخ کی اور برا بھلا کہا تو حر بن یزید نے انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیویوں اور بیٹیوں کو فرات کے اس پانی سے روک دیا جسے یہود و نصاریٰ پیتے ہیں اور اس علاقے کے خنزیر اور کتے لوٹتے ہیں اور وہ آپ کے ہاتھوں میں قیدی کی مانند ہیں جو اپنی جان کے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں راوی بیان کرتا ہے عمرو بن سعد نے آگے بڑھ کر اپنے غلام سے کہا اے درید اپنے جھنڈے کو قریب کر واس نے اسے قریب کیا پھر عمرو نے اپنی آستین چڑھائی اور تیر مارا اور کہا میں لوگوں کو تیر مارنے والا پہلا شخص ہوں

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۸ مترجم طبع کراچی)

نیز ابن کثیر نے لکھا:۔

جو مذاکرا ابن سعد کے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوئے اس

نے لکھ بھیجے ابن زیاد نے اسے جواب دیا کہ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ پرہیز گار پاکباز مظلوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو پیش کش کرو کہ وہ امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو یہی ہماری رائے ہے اور عمرو بن سعد کے اصحاب ان کو پانی سے روکنے لگے اور ان کے ایک دستے کا سالار عمرو بن الحجاج تھا آپ نے ان کے لئے پیاس کی بدعا کی تو یہ شخص شدتِ پیاس سے مر گیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۶)

یزیدی فوج کے کمانڈر مع ابن زیاد ایسے کہہ رہے تھے کہ عثمان کا بدلہ لو جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو شہید کیا تھا جبکہ حسنین کریمین دونوں بھائی حضرت عثمان کے دفع میں پہرہ دے رہے تھے باغیوں نے دیوار پھلانگ کر آپ کو شہید کر دیا تھا معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے اپنے جھوٹ کا کچھ حصہ بندیالوی کو بھیج گئے ہیں۔

پانی بند کرنے والوں کی سزا

حدیث میں خدا کی رحمت سے دور:۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس راستے میں فالتو پانی ہو اور مسافر کو نہ پلائے وہ خدا کی رحمت سے دور۔

(صحیح بخاری شریف ج ا ص ۳۱۷ طبع نور محمد کراچی)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ ابن زیاد و ابن سعد و یزیدی فوج مع یزید

سب کے سب خدا کی رحمت سے دور ہیں خدا کی پھٹکار کے مستحق ہیں۔

نہر فرات سے زیادہ فالتو پانی کہاں ہوگا اور شہید کربلا سے بڑا مسافر تمہیں کہاں ملے گا۔

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ کی کتب سے اس طرح نہیں جیسے شیعہ کرتے ہیں ابن کثیر نے واقعہ بیان کرنے سے پہلے عنوان قائم کیا آپ کے قتل کا یہ بیان شان کے ائمہ سے ماخوذ ہے نہ کہ جس طرح اہل تشیع کا جھوٹا گمان ہے

بندیالوی کا معتمد علیہ بھی ہے اسی لیے زیادہ تر مواد اسی کا لکھا ہوا پیش خدمت ہے عبیداللہ بن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا۔ اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فبہا وگرنہ عمرو بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمرو بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا۔ بلاشبہ وہ مخالفین ہیں اور عبیداللہ بن ابی المحل نے اپنی پھوپھی ام النبین بنتِ حرام کے بیٹوں کے لئے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے امان طلب کی اور وہ عباس عبداللہ جعفر اور عثمان تھے۔ ابن زیاد نے انہیں پروانہ امان لکھ دیا اور عبیداللہ بن المحل

نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور جب اس نے انہیں یہ پروانہ امان پہنچا دیا تو انہوں نے کہا ہم ابن سمیہ کی امان کے خواہاں نہیں اور ہم ابن سمیہ کی امان سے بہتر امان کی امید رکھتے ہیں۔ اور جب شمر بن ذی الجوشن عبید اللہ بن زیاد کا خط لے کر عمرو بن سعد کے پاس آیا تو عمرو نے کہا اللہ تیرے گھر کو تباہ کرے اور جو تو لایا ہے اس کا برا کرے خدا کی قسم میں تجھے وہ شخص خیال کرتا ہوں جس نے اسے ان تین امور سے برگشتہ کر دیا ہے جن کا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطالبہ کیا تھا اور میں نے انہیں اس کے سامنے پیش کیا تھا۔ شمر نے اسے کہا مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو۔ کیا تو ان سے جنگ کرے گا یا مجھے اور ان کو چھوڑ دے گا۔ عمرو نے اسے کہا نہیں تجھے عظمت حاصل نہ ہو میں اس کام کو سنبھالوں گا اور اس نے اسے پیادوں کا سالار بنا دیا اور اس نے ۹ محرم بروز جمعرات شام کو ان پر تیزی سے حملہ کیا۔

اور شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عباس۔ عبداللہ۔ جعفر اور عثمان اس کے پاس گئے تو اس نے کہا تم امان میں ہو۔ انہوں ے کہا اگر تو ہمیں اور پسرِ رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو امان دے تو فبہا ورنہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۸ ۔ ۳۲۷ مترجم طبع کراچی کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۲ ۔ ۲۲۳ طبع کراچی تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۶ طبع کراچی)

جناب بندیالوی صاحب نے نشہ زیادہ پی لیا اور اس کا اثر الٹا چڑھ گیا میں نے ان کا نشہ اتارنے کی کوشش کی اور حقائق پیش کیے تعجب تو یہ ہے ابن زیاد

بار بار قتل کا حکم دے رہا ہے شمر کو بھیجا اگر عمرو جنگ نہیں کرتا تو اس کو قتل کر دے پھر تو امیر ہوگا لیکن عمرو بن سعد کہتا ہے یہ عظمت تجھے حاصل نہ ہو میں ہی جنگ کروں گا اور یہ ۹ محرم کے دن عصر کا وقت تھا پھر اس نے تیزی سے حملہ کیا یہ خود مانیں ہم جنگ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرتے ہیں یزید اور ابن زیاد کی بارگاہ میں عظمت حاصل کریں گے بندیالوی کہتے ہیں ان کو پتہ ہی نہ چلا کوفہ والوں نے شہید کر دیا ارے ظالم جب چور کہے چور میں ہوں اور اپنے جرم کا اعتراف کرے تو پھر شکوک وشبہات ختم ہو جاتے ہیں لیکن تمہیں الٹ نشہ چڑ گیا تم لکھتے پھرتے ہو وہ دور ڈیرہ لگائے ہوئے تھے اور یہ جھوٹ کھل گیا کہ اچانک حملہ نہ ہوا بلکہ کئی دنوں سے پانی بند تھا جھڑپیں بھی وقفہ وقفہ سے جاری تھیں جیسے جمعرات کو بھی حملہ کیا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن سعد نرمی کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ صلح ہو جائے اور مجھے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ نہ کرنی پڑے کیوں کہ اس کے دوستوں نے کہا تھا امام سے جنگ نہ کرنا ورنہ تیرا دین برباد ہو جائے گا جہنم خرید لے گا لیکن اس پر دنیا کی حوس چھائی ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ میں رے کی حکومت لوں بادشاہ بنوں بس اس لالچ نے برباد کر دیا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ لیا۔

ایک رات کی مہلت اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلمکی طرف سے شہادت کی بشارت:۔

راوی بیان کرتا ہے پھر عمرو بن سعد نے فوج میں اعلان کیا اے اللہ کے سوار وسوار ہو جاؤ اور خوشخبری ہو۔ پس وہ سوار ہو گئے اور اسی دن کا آغاز عصر کے

بعد (یعنی جمعرات ۹ محرم کو) ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خیمے کے آگے اپنی تلوار کو گود میں رکھ کر بیٹھے تھے کہ آپ کو اونگھ آ گئی اور آپ کے سر کو جھٹکا لگا اور آپ کی ہمشیرہ نے شور سنا تو قریب ہو کر آپ کو جگایا تو آپ نے اپنے سر کو پہلی حالت پر واپس لائے اور فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے مجھے فرمایا ہے بلاشبہ ہمارے پاس آنے والے تو ہمشیرہ کہنے لگی ہائے میری ہلاکت آپ نے فرمایا اے ہمشیرہ آپ کے لئے ہلاکت نہیں صبر کرو پر سکون ہو جاؤ آپ پر رحمان رحم فرمائے گا اور آپ کے بھائی عباس بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے آپ سے کہا۔ اے میرے بھائی لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور پوچھو ان کی کیا مرضی ہے وہ تقریباً بیس سواروں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور پوچھا تمہیں کیا ہے۔ انہوں نے کہا امیر کا حکم آیا ہے یا تو تم اس کا حکم مان لو یا ہم تم سے جنگ کریں گے۔ عباس نے کہا اپنی جگہ ٹھہرے رہو میں جا کر ابو عبداللہ کو بتاتا ہوں آپ واپس آ گئے اور آپ کے اصحاب کھڑے اور وہ آپس کی گفتگو میں الٹ پھیر کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی (یزیدیوں کو) کہتے تم کس قدر برے لوگ ہو تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ذریت اور اپنے زمانے کے بہترین لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ پھر عباس بن علی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ان کی طرف واپس گئے اور انہیں کہنے لگے ابو عبداللہ تمہیں کہتے ہیں کہ اس شام کو واپس چلے جاؤ تا کہ وہ آج شب اپنے معاملے میں سوچ بچار کر سکیں عمرو بن سعد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا تم

امیر ہو اور رائے بھی تمہاری ہے عمرو بن الحجاج بن سلمہ زبیدی نے کہا۔ سبحان اللہ خدا کی قسم اگر دیلم کا کوئی شخص تم سے اس بات کا مطالبہ کرتا تو اس کا قبول کرنا ضروری ہوتا۔ اور قیس بن اشعث نے کہا۔ جو بات انہوں نے آپ سے پوچھی ہے اس کا جواب دو۔ اور میری زندگی کی قسم کل صبح کو وہ تم سے ضرور جنگ کریں گے۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور جب عباس واپس آئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا واپس جا کر انہیں آج شام واپس کر دو تا کہ ہم اس شب کو اپنے رب کی نماز پڑھ لیں اور اس سے دعا و استغفا کر لیں اور اللہ تعالیٰ کو میرے متعلق معلوم ہے کہ اس کی نماز اور اس کی کتاب کی تلاوت اور دعا و استغفار کو پسند کرتا ہوں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شب اپنے اہل کو وصیت کی اور رات کے پہلے حصے میں اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فصیح و بلیغ عبارت میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھا اور اپنے اصحاب سے فرمایا جو شخص آج شب اپنے اہل کے پاس واپس جانا پسند کرتا ہے میری طرف سے سے اجازت ہے بلاشبہ دشمن کو صرف میں مطلوب ہوں۔ مالک بن النضر نے کہا مجھ پر قرض ہے اور میرے عیال بھی ہیں آپ نے فرمایا آج رات نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے پس تم اسے پازیب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت کے کسی مرد کا ہاتھ پکڑ لے پھر تم اس رات کی تاریکی میں سطح زمین پر اپنے اپنے ممالک اور شہروں میں چلے جاؤ۔ بلاشبہ دشمن کو میں ہی مطلوب ہوں کاش وہ دوسروں کی تلاش سے غافل ہو کر مجھے تکلیف دیتے چلے جائیں یہاں تک کہ اللہ کشائش دے کر آپ کے بھائیوں، بیٹوں اور بھتیجوں نے آپ سے کہا۔ آپ کے بعد ہماری کوئی زندگی نہیں اور آپ کے بارے میں اللہ

ہمیں وہ کچھ نہ دکھائے جسے ہم پسند نہیں کرتے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے بنی عقیل تمہارے بھائی مسلم کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تمہارے لئے کافی ہے۔ چلے جاؤ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ انہوں نے کہا۔ لوگ کیا کہیں گے ہم نے اپنے شیخ اور سردار اور اپنے بہترین چچاؤں کے بیٹوں کو چھوڑ دیا ہے اور ہم نے دنیاوی زندگی کی رغبت میں ان کے ساتھ ایک تیر نہیں چلایا اور نہ ان کے ساتھ نیزہ مارا اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی ہے۔ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنے جان و مال اور اہل کو آپ پر قربان کر دیں گے۔ اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے حتیٰ کہ آپ کے گھاٹ پر آ جائیں گے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندگی کو خراب کر دے اور اسی قسم کی باتیں مسلم بن عوسجہ اسدی نے کی اور سعید بن عبداللہ حنفی نے بھی ایسی ہی بات کی خدا کی قسم ہم آپ کو تنہا نہ چھوڑے گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیر موجودگی میں آپ کی حفاظت کی ہے خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں آپ کی حفاظت میں ایک ہزار بار قتل ہوں گا اور اللہ تعالیٰ اس قتل کے ذریعے آپ سے اور آپ کے اہل بیت کے ان جوانوں سے مصیبت کو دور کر دے گا تو میں اس بات کو پسند کرلوں گا حالانکہ یہ صرف ایک ہی قتل ہے اور آپ کے اصحاب کی جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک طریق سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہیں ہوں گے اور ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں گی۔ اور ہم آپ کو اپنے سینوں، اپنی پیشانیوں اپنے ہاتھوں اور اپنے بدنوں سے بچائیں گے اور جب ہم قتل ہو جائیں گے تو ہم اس حق کو جو ہم پر

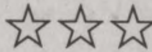
لازم ہے پورا کردیں گے اور آپ کے بھائی عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی موت کا دن نہ دکھائے اور ہمیں آپ کے بعد زندگی کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کے اصحاب نے اس پر موافقت کی

(البدایہ والنہایہ ج۸ص ۳۲۸ تا ۳۳۰ طبع کراچی)

(کامل ابن اثیر ج۴ص ۲۴۔۲۳ طبع مصر

(تاریخ طبری ج۴ص ۲۲۵ تا ۲۲۹ طبع کراچی)

(ابن خلدون ج۲ص ۹۸۔۹۷ طبع کراچی)



فضائل اہلبیت

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ ساری کاروائی یزید اور اس کے لشکر والے کر رہے تھے اگر ان میں یعنی یزید کے لشکر میں اہل کوفہ کے اشخاص شامل ہوں تو کوئی بعید از عقل نہیں لیکن اصل مجرم یزید اور اس کے ہمنوا ہیں کیونکہ کمانڈ کرنے والے یزید کے تنخواہ دار تھے اور دشمنِ اہل بیت تھے کیونکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بلاشبہ یہ ہمارے دشمن ہیں۔

حدیث شریف میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں کھلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے ہم سے محبت رکھو اور ہماری محبت کی بناء پر میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

(ترمزی شریف، کتاب فضائل)

(مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت الفصل الثالث)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۵۲۲ طبع لاہور)

اسحاق ملتانی دیوبندی احادیث لکھتے ہیں:

حدیث ۱: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضب فرماتا ہے جس نے مجھے میری اولاد کے حق میں ایذ دی۔

حدیث ۲: اور آپ نے فرمایا تم میں سے اچھا وہ شخص جو میرے بعد میری اہلبیت کے ساتھ بھلائی کرے۔

حدیث ۳ فرمایا جس نے میری اہلبیت کے ساتھ احسان کیا میں اس کو قیامت کے دن بدلہ دوں گا۔

حدیث۴ فرمایا پل صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم ہوگا جس کی میری اہلبیت اور صحابہ کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی۔

(رواہ دیلمی وحاکم وابن عساکر اور ابن عدی شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۰۱ طبع تالیفات اشرفیہ ملتان)

حدث نمبر ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے تو ان سے محبت رکھ۔

(مسلم شریف کتاب الفضائل ج ۲ باب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(ترمذی شریف)

(مشکوٰۃ شریف الفصل الثانی مناقب اہلبیت)

حدیث ۳: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے حسن وحسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت اور جس نے ان سے بغض وعداوت رکھی اس نے مجھ سے بغض کیا۔

حدیث ۴: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جس نے صلح رکھی میں ان سے صلح رکھوں گا اور جو ان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا۔

(سنن ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۴۸ و ۱۵۱)

(باب فضائل الحسن والحسین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۲۷ طبع لاہور)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۸۳ طبع کراچی)

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۴ طبع فیصل آباد)

حدیث ۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی حضرت فاطمہ۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیہم کے متعلق ارشاد فرمایا میں اُن سے جنگ کرنے والا ہوں جو ان سے جنگ کرے اور میں ان سے صلح کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کرے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۸۷۰)

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۴۵)

(المستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۴۹ طبع بیروت)

اس حدیث میں واضح طور پر تمام یزیدیوں کی مذمت ہے فرمایا جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے کی اس طرح جو یزیدیو کے حمائتی ہیں ان سے بھی اللہ کے نبی ﷺ کی جنگ ہے اور اللہ کی بھی ان سے جنگ ہے۔

میں نے چند احادیث اس لئے لکھ دیں تاکہ بندیالوی اینڈ کمپنی کی آنکھیں روشن ہو جائیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یزیدی ہمارے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں حدیث میں فرمایا جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے کی اور پھر یہ بھی یزیدی فوج نے امام سے جنگ کی آپ نے فرمایا جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی یا میں ان سے جنگ کروں گا لو جناب بندیالوی صاحب تم بخشوالو یزید کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تو جنگ ہے یزید اور اس کے ہمنواؤں سے اور دشمنی مزید برآں تم ایسوں کو جنتی بناتے پھرتے ہو حقائق کو جھٹلا کر اور چھپانے کی کوشش کرتے پھرتے ہو اور کہتے ہو ابن سعد کو پتہ ہی نہ چلا امام شہید کر دیے گئے میں نے الحمد للہ تمام معتبر کتب کے حوالہ جات

درج کر دیے اور لکھ دیا تا کہ حق واضح ہو جائے۔

ابن سعد کو کئی دفعہ یہ موقع ہاتھ آیا امام کے قتل سے اگر بچنا چاہتا تو بچ سکتا تھا جب دوبارہ ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیج دیا تھا لشکر کی کمانڈ کرنے کے لئے لیکن ابن سعد نے کہا یہ عظمت میں ہی حاصل کروں گا۔

حدیث ٦: رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے بلا شبہ اللہ تعالیٰ کو اذیت دی

(کنز العمال رقم الحدیث ۴۳۷۰۳ ج۱٦ ص۱۰ طبع بیروت)

(مجمع الزوائد ج۲ ص۱۷۹ طبع دار الکتاب بیروت)

حدث نمبر ۷: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری آل، انصار اور اہل عرب کا حق نہیں پہچانتا وہ یا تو منافق ہے یا حرامزادہ یا اس عورت کا بچہ ہے جو بے نمازی کے دنوں میں حاملہ ہوئی ہو۔

(مسند الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث ۵۹۵۵ ج۳ ص٦۲٦ طبع بیروت)

حدیث سے معلوم ہوا کسی کا ان کو تکلیف دینے سے حضور علیہ السلام کو تکلیف ہوتی پھر یہ یزیدی کتنے بُرے تھے جھلوں نے اہلبیت پر ظلم کر کے آپ کو مزار میں تنگ کیا دوسری حدیث میں فرمایا جو میری اہلبیت کا حق نہیں پہچانتا وہ منافق ہوتا ہے یا حرام زادہ ہوتا ہے۔ کتنی سخت مزمت فرمائی۔ آپ علیہ السلام لیکن مجھے تو بند یالوی پر تعجب ہے جو ان ظالموں کو بچاتا پھرتا ہے اور حقائق کو چھپاتا پھرتا جو لکھتا ہے ابن سعد تو بھاگا بچانے کے لیے ارے ظالم بکواس بند کرو ورنہ بنص حدیث میں کہوں گا تمہارے اندر بھی منافقت ہے یا پھر نطفے میں فرق ہے کیوں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تو غلط ہو نہیں سکتا یقیناً بندیالوی میں کچھ کالا کالا ہے۔

قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے:۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں قاتل شیعانِ کوفہ تھے۔

حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسافری کی حالت میں اپنے خاندان کے اکثر افراد کے ساتھ انتہائی شقاوت۔ بیدردی اور مظلومیت کے ساتھ شہید ہوئے۔ ہر باشعور مسلمان کے دل و دماغ میں یہ سوال شدت کے ساتھ ابھرتا ہے کہ اس واقعہ فاجعہ کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ بد بخت اور لعنتی لوگوں کی کارستانی تھی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چمن اجاڑ دیا گیا۔ خاندانِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذبح کر دیا گیا۔ وہ بد بخت کون تھے جنہوں نے خیموں کو آگ لگائی اور خانوادۂ علی کی مستورات کی بے حرمتی کی اس کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہے یا شیعانِ کوفہ کہ جنہوں نے ہزاروں خطوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی اور ان خطوط میں اپنے آپ کو واضح الفاظ میں شیعہ لکھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۶)

قاتلانِ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت ہم ان شاء اللہ عنقریب کریں گے تاکہ انصاف پسند اور حق پرست لوگوں پر واضح ہو جائے گا لیکن ضدی اور ہٹ دھرم کے لیئے کچھ بھی نہیں کیوں کہ ایسے لوگوں نے ماننا نہیں ہوتا چاہے قرآں حکیم کی آیات سنائیں تب بھی کوئی نہ کوئی عذر اور بہانہ تراش کر

حقائق کو جھٹلانا ان کا وطیرہ ہوتا ہے

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں کوفہ کے سب لوگ شیعہ تھے ان میں ایک بھی سنی نہیں تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۶)

میں پوچھتا ہوں اگر کوفہ کے سب لوگ شیعہ تھے ان میں سنی کوئی نہ تھا تو سوال یہ ہے کہ یہ قرنِ دوئم کے لوگ تھے ان کو شیعہ کس نے بنایا تھا اور کوفہ میں تعلیم دینے والے کون تھے اور کوفہ آباد کرنے والے کون تھے اور شیعہ مسلک وہاں کس نے پھیلایا تھا تو اس کا جواب صاف یہی ہے کہ کوفہ شہر آباد کرایا امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور وہاں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا تعجب ہے بندیالوی صاحب کی عقل پر ایک طرف دعویٰ صحابہ کرام کی محبت کا حقیقت میں یہ لکھ کر شیعہ مسلک کو تقویت دی انہوں نے اگر ہم بھی یہ مان لیں اور اس نظریہ کو تسلیم کر لیں تو نتیجہ الٹ نکلے گا۔ میں پوچھتا ہوں بندیالوی صاحب سے کہ اگر کوئی شیعہ تمہیں کہے ہمارا مسلک سچا اور پرانا مذہب ہے جبکہ تمہارے مسلک کا کوئی ثبوت نہیں اور تم نے خود لکھا کوفہ والے سب شیعہ تھے تو ان کو صحابہ نے شیعہ بنایا تھا لہٰذا صحابہ کرام بھی شیعہ مسلک ہی رکھتے تھے اور اسی مسلک پر اہلبیت بھی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی مسلک کی تبلیغ فرمائی تو تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا پھر تم نے شیعہ کو مٹایا یا پھیلایا یا حقیقت یہ ہے کہ تم نے کوفہ والوں کو شیعہ لکھ کر شیعہ مسلک کی حقانیت ثابت کر دی۔

لیکن ہم اہلسنت و جماعت اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ

تمہاری ان باتوں کا حقائق کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔

کوفہ شہر آباد کیا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ میں

امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ۱۷ ہجری میں تعمیر ہوا۔

(معجم البلدان ج ۶ ص ۵۵۸ طبع بیروت)

شیخ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ یہاں رہ کر اہل عرب کا رنگ روپ بالکل بدل گیا ایسی جگہ کو تلاش کرنا چاہیے برّی وبحری دونوں حیثیت رکھتی ہو چنانچہ سلمانو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خاص اسی قسم کے کاموں پر مامور تھے کوفہ کی زمین انتخاب کی یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اوراسی وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔

(الفاروق حصہ دوئم ص ۳۳۶ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

آبادی کوفہ:۔

جو قبیلے آباد کئے گئے ان میں یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور جو قبائل آباد کئے گئے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ سلیم۔ ثقیف۔ ہمدان۔ نجیلہ۔ تیم الات۔ تغلب۔ بنو اسد۔ نخع و کندۃ زد۔ مزینہ۔ تمیم و صحارب۔ اسد و عامر۔ بجالۃ۔ جدید و اخلاط۔ جہینہ۔ مذحج ہوازن وغیرہ وغیرہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصریح کے ساتھ لکھا تھا ۴۰ ہزار آدمیوں کی آبادی کے قابل مکانات بنائے گئے۔ یہ شہر حضرت عمر ہی کے زمانہ

میں اس عظمت و شان و کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو دار الاسلام فرماتے تھے اور درحقیقت وہ عرب کا اصلی مرکز بن گیا تھا زمانۂ مابعد میں اس کی آبادی برابر ترقی کرتی گئی لیکن یہ خصوصیت قائم رہی کہ آباد ہونے والے عموماً عرب کی نسل سے ہوتے تھے ۶۴ھ میں مردم شماری ہوئی تو ۵۰ ہزار گھر خاص قبیلہ ربیعہ و مضر کے اور ۲۴ ہزار قبائل تھے اور اہل یمن کے ۶ ہزار گھر ان کے علاوہ تھے۔

(الفاروق حصہ دوئم ص ۲۳۶ و ۲۳۷ طبع لاہور)

اس تعارف کے بعد جلیل القدر محدث کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری لکھتے ہیں

ترجمہ عبداللہ العمادی دیوبندی کا:۔

حضرت عمر بن الخطاب نے اہل کوفہ کو جو خط لکھا۔ جابر۔ عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ والوں کو لکھا انی رأس العرب عرب کے سر کی طرف عمار الدھنی سالم سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ ہے۔

شعبی کہتے ہیں ایک قرظہ ابن کعب الانصاری نے کہا۔ ہم نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ با اصرار ہمیں رخصت کرنے کے لئے ہمارے ساتھ چلے۔ آپ نے وضو و غسل کیا دو مرتبہ اور فرمایا تم جانتے ہو میں تمہیں رخصت کرنے تمہارے ساتھ کیوں آ رہا ہوں۔ ہم نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں اس لئے آپ ہمارے ہمراہ

چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا (ہاں یہ بات تو ہے ہی ایک اور بات بھی ہے) تم ان لوگوں کی طرف جا رہے ہو کہ وہ تلاوتِ قرآن کرتے رہتے ہیں اور اس طرح گنگناتے رہتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۷ ۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ اہل کوفہ ہیں۔

(ابن سعد ص ۴۱)

قارئین غور فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل کوفہ کو اہل عرب کا سردار فرماتے ہیں اور کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ تھا اور اہل کوفہ ہر وقت قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے لیکن بندیالوی خارجی نے ان سب کو شیعہ بھی بنا دیا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے بھی قاتل لکھ دیا اگر اسلامی قلعہ کے لوگوں کا یہ حال تھا تو باقیوں کا کیا حال ہوگا لیکن یہ باتیں حقائق کے خلاف ہیں۔

حارثہ بن المضرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ حکم نامہ پڑھا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔ میں نے تم پر عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ ابن مسعود کو بیت المال کی افسری بھی دی ہے۔

(یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے ان ذی وقار اصحاب میں سے ہیں جو معرکہ بدر میں شریک تھے۔ اس لیے ان کے احکام کو سننا اور اطاعت کرنا ان کی پیروی کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے تمہارے لئے ابن ام عبد (عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔ ان دونوں سے دین کا علم حاصل کرو۔

(طبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۳۹ مترجم طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں۔ ضحاک کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اہل کوفہ کے لئے اپنے نفس پر ابن ام عبد (عبداللہ مسعود) کو ترجیح دی ہے۔ بے شک وہ ہم میں سب سے زیادہ سمجھ دار اور علم کی بھرپور حفاظت کرنے والے ہیں۔

مزید ان کی فضیلت جاننی ہو تو کتب حدیث کتاب الفضائل پڑھیں۔ مسلم، ترمذی وغیرہ۔

تین سو صحابہ کرام کوفہ میں اور مغرب سے پہلے نفل نہیں:۔

ابراہیم کہتے ہیں کوفہ میں تین سو اصحاب الشجرہ (یعنی وہ اصحاب جنہوں نے بیعت کی تھی) آئے اور ستر اہل بدر میں سے۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی نے نماز قصر کی ہو اور نہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۰ طبع کراچی)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اتنی کثرت کے ساتھ کوفہ میں چلے گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد میں سیاسی حالات کے پیش نظر اسی کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تھا اور یہیں جلوہ گر ہو گئے تھے اب اتنے صحابہ کرام ہوتے ہوئے بھی اہل کوفہ کا نہ سدھرنا تعجب نہیں تو اور کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسا حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا اہل کوفہ سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ تھے لیکن

بند یالوی نکلے تھے صحابہ کرام کی عظمت کا جھنڈا اٹھا کر لیکن بد قسمتی چھائی الٹا گستاخانِ صحابہ کا دفاع کر دیا ان کے مسلک کو تقویت فراہم کر دی اور یہ لکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین کر دی یہ الزام سب سے پہلے صحابہ کرام اور محدثین پر جاتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی صحیح تربیت نہیں کی۔ (معاذ اللہ) الٹا ان کو اہلبیت و صحابہ کا دشمن بنایا۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی لکھتے ہیں:۔

حدیث: حضرت خثیمہ بن ابی سبرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ آیا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے اچھا ہمنشین عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس عطا فرمائی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالی سے اچھے ہمنیشین کا سوال کیا تھا سو مجھے آپ مل گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا اہل کوفہ سے ہوں طلبِ علم کے لئے آیا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا تمہارے پاس سعد بن مالک نہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سامان طہارت اور نعلینِ پاک اٹھانے والے حضرت عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راز دار حذیفہ نہیں ہیں۔ حضرت عمار جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی۔ اور دو کتابوں والے سلمان (فارسی) جیسے لوگ نہیں ہیں۔ قتادہ فرماتے ہیں دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ خثیمہ عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ کے کے

فرزند ہیں اور دادا کی طرف منسوب ہیں۔

(سنن ترمذی شریف کتاب المناقب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۶۴۵ طبع لاہور)

فوائد:۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر صحابہ کرام کوفہ میں تشریف لے گئے تھے۔ (۲) یہ بھی معلوم ہوا ان صحابہ کا مقام کیا تھا۔ (۳) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صحابہ کرام کی جلوہ گری کی وجہ سے کوفہ دین کا مرکز بن چکا تھا اسی لیے حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوفہ چھوڑ کر آنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تعجب اور حیرانی کا باعث بنا اور اشاروں سے سمجھایا ان سے جا کر دین سیکھو۔

۱۵۰ اسو صحابہ کرام کا مسکن کوفہ تھا:۔

طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۴ تا ۹۲ تک ان صحابہ کرام کے حالات اور نام درج ہیں جو کوفہ میں رہائش رکھتے تھے وہ تقریباً ایک سو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اتنے صحابہ کرام کے ہوتے ہوئے بھی کوفہ والے بگڑے رہیں تو یہ بعید از عقل ہے

پھر اسی کوفہ شہر میں تابعین محدثین اور فقہا کی بھی کثرت پائی گئی جنہوں نے اپنی علمی کاوشوں کا محور و مرکز اسی شہر کو بنایا اسی طبقات ابن سعد میں ان دس محدثین کے حالات مختصر طور پر مذکور ہیں جو خلفاء اربعہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں اور بعض محدثین نے کہا ۲۴ بدری صحابہ کے علاوہ ایک ہزار ۵۰۰ سو صحابہ کرام کوفہ میں رونق افروز ہوئے تھے یعنی

۱۵۰۰ سو کل لکھے ہیں جس شہر کوفہ میں طبقات ابن سعد کی تحقیق کے مطابق تقریباً ۸۵۴ محدثین اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق کے مطابق ثقہ صدوق ۹۱۱ محدثین کوفہ شہر کی زینت بنے یہ اتنے زیادہ علماء و محدث سب مل کر ایک شہر والوں کو نہ سوار سکیں تو یہ بات بھی حقائق کے خلاف ہے بندیالوی کے مطابق یہ سب کوفہ والے شیعہ تھے لعنت اللہ علی الکذبین پھر تقریب میں تقریباً ۹۱۱ محدثین کا ذکر ہے جو کوفہ میں تشریف فرما ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان سب کو ثقہ صدوق قرار دیا ہے رجال صحیح بخاری میں تقریباً ۲۸۳ کوفی محدثین کا ذکر ہے جن پر کوئی جرح نہیں ہے اور ۳۵ وہ کوفی راوی ہیں جن پر کچھ جرح نہیں مجھے بندیالوی صاحب کی عقل اور تحقیق پر اتنا بڑا دکھ ہوا ہے کہ اس ظالم نے اتنے بڑے لوگوں پر الزام گھڑے شیعہ ہونے کا الزام ثقہ لوگوں پر لگایا

ہمارا اہلسنت و جماعت کا دعویٰ تو یہ ہے کہ کسی شہر میں ایک عالم باعمل صحیح عالم دین محدث آجائے تو وہ اکیلا اس شہر کے بسنے والوں کی کایہ پلٹ دیتا ہے۔ لیکن یہ ایک کتنا بڑا جھوٹ اور فراڈ کہ اتنے صحابہ کرام کے آنے کے باوجود اور اتنے محدثین کے ہونے کے باوجود ایک شہر کوفہ والے نہ سدھرے ہوں یقیناً وہ ٹھیک تھے بندیالوی اینڈ کمپنی غلط ہے کیوں کہ ان کے بارے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ نے فرمایا کوفہ والے لوگوں سے بڑھ کر کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہم کہتے ہیں اکیلے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری حکومت وہ بھی مغلیہ خاندان والی کی کایہ پلٹ دی۔

(۲) ہمارے ایک صوفی بزرگ خواجۂ خاج گان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں کافروں کو مسلمان کر دیا۔

(۴) ایک محدث حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہندوستان میں علم حدیث پھیلا دیا۔

ہمارے ایک مجدد دین ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہندوستان میں گستاخانہ تحریکوں کا سدِّ باب کیا اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن کر دیا اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کر دیا۔

(۵) ہمارے ایک محدثِ اعظم مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پورے فیصل آباد کی کایہ پلٹ دی اور پورے پاکستان میں علم پھیلا دیا علماء پیدا کر کے لیکن کتنا بڑا بندیالوی نے جھوٹا الزام لگایا کہ کوفہ والوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ارے کم بخت جھوٹ بولنا اور لکھنا چھوڑ دے توبہ کر لے اپنے گندے عقیدے سے میں تجھے دعوت وغور فکر دے رہا ہوں ورنہ خدا کی سزا بہت کڑی ہے ان نیک لوگوں کے بارے خرافات مت بول اور نہ لکھ کہ انہوں نے یہ کیا انہوں نے نہیں یزیدی فوج نے اور ظالم یزید نے یہ پاپ کمایا اہلبیت پر ظلم کی تلواریں چلائیں کوفہ والے محض مجبور تھے مقابلہ بھی نہیں کر سکتے تھے میں امید کرتا ہوں ایک انصاف پسند مسلمان کے لئے یہ حقائق کافی وَوافی ہیں۔

کوفہ کے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ آپ نے دور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخر تک قرآن وحدیث کی تعلیم لوگوں کو دی جس کے نتیجہ میں چار ہزار علماء و محدثین شہرِ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں ایک دفعہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بھلا کرے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے اس شہر کو علم سے بھر دیا۔ حضرت امام شعبی، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ

علیہ جیسے باکمال علماء کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اس شہر کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قیام رہا۔ ستر ۷۰ اصحابِ بدر کا تعلق بھی کوفہ سے تھا۔ قاضی شریح جیسے جیسے جلیل القدر قاضی بھی کوفہ کے رہنے والے تھے جن کو حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ وجہ لکریم فرماتے ہیں شریح اٹھو اور فیصلہ کرو۔ ۳۳ صحابہ کرام جلیل القدر مفتی تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار کوفہ حدیث حاصل کرنے کے لئے گئے۔ گویا کہ شہر کوفہ علم و عرفان کا مرکز تھا۔ جہاں سے ہمیشہ علوم نبوت کی نشر و اشاعت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے دینِ متین کی سر بلندی کے لئے اسی شہر کوفہ میں حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جن کی نگاہِ مقدس نے جلیل القدر صحابہ کرام کی زیارت اور ان کے علوم سے فیضیاب ہو کر علمِ فقہ حنفی کا ایک سورج روشن کیا جس کی شعائیں قیامت تک امتِ مسلمہ کو فیضیاب کرتی رہیں گے۔

(نصب الرایہ، ابوزہرہ مصری ص ۴۴)

اہم انکشاف گستاخِ اہلبیت محمود احمد عباسی کا برا حال تعارف ان کے ایک دوست کے ذریعے۔ مولانا حکیم محمود احمد برکاتی کا مضمون شائع ہوا ہے:۔

جس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں محمود احمد عباسی معمولی صلاحیتوں کے آدمی تھے۔ عربی غالباً بالکل نہیں جانتے تھے۔ فارسی پر بھی عبور نہیں تھا میں نے ان کو فارسی کی غلط عبارتیں پڑھتے ہوئے بارہا سنا ہے۔ تحریری کا کام بھی وہ مسلسل نہیں کرتے تھے ستر ۷۰ سال سے زیادہ عمر میں خلافت معاویہ و یزید (کتاب) لکھی۔ ایک صاحب تمنا عمادی ان کے پاس کتب تاریخ سے

اقتباسات اور ان کے ترجمے لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ ایک بار وہ عباسی صاحب کے پاس چندروز مقیم رہے۔ وہاں بھی میں نے ان کو یہی کام کرتے دیکھا ہے۔ ان کے متعلق میرا دوسرا تاثر یہ ہے کہ وہ اپنی تحریر کے سلسلے میں مخلص نہیں تھے۔ زبان اور قلم سے ردِ شعیت کے باوجود اہل تشیع سے ان کے گوناں گو مراسم تھے۔ ایک بار میں پہنچا تو چند نامور شیعہ اہل قلم ان کے یہاں بیٹھے تھے اور بڑا پر تکلف ناشتہ کررہے تھے اور بہت اپنائیت کی باتیں ہورہی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد ازخود صفائی کرنے لگے کہ ان بچوں سے وطن ہی سے مراسم تھے۔ بڑی محبت کرتے ہیں۔ میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے جی کہہ کر بات ٹال دی کہ مجھے اس سے کیا دلچسپی۔ اسی طرح ایک بار انتخاب میں انہوں نے ایک شیعہ امیدوار کو ووٹ دیا اور میرے سامنے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس کے خاندان سے قدیم مراسم ہیں اور میں اسے اہل بھی سمجھتا ہوں ایک بار ان کی اہلیہ محترمہ جو مجھ پر بڑی شفقت فرمایا کرتی تھیں اپنے ایک ہمسائے سے شکایت کرنے لگیں کہ آج صبح عباسی صاحب کو گالیاں دے رہا تھا اور یزید اور یزید کی اولاد تک کہہ گیا اس پر میں نے ازراہ تفنن کہہ مارا کہ یہ تو آپ کے نقطۂ نظر کے پیش نظر مدح ہوئی قدح نہیں ہوئی۔ اس پر عباسی صاحب بڑے برہم ہو گئے اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے اور ان کی اہلیہ محترمہ کہنے لگیں کہ کیوں چھیڑتے ہو۔ آگے چل کر مولانا حکیم برکاتی صاحب لکھتے ہیں کہ میرا مطلب یہ ہے کہ میرے خیال میں وہ دل سے یزید دوست اور شیعہ دشمن نہیں تھے بلکہ دانستہ یا غیر دانستہ کسی اسلام دشمن تحریک یا طاقت کے آلہ کار تھے اور افتراق بین المسلمین کی مہم میں سرگرم تھے۔ میں نے ان میں شیعت کے مظاہر تو کئی بار

دیکھے ہیں۔ مثلاً مجالس تک ان کے یہاں برپا ہوتی تھیں اور وہ ذکر کر کے روتے اور رلاتے تھے۔ مگر ان کی پابندئ احکام شریعت کا کوئی منظر اور واقعہ میرے علم و ذہن میں نہیں ہے۔ کم از کم میں نے ان کو کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ نہ کسی سے سنا۔ تجارت اور معاشی منفعت بھی اس مہم میں یقیناً ان کے پیش نظر تھی۔ ایک دفعہ نیاز فتح پوری کا ایک خط انہوں نے ایک دوسرے خط کے دھوکے میں مجھے پڑھنے کے لئے دیا میں بھی خط پڑھ چکا تو پتہ چلا کہ یہ وہ مطلوبہ خط نہیں ہے۔ خط انہیں واپس کیا تو وہ بھی چکرا گیا۔ بہر حال اس خط کا خاکہ جو میرے ذہن میں موجود ہے کچھ اس قسم کا تھا کہ خوب کتاب لکھی ہے کچھ ہنگامہ گرم رہے گا۔ لطف رہے گا خوب نکل رہی ہو گی۔ میں نے بھی اس پر تبصرہ لکھا ہے۔ کتابی شکل میں بھی آئے گا۔ اسے وہاں سے نکلوائیں اور اپنی کتاب کے اپنے نسخے تاجرانہ نرخ پر مجھے بھجوائیں کہ تبصرہ پڑھ کر کتاب کی مانگ بھی آئے گی۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے عباسی صاحب کی حقیقت کا اور دشمنانِ اسلام کا آلۂ کار ہونا صاف ظاہر ہے۔ نیز بکری کی خاطر عجوبہ قسم کی کتابیں لکھنا اور روپیہ کمانا بھی صاف ظاہر ہے۔ حکیم صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اسی طرح ایک صاحب سے جو نہ خدا کے قائل تھے نہ مذہب کے۔ ان سے عباسی صاحب اپنی تحقیق کا ذکر کر کے چاہتے تھے کہ وہ رائے دیں۔ انہوں نے کہا میری رائے میں آپ کے حسین اور آپ کے یزید دونوں گھٹیا تھے۔ عالمی سطح پر ان کی حیثیت نہیں ہے۔ تاریخ کے اکابر میں ان کو محسوب نہیں کیا جا سکتا۔ تخت کے دو معمولی امیدوار لڑ پڑے تھے اور ایک مارا گیا۔ اس پر عباسی صاحب نے تائید اور مسرت کا اظہار ایک قہقہے سے کیا۔ انگریزی میں چند جملے کہے جن کا مفہوم یہ تھا۔

بالکل یہی رائے میری اور ہر ایجوکیٹڈ آدمی کی ہے مگر اس جینٹل مین کے سامنے بات نہ کیجئے یہ لوگ آرتھوڈکس (قدامت پسند) ہوتے ہیں۔عباسی صاحب نے مجھے انگریزی سے نابلد سمجھا اور میں بھی نابلد بنا رہا آگے چل کر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ اس قسم کے حضرات کو صرف معاشی منفعت ہی حاصل ہو کر رہ جاتی ہے پھر اس کے ساتھ کوئی عالی منصب اور شہرت بھی مگر اصل منفعت تو دشمنان اسلام کو حاصل ہوئی ہے یہود کو حاصل ہوئی ہے جنہیں اگر کوئی خطرہ ہے تو اس امت کی بیداری سے ہے۔اس لئے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور تاریخی کلامی اور فقہی مسائل پر اختلافات کی آگ کو اپنے دامنِ دولت سے ہوا دے کر فروزاں کرتے ہیں۔

آگے چل کر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ

اس قسم کے حضرات کو صرف معاشی منفعت ہی حاصل ہو کر رہ جاتی ہے پھر اس کے ساتھ کوئی عالی منصب اور شہرت بھی۔مگر اصل منفعت تو دشمنان اسلام کو حاصل ہوئی ہے یہود کو حاصل ہوئی ہے جنہیں اگر کوئی خطرہ ہے تو اس امت کی بیداری سے ہے اس لئے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور تاریخی کلامی و فقہی مسائل پر اختلافات کی آگ کو اپنے دامنِ دولت سے ہوا دے کر فروزاں کرتے ہیں۔

آگے چل کر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ عباسی صاحب سے آخری ملاقات یوں ہوئی کہ میرے فاضل دوست جناب اقتدا ہاشمی صاحب اور میں عباسی صاحب کے یہاں گئے۔

ہاشمی صاحب تاریخ اسلام پر بڑا عبور رکھتے تھے۔عباسی صاحب اور

ہاشمی ایسی موضوع (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید) پر گفتگو کرنے لگے۔ میں ایک کتاب ہاتھ میں لے کر وقت گزارنے لگا۔ مطالعہ سے میری توجہ بلند ہوتی ہوئی آواز سے ہٹائی۔ آواز یہ تھی یعنی عباسی یہ کہہ رہا تھا ایڈیٹ (احمق) ہاں ایڈیٹ علی ایڈیٹ کیس علی واز ایڈیٹ (Ali was idiot) اور ہاشمی صاحب جو پاؤں اٹھائے تخت پر بیٹھے تھے۔ پاؤں لٹکا کر جوتا پہنتے ہوئے مجھ سے کہنے لگے۔ حکیم صاحب آپ ٹھہریں گے میں تو چلا اب برداشت کی بات نہیں رہی۔ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا فوراً چلئے اب یہاں کبھی نہیں آنا توبہ توبہ۔ عباسی صاحب چیختے رہے اور ہم وہاں سے نکل آئے اور پھر وہاں نہیں گئے۔ یہاں تک کہ عباسی صاحب اس دربار میں پہنچ گئے جس کے سامنے ان کا باطن ظاہر ہوگا۔

(ماہنامہ انوار مدینہ بابت مارچ ۱۹۸۶ء۔ و۳۰ مارچ ۱۹۸۰ء)

(عظمتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم از مولانا الحاج کپتان واحد بخش ص ۸۷ تا ۹۲ طبع الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۱۹ تا ۳۲۵۔ از قاضی مبارکپوری ونفیس شاہ دیوبندی وہابی طبع سید احمد شہید لاہور)

اس تعارف میں چند اہم باتیں یہ ہیں (ا) عباسی صاحب جاہل عربی فارسی سے نابلد تھے۔ اپنے دوستوں سے عربی فارسی کتابوں کے اقتباسات کے ترجمے حاصل کرتے تھے اس کے دوستوں کا نمونہ اس اقتباس میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کس قسم کے لوگ تھے۔ وہ تو اپنی مرضی مزاج اور مذہب وعقائد کے مطابق اقتباسات نکالتے تھے۔

(۲) یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نہ دل سے یزید کے دوست اور نہ دل سے

اہل بیتِ کے دشمن تھے بلکہ شیعہ لوگوں کے ساتھ میل جول بھی تھا اور واقعات کربلا پڑھ کر خود بھی روتے تھے اور دوسروں کو بھی رلاتے تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہودیوں کے آلۂ کار تو تھے لیکن دل سے نہیں بلکہ روزی کی خاطر یہ کام کر رہے تھے

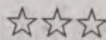
(۳) تیسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ وہ نہ عالم تھے نہ مئورخ نہ مفکر نہ اسلام سے محبت نہ اکابر اسلام سے عقیدت مندی بلکہ مزاج میں سوقیت اور تلون بھرا تھا۔ کبھی کوئی خیال غالب آجاتا تھا کبھی کوئی جیسا اس کی کتاب پڑھنے والوں پر مخفی نہیں یہ بھی واضح ہے کہ انہوں نے پیٹ کی خاطر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے تاریخ اسلام کی ایسی گت بنائی اور علماء اور مورخین کی کتابوں میں کس قدر کانٹ چھانٹ۔ مکروفریب اور بددیانتی سے کام لیا

(عظمتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص ۹۲۔ از کپتان واحد بخش سیال)

بے نماز کون:۔

یزید کا یہ طرفدار عباسی بے نماز دین سے دور پیٹ پرست اور اہل دین کا دشمن تھا اور یہی حال بندیالوی اینڈ کمپنی کا ہے کیونکہ ان کو یہ روحانی فیض یزید کی طرف سے پہنچ رہا ہے جیسا وہ بدبخت تھا ویسے ہی آج اس کے طرف داروں کا حال ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار



بارھواں باب

کیا یزید قاتلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

شیخ بندلوی لکھتے ہیں:۔

اب تو آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ قتل حسین کے جرم میں خیموں کو آگ لگانے کے کردار میں۔ خیمے لوٹ کر ظلم ڈھانے میں۔ معصوم بچوں کو ذبح کرنے کے جرم میں نہ یزید ملوث ہے نہ ابن سعد۔ اس میں نہ شمر کا ہاتھ ہے نہ ابن زیاد کا نہ کسی شامی کا نہ حجازی کا نہ مصری کا بلکہ قتلِ حسینکی تمام تر ذمہ داری کوفیوں پر ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۵ طبع سرگودھا)

نیز لکھتے ہیں:۔

آیئے کتب شیعہ و اہل سنت سے ان سوالوں کا جواب پوچھتے ہیں کیا شیعہ اور اہل سنت کے علماء اور مجتہد اور ان کی معتبر ترین کتب یزید کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں یا نہیں۔

(تارخ طبری ج ۴ ص ۲۸۵)

ایک شخص نے یزید کے دربار میں آ کر اطلاع دی کہ ہم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھیوں کو گھیر کر قتل کر دیا ہے اور اب ان کی لاشیں برہنہ

پڑی ہیں ان کے کپڑے خون آلود ہیں یہ سن کر یزید آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں تم سے اس وقت خوش ہوتا جب تم نے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل نہ کیا ہوتا خدا لعنت کرے پسر سمیہ پر۔ سنو خدا کی قسم اگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا معاملہ میرے ہاتھ پڑتا تو میں ان کو معاف کر دیتا۔ خدا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت فرمائے۔

(تاریخ طبری ص ۲۸۸ ج ۴)

ایک اور روایت پڑھیے جب اہل بیت کا قافلہ مدینہ روانہ ہونے لگا تو یزید نے زین العابدین (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہا خدا پسر مرجانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم اگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس آتے تو وہ جو چاہتے میں وہی کرتا۔ ان کو قتل ہونے سے جس طرح بن پڑتا بچالینا چاہے مجھے اولاد کی قربانی دینی پڑتی لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا۔ اے زین العابدین جس چیز کی تم کو ضرورت ہو مجھے اطلاع کرنا پھر یزید نے خاندانِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام لوگوں کو کپڑے دیے۔ طبری کی اس روایت کو ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۱۰۸۸ جلد ۸ میں ذکر فرمایا ہے اور یہ الفاظ بھی زیادہ کئے ہیں جب حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو میں آپ کو قتل نہ کرتا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۶ تا ۱۹۸ طبع سرگودھا)

شہید کرنے والے کون تھے

حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی کسی موقع پر یزید کو فاسق و

فاجر۔ اسلام کا دشمن دین کا باغی نہیں کہا اور نہ ہی وہ یزید کی متفقہ قائم شدہ خلافت کا تخت الٹ دینا چاہتے تھے بلکہ وہ تو شیعان کوفہ کے فریب میں آ گئے تھے اور دورانِ سفر جب ان پر شیعان کوفہ کا مکروفریب...... عیاری اور جھوٹ ظاہر ہوا تو وہ یزید کی بیعت پر رضا مند ہو کر عازمِ دمشق ہو گئے تھے لیکن شیعان کوفہ نے محسوس کیا کہ اس طرح تو مکروفریب سے بنا ہوا ہمارا جال تار تار ہو جائے گا اور مسلمانوں کا اتحاد ہماری موت کا سبب بن جائے گا۔ تو انہوں نے ایک گھناؤنی سازش کے مطابق یکبارگی حملہ کر کے قافلہ حسینی کو تہہ تیغ کر دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۴ طبع سرگودھا)

قارئین پڑھا آپ نے بندیالوی نے کس طرح بے دھڑک گستاخانہ کلمات اہلبیت کے متعلق لکھے نام شیعان کوفہ کا استعمال کیا میں کہتا ہوں وہ یزید کی فوج تھی کوفہ والوں نے تو ساتھ دینے کا عزم کیا تھا لیکن بیچ میں یزید اور اس کے بدمعاش گورنر آ کر ان کو ساتھ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کوفہ کے کسی شخص نے ان کوفیوں کو مجبور نہیں کیا تھا بلکہ عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ والوں کو ڈرایا دھمکایا اور کہا جو ساتھ دے گا اس کو میں قتل کر دوں گا اس کا مال چھین لوں گا حتیٰ کہ اولاد بھی قتل کروں گا اس پر میں پہلے لکھ چکا ہوں مجبور کس طرح کیا گیا پورے دلائل با حوالہ گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں اور یہ بھی ایسی صورت میں شریعت کا حکم ہے یعنی کوفہ والوں نے مجبوری کی حالت میں ساتھ چھوڑ دیا تھا انہوں نے یہ کام شریعت کی رو سے صحیح کیا تھا یا کہ کتنا غلط کیا با حوالہ گزر چکا۔ اب یہ لکھتا ہوں یزید کے بارے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا اور شہید کرنے والے کون تھے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں شہادت حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما:۔

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کر دینا یا انہی جلا وطن کر دینا اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور کوفہ میں سیاہ عمامے کا ٹھاٹھ باندھ کر داخل ہوا۔ اور لوگوں کے اشراف کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا انہیں سلام کہتا اور وہ سلام کے جواب کے ساتھ خوش آمدید اے پسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہتے وہ خیال کرتے کہ یہ حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے۔

(البدایہ والنہایہ ۸ ص ۲۸۳ مترجم طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۶۷ مترجم طبع نفیس اکیڈمی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۹۱ طبع ملتان)

شیعوں کا بانی عبید اللہ بن زیاد تھا:۔

اس عبارت پر غور کرنے سے معلوم ہوا عبید اللہ بن زیاد بھی شیعہ تھا کیونکہ اس نے منافقت کرتے ہوئے آیا مزید برآں تقیہ بھی کیا سب کچھ کر کے وہ بد بخت کوفہ میں داخل ہوا بندیالوی کہتے ہیں کوفہ والے سب کے سب شیعہ تھے پھر اس لحاظ سے ان شیعوں کا امام عبید اللہ بن زیاد تھا اس بات کا میں جواب لکھ چکا ہوں کوفہ والے کون تھے اور کوفہ کس نے آباد کیا تھا گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں لیکن بندیالوی اس کے باوجود اپنی بات پر بضد رہیں تو میں کہوں گا

عبیداللہ بن زیاد نے شیعوں والا لباس پہنا اور لوگ خوش آمدید کہتے یہ منافق تقیہ کر کے شیعوں کے مسلک کے مطابق چپ رہا۔

مزید غور کریں جو عبیداللہ کے حمایتی بنے جن کو اس نے رشوتیں دے کر ڈرا دھمکا کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا وہ بھی حقیقت میں تو یزیدی تھے اور عرف میں شیعہ تھے کیونکہ ان کا بانی شیعہ تقیہ باز تھا بندیالوی پر افسوس کہ کہتا ہے کہ کوفہ والوں نے شہید کیا حقائق یہ کہتے ہیں یزید کے حکم سے سب کچھ ہوا اور یزیدی فوج نے سب کچھ کیا

نیز ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

عبیداللہ بن زیاد نے خطبہ دیا لوگو جو یزید کی نافرمانی کرے گا مجھے اس پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے (یزید نے) اور اس نے نمبرداروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ہاں جو جھوٹے شکی اور اختلاف و شقاق پیدا کرنے والے ہیں ان کے نام لکھیں اور جس نمبردار نے ہمیں اس کی اطلاع نہ دی اسے صلیب دیا جائے گا یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور دفتر سے اس کی نمبرداری ساقط کر دی جائے گی۔ (حسب ضرورت)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۵ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۸ طبع لاہور)

واضح ہوا کہ یزید کے نمکخوارو نے یزید کے حکم سے سب کچھ کیا اور کروایا شیعانِ کوفہ کو بدنام کرنا بندیالوی کی بہت بڑی غلطی ہے اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ اس نے ان لوگوں کو مجبور کر دیا تھا یا تو موت قبول کر دیا شہر بدر ہونا

پسند کر دیا پھر امام کا ساتھ چھوڑ دو بس انہوں نے بھی بزدلی دکھائی امام کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن اصل گناہ گار اور مجرم ذمہ دار یزید ہے جس نے سختی کا حکم دیا دوسرے نمبر پر اس کے چیلے چانٹے ہیں تیسرے نمبر پر کوفہ والے مجرم بنتے ہیں۔ جب کہ بندیالوی کی خرافات بالکل حقائق کے خلاف ہیں جو لکھتا پھرتا ہے یزید بری ہے کوفہ والے مجرم

قل ھا توا برھانکم ان کنتم صٰدقین

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید شرابی:۔

اب ہم بندیالوی کے اس اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں کہ امام نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں کہا پڑھیں جواب

اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں آخر کون سی وجہ تھی جس کے پیش نظر امام نے اتنا بڑا اقدام اٹھایا حتیٰ اپنی جان دے دی کنبہ والوں کو قربان اپنے ہاتھوں سے کر دیا امام کے سامنے یزید کے خلاف اٹھنے کی بہت سی وجوہات تھیں جن کو حقیقت پسند دیوبندیوں نے بھی لکھا ہے لیکن ہم سب سے پہلے کامل اور اکمل مؤرخ پیش کرتے ہیں۔

اہم وجہ۔ امام ابن اثیر لکھتے ہیں:۔

حضرت عمر بن سبیہ فرماتے ہیں کہ یزید نے اپنے والد کی زندگی میں ایک حج کیا جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے شراب کی مجلس قائم کی اتفاق سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین تشریف لائے اور ملاقات کی اجازت چاہی تو ابن عباس کو روک دیا گیا اور امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی گئی جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ خوشبو کیسی ہے یزید نے کہا یہ ایک خوشبو ہے جو شام میں بنتی ہے

ثم دعا بقدحٍ فشر بہٗ ثم دعا باٰ خسر فقال اسق ابا عبداللہ فقال لہ الحسین علیک شرابک ایھا المرء لاعین علیک منی فقال یزید...... پھر اس نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پیا۔ پھر دوسرا منگوا کر کہا لو ابو عبداللہ پیو۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو اپنے پاس ہی رکھ میں دیکھتا بھی نہیں۔ پھر یزید نے یہ اشعار پڑھے۔

اے دوست سخت تعجب ہے کہ میں تجھ عیش کی دعوت دیتا ہوں۔ اور تو قبول نہیں کرتا۔ نوجوان لڑکیاں۔ شہوات طرب اور مرصع خم جن پر عرب کے سردار جمع ہوتے ہیں۔ ان نازنین عورتوں میں وہ بھی ہے جس کی تمہارے دل میں محبت ہے پھر بھی تم رجوع نہیں کرتے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے ابن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ تمہارے دل پر اس کا قبضہ ہے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۱۲۷ طبع دار صادر بیروت لبنان)

کیوں جناب بندیالوی صاحب اگر آپ نے جلیل القدر محدث اور مئورخ کا کلام نہیں پڑھا تو پڑھ لیں تا کہ تجھے معلوم ہو کہ یزید کس برے کردار کا مالک تھا اور امام پاک نے اسے دیکھا تو اپنے قردار سے اس کو سمجھایا اور زبان مبارک سے بھی فرما دیا کہ تو اسے اپنے پاس ہی رکھ تو ہی عیش پرست ہے میں دیکھتا بھی نہیں مزید یہ کہ تیرے دل میں عورتوں کی محبت ہے اور تو ہی عیش پرست ہے میں نہیں ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب یزید شہزادہ تھا بندیالوی کے

نزدیک لیکن جب وہ خود بادشاہ بنا تو پہلے سے زیادہ بگڑ گیا جیسا کہ میں قاری طیب کے قلم سے لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کوئی کسر باقی ہے یزید کے فاسق و فاجر ہونے میں حالانکہ جو بھی حج کرنے کی تیاری کرتا ہے تمام لوگوں سے معافی مانگتا ہے اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہوتا ہے۔ پھر جاتا ہے پھر وہاں جا کر رُو رُو کر معافیاں مانگتا ہے بندیالوی کا پیشوا اتنا بڑا تھا کہ حج پر جا کر بھی توبہ نہ کی بلکہ مدینہ شریف میں جا کر شراب کی مجلس قائم کی اور مدینہ کی حرمت کو پامال کیا۔

یزید نے کوشش کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاک کردار کو غدار کرنے کی لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیکرِ صدق وصفا تھے اور حدود شرعیہ کی حفاظت کرنے والے تھے بنص قرآن شیطان کا داؤ اللہ کے نیک بندوں پر نہیں چلتا کا مصداق ٹھہرے اور یہی ان کے لئے مناسب تھا اسی لیے آپ نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا۔

لیکن یہ کام بھی بہت مشکل تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اس کے خلاف احتجاج کرتے بلکہ آپ قوت حاصل کر کے ظالم جابر فاسق و فاجر کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے اور کردار چونکہ آپ کو معلوم تھا اس لئے آپ کا خاموش رہنا بھی آپ کے لئے روادار نہ تھا۔ کیونکہ احادیث کو آپ خوب جانتے تھے کہ میرے نانا جان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم برائی دیکھو تو اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کر دو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے روکو یہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں برا جانو یہ ایمان کا کمزور حصہ ہے۔

(ترمذی شریف کتاب الفتن ص ۳۵۔ سنن نسائی کتاب الایمان باب تفاضل اہل الایمان ص ۱۱۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور ایمان پر عمل نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ آپ

نے افضل جہاد پر عمل کر دکھایا۔

اب میں مزید چند احادیث لکھتا ہوں

حدیث نمبر۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی آدمی کو کسی جماعت کا امیر بنایا حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ تھا تو بنانے والے نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور جماعت مسلمین سے خیانت کی۔ امام حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا

(المستدرک حاکم ج۴ص ۹۳۔۹۲ طبع مکہ مکرمہ)

حدیث نمبر۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہوں جو آپ کی سنت پر عمل نہ کریں اور آپ کے احکام پر نہ چلیں تو آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔ حافظ الہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور امام ابویعلی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عمرو بن زینب ہے جس کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد ج۵ص ۲۲۵ طبع دار الکتب العربیہ بیروت)

(کنز العمال ج۶ص ۶۷ طبع بیروت لبنان)

حدیث نمبر۴: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے بعد عنقریب ایسے حاکم ہوں گے جو تم کو نیک کاموں کا حکم دیں گے اور خود برے کام کریں گے وہ لوگ تمہارے امام نہیں ہیں۔ حافظ الہیثمی فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں اعشی بن عبدالرحمٰن ہے جس کو میں نہیں جانتا اور اس حدیث کے باقی راوی ثقہ ہیں

(مجمع الزوائد ج۵ ص ۲۲۷ طبع بیروت)

(کنز العمال ج۶ ص ۶۸ ....)

حدیث نمبر ۵: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ یا ظالم امیر کے سامنے بات کہنا ہے

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب الامر والنھی)

(سنن نسائی کتاب البیعۃ باب فضل من تکلم بالحق)

یہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے خلاف اٹھے اور آپ نے یزید کو برملا فاسق وفاجر فرمایا اور مزید اشاروں کنائیوں سے بھی لوگوں کو بتایا

اور بندیالوی کا یہ کہنا کہ یزید کی متفقہ حکومت قائم شدہ خلافت یہ ساری باتیں حقائق کے خلاف ہیں ان کا میں الحمدللہ ردبلیغ قرآن وحدیث علماء ومحدثین کے قلم سے لکھ چکا ہوں رہی یہ بات کہ صحابہ کرام نے منع کیا ساتھ نہ دیا۔ ان پر بھی کوئی الزام نہیں کیوں وہ مجتہد تھے اور انہوں نے رخصت پر عمل کیا۔ اور کہنا کہ وہ شیعان کوفہ کے فریب میں آگئے تھے یہ بھی حقائق کے خلاف ہے وہاں لڑنے اور لڑانے والے یزید کے چیلے چانٹے اور اس کی فوج تھی۔ میں پوچھتا ہوں اگر

شیعان کوفہ نے مارنا ہوتا یا لڑنا ہوتا تو عبیداللہ بن زیاد سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں تھے ان کے خلاف کوئی کاروائی کرتے اہل کوفہ کا متفق ہوکر ان کی بیعت کرنا اور ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کوفہ کو بدنام کرنا سراسر ظلم اور حقائق کے خلاف ہے اور اہل کوفہ پر جھوٹا الزام ہے۔

یزید کی وکالت کرنے والوں سے میں پوچھتا ہوں عبیداللہ بن زیاد سے پہلے گورنر کو یزید نے کیوں تبدیل کیا اس کی کیا وجہ تھی۔ حقائق یہ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر اہلبیت کے ساتھ نرمی کا سلوک کرتے تھے اس لیے یزید نے ایک بے غیرت اور بدمعاش گورنر بھیجا تا کہ ان پر خوب ظلم ڈھائے اور میری وکالت کرے پڑھیے حقائق

حضرت نعمان بن بشیر کا نرم رویہ ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

ان باتوں کی خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو یہ خبر پہنچ گئی آپ کو ایک شخص نے دی۔ اور آپ اس سے پہلو تہی کرنے لگے اسے اہمیت نہ دی لیکن لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا لیکن اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم نے اپنے امام کو چھوڑا اور اس کی بیعت کو توڑا تو جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں تم سے جنگ کروں گا سوا ایک شخص جسے عبداللہ بن مسلم بن

شعبہ حضرمی کہا جاتا تھا آپ کے پاس جا کر کہنے لگا بلا شبہ یہ معاملہ دلیری سے ہیں اصلاح پذیر ہوگا اور اے امیر آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کمزوروں کا راستہ ہے۔ نعمان نے اسے کہا مجھے اطاعت الٰہی میں کمزور ہونا۔ معصیت الٰہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۲ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۴ طبع ......)

ابھی بندیالوی صاحب پر حقائق نہ کھلے ہوں تو چلئے میں ان کے ہم مسلک اور منصف مزاج دیوبندی کے لکھے ہوئے حقائق پیش کرتا ہوں تا کہ ان کو اپنے گھر کی باتیں پڑھ کر کچھ شرم آ ہی جائے گی۔

حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں حضرت نعمان بن بشیر کی حق گوئی اور شہادت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

یزید کے ہوا خواہوں میں سے ایک شخص (عبید اللہ بن مسلم بن شعبہ الحضرمی تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۹) نعمان بن بشیر کے پاس گیا اور کہا، یا تو تُو سچ مچ کمزور ہے یا بن رہا ہے۔ ملک میں فساد پھیلا ہوا ہے۔ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا اس قوت سے جس میں خدا سے سرکشی ہو مجھے وہ کمزوری عزیز تر ہے جو مجھے خدا کے حلقۂ اطاعت سے باہر نہیں کرتی اور میں ایسا نہیں کہ جس کا اللہ نے پردہ رکھا ہے میں اس کا راز افشا کروں۔ اس شخص نے نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات یزید کو لکھ بھیجی یزید نے اپنے آزاد کردہ (مسیحی) غلام سرجون کو بلایا۔ جس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ اسے حالات سے آگاہ کیا سرجون

نے کہا اگر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوتے تو کیا آپ ان کا مشورہ قبول کرتے یزید نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو میرا مشورہ قبول کیجئے کہ کوفہ کا والی بھی ابن زیاد کو بنا دیجئے کوفہ کے لئے ابن زیاد ہی موزوں ہے۔ یزید ان دنوں ابن زیاد سے خفا تھا اور بصرہ کی گورنر سے بھی اسے معزول کرنے کا قصد کر رہا تھا۔

(لیکن اس مسیحی مشورے کے بعد) یزید نے ابن زیاد کو خط لکھا جس میں اس سے خوشنودی کا اظہار کیا اور اسے لکھا کہ ہم بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی تجھے والی بناتے ہیں مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تلاش کرو۔ اگر وہ مل جائے تو اسے قتل کر دو۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۶ و ۳۷ طبع ادارہ صراط مستقیم مسلم کالونی شالامار لنک روڈ باغبان پورہ لاہور)

(باراول)۔ تجلیات صفدر ج اص ۵۵۶ از صفدر اوکاڑوی دیوبندی طبع ملتان)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۵۷ طبع کراچی)

کیوں جناب بندیالوی صاحب کس طرح آپ کے ہم مسلک نے حقائق سے پردہ اٹھا کر تمہارا مکمل پول کھول کر تمہاری تحقیق پر پانی بہا دیا

جناب ظفر اللہ شفیق صاحب کے اس بیان سے چند اہم نکات یہ ہیں کہ یزید نے حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف اہلبیت کے ساتھ نرمی کرنے کی سزا یہ دی کہ معزول کر دیا جب کہ ان کا کوئی اور قصور نہ تھا۔ (۲) یزید نے اپنے ہمنواؤں میں بدمعاشوں کے ساتھ ساتھ عیسائی مشیر بھی رکھے ہوئے تھے جن کے اشاروں پر یزید چلتا تھا تو کافر کب چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت ہو یا ان کے خاندان کی عزت ہو بلکہ وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ ہمارا راج ہو یزید بھی یہی چاہتا تھا

(۳) یزید نے لکھا امام مسلم کو پکڑ و مل جائیں تو قتل کر دو لیکن بندیالوی لکھتے ہیں یزید قاتل نہیں ابن زیاد بھی نہیں کوفہ والے قاتل ہیں ابن زیاد مانتا ہے مجھے یزید نے قتل کا حکم دیا

میں کہتا ہوں بندیالوی ہوش کے ناخن لو ایک دن تم نے بھی مرنا ہے آخرت میں یزید نے شفاعت نہیں کرنی اہلبیت نے کرنی ہے اور ان کے نانا جان نے کرنی ہے ان سے محبت پختہ کرو یہی کام آئے گی ورنہ قیامت میں تمہارا شفیع یزید ابن زیاد ہوگا جو تجھے گھسیٹ کر جہنم میں لے جائیں گے لہٰذا تمہیں یہی مبارک ہو ہمیں اہلبیتِ اور ان کے نانا کی شفاعت مبارک ہو۔

امام ابن سعد لکھتے ہیں ابن زیاد نے شہید کیا:۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ وہی تھے جن کو حسین رضی اللہ تعالیٰ نے کوفہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے ان کی بیعت لیں۔ وہ ہانی بن عروۃ المرادی کے پاس اترے عبید اللہ بن زیاد نے مسلم ابن عقیل اور ہانی بن عروہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۹۸ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

شہید کرنے والے شیعانِ کوفہ نہیں یزید اور اس کے نمکخوار فوجی تھے

قاسم نانوتوی و قاری طیب دیو بندی لکھتے ہیں:۔

اس صورت میں امام ہمام علیہ السلام کی شہادت میں کیا تردد ہو سکتا ہے نہ یزید ان کے حق میں خلیفہ تھا نہ ان کا خروج اس کے خلاف ممنوع تھا اور اگر وہ خلیفہ بھی تھا تو پھر بھی خروج ممنوع نہ تھا۔ خروج بھی ممنوع تھا تو عزل ممنوع نہ

تھا۔ حاصل یہ کہ وجوہِ ممانعتِ خروج تو موجود نہ تھیں اور موجبات جہاد موجود تھیں۔ حسن نیت امام میں کلام نہیں پھر اگر وہ بھی شہید نہ تھے تو اور کون شہید ہوگا۔ ہم اسے بھی چھوڑتے ہیں۔ اگر موجبات جہاد بھی موجود نہ تھے تو حضرت امام بھی تو جہاد سے رک کر یہ چاہتے تھے کہ ان کا راستہ نہ روکا جائے وہ یہاں سے کہیں بھی نکل جاویں انہیں نکل جانے دیا جاتا مگر یزید پلید کے فوجیوں نے انہیں نہ چھوڑا سارے راستے روک دیئے اور گھیرے میں لے کر قتل کر دیا تو نبص حدیث نبوی جو اپنی آبرو اور مال بچاتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے تو اس شہادت میں حرف زنی کی گنجائش ہی کیا ہے۔

(قاسم العلوم ج ۴ مکتوب نہم ص ۱۴۔۱۵)

بہر حال حدیث عبادہ میں کفر بواح کے معنی معصیتکے ہوں یا اصطلاحی کفر کے دونوں صورتوں میں حضرت امام ہمام کے اس خلاف یزید قدم اٹھانے پر کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ اقدام کسی بھی صورت میں اس حدیث کے خلاف ہے جب کہ یزید کا فسق نمایاں تھا اور اس کی وجہ سے وہ مستحق عزل ہو چکا تھا۔ ہاں اگر یزید خلیفہ راشد یا کم از کم امیر عادل ہوتا تو اس صورت میں حضرت امام کیا س فعل کو نا جائز یا بغاوت کہنے کی گنجائش تھی۔ لیکن جب کہ وہ عادل نہ تھا بلکہ موافق ومخالف سب کے اتفاق سے فاسق تھا تو امام حسین کا اس کے خلاف کھڑے ہونا۔ نہ صرف یہ کہ جائز اور حق بجانب تھا جسے بغاوۃ کہنا خود بغاوت حق ہے بلکہ حضرت امام کا یہ اقدام یزید کے فسق اور اس قتل میں اس کے ناحق بجانب ہونے کے لئے اور زیادہ مئوکد اور حضرت امام کی شہادت کے لئے مثبت تھا۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۱۱۔۱۱۲ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

میں بندیالوی اینڈ کمپنی سے پوچھتا ہوں جناب والا آپ نے کبھی اپنے ان روحانی پیشواؤں سے پوچھا ہوتا تو تم اتنا شور نہ مچاتے یا ان کی کتابیں ہی تم نے پڑھی ہوتیں تعجب تو یہ ہے کہ جن کے مدرسہ کی مہر لگوا رکھی ہے اور جن کا نام لے کر جیتے ہو تم نے ان کی محنتوں پر پانی بہایا یہ اپنے پیشواؤں کو جھٹلایا میں کہتا ہوں کیا یہ تمہارے بڑے گمراہ تھے یا دین دشمن تھے یا ان کو صحیح راستہ نہ ملا اب تمہیں ملا وہ جو قران وحدیث کے قوانین لکھ گئے۔

اور بڑے زور و شور کے ساتھ دعویٰ کیا کہ یزید کے فوجیوں نے تمام راستے امام کے بند کر دیے کہیں جانے نہ دیا گھیرے میں لے کر شہید کر دیا لیکن تم بکتے ہو کہ کوفہ والوں نے سب راستے بند کر کے قتل کر دیا یہ اولٹی منطق تم نے کہاں سے لی اگر تمہارے اندر ہمت ہے تو لگاؤ فتویٰ کہ ہمارے بڑے غیر المغضوب تھے اور ہم ہیں صراط الذین انعمت والے لیکن میں تو کہتا ہوں تمہارے بڑوں نے قرآن وحدیث کے مطابق صحیح لکھا تھا دین اسلام کا دفاع کیا تھا یزید بد بخت کو فاسق و فاجر ثابت کیا تھا۔ اگر تم بھی مومن ہو تو مان لو اپنی ضد چھوڑ دو اور یزید کا ساتھ بھی چھوڑ دو۔ تم کہتے ہو یزید کی متفق قائم شدہ خلافت تھی لیکن تمہارے دادے اور نانے کہتے ہیں یزید خلیفہ ارشد نہ تھا مزید برآں امیر عادل بھی نہ تھا اور اس پر اتفاق نہ تھا بلکہ فاسق وفاجر تھا۔ قل ھا توا برھانکم ان کنتم صدقین

گل گئے گلشن گئے جنگلی دھتورے رہ گئے
عقلاں والے چل بسے اور کچھ بے شعورے رہ گئے
اپنا شیوہ ہے اندھیروں میں اجالا کرنا
ان کی خواہش ہے دنیا میں یوں ہی رات رہے

یزیدی فوج اسی ۸۰ ہزار عبید اللہ بن زیاد نے بھیجی

مولوی ادریس سلفی غیر مقلد وہابی نائب مفتی لکھتے ہیں:۔

عبید اللہ بن زیاد نے قتل امام مسلم (بن عقیل) اور بغاوتِ اہل کوفہ سے فارغ ہو کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مبارزت کے لئے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی ماتحتی میں اسی ۸۰ ہزار کا لشکر روانہ کیا (ان میں کوفہ کا کوئی آدمی نہ تھا) ادھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑھتے بڑھتے سرزمین کربلا میں خیمہ زن ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ پنجتالیس سوار اور ایک سو پیادہ تھے

(فتاویٰ ستاریہ ج ا ص ۲۳۰ طبع اشاعت الکتاب وسنہ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی نمبرا)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں چار ۴ ہزار فوج آگئی یزید کی:۔

اگلے دن کوفے میں چار ہزار فوج بسر افسری عمرو بن سعد بن ابی وقاص آ پہنچی۔ ابن زیاد نے عمرو کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کی دبستی کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی۔ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آ گیا۔ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو بلا کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ عمرو بن سعد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر نہیں جاتے ہو تو رے کی سند گورنری واپس کر دو عمرو بن سعد غور و خوص کرنے کے بعد امام کے مقابلے پر فوج لے کر چلا گیا۔ حسب ضرورت

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۴ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۸ طبع لاہور۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

نیز لکھتے ہیں شہادت کی ذمہ داری یزید پر ہے:۔

یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ جیسے صحابہ کرام رضی رضوا اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اجتہاد سے امام حسین علیہ السلام کا ساتھ نہیں دیا۔ اسی طرح آپ کی شہادت بھی اجتہاد ہی سے واقع ہوئی۔ حاشا و کلا یہ بات نہیں ہے۔ آپ کی شہادت کی ذمہ داری محض یزید پر اور اس کے ساتھیوں پر ہے۔

(مقدمہ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۹ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر از دیوبندی ص ۴۰۶ طبع لاہور)

امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی لکھتے ہیں پانچ ہزار یزیدی فوج آ گئی:۔

محرم میں آپ مقام شراف پر اترے یہاں یزیدی فوج کا ہراول دستہ جو ایک ہزار آدمی تھے۔ کچھ آگے لکھا یہاں سے چل کر آپ کربلا کے متصل العقر میں پہنچے راستے میں کوفہ سے آنے والے چار آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ جس سے واضح ہے کہ یہ راستہ کوفہ کا تھا شام کا نہ تھا یہیں عمرو بن سعد مزید چار ہزار فوج لے کر پہنچ گیا اور پھر پانچ ہزار فوج نے امام کا گھیراؤ کر لیا...... امام آخری وقت تک اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۶۱۔۵۶۲ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

(طبری ج ۴ ص ۲۷۹۔۲۸۳)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۸۔ از دیوبندی)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یزید کے لشکر نے شہید کیا:۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ حدودِ کوفہ میں یزید کے لشکر سے

ہوا۔ اورانہوں نے (یعنی لشکر یزید نے) آپ کو کربلا میں شہید کر دیا

(طب جسمانی وروحانی۔ از امام غزالی ص ۷ اباب خلافت فصل سوئم طبع دارالاشاعت کراچی)

جید مؤرخ معتبر ابن خلدون سے ہم نے ثابت کیا مزید برآں علمائے دیو بند کے قلم سے۔ یہ بات کھل کر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی بندیالوی جھوٹے ہیں یہ ان کا الزام ہے اہل کوفہ پر ورنہ شہید کرنے والے یزید اور اس کے لشکر والے تھے ابن خلدون نے واضح طور پر لکھا امام کی شہادت کی ذمہ داری محض یزید پر اور اس کے چیلوں چانٹوں پر ہے۔ ماننے والے پر تو اتنا بھی کافی ہے لیکن میں بندیالوی کی ہلتی ہوئی دیوار کو گرا کر آگے لکھتا ہوں۔

قاضی اظہر مبارکپوری اور سید نفیس الحسینی دیو بندی کے جوابات

پڑھیے:۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقدام کا نصب العین خلافتِ عادلہ صیحہ کا قیام تھا۔ یزید کا فسق خلافتِ نبوت کو خلافتِ قیصر و کسریٰ سے بدل رہا تھا یہ فسق گھر کی چار دیواریوں میں محدود نہ رہا تھا بلکہ عوام الناس کے سامنے کھل چکا تھا۔ اس وقت حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد نے اس طرف رہنمائی کی کہ اس امام جائر کے سامنے حق کا اظہار ضروری ہے۔ اور انہوں نے اس راہ میں اپنی جان دے دی۔ کچھ آگے لکھتے ہیں حاصل یہ ہے کہ حضرت امام کے خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور تھا ان کی تحریک کی بنیاد خلافتِ عادلہ کا قیام تھا وہ خدانخواستہ ایک غیر اسلامی چیز یعنی نسلی فضیلت کی بنیاد پر خلافت کے مدعی نہ تھے

(سیدنا علی وسیدانا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۰۰۔۳۰۱ طبع مکتبہ سید احمد لاہور بار اول)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۰۷)

جناب بندیالوی کو یزید کی متفقہ عادلانہ خلافت کا بھوت سوار ہے لیکن ان کے بڑے گرو لکھتے ہیں یزید کی بادشاہت تھی وہ بھی قیصر و کسریٰ والی تھی امام اس کو بدلنا اور ختم کرنا چاہتے تھے۔

مزید برآں لکھا یزید علانیہ فاسق و فاجر تھا کوئی عادل نہ تھا جبکہ اس کے برعکس امام عادلانہ خلافت لانا چاہتے تھے اور امام کا یہ قدم اپنی ذات کے لئے نہ تھا بلکہ شریعت کے مطابق تھا۔

جناب سید حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں یزید اور اس کے فوجیوں نے شہید کیا:۔

اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اہ کوفہ نے عذر کیا۔ اور حضرت مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے اور یزید کی فوج یہاں آ پہنچی ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ میں کوفہ نہیں جاتا اور نہ تم سے لڑنا چاہتا ہوں مجھ کو مکہ معظم واپس جانے دو۔ دشمن اس پر راضی نہ ہوا اور اصرار کیا کہ اس کے ہاتھ پر (یعنی عبید اللہ بن زیاد) یزید کے لئے بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مکہ معظمہ واپس نہیں جانے دیتے تو مجھ کو چھوڑ کدو کسی دوسری طرف چلا جاؤں گا وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں خود اس سے گفتگو کرلوں گا وہ اس پر راضی نہ ہوا اور جنگ یا بیعت پر مصر رہا۔ یہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر طرح مجبور و مظلوم قتل کئے گئے ہیں اگر اس کے بعد بھی شہادت میں کلام کیا جائے تو تعجب خیز نہیں تو اور کیا ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ا ص ۲۶۹ طبع مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

قارئین اندازہ فرمائیں کس طرح جناب مدنی صاحب نے صاف لکھا کہ یزیدی فوجوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر طرح مجبور و مظلوم شہید کیا لیکن بندیالوی کو حماقت و شقاوت نے گھیرا یزیدیوں کی حمایت کا ایسا نشہ چڑھا کہ نہ حقائق نظر آئے نہ اپنے بڑوں سے حیاء آئی بے دھڑک جھوٹ لکھتا پھرتا ہے کہ یزید و عبید اللہ ابن زیاد و عمرو بن سعد کو پتہ ہی نہ چلا شیعان کوفہ نے سازش کر کے شہید کر دیا۔

فاعتبر وا یا اولی الابصار

اولٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے دے موت آدمی کو یہ بد ادا نہ دے
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

شیخ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اس لئے کیا گیا کہ وہ یزید کی بیعت سے انکاری تھے حالانکہ حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ یزید کی بیعت کرنے پر راضی اور آمادہ ہو گئے تھے لیکن شیعانِ کوفہ آڑے آ گئے اور خانوادۂ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو انتہائی بے دردی اور سفاکی سے خاک و خون میں تڑپا دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ۲۴ طبع سرگودھا)

یہ تو میں الحمدللہ واضح کر چکا ہوں کہ حقائق پکار پکار کر کیا کہہ رہے ہیں بندیالوی کی کون مانتا ہے اور جھوٹی باتیں کوئی مانتا بھی نہیں حسین مدنی نے ہی بندیالوی کے اعتراضات کا صفایہ کر دیا بلکہ یہ تو ایسے ہے

گھر کو آگ لگ گئی اپنے ہی چراغ سے
وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی
کیا لطف جو تم پر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

لیکن اگر بندیالوی صاحب اسی پر بغدر ہیں کہ شیعانِ کوفہ نے ہی شہید کیا تھا تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا تھا تو جب ظلماً شہید کسی کو کوئی کرے تو اس کا بدلہ لینا چاہیے تھا یا نہیں۔

لیکن یہاں کوئی عام آدمی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاندانِ اہلبیت کے چشم و چراغ ہیں۔ جنتی جوانوں کے سردار ہیں نیکوں کے امام ہیں ان کے خون کا بدلہ تمہارے خلیفہ نے کیوں نہ لیا۔ کسی ظالم کو یزید ظالم نے کوئی سزا نہ دی کم از کم ان کو معزول ہی کر دیتا نہ کیا تو کیوں نہ کیا۔ کیا خلیفے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی رعایا اور فوجی سپاہی ظلم کرتے رہیں اور خلیفہ ان سے بدلہ ہی نہ لے تو بتاؤ ایسا کون سا خلیفہ تھا جس نے ظالموں کو سزا نہ دی ہو۔

پھر اگر میں یہ مانوں کہ شیعانِ کوفہ نے شہید کیا تھا۔ تو تمہاری تحقیق کے مطابق تھوڑی دیر بعد وہاں یزید کے فوجی پہنچ گئے تھیان میں سے شمر نے ان کو پکڑا یا عمر بن سعد نے یا عبیداللہ بن زیاد نے ان باغیوں کو پکڑا لیکن موقع پر پہنچے

کے باوجود نہ پکڑا تو کیوں نہ پکڑا میں کہتا ہوں اپنی خرافات کو چھوڑ واور توبہ کرو حقائق پکار پکار کر کہتے ہیں سب کچھ یزید اور اس کو ہمنواؤں نے کیا تھا تو بدلہ کون لے اور کس سے لے

پھر اس ملاں کو چاہیے تھا کہ یہ واضح کرتا اور ماخذ کر تحریر کرتا کہ فلاں عالم یا مئورخ یا محدث نے یہ لکھا ہے ساری سازش شیعوں اور کوفہ والوں نے کی تھی ماخذ تو تھا نہیں محض اس یزید کے روحانی بیٹے کی کون مانتا ہے چلیے میں اللہ کی توفیق سے مزید لکھتا ہوں کہ شہید کرنے والے شیعان کوفہ نہ تھے یزیدی تھے۔

جلیل القدر محدث حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:۔

طوالت سے بچتے ہوئے بس ترجمہ پڑھیے، اور محدث ابن ابی خیثمہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو امیر لشکر بنا کر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کے لئے بھیجا اور شمر بن ذی الجوشن کو اس کے ساتھ یہ کہہ کر بھیجا کہ اگر عمرو بن سعد ان کو قتل نہ کرے تو تم ان کو قتل کرنا اور ان لوگوں کے امیر تم ہو گے۔اور محدث ابن ابی خیثمہ نیا امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا ہے وہ ثقہ کیسے ہوسکتا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۴۵۱ طبع بیروت)

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۸۔سیدنا علی وسیدنا حسین ص ۳۶۶ طبع لاہور)

میں پوچھتا ہوں یزیدی ٹولا سے کیا یہ ابن زیاد شیعہ تھا یا کوفی تھا یا عمرو بن سعد یا شمر بن ذی الجوشن تھا یا آپ لوگ اصل حقائق چھپانے کی خاطر شیعانِ کوفہ کا نام استعمال کرتے ہو اور الٹا شور مچاتے ہو ہم واقعہ کربلا کے اصل حقائق

صحیح مستند پیش کرتے ہیں میں کہتا ہوں آپ نے اسباب میں کون سی صحیح اور مستند روایت لکھی ہے لیکن میں نے الحمدللہ ایسی سند سے لکھا جس میں نہ ابومخنف ہے نہ طبری کیونکہ تمہیں ان کے بارے شکوک وشبہات تھے میں نے تمہارے اعتراضات کو رد کرنے کے لیے کوشش کی کہ ایسے ماخذ لکھوں جن پر تمہیں کیا کسی مسلمان کو بھی شک نہ ہو۔ بندیالوی صاحب اپنے نشہ میں بدمست تھے اس لیے بڑی رشتہ داری ظاہری کی ابن سعد کی لیکن اسماء الرجال والوں نے بندیالوی کے تمام رشتہ داروں اور یزید کے خیرخواہوں کا جنازہ نکال دیا۔

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

(امام بخاری کے استاد) امام حمیدی نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا حضرت سالم سے (جو کہ حضرت عمر کے پوتے ہیں) انہوں نے کہا کہ عمرو بن سعد نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کچھ کمینے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ یہ سن کر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ لوگ کمینے اور بیوقوف نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم عراق کا گیہوں بہت دن تک نہ کھا سکو گے

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ا ص ۱۴۶ طبع حیدر آباد دکن از ابن عبدالبر)

قارئین عمرو بن سعد نے منافقت کرتے ہوئے امام کے سامنے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ کچھ کمینے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں آپ کو قتل کروں گا ظاہر اس نے یہ کیا کہ مجھ پر الزام ہے لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غیب دان نبی کے نواسے ہیں اس کے تیور پڑھ کر اور حالات جان کر فرمایا۔ ان کا گمان

غلط نہیں یا وہ بیوقوف پاگل نہیں ہیں کہ غلط بول رہے ہوں بلکہ وہ صحیح کہتے ہیں تم اسی ارادہ سے آئے ہو اور آگے والا جملہ واضح فرمایا کہ تم ظلم کرنے والے زیادہ دیر عراق کے دانے نہیں کھا سکو گے۔

اتنے صاف مکالمے ہونے کے باوجود بندیالوی انکار کریں تو یہ انہی کا شیوہ ہے

یزید کے فوجی شہید کرنے والے تھے

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کے نزدیک قاتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرو بن سعد کا تباہ حال:۔

ابن تیمیہ نے ایک مقام پر مختار بن ابی عبید ثقفی اور عمرو بن سعد میں مقابلہ (یعنی توازن) کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ مختار جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرفداری ظاہر کر کے قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدلہ لیا دعویٰ کرتا تھا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ اس لیے وہ عمرو بن سعد قاتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برا ہے۔

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل فوجی دستہ کا افسر عمرو بن سعد باوجود اپنے علم اور دین پر دنیا کو مقدم کرنے کے معصیت میں مختار بن عبید کے درجہ کو نہیں پہنچا جس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کو ظاہر کیا اور ان کے قاتل عمرو بن سعد کو قتل کیا۔

نیز لکھتے ہیں:۔

عمرو بن سعد ریاست کا طالب اور حرام پر جری تھا اور اس میں مشہور تھا۔
(المنتقی ص ۳۰۷۔ ۵ ۷ طبع مکتبہ سلفیہ ۲۱ شرع الفتح بالروضۃ القاہرہ)

فوائد:۔

ابن تیمیہ نے بندیالوی کی ریسرچ و تحقیق پر پانی کا چھڑکاؤ کر کے صفایا کر دیا۔ کہ عمرو بن سعد قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شامل تھا۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ شیعانِ کوفہ نے شہید نہیں کیا بلکہ یزید پلید نے جو فوج بھیجی تھی اسی نے شہید کیا اور اس فوج کا کمانڈر چیف یہ تھا اور اسی کی کمان میں شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع ہوئی (۳) یہ بھی ثابت ہوا کیا کہ عمرو بن سعد طالبِ جاہ و ریاست تھا اور حرام کام کرنے میں آگے تھا اور وہ اپنے اس برے کردار میں مشہور تھا۔ اور یہ کوئی نہ کہے یہ صحابی کا بیٹا تھا اس کو کچھ نہ کہیں تو جناب والا اگر نبی علیہ السلام کا بیٹا بگڑ سکتا ہے تو صحابی کے بیٹے کے بگڑنے پر کوئی تعجب نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں بندیالوی کو چاہیے تھا قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نام بنام لکھتے لیکن مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے بندیالوی کے نزدیک شیعانِ کوفہ کوئی جن یا فرشتے تھے جن کو تاریخ والے بھی نہ تلاش کر سکے اور بندیالوی کی تحقیق بھی جواب دے گی اور صرف اس پر ختم ہو کر رہ گئی کہ شہید کرنے والے شیعانِ کوفہ تھے لیکن اس طرح لکھنے سے مدعا ثابت نہیں ہوتا جب تک ان کی نشان دہی نہ کی جائے۔ میں نے الحمدللہ پوری پوری نشاندہی کر دی علماء محدثین کے قلم سے بالخصوص وہابیوں کے مستند علماء سے اور ان کے گھر سے۔

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

ابو حنیفہ دینوی صاحب اخبار الطّوال میں لکھتے ہیں:۔

بقول ناصبی یزیدی نا محمود عباسی کے ایک قدیم ترین مئورخ کی تصریحات پڑھیے

ترجمہ: عمرو بن سعد نے اپنے لشکر میں نداء کی قوم (حسین اور ان کے طرفداروں) پر حملہ کرو۔ چنانچہ اس کے لشکری ان کی طرف بڑھے۔ یہ واقعہ جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات ۹ محرم کا ہے (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح تک مہلت چاہی تو مہلت دے دی گئی۔ چند لائنوں کے بعد پھر لکھتے ہیں یعنی جب صبح کی نماز عمرو بن سعد نے پڑھ لی تو اپنے لشکریوں کو تیار کیا میمنہ پر عمرو بن حجاج اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن تھا۔ اور عمرو بن سعد نے اپنے غلام زید کو پکارا کہ جھنڈا لے کر آگے بڑھ۔ وہ آگے بڑھا اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

(اخبار الطوال ص ۲۵۵۔۲۵۶ کچھ باتوں کے فرق کے ساتھ دیکھیں تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۷ طبع کراچی)

نیز یہی لکھتے ہیں:۔

اور عمرو بن سعد نے اسی وقت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس خولی بن یزید کے ہمراہ روانہ کیا اور خود عمرو بن سعد کربلا میں قتلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ۲ دن بعد تک ٹھہرا رہا۔ پھر لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

(اخبار الطّوال ص ۲۵۹ طبع دار الاحیاء الکتب الصربیہ القاہرہ)

اتنے واضح حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی بندیالوی جیسا انکار کرے اور کہے کہ شیعانِ کوفہ نے شہید کیا یزید کا اور اس کے فوجیوں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا تو ایسے شخص کی عقل پہ جتنا زیادہ ماتم کریں وہ کم ہے

میں کہتا ہوں یہ عمرو بن سعد، عمر بن حجاج، شمر بن ذی الجوشن اور ابن زیاد اور خولی یہ شہید کرنے والے تھے اور اگر یہ شیعہ تھے بندیالوی کی یہ مراد ہے تو الزام تب بھی یزیدی ٹولا پر ہی رہے گا

اب بھی اگر کوئی انکار کرے تو وہ سراسر جھوٹا ہی ہوگا

اسی مؤرخ کے ساتھ ایک اور قدیم مؤرخ بھی پڑھیے

علامہ ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ لکھتے ہیں یزیدی کرندوں نے شہید کیا تھا:۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ذکر میں لکھا ہے صرف ترجمہ پڑھیے، عمرو بن سعد، حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قاتل ہے، اور عبیداللہ بن زیاد نے اسے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اور جب مختار ثقفی کا زمانہ آیا تو اس نے بجیلہ کے غلام ابوعمرہ کو عمر و بن سعد کے پاس بھیجا۔ اس نے عمرو کو قتل کر کے اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھیجا۔

(کتاب المعارف ص ۱۰۷ طبع مصر)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ذکر میں لکھتے ہیں:۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کا ارادہ کر کے نکلے۔ تو عبیداللہ بن زیاد نے ان کی طرف عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا۔ اور ان کو سنان بن ابوانس نخعی نے شہید کیا۔

(المعارف ص ۹۳ طبع مصر: اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۱ طبع ایران)

(الاستیعاب فی معرفۃ لاصحاب ج ۱ ص ص ۱۴۶ طبع حیدر آباد دکن)

نیز لکھتے ہیں:۔

اور حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کوفہ کے ارادے سے نکلے اس وقت کوفہ پر یزید کی طرف سے عبیداللہ بن زیاد گونر تھا اور اس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی اس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور اس نے آپ سے جنگ کی اور شہید کیا۔

تعارف علامہ ابن قتیبہ ابن کثیر لکھتے ہیں:۔

عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری جو اپنے علاقے کے قاضی تھے علمی لحاظ سے بڑے نحوی، لغوی، اور نادر مفید اور ایسی کتابوں کے مصنف تھے جن میں بہت سے علوم اکٹھے کر لیے تھے بغداد میں رہے اور وہیں وفات ہوئی اسحاق بن راہویہ اور انکے ہمعصروں سے حدیث سماعت کی اور فن لغت ابوالحاتم سجستانی اور ان کے ہم مرتبہ لوگوں سے حاصل کیا اور بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کیں

(البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۵۳ مترجم انوار الاحق قاسمی دیوبندی)

نیز لکھا:۔

ان کا شمار ادباء حفاظ اور از کیاء ہر ایک میں کیا جاتا ہے۔ بہت ہی شریف اور قابل اعتماد تھے (یعنی ثقہ)

(البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۷۱ طبع کراچی مزید شائقین دیکھیں لسان المیزان ج ۳ ص ۳۵۷ تا ۳۵۹)

عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جو تھا ختم ہو گیا:۔

بندیالوی کہتے ہیں عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنخضرت کے ماموں

زاد بھائی ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا لگے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

بندیالوی نے رشتہ داری بڑی دور سے کھینچ تان کر نکالی لیکن بندیالوی کے تایہ ابو ابن زیاد نے خود اقرار کیا میں نے اپنی رشتہ داری ختم کر کے بڑا گناہ کیا

ابن زیاد کے دوست نے پردہ سرکا دیا

یزیدیوں نے شہید کرنے کا اقرار کیا:۔

ترجمہ: عبداللہ بن زیاد کا اقرار، حمید بن مسلم کا بیان ہے کہ میں عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست تھا جب ان یزیدیوں نیاہلبیت کے خاندان کو شہید کر کے واپس جانے لگے تو میں نے جا کر اس سے خیریت دریافت کی تو عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ حال نہ پوچھو کیونکہ کوئی غائب ہونے والا اپنے گھر کی طرف اس سے بڑی برائی لے کر نہیں لوٹا جتنی بڑی برائی لے کر میں لوٹا ہوں میں نے بہت ہی قریبی قرابت کو کاٹ دیا اور بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں

(اخبار الطوال ص ۲۵۷ بحوالہ سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۰۶ طبع سید احمد شہید لاہور)

ابن کثیر لکھتے ہیں یزیدی قاتل تھے اور خود یزید فاسق و فاجر:۔

یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف جا کر مکہ میں ان کا محاصرہ کرے تو اس نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لئے ان دو چیزوں کو کبھی اکٹھا نہیں کروں گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کروں اور بیت الحرام سے جنگ کروں۔ اور

جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو اس کی ماں مرجانہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے اور کس فعل کا ارتکاب کیا ہے اور اس نے سخت ڈانٹ پلائی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۸ طبع کراچی، جذب القلوب الی دیار المحبوب و تاریخ کامل لابن اثیر ج ۴ ص ۱۱۲ طبع بیروت)

(تجلیات صفدر ج ا ص ۵۵۶ و ۵۵۸، از صفدر اوکاڑوی دیوبندی طبع ملتان)

ابن زیاد نے عمرو سے خط مانگا:۔

عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا وہ خط کہاں ہے جو میں نے تمہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بارے میں لکھا تھا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کو پورا کر دیا ہے اور خط ضائع ہو گیا ہے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۳۸۸ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۶ طبع......)

(تاریخ الامم والملوک لطبری ج ۴ ص ۲۶۶ طبع کراچی)

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۱۹۵ تا ۲۰۷ طبع سید احمد شہید لاہور)

قارئین نے یکھا آپ نے تمام مؤرخین نے حالات واقعات کو دیانتداری سے لکھا وہ یہ کہ یزید کے چیلے چانٹے اور فوجی بمعہ گورنر مانتے ہیں کہ ہم نے یہ ظلم کمایا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کے رفقاء کو ظلماً شہید کیا یہ مانتے ہیں ہم قاتل ہیں بندیالوی یزیدی کہتا ہے نہیں جب چور آپ اقرار کرے میں نے یہ چوری کی پھر گواہوں کی ضرورت ختم لیکن بندیالوی کہتے

ہیں نہیں شیعانِ کوفہ نے سب کچھ کیا اس طرح تو پھر قاتل کوئی بھی نہ رہا کوفہ والوں کو کہیں قاتل حقیقت میں وہ ہیں نہیں تو پھر محدثین علماء مئورخین سب کو جھوٹا کہیں لیکن حقائق دیکھیں اور مانیں تو یزیدی قاتل بندیالوی کہتے ہیں میں جواتنا بڑا ہوں مجھے مانو حقائق چھوڑو کوفہ والوں کو بناؤ میں کہتا ہوں اصل کو چھوڑ دیا جو چور نہیں اس کو پکڑلیا وہ گواہیاں دے کر چھوٹ گیا معاملہ بالکل صاف ہوگیا قاتل بنا ہی کوئی نا پھر میں کہتا ہوں کہیں جن یا فرشتے تھے جو سب کچھ کر کے اڑ گئے اور مئورخین ان کو تلاش ہی نہ کر سکے۔ اور بندیالوی صاحب بھی نام بنام نہ تلاش کر سکے نہ لکھ سکے یا پھر یزید اور اس کے نمکخوار نشے میں تھے انہوں نے مان لیا ہم قاتل ہیں یہ ظلم ہم نے کر کے بڑا گناہ کیا لیکن بندیالوی نہ مانیں تو پھر میں یہ کہوں گا کہ اس کو الٹا نشہ شرابی یزید کی محبت کا چڑھا یہ اس نشے میں ایسا بدمست ہوا کہ نہ حقائق نظر آئے نہ اسماء الرجال والے محدثین نظر آئے نہ ہی علماء دیوبند نظر آئے نہ ہی بیچارے کو مئورخین نظر آئے نہ ہی خدا کا خوف آیا کہ میں نے مرنا بھی ہے قبر میں یزید نہیں آئیگا وہاں تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان ﷺ تشریف لائیں گے انکو کیا منہ دکھاؤں گا

قل ھا توا برھانکم ان کنتم صٰدقین

یزیدیوں کو پاک ثابت کرنے کا انداز شیخ بندیالوی سے پڑھیے:۔

میری تصنیف کا مرکزی عنوان یزید کی صفائی پیش کرنا یا اسکی تعریف و توصیف کرنا نہیں تھا یہ تذکرہ تو ضمناً آ گیا اور مخالفین نے آسمان سر پر اٹھالیا......
بلکہ میری تصنیف کا مقصدِ وحید واقعہ کربلا کی صحیح اور مستند تصویر پیش کرنا تھا......

ایسی تصویر جو افراط وتفریط سے مبرا ہو اور عوام کے دل ودماغ پر پڑے ہوئے دبیز پردے سرکا دے کچھ آگے لکھتے ہیں کربلا کے چشم دید گواہوں نے حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے گھرانے کے قاتلوں کی نشاندہی کی تھی اور وہ صرف اور صرف شیعانِ کوفہ تھے

آپ تفصیل کتاب میں پڑھ لیں گے

(واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر ص ۲۵ طبع سرگودھا)۔

شیخ بندیالوی نے لکھا کہ اہلبیت نے فرمایا ہمارے قاتل شیعانِ کوفہ ہیں لیکن اس جھوٹے نے اپنی اس بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے کوئی ایک بھی مستند روایت اپنی کتاب میں نہیں لکھی دعویٰ جھوٹا کر دیا ثابت نہیں کیا الزام اہلبیت پر لگا دیا۔

اور پھر قارئین دیکھیں انداز بندیالوی صاحب کا ہر طرح سے یزید کی تعریف وتوصیف کر کے یزید کو بچاتا ہے لیکن منافقت کی انتہا یہ کہ انکار بھی کرتا ہے جہاں کہیں سے کوئی قصیدہ یزید کا ملا اسکو خوب بڑھا چڑھا کر لکھا نیز یزید کی تعریف کرنے کی انتہا کر دی اور کوئی کسر نہیں چھوڑی ساتھ انکار بھی کرتا ہے۔

پھر موصوف کا یہ کہنا کہ میں واقعہ کربلا کی صحیح اور مستند تصویر پیش کر رہا ہوں یہ بات بھی جھوٹ اور دجل سے خالی نہیں پھر کہتا ہے افراط وتفریط سے مبرا ہو حالانکہ اس کی کتاب سراسر افراط وتفریط سے بھری پڑی ہے اور صحیح روایت لکھنی تو کجا ہر جگہ جھوٹ کے پلندے جوڑ جوڑ کر لکھے ہیں اور اس کی پوری کتاب میں اپنی منشاء اور دل کی حوص اور اپنا جھوٹا گھڑا ہوا منصوبہ لکھا تعجب یہ کہ ہر صحیح مئورخ اور محدث کو جھٹلایا گیا اور میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ اس ظالم نے کوئی ایک

ایسی روایت کبھی نہ لکھی جو چشم دید گواہوں کی ہو پس اپنی ہی خرافات لکھتا رہا اور یزیدیوں کا دفاع کرتا رہا اور افرط و تفریط کی بھی حد ختم کر دی حتیٰ کہ علماء و محدثین کا دامن بھی چھوڑا یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کیا کہ اپنے علمائے دیو بند کو بھی چھوڑا بلکہ اپنے ہی توہمات میں سرگرداں ہو کر خارجیت و ناصبیت کا دفاع کرتا رہا اور دعویٰ کرتا رہا صحیح لکھنے کا اور قلم الٹ چلتا رہا میں نے الحمد للہ اللہ رب العزت کی توفیق سے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظر عنایت سے اس خارجی ناصبی کے ہر وار کو روکا صرف روکا نہیں بلکہ توڑ کر خارجیت اور ناصبیت کی دیواروں کو بھی توڑ دیا یہ تو حقائق پڑھنے سے واضح ہو گا کہ ان ظالموں کی بنیادوں کو بھیلا دیا اور ختم کر دیا۔

مزید برآں قرآن و حدیث و علماء محدثین سے ایک ایسی دیوار تعمیر کر دی ہے ان شاء اللہ، اللہ کے فضل سے ناصبیت کے جھونکوں سے گرے گی نہیں اور حقائق اور حق نہ گرا نہ گرے گا جھوٹ مٹ گیا کیونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

صادق ہوں اپنے قول کا میں غالب خدا گواہ ہے
کہتا ہوں سچ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنون
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

امام ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری کے قلم سے قاتلوں کی نشاندہی وہ بھی دیوبندی کے قلم سے:-

عمرو بن سعد کوفے میں تھا۔ عبیداللہ بن زیاد نے رے و ہمدان کا

انہیں عامل بنایا اور ہمراہ ایک لشکر بھیجا۔ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق آئے تو عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ہمراہ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے۔ ان سے کہا اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم ان سے قتال کرنا عمرو نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے دھمکی دی کہا گر تم ایسا نہ کرو گے تو میں تمہیں خدمت (یعنی رے کی گورنری) سے معزول کر دوں گا اور تمہارا مکان منہدم کر دوں گا۔ انہوں نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب روانگی منظور کر لی ان سے قتال کیا تا آنکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کر دیے گئے۔ جب مختار بن ابی عبید کوفے پر غالب ہوا تو اس نے عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا

(الطبقت الکبریٰ ج ۵ ص ۱۸۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی مترجم عبد اللہ العمادی دیوبندی)

نیز لکھتے ہیں قاتل شمر بن ذی الجوشن تھا۔ ترجمہ نذیر الحق میرٹھی دیوبندی وہابی کے قلم سے:۔

ارباب سیر نے کہا ہے کہ اس کا نام جوشن بن ربیعہ کلابی ہے اور وہ باپ ہے اس شمر بن ذی الجوشن کا جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۸۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

لو جناب بندیالوی اینڈ کمپنی تمہاری ریسرچ اور تحقیق پر امام ابن سعد

نے پانی پھیر دیا اور او پر ہل چلا کر اعلان کر دیا او یزید یو بھول کر بھی نہ کہنا کہ کوفہ والوں نے ہی صرف شہید کیا تھا بلکہ یزید کی بھیجی ہوئی چار ہزار فوج جس کی کمانڈ عمر و کر رہا تھا اور پیچھے سخت حکم کرنے والا بند یالوی کا تایہ عبید اللہ بن زیاد یزید کا بھیجا ہوا بد معاشتھا عمر و نے بزدلی دکھائی لیکنانہوں نے کہا ہمارا سب کچھ واپس کرو پس اس نے دنیا کو اپنے دین پر مقدم کیا اور جا کر شہید کروادیا ارے ظالم تم بکتے ہو عمر و بچانے کے لئے بھاگا کوفیوں نے سب کچھ پہلے ہی کر دیا

علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں بیس ۲۰ ہزار یزیدی فوجیوں نے شہید کیا ترجمہ قاسم دیوبندی کے قلم سے :۔

جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے سامنے پہنچے تو یزید کی جانب سے کوفے کا گورنر عبید اللہ بن زیاد تھا بیس ۲۰ ہزار کا لشکر لے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لئے سامنے آ گیا۔اس لشکر میں زیادہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یزید سے اس امید پر بیعت کی تھی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے بعد آئندہ بڑے بڑے انعامات اور فوائد حاصل ہوں گے۔ جب یہ یزیدی لشکر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پہنچا اور انہوں نے اس لشکر کی بے شمار تعداد دیکھی تو انہوں نے لشکر سے ٹکرانا مناسب نہ سمجھا اور ان کے سامنے تین باتیں رکھیں کہ ان میں سے کوئی ایک بات مان لیں یا تو یہ کہ وہ یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جدھر سے آئے ہیں ادھر ہی لوٹ جائیں

دوسری شرط: یا یہ کہ وہ کسی سرحد کی طرف چلے جائیں

تیسری شرط: اور یا یہ کہ وہ سیدھے یزید کے پاس جائیں اور وہ جو چاہے کرے مگر اس لشکر نے اس میں سے کوئی بھی بات نہیں مانی بلکہ مطالبہ کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے سپہ سالار عبید اللہ بن زیاد کے حکم پر وہیں اتر جائیں اور یزید کے لئے بیعت دیں۔ اس کو ماننے سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شمار زخموں کی وجہ سے کمزور ہو کر زمین پر گر گئے اور دشمنوں نے فوراً ان کا سر کاٹ لیا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ میں پیش آیا اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔

(سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۵۳۵ طبع دار الاشاعت کراچی)

(تفسیر روح البیان پ ۱۲ ص ۱۶۶ طبع بہاولپور)

علامہ یحییٰ کمال الدین الدمیری لکھتے ہیں قاتل یزیدی تھے اور ان کے نام یہ ہیں:۔

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواب دیکھا کہ چت کبریٰ کتا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خون پی رہا ہے۔ پس آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر لی تھی کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرے گا۔ پس شمر بن ذی الجوشن نے حضرت حسین کو قتل کیا اور شمر کے جسم پر

برص کے داغ تھے۔

(حیات الحیوان مترجم ج۲ص ۵۹۱ طبع لاہور)
(خصائص کبریٰ ج۲ص ۲۰۷ طبع لاہور)
(البدایہ والنہایہ ج۸ص ۳۵۱ طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں:۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شمر بن ذی الجوشن نے شہید کیا۔ بعض اہل علم کے نزدیک سنان بن انس الحنفی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ شمر بن ذی الجوشن نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں نیزہ مارا تھا۔ اور سنان بن انس نے پکڑ کر نیزہ سے مارا اور گھوڑے سے گرا دیا چنانچہ اس کے بعد خولی بن یزید الاصبحی نے آگے بڑھ کر سر تن سے جدا کرنا چاہا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے اسی دوران اس کا بھائی شبل بن یزید آگے بڑھا اور اس نے گردن الگ کر دی اور اپنے بھائی خولی بن یزید کو دے دی۔ اس لشکر کا سپہ سالار عبیداللہ بن زیاد تھا اسے یزید نے سپہ سالار بنایا تھا۔

(حیٰوۃ الحیوان ج ا ص ۲۰۶ طبع اسلامی کتب خانہ لاہور)

میں پوچھتا ہوں بندیالوی صاحب سے حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں شہید کرنے والے یزید پلید کے چیلے چانٹے تھے نبص حدیث ایک کی وضاحت علامہ دمیری نے کر دی اور باقی جو بندیالوی کے رشتہ دار وہاں تھے ان کے نام بھی لکھ دیے اور علامہ نے دعویٰ کیا اہل علم کے

نزدیک قاتل یہ تھے لیکن جاہل بندیالوی کے نزدیک شیعانِ کوفہ تھے اور علامجلسی نے کہا بیعت کرنے والے یزیدی فوجی تھے اور انہوں نے بیعت اسی مقصد کے لئے کی تھی کہ امام حسین کا معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے

لیکن ہمارے مجدد کی روح تڑپی تو قلم نے کچھ یوں لکھا

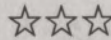
مٹ گئے مٹ جائیں گے آقا دشمن تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے کبھی چرچا تیرا

اور کسی نے کیا خوب کہا

کچھ جل کے خاک ہو گئے کچھ شادمان ہوئے
مجھ بے نوا پر رحمتِ یزدان دیکھ کر
تیرے فتوؤں سے روحیں کانپ جاتی ہیں حقائق کی
عجب اے واعظ کافر نما اسلام ہے تیرا
باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتوب ہیں
حکم سے اب اکبر کے مردود ہیں
ادب کی اے خضر جن کو دولت ملی
اہلسنت کے مسلک کی کیا بات ہے

آخر میں اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔قارئین سے گزارش اگر اس لکھی گئی کتاب

میں کچھ کمالات فوائد نظر آئیں تو یہ محض میرے رب کا فضل ہے میرا کوئی کمال نہیں اگر کوئی کمزوری یا کسی بات کا جواب نہ ملے تو یہ میری کم علمی سمجھ کر معاف کر دیجئے میں نے الحمدللہ اپنی بساط کے مطابق ہر اعتراض کا فی اور شافی جواب لکھا یقیناً پھر بھی بہت سے باقی رہ گئے ہوں گے جن کی طرف میں توجہ نہ کر سکا۔ اے اللہ اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے راہ ہدایت بنا ہر ایک کو استفادہ کی توفیق عطا فرما۔ آمین



تیرھواں باب

کربلا کے بعد کے واقعات

اس بندیالوی صاحب کی دوسری عبارت پر غور کریں تو یہ حقائق سامنے آتے ہیں جب قاتل نے اطلاع دی کہ ہم نے امام حسینؓ اور ان کے رفقاء کو قتل کر دیا اور ان کی لاشیں اب بے گور و کفن پڑھی ہیں اگر یہ خبر سن کر واقعی یزید کو غم اور دکھ تکلیف ہوئی ہوتی تو فوراً اس کو پکڑتا اور اسی سے باقی قاتلوں کے احوال معلوم کر کے ان کو سخت سے سخت سزا دیتا کیونکہ ان یزیدیوں کے نزدیک وہ خلیفہ اور امیر المومنین تھا تو اس پر لازم تھا انسلام اور قرآن و حدیث کے مطابق ان کو سزا دیتا لیکن یزیدیوں کے اس خلیفہ نے کوئی سزا نہ دی کہنے لگا میں اس پر خوش نہیں خدا لعنت کرے ابن زیاد پر اس سے واضح ہوتا ہے کہ یزید نے منافقت اختیار کی اور اسی منافقت کی وجہ سے اس نے بُرا بھلا کہہ دیا اور اس اطلاع دینے والے سے تو یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یزید کے اپنے ہی آدمی تھے تبھی تو وہ خوشخبری دینے آگے اگر قاتل یزید کے اپنے نہ ہوتے تو یزید کو اطلاع دینے کا کوئی مقصد نہ تھا اور یہ بھی واضح ہے کہ اگر اس کے اپنے آدمی یعنی چیلے چانٹے نہ ہوتے تو وہ فوراً سزا بھی دیتا سزا نہ دینا بھی اس بات کی دلیل ہے جو کچھ کربلا میں ہوا یزید کی منشاء کے مطابق ہوا۔

اور پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت واضح دلیل ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کے جانے کا یزید یو کو علم تھا میں کہتا ہوں ارے یزید کیا تمہارے اس پیشواء نے کوئی حکم نامہ لکھ کر ابن زیاد کو بھیجا تھا کہ تم ان سے نہ لڑنا قتل نہ کرنا

میرے پاس لانا حقائق سراسر اس کے خلاف ہیں آیئے حقائق پڑھئے۔

حقائق کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر دربار ابن زیاد میں

اور ابن زیاد نے امام کو چھڑی ماری:

حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلایا کہ اپنے اہل وعیال کے پاس بھیجا کہ ان کو خوشخبری سناؤں کہ اللہ نے اسے فتح دی اور عافیت سے گزری۔ میں جا کر سب کو اطلاع کر آیا۔ واپس آیا تو دیکھا ابن زیاد لوگوں سے ملنے کو دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت دینے کو لوگ آرہے ہیں (یعنی مبارک) ان لوگوں کو بھی اس نے اندر بلا لیا اور سب کو بھی اذن دیا اندر جانے والوں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے سامنے رکھا ہے ان کے دانتوں کو ایک ساعت تک وہ چھڑی سے کھٹکھٹاتا رہا (یعنی مارتا رہا) حضرت زید بن ارقم (صحابی رضی اللہ عنہ) نے جب دیکھا کہ وہ چھڑی سے کھٹکھٹانا موقوف نہیں کرتا تو کہا ان دانتوں پر سے ہٹا اس چھڑی کو۔ اس وحدہ لاشریک کی قسم ہے کہ رسول ﷺ کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر پیار کرتے تھے یہ کہا اور وہ بزرگ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھے رلائے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو واللہ میں تیری گردن مارتا۔ زید یہ سن کر اٹھے اور وہاں سے چلے گئے۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۵۸ باب کربلا کی تفصیلات طبع کراچی البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۴، صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۵ کتاب المناقب۔ سنن ترمذی ج ۲ کتاب المناقب ص ۳۳۷ حدیث حسن صحیح)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۹ طبع لاہور) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ۲۲۴ از دیوبندی طبع ملتان)

ان حقائق سے واضح ہوا بندیالوی کا یہ جھوٹ کہ ابن زیاد اور ابن سعد کو معلوم نہ تھا یا ان کا قافلہ دور تھا کوفیوں نے شہید کر دیا حقائق بول کر کہہ رہے ہیں ارے کمبخت جھوٹ لکھنا چھوڑ دو۔ سب کچھ ابن زیاد نے اور ابن سعد نے کیا کروایا تبھی تو مبارکیں وصول کر رہے تھے مزید برآں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی ابن زیاد کی واضح چھڑی مارنے سے ہو رہی ہے اس روایت وحدیث میں شک نہیں بخاری اور ترمذی روایت کر کے سارے وہم بندیالوی کے نکال دیئے۔

مزید برآں ابن زیاد کی دشمنی صحابی رسول ﷺ سے بھی واضح ہو رہی ہے اور دوسری طرف حیا بھی کر رہا ہے اگر تم بوڑھے نہ ہوتے صحابی نہ ہوتے تو میں تمہاری گردن مروا تا ارے ظالم تجھے بوڑھے کی حیاء نظر آئی صحابی کی حیا نظر آئی لیکن کیسی بدبختی چھائی نہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا نظر آیا نہ ہی نبی کا نواسہ نظر آیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نزدیک ابن زیاد فاسق وفاجر اور قاتل اہلبیت ہے:

باقی قافلے کا حال بھی پڑھیے ابن زیاد کے دربار میں جب مستورات پیش کی گئیں ابن زیاد نے حضرت زینب کو دیکھ کر پوچھا یہ کون عورت بیٹھی ہے آپ نے کچھ جواب نہ دیا اس نے تین دفعہ پوچھا اور آپ نے ہر دفعہ جواب نہیں دیا اب کے بار آپ کی کسی کنیز نے کہا کہ یہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں ابن زیاد نے کہا شکر ہے خدا کا جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا قتل کیا تمہاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا آپ نے جواب دیا شکر ہے خدا کا جس نے محمد ﷺ کے وسیلہ سے ہم

سب کو عزت دی ہم کو طیب و طاہر کیا تو نے جو کہا ایسا نہیں ہے۔ رُسوا وہ ہوتا ہے جھوٹا وہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر ہو۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھ لیا تمہارے خاندان والوں سے خدا نے کیا سلوک کیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا انکے مقدر میں قتل ہونا تھا وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے آئے اب تو بھی اور وہ لوگ بھی خدا کے سامنے جائیں گے وہیں تم لوگ اپنی اپنی نزاع و خصوصیت کو پیش کرو گے۔ یہ سن کر ابن زیاد غضب ناک اور برافروختہ ہو گیا۔ عمرو بن حریث نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے یہ ایک عورت ہے۔ کیا عورتکی کسی بات کو مواخذہ ہو سکتا ہے۔ کسی بات کا یا سخت زبانی کا عورت سے تو مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ اب زیاد نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا تمہارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف سے خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہ سن آپ رونے لگیں پھر کہا بخدا۔ مردوں نے تو نے قتل کیا۔ میرے خاندان کو تو نے تباہ کر دیا۔ تو نے شاخوں کو قطع کیا۔ جڑ کو اکھاڑ ڈالا۔ اگر اسی سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا تو بے شک تو نے ٹھنڈا کر لیا کہنے لگا یہ عورت بڑی دلیر ہے۔ تمہارے باپ بھی تو شاعر اور بڑے دلیر تھے آپ نے کہا عورت کو دلیری سے کیا واسطہ میں کیا دلیری کرونگی جو منہ سے آ گیا وہ میں نے کہہ دیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو جب ابن زیاد کے سامنے لائے تو میں اس کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا اس نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔ کہا میں علی بن الحسین ہوں۔ کہا کیا علی بن حسین کو خدا نے قتل نہیں کیا۔ آپ نے جواب نہیں دیا کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے آپ نے فرمایا۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ۔

یعنی جن کی موت کا وقت آتا ہے خدا ہی ان کو وفات دیتا ہے حکم خدا کے بغیر کوئی شخص مر نہیں سکتا ابن زیاد نے کہا واللہ تم بھی انہیں لوگوں میں ہو ذرا دیکھنا یہ بالغ ہیں۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مردوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ مری بن زیاد نے آپ کو برہنہ کر کے دیکھا اور کہا کہ ہاں کہ یہ بالغ ہیں۔

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے قتل کا حکم:

اس پر علی بن حسین نے پوچھا ان عورتوں کی حفاظت کے لئے تم کس کو مقرر کرو گے ان کی پھوپھی زینب ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں اے ابن زیاد ہم لوگوں پر جو مصیبت گر چکی اس پر بس کر۔ کیا ہم لوگوں کا خون بہانے سے ابھی تجھے سیری نہیں ہوئی۔ کیا ہم میں سے کسی کو تو نے باقی رکھا۔ یہ کہہ کر بھتیجے کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور کہا اے ابن زیاد میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن زیاد اگر تجھ اور ان لوگوں میں قرابت ہے۔ تو کسی پرہیز گار شخص کو ان عورتوں کے ساتھ روانہ کرنا جو مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد دیر تک ان بی بی (زینب) کی طرف دیکھتا رہا لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا اس خون کے جوش پر تعجب ہوتا ہے واللہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ آرزو ہے کہ لڑکے کو اگر میں قتل کروں تو اس کے ساتھ ان کو بھی قتل کروں اچھا لڑکے کو چھوڑ دو۔ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ تم بھی جاؤ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۶۰/۳۵۹ طبع کراچی)

ابن زیاد کا کھلا اقرار شہید کرنے کا اور بکواسات:

ابن زیاد جب قصر میں داخل ہوا اور سب لوگ بھی آئے تو الصلاۃ جامع

کی نداء ہوئی یعنی نماز کے بعد دربار عام ہوگا غرض بڑی مسجد میں لوگ جمع ہو گئے۔ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا شکر ہے خدا کا جس نے حق کو اور اہل حق کو قوی کیا۔اور امیر المومنین یزید بن معاویہؓ کی اور ان کے گروہ والوں کی نصرت کی اور کذاب بن کذاب حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے گروہ کے لوگوں کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عفیف کی شہادت:

ابن زیادہ کا یہ کلمہ سن کر انہوں کہا او پسر مرجانہ کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ اور جس نے تجھے حاکم بنایا ہلاک ہوں اور پسر مرجانہ تم لوگ پیغمبروں کے فرزندوں کو قتل کرتے اور راست بازوں کا سا قول منہ سے کہہ ڈالتے ہو ابن زیاد نے کہا لاؤ تو اسے میرے پاس سپاہیوں نے ان پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عبداللہ بن عفیف ازدی نے یا مبرور کہہ کر نداء کی یہ کلمہ ازدیوں کا شعار تھا عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی وہیں بیٹھے تھے انہوں نے کہا تمہارا بھلہ نہ ہو تم نے اپنے کو بھی تباہ کیا اور اپنی قوم کو بھی تباہ کیا۔کوفہ میں اس وقت سات ۷۰۰ سو ازدی مسلح شور موجود تھے ان میں سے چند شخص عبداللہ بن عفیف کی طرف دوڑے ان کو چھڑا لائے انہیں ان کے گھر پہنچا آئے اس کے بعد ابن زیاد نے کچھ لوگ بھیج کر انہیں بلوایا اور قتل کیا اور حکم دیا کہ زمین شور پر انکی لاش سولی پر چڑھا دی جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔

(تاریخ طبری جلد ۴ ص ۲۶۰۔۲۵۹ مترجم طبع دارالاشاعت کراچی، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۵۔۳۵۶ طبع کراچی، تاریخ ابن خلدون ج ۴ ص ۱۱۸، ۱۱۹ مترجم طبع کراچی تاریخ

کامل ابن اثیر)

یہ حقائق بندیالوی صاحب نے سعودیہ کے ریال سمجھ کر ہضم کر لیے جہاں تاریخ طبری سے عبارت اپنے مطلب کی نوٹ کی وہیں سے چند صفحات پہلے یہ حقائق لکھے ہوئے ہیں اور بندیالوی کی پیش کردہ عبارت کے بعد بھی یزید دشمنی واضح طور پر اسی طبری میں لکھا ہوا ہے لیکن بندیالوی کی شاطرانہ چال یہ اپنے مطلب کی بات لکھ کر یزید کی صفائی بیان کر دی اور دھوکا یہ دینے کی کوشش کی کہ ہم خارجی اور ناجی ہی سچے ہیں باقی سب غلط ہیں لیکن حقیقت اور سچ چھپ نہیں سکتا حوالہ جات نقل کر دیئے ان تمام حقائق کو سب مورخین نے نقل کیا ہے ان حقائق کے برعکس بندیالوی کے پاس کچھ نہیں صرف اور صرف اپنی عقل اور شیطانی چال ہے۔

ابن زیاد کا برا انجام حدیث:

حضرت عمارہ بن عمیر سے روایت ہے جب عبیداللہ ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر (کوفہ) کی مسجد کے صحن میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر رکھے گئے تو میں ان کے پاس گیا لوگ کہہ رہے تھے آ گیا آ گیا اچانک دیکھا کہ ایک سانپ آیا وہ ان سروں کے درمیان سے نکلتا ہوا ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ لوگوں نے پھر کہا آ گیا آ گیا دو یا تین مرتبہ اس نے اس طرح کیا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں:

ابن زیاد شقی ازلی بدنہاد تھا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۳ طبع لاہور)

(حدیث حسن صحیح۔ سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۷۱۵ ج کتاب المناقب ص ۷۳۴ مترجم طبع لاہور۔ البدایہ والنھارج ۸ص ۳۵۵ طبع کراچی)

ابن زیادہ کا بُرا انجام:

ان حقائق سے واضح ہوا ابن زیاد اور باقی یزیدیوں نے ظلم کیے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دنیا و آخرت برباد کر دی اور انھوں نے رہتی دنیا تک اپنے لیے لعنت چھوڑی اور یہ بھی معلوم ہوا بندیالوی صاحب جھوٹے ہیں۔

شہیدان کربلا کے قافلہ کی آمد شام میں

ابن کثیر لکھتے ہیں قافلہ یزید کے دربار میں اور چھڑی ماری جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا۔ پھر کہنے لگا۔ اس کی اور ہماری مثال حصین ابن الحمام المری کے قول کے مطابق ہے کہ وہ تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیوں کو توڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی صحابی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا خدا کی قسم۔ تیری یہ چھڑی اس جگہ لگی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے دیکھا ہے پھر انہوں نے کہا بلا شبہ یہ قیامت کے روز آئیں گے تو محمد ﷺ ان کے شفارشی ہوں گے اور تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور پشت پھیر کر چلے گئے اور ابن ابی الدنیا نے اسے۔

دوسری روایت:

عن ابی الولید عن خالد بن یزید بن اسد بن عمار الدھنی عن جعفر روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے سر کو یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس کے پاس حضرت ابو برزہ بھی موجود تھے وہ چھڑی مارنے لگا تو انہوں نے اسے کہا اپنی چھڑی کو اٹھا لو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسے دیتے دیکھا ہے۔

تیسری روایت:

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن شبیب نے الحمیدی سے بحوالہ ابوسفیان مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن ابی حفصہ سے سنا کہ حسن نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو یزید چھڑی سے ٹھوکے دینے لگا سفیان نے بیان کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حسین اس کے بعد یہ شعر پڑھتا تھا۔ سمیہ کی نسل سنگریزوں کی تعداد کی مانند ہوگی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی کوئی نسل نہیں ہے۔

(البدایہ والنھایہ ج ۸ ص ۳۵۸/ ۳۶۷ کامل ابن اثیر ج ۴ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی۔ تاریخ طبری ج ۴ حصہ اوّل ص ۲۶۱ و ۲۶۵ طبع کراچی)

کیوں بندیالوی صاحب یہ حقائق کیوں آپ نے چھپا دیئے جن میں یزید کی دشمنی اہلبیت کے ساتھ واضح ہو رہی تھی صحابی رضی اللہ عنہ یزید کو کہہ رہے تھے تیرا شفیع ابن زیادہ قیامت میں ہوگا میں کہتا ہوں بندیالوی اگر تو نے توبہ نہ کی تو قیامت میں تیرا شفیع بھی ابن زیاد اور یزید ہوگا جو تجھے جہنم میں لے جائیں

گے یزید اور اس کے چیلے کہتے تھے کہ یزید کی نسل بہت زیادہ ہو گئی اور حضور ﷺ کی نسل ختم ہو گئی لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کہ یزیدی نسل مٹ گئی ہمیشہ کے لیے اور حضور ﷺ کی نسل تا قیامت ختم نہ ہو گی کیا خوب ہمارے امام امام اہلسنت مجدد دین ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے فرمایا۔ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے آقا دشمن تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا رسول اللہ ﷺ۔

یزید اہلبیت پر غضبناک ہوا اور توہین کی:

ابن حریر طبری لکھتے ہیں۔

یزید نے دربار منعقد کیا اور بزرگان شام کو بلا کر اپنے گرداگرد بیٹھایا پھر علی بن حسین (رضی اللہ عنہ) اطفال حسین رضی اللہ عنہ اور مستورات کو بلا بھیجا ان لوگوں کا یزید کے دربار میں داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ یزید علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا تمہارے باپ نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا۔ دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

مااصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرء ھا۔ القرآن۔

یعنی روئے زمین پر نہ تم لوگوں پر کوئی ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائش عالم کے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔ یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا ان کی بات کو رد کر دے۔ خالد کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی۔ جس سے رد کر سکے۔ یزید نیاس سے کہا تم کہو۔ مااصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و

یعفوعن کثیر (القرآن) یعنی تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی خطائیں خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔ یزید یہ کہہ کر خاموش ہو رہا پھر مستورات کو اور اطفال کو بلوایا۔ یہ سب لوگ سامنے لا کے بٹھائے گئے یزید نے دیکھا کہ سب لوگ بہت ہی برے حال سے ہیں۔ افسردگی سے کہنے لگا خدا برا کرے پسر مرجانہ کا اگر اس میں اور تم لوگوں میں برادری و قرابت ہوتی تو تم سے یہ سلوک نہ کرتا اور اس حالت سے تم کو نہ بھیجتا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں جب ہم لوگ یزید کے سامنے لے جا کے بٹھائے گئے تو اسے ترس آ گیا اور ہمارے بارے میں کسی چیز کا اس نے حکم دیا اور ہم پر مہربان ہوا۔ اس وقت اہل شام سے ایک سرخ رنگ آدمی یزید کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین اس عورت کو یعنی فاطمہ بنت علی کو مجھے دید یجئے میں اس زمانہ میں کم سن اور خوبصورت تھی۔ میرے تن بدن میں تھرتھری پڑھ گئی میں ڈر گئی۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ بات ان کے مذہب میں جائز ہوگی۔ میں نے اپنی بڑی بہن زینب کا آنچل پکڑ لیا۔ وہ مجھ سے زیادہ عقل رکھتی تھیں۔ جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا وہ بول اُٹھیں جھوٹ بولا تو نے اور بے ہودہ نہ بک نہ تیری یہ مجال ہے نہ یزید کی۔ یزید کو غصہ آ گیا کہنے لگا واللہ تم نے غلط کہا مجھے یہ اختیار ہے میں کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا خدا نے یہ اختیار تجھے نہیں دیا۔ ہاں اگر ہمارے مذہب سے تو نکل جائے اور ہمارے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے۔ یزید غضبناک ہو گیا برہم ہو کر کہنے لگا تو مجھ سے یہ گفتگو کرتی ہے۔ دین سے تیرے باپ بھائی نکل گئے (توبہ) کہا خدا کے اور میرے باپ بھائی کے دین سے اور میرے جد کے

دین سے تو نے تیرے باپ نے تیرے جد نے ہدایت پائی۔ یزید نے کہا او دشمن خدا تو جھوٹ کہہ رہی ہے۔ کہا تو حاکم ہے غالب ہے۔ ناحق سخت زبانی کرتا ہے اپنی حکومت سے دباتا ہے۔ واللہ اب تو یزید کو حیاء آ گئی چپ ہو رہا۔ شامی نے پھر وہی کلمہ کہا امیر المومنین یہ کنیز مجھے دے ڈالیے۔ یزید نے اسے ڈانٹا دور ہو خدا تجھے موت دے کر تیرا فیصلہ کر دے۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۲ حصہ اوّل طبع دار الاشاعت کراچی البدایہ والنہاریہ ج ۸ ص ۳۶۲ ۔ ۳۶۱ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی)

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۳)

قارئین یہ ہیں وہ حقائق جن کو میں نے پوری دیانت داری سے نقل کر دیا موصوف نے جو عبارت نقل کی البتہ وہ بھی انہیں تاریخ کی کتب میں ہے یزید کا آبدیدہ ہونا غم کرنا او یزید کے گھر والوں کا پیٹنا یہ سب کرنا کروانا حاکموں کا وطیرہ ہے کام کرنے کروانے کے بعد اپنے آپ کو سچا اور بے گناہ ثابت کرنے کے لیے اس قسم کی بیان بازی کرتے رہتے ہیں اس کی واضح دلیلیں موجودہ حکمرانوں سے ہر وقت سامنے آتی رہتی ہیں۔ بس اسی طرح یزید نے بھی اپنی کرسی و حکومت بچانے کے لیے کیا مورخین نے دیانت داری سے ساری باتیں نقل کر دیں۔

ورنہ حقیقت یہی ہے یزید نے خود گورنر تبدیل ہی اسی لیے کیا تھا کہ وہ یزید کی منشا پر پورا نہیں چل رہا تھا اس نے اُسے معزول کر کے ابن زیاد کو مقرر کیا پھر یہ بیان بازی اس لیے بھی جھوٹی ہے کہ کم از کم یہ ظلم کرنے کی وجہ سے یزید ابن زیاد کو معزول ہی کر دیتا لیکن یزید نے نہ کیا واضح ہوا یقیناً یزید بھی جھوٹا تھا اور جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بے قصور ثابت کر رہا تھا یہی منافقت کی باتیں ہیں اور

پھر اس روایت میں یزید نے بکواس کی سیدہ زینب سے کہا تیرا بھائی اور باپ (معاذ اللہ توبہ) دین سے خارج ہو گئے کیسا بد بخت تھا یزید اس کی کمینگی اور دشمنی حضرت سیدنا علی المرتضے وسیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ اتنی واضح ہونے کے باوجود بندیالوی کہتے ہیں یزید کا قصور ہی نہ تھا ارے ظالم تو نے غور نہ کیا یزید ان سید زادیوں کو مال غنیمت سمجھتے ہوئے بکتا ہے حضرت زینب کو تو نے جھوٹ بولا خدا کی قسم یہ میرے لئے جائز ہے اگر میں اسے لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں کیا یہ باتیں اس بات کا ثبوت نہیں کہ سب کچھ یزید نے کروایا تھا ماننے والے تو مان جائیں گے لیکن خارجیوں، ناصیوں کی نسل کو یہ حقائق تسلیم نہیں ہوں گے۔

اتنے حقائق ہوتے ہوئے بھی بندیالوی لکھتے ہیں ابن زیاد کا قصور نہ شمر کا نہ ابن سعد کا نہ یزید کا میں پوچھتا ہوں کہ میں نے حدیث سے ثابت کیا کہ ابن زیاد نے چھڑی ماری صحابی تڑپ اُٹھے اور تقریباً چار روایتوں سے ابن کثیر نے لکھا یزید نے امام کے لبوں پر چھڑی ماری اگر ان ظالموں نے شہید نہیں کروایا تھا تو یہ چھڑیاں کیوں مار رہے تھے ان کو تو چاہیے تھا کہ شہید کرنے والوں کو پکڑ کر چھڑیاں مارتے۔

مزید برآں یہ کہ اگر انہوں نے شہید نہیں کروایا تھا تو ابن زیاد کے حکم سے سروں کو نیزوں پر لٹکایا گیا۔

امام کے جسم پر گھوڑے دوڑائے گئے:

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے اپنے گھوڑوں کے سموں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے (جسم) کو روندا حتی کہ

معرکہ کے روز انہیں زمین کے ساتھ چپکا دیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ کا سر آج ہی خولی بن یزید اصبحی کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس لے جایا جائے اور جب وہ محل تک پہنچا تو اس نے اسے بند پایا اور وہ اُسے واپس اپنے گھر لے آیا اور اُسے کپڑے دھونے والے ٹب کے نیچے رکھ دیا اور اپنی بیوی نوار بنت مالک سے کہنے لگے۔ میں تمہارے پاس زمانے کا معزز لایا ہوں اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر وہ کہنے لگی لوگ سونا اور چاندی لاتے ہیں اور تو رسول ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کا سر لایا ہے۔ قسم بخدا میں اور تو بستر میں کبھی اکھٹے نہ ہوں گے پھر وہ بستر سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی دوسری بیوی کو جو بنی اسد سے تھی۔ بلایا اور وہ اس کے پاس سوئی اور دوسری اسدی بیوی نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے اس ٹب سے نور کو مسلسل آسمان کی طرف بلند ہوتے اور سفید پرندوں کو اس کے اردگرد پھڑ پھڑاتے دیکھ رہی ہوں اور جب صبح ہوئی تو وہ اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا۔ کہتے ہیں اس کے پاس آپ کے بقیہ اصحاب کے سر بھی تھے اور یہ مشہور قول ہے۔

(البدایہ والنھایہ ج۸ص۳۵۳ طبع کراچی)(تاریخ طبری ج۴ ص ۲۵۷ طبع دارالاشاعت کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ۲۲۵ طبع ملتان)

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں نہ ابن زیادہ ملوث نہ یزید نہ ابن سعد نہ ہی اس میں شمر کا ہاتھ ہے نہ ابن زیادہ کا نہ کسی شامی کا نہ مجازی کا نہ مصری کا بلکہ یہ سب قتل حسین سے پاک تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۵ طبع سرگودھا)

حقائق کربلا یزیدیوں نے اہل بیت کی توہین کی:

قارئین بندیالوی صاحب کس طرح بے باقی اور بے حیائی کے ساتھ ان یزیدیوں کو بری الزمہ لکھتے ہیں لیکن حقائق پکار پکار کہہ رہے ہیں الوی جھوٹا ہے اگر ابن سعد قتل میں ملوث نہیں تھا تو کربلا میں کیا کرنے گیا تھا اس نے حکم کیوں دیا تھا کہ امام کے جسم اقدس پر گھوڑے دوڑائے جائیں شمر کے بارے تو حدیث میں وضاحت آچکی فرمایا کتا میری اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا میرے نانا نے سچ فرمایا وہ کتا آگیا ہے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۱ حدیث باحوالہ گزر چکی یزید ملوث نہ ہوتا تو امام کے لبوں پر چھڑیاں نہ مارتا اہل بیت پر غضبناک نہ ہوتا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے بکواسات نہ کرتا اسی طرح اگر ابن زیاد ملوث نہ ہوتا تو اہل بیت کے سروں کے جلوس نہ نکلواتا ان کو قیدی نہ کراتا اور امام کے لبوں پر چھڑیاں نہ مارتا یہ حقائق ایسے ہیں جو بندیالوی کے منہ پر تھپٹر کی طرح برستے رہیں گے مزید برآں حدیث ترمذی سے ابن زیاد کا برا انجام ہوا۔ میں پوچھتا ہوں کہ نیکیوں کا ایسا انجام ہوتا ہے یا ظالموں کا۔ فاعتبروا یا اولی ابصار

میں کہتا ہوں ان یزیدیوں نے اہل بیت کی توہین بھی کی جو کہ کفر ہے توہین کرنا شہید کروانے کے بعد سروں کو نیزوں پر لٹکانا مستورات کو قیدی کر کے ان کے جلوس کبھی کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے کبھی دمشق میں یزید کے سامنے لے جانا یہ توہین اہلبیت جو کفر ہے اگر یزیدیوں کا قصور کا نہ تھا تو شہید کروانے کے بعد

جلوس کیوں نکالے گئے اس کا کیا جواز تھا۔

بندیالوی لکھتے ہیں

یزید نے زین العابدینؒ سے کہا اللہ کی قسم اگر حسینؓ میرے پاس آتے تو وہ جو چاہتے میں وہی کرتا اُن کو قتل ہونے سے جس طرح بن پڑھتا بچالیتا چاہے مجھے اولاد کی قربانی دینی پڑھتی لیکن خدا کو یہی منظور تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۸ طبع سرگودھا)

مجھے بہت افسوس ہے بندیالوی پر اس کمبخت نے اہل بیت سے حقائق چھپا کر یزید کی تعریف جہاں سے کچھ اس کے نزدیک نکلتی تھی نکالی اور یزید کو بچایا لیکن حقائق چھپ نہیں سکتے جہاں سے بندیالوی صاحب نے عبارت البدایہ کی اخذ کی وہیں اسی صفحہ پر چند سطر اوپر یزید کی دشمنی اہل بیت سے واضح درج ہے لیکن اس نے اسے حزم کرلیا۔

یزید بد بخت نے امام حسینؓ کو سانپ بکا:

ایک روز یزید نے عمر بن حسین رضی اللہ عنہما سے کہا وہ بہت چھوٹے تھے۔ کیا تو اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ یعنی اس کے بیٹے خالد بن یزید کے ساتھ۔ اس کا مقصد آپ سے مزاح اور تفریح کرنا تھا۔ عمر بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے اور اُسے ایک ایک چھری دے دو تا کہ ہم باہم جنگ کریں تو یزید نے آپ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگالیا اور کہنے لگا۔ میں سانپ کی طبیعت کو جانتا ہوں۔ سانپ سانپ ہی کو جنم دیتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۶۳ طبع کراچی) (ابن اثیر ج ۴۔ وتاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۳) (شہادت حسین ص ۲۳۰)

جناب بندیالوی صاحب نے اس عبارت کو سعودیہ کے ریال، امریکہ کے ڈالر سمجھ کر حزم کرلیا یا پھر دیدہ کور کو کیا ائے نظر کیا دیکھنے والی بات اس کی آنکھوں اور دل پر چھائی تھی بس اسی لیے اتنی بڑی گستاخی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں کرنے والا بھی اس کو نیک ہی نظر آیا۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں آسمان سے خون نہیں برسا:

نہ زمین پر زلزلہ نہ اُفق پر خون کی سرخی نہ چاند کی بے نوری یہ سب جھوٹے بکواس اور بے سروپا داستانیں اور افسانے ہیں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۸ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب ایسے کور باطن اور جاہل مطلق ہیں قرآن وحدیث کو جابجا جگہ بہ جگہ جھٹلاتے پھرتے اگر یہ بد بخت عداوت اہل بیت کو سینے سے نکال کر قرآن وحدیث کو پڑھتا تو ان کو حقائق نظر آتے پڑھیے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔

نیک لوگوں کے وصال پر زمین وآسمان روتے ہیں۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ سوان کی بربادی پر نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔ پ۲۵ س الدخان آیت ۲۹

تفسیر:

یعنی قوم فرعون نے زمین میں ایسے نیک اعمال نہیں کیے تھے کہ ان کے مرنے کے بعد زمین ان نیک اعمال کے فراق پر روتی اور نہ آسمان کی طرف ان

کے نیک اعمال لے جائے جاتے تھے کہ ان کے مرنے کے بعد ان نیک اعمال کے فراق پر آسمان روتا۔

حدیث نمبر ۱:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مومن کے لیے آسمان میں دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازے سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا کلام اور اس کا عمل داخل ہوتا ہے پس جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں اس پر روتے ہیں پھر آپ نے یہیں آیہ کریمہ الدخان کی تلاوت فرمائی۔

(سنن ترمذی ابواب التفسیر ص ۵۰۷ رقم الحدیث ۳۲۵۵ طبع لاہور اشعۃ للمعات شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۹۰۰ طبع فریک بک لاہور رقم الحدیث ۱۴۴۳۔ حلیہ الاولیاء ج ۳ ص ۵۳ طبع بیروت۔ تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۱۲ طبع بیروت تیسیر القرآن تفسیر از حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی غیر المقلد وہابی ص ۵۰۸ طبع اسلامک پریس لاہور مسند ابو یعلی الموصلی ج ۴ ص ۱۵۸ طبع بیروت)

حدیث نمبر ۲:

حضرت شریح بن عبد الحضرمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام ابتداء میں اجنبی تھا اور وہ اجنبیت ہی میں لوٹ جائے گا سنو مومن پر کوئی اجنبیت نہیں ہے جو مومن بھی کسی سفر میں مرتا ہے جہاں اس پر کوئی رونے والا نہ ہو تو اس پر آسمان اور زمین روتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمایا۔ الدخان ۲۹ پھر فرمایا زمین اور آسمان کافر پر نہیں روتے۔

(تفسیر جامع البیان ج ۲۵ ص ۱۶۳ رقم الحدیث ۲۴۰۷۸ طبع دار المعرفہ بیروت۔ قاضی ثناء اللہ نے اسی آیت کے تحت مرفوع احادیث بیان کیں دیکھیں تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۳۹۵ طبع کراچی)

حدیث نمبر۳:

حضرت مجاہد نے کہا مومن کے مرنے پر آسمان اور زمین چالیس روز تک روتے رہتے ہیں۔ ابو یحییٰ نے کہا مجھے ان کے اس قول پر تعجب ہوا تو انہوں نے کہا تم اس پر کیوں تعجب کرتے ہو۔ زمین اس شخص کی موت پر کیوں نہ روئے جب کہ بندہ زمین پر رکوع اور سجود کر کے اس کو آباد کرتا ہے اور آسمان اس کی موت پر کیوں نہ روئے جب کہ اس کی تسبیح اور تکبر کی آوازیں آسمان تک پہنچتی تھیں۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا زمین پر مومن جس جگہ نماز پڑھتا تھا وہ جگہ اس کی موت پر روتی ہے اور آسمان کی جس جگہ پر اس کے نیک اعمال پہنچتے تھے وہ جگہ اس کی موت پر روتی ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج۱۶ص۱۳۰ طبع دار الفکر بیروت درمنثور امام سیوطی ج۷ص۴۱۲ طبع بیروت تفسیر ابن کثیر ج۴ص۲۷۳ طبع ضیاء القرآن لاہور۔ تفسیر عثمانی ص۶۴۵، از شبیر احمد عثمانی دیوبندی تفسیر روح البیان پ۲۵س دخان ص۳۱۴)

میں پوچھتا ہوں بندیالوی صاحب سے تم نے کہا یہ جھوٹ اور بے سروپاء داستانیں ہیں لیکن قرآن وحدیث نے فرمایا نیک لوگوں کے وصال پر زمین و آسمان روتے ہیں کیا تم امام حسین اور اُن کے رفقاء رضوان اللہ علیھم شہیدان کربلا کو مومن مانتے ہو یا معاذ اللہ کافر اگر مومن مانتے ہو تو مان لو کہ انکی ظالمانہ شہادت پر زمین وآسمان کا رونا حق ہے جھوٹی داستانیں نہیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں نیکوں کے وصال پر زمین وآسمان چالیس روز تک روتے ہیں

حدیث نمبر۴:

سفیان ثوری نے بروایت حضرت مجاہد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ یہ کہا جاتا تھا کہ زمین چالیس دن تک مومن پر روتی ہے۔ حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اسی طرح مروی ہے۔ حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ سے ہی ایک اور روایت میں ہے۔

حدیث ۵:

کہ جب مومن کا انتقال ہوتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس روز تک اس پر روتے ہیں۔ یہ سن کر کسی نے تعجب سے پوچھا کیا زمین بھی روتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم تعجب کرتے ہو۔ زمین کو کیا ہے کہ اس بندے پر نہ روئے جو زندگی بھر اسے رکوع و سجود کے ساتھ آباد رکھتا رہا۔ اور آسمان اس بندے پر کیوں نہیں روئے گا جس کی تسبیح و تکبیر کی گونج شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح تھی۔

(درمنشور ج ۷ ص ۴۱۲ طبع بیروت)

حدیث نمبر ۶:

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فرعونی اللہ کے ہاں اس سے کہیں زیادہ کم تر تھے اسی لیے ان پر زمین نہیں روئی ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم کا قول نقل کیا ہے کہ آفرنیش عالم سے لے کر آج تک آسمان صرف دو بندوں پر رویا ہے پوچھا گیا کیا زمین و آسمان ہر مومن پر نہیں روتے فرمایا اس کے لیے صرف وہ مقام روتا ہے جہاں سے اس کا عمل چڑھتا تھا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے۔ میں نے

عرض کیا نہیں فرمایا اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ حضرت امام حسین پر آسمان رویا۔ جب حضرت یحیٰ بن زکریا علیہم السلام کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا اور اس سے خون برستا رہا اور جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا۔

یزید بن ابوزیاد کا قول ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آسمان کے آفاق چار ماہ تک سرخ رہے۔ یزید کا قول اس کی سرخی اس کا رونا ہی ہے۔ سدی کبیر رحمۃ اللہ علیم نے اسی طرح کیا ہے۔ عطاء خراسانی کا قول ہے آسمان کا رونا یہ ہے کہ اس کے اطراف سرخ ہو جائیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے ہی یہ ذکر فرمایا کہ اس دن کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر اس کے نیچے تازہ خون موجود ہوتا تھا۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۴ س الدخان آیت ۲۹ ص ۴۷۲ طبع ضیاء القرآن لاہور۔

(۲) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۷۳ طبع کراچی

(۳) الصواعق المحرقہ ص ۶۴۲ طبع فیصل آباد

(۴) امام حسین اور واقعہ کربلا از ظفر اللہ شفیق دیوبندی ص ۱۳۲ طبع لاہور

(۵) امام حافظ جلال دین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب میں لکھا اور کتاب کے مقدمہ میں دعویٰ کیا میں نے اس کتاب میں صحیح روایات نقل کیں دیکھیں۔

(۶) شہادت حسین رضی اللہ عنہ عرض مرتب ص ۲ طبع ملتان

(۷) خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۹ طبع لاہور

(۸) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

(۹) تفسیر روح البیان پ ۲۵ س الدخان ص ۳۱۵ طبع بہاولپور۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت زہری فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

حضرت ابن عیینہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ورس (یعنی گھاس) راکھ ہوگئی اور گوشت ایسا ہوگیا کہ اس میں آگ بھری ہے۔

جمیل بن مرہ سے روایت ہے کہ یزید کے لشکریوں نے لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے اونٹ آپ کی شہادت کے روز پکڑ لیے پھر ان کو ذبح کیا اور پکایا تو وہ اندرائن کے پھل کی طرح کڑوے ہوگئے اور ان کو کوئی نہ کھا سکا۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۴ طبع بیروت صواعق المحرقہ ص ۱۹۲ عربی مترجم ص ۶۴۴ طبع فیصل آباد)

عطاء اللہ بندیالوی اور ابن کثیر کی حماقت اور اہل بیت سے دشمنی:

قارئین غور فرمائیں بندیالوی صاحب نے لکھا یہ سب جھوٹی داستانیں ہیں اسی طرح ابن کثیر نے تاریخ میں اور اپنی تفسیر دونوں میں لکھا۔ یہ باتیں محل نظر ہیں بظاہر یہ شیعہ کی حماقت اور جھوٹ ہے تاکہ اس معاملے کو عظمت دی جا سکے بلاشک وشبہ یہ ایک عظیم سانحہ تھا لیکن یہ سب باتیں جو انہوں نے گھڑی ہیں جھوٹ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۷ طبع ضیاء القرآن زرایت)

اب میں پوچھتا ہوں کیا تمام یہ احادیث جو میں نے نقل کیں ہیں اور جلیل القدر محدثین نے ان کو روایت کیا حتیٰ کہ اسماء الرجال کے محدث ابن حجر عسقلانی نے بھی ان کو لکھا اور اس کا استدلال قرآن اور حدیث سے واضح طور پر ثابت کیا ہے۔ مومن مسلمان کے مرنے پر زمین و آسمان روتے ہیں جب عام مسلمان کے وصال پر روتے ہیں تو جو نیک مسلمان متقی اور پرہیزگار ہوں ان پر زمین و آسمان کیوں نہیں روتے یقیناً روتے ہیں تو جو نیک مسلمانوں کے امام ہیں صحابی بھی ہیں صحابی کے بیٹے بھی ہیں حضورﷺ کے نواسے بھی ہیں جنتی جوانوں کے سردار بھی ہیں جب ان کی سفر کی حالت میں مظلومانہ طور پر شہادت ہوئی تو اس وقت زمین و آسمان کیوں نہیں روئے یقیناً روئے تھے لیکن یزیدی نسل کو یہ احادیث بھی جھوٹی نظر آئیں اور جو یہ مانے ان کے نزدیک وہ شیعہ ہے۔ کیا یہ تمام محدثین شیعہ تھے اور جھوٹ گھڑنے والے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے لکھتے ہیں کہ یزید کو بچایا جائے اور اس واقعہ کو کوئی خاص اہمیت نہ دی جائے۔ شرم تم کو نہیں۔

حدیث نمبر ۷ خدا کا عرش ہل گیا شہادت پر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرمﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کی شہادت کے سبب عرش حرکت میں آ گیا اور ایک روایت میں ہے سعد بن معاذ کی وفات کے سبب رحمٰن کا عرش حرکت میں آ گیا۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ شریف کتاب المناقب الفصل الاوّل)

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کے سبب عرش خوشی اور مسرت سے جھوم اُٹھا حرکت میں آ گیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۵۴۳ مترجم طبع فرید بک لاہور)

میں کہتا ہوں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گھر میں تھے جب ان کا وصال ہوا ان پر پانی بند نہیں کیا گیا ان کو ظلماً شہید نہیں کیا گیا لیکن آپ شہید ہی تھے ان کے وصال پر خدا کا عرش حرکت کر سکتا ہے تو امام حسینؓ رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر زمین و آسمان رو سکتے ہیں یہ کوئی من گھڑت قصے نہیں۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

(قافلہ کی مدینہ روانگی کا حکم) یزید کی جھوٹی محبت:

یزید نے لقمان بن بشیر (صحابی رضی اللہ عنہ) سے کہا اے لقمان ان لوگوں کی روانگی کا سامان جیسا مناسب ہو کرو اور ان کے ساتھ اہل شام میں سے کسی ایسے شخص کو بھیجو جو امانت دار نیک کردار ہو اور اس کے ساتھ سوار ہوں خدام ہوں کہ ان سب لوگوں کو مدینہ پہنچا دے بعد اس کے مستورات کے لیے حکم دیا کہ علیحدہ مکان میں اتاری جائیں جہاں ضرورت کی سب چیزیں موجود ہوں اور ان کے بھائی علی بن حسین اسی مکان میں رہیں جس میں وہ سب لوگ ابھی تک تھے غرض یہ سب لوگ جب اس گھر سے یزید کے گھر میں گئے تو سیدنا معاویہ کی اولاد میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسین کے لیے روتی ہوئی نوحہ وزاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو غرض کہ وہاں صف ماتم بچھ گئی۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۲ طبع کراچی)

جب ان لوگوں کے روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو یزید نے علی بن حسین رضی

اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا خدا پسر مرجانہ پر لعنت کرے واللہ اگر حسین میرے پاس آتے جس بات کے مجھ سے وہ خواستگار ہوتے میں وہی کرتا۔ ان کو ہلاک ہونے سے جس طرح بن پڑتا میں بچالیتا اگرچہ اس میں میری اولاد میں سے کوئی تلف ہو جاتا لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا تمہیں جس بات کی ضرورت ہو مجھے خبر کرنا پاس لکھ کر بھیج دینا پھر یزید نے سب کو کپڑے دیے اور اس بدرقہ کو ان لوگوں کے بارے میں تاکید کر دی یہ شخص جو بدرقہ راہ تھا سب کے ساتھ روانہ ہوا۔

رات بھر قافلہ کے ساتھ ساتھ اس طرح رہتا تھا کہ سارا قافلہ اس کی نگاہ کے سامنے رہے آگے آگے چلے۔ جب یہ لوگ اترتے تھے تو کنارے ہو جاتا تھا خود بھی اور اس کے ساتھ والے بھی ہر سمت میں قافلہ کے گرداگرد پھیل جاتے تھے جو طریقہ پاسبانوں کا ہوتا ہے اور خود اس طرح سب سے علیحدہ اترتا تھا کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کو یا قضائے حاجت کے لیے جائے تو اس کو کچھ زحمت نہ ہو۔ اسی طرح ان لوگوں کو راہ میں راحت پہنچاتا ہوا ان کی ضرورتوں کو پوچھتا ہوا۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوا مدینہ میں سب کو لے کر داخل ہوا۔ فاطمہ بنت علی نے اس وقت اپنی بہن زینب سے کہا پیاری بہن یہ مرد (صحابی نعمان بن بشیر نے) ہمارے ساتھ سفر میں بہت مہربانی سے پیش آیا اسے کچھ انعام دیجئے کہا واللہ میرے پاس اپنے زیور کے سوا کچھ بھی نہیں پھر اپنے کنگن اور بازو بند ان کو دیے فرمایا تمہاری خدمت کا صلہ ہے اس نے کہا میں نے جو کچھ کیا خدا کے لیے اور رسول ﷺ سے جو تمہاری خدمت کا صلہ ہے اس نے کہا میں نے جو کچھ کیا خدا کے لیے اور رسول اللہ ﷺ سے جو تمہاری قرابت آپ کو ہے اس کے خیال سے

کیا نذرانہ قبول کر لیا۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۳ طبع کراچی البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۶۳ و ۳۶۸)

اس واقعہ میں صحابی کا اہلبیت کے ساتھ محبت کا واضح ثبوت ہے اور اہلبیت کا صحابہ پر احسان کرنے کا بھی واضح ثبوت ہے۔

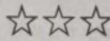
اس واقعہ میں یزید کے احسانات کا ذکر اہلبیت کے ساتھ اور ابن زیاد کو لعن طعن کا ذکر ہے لیکن یزید کی منافقت تھی اور حکومت بچانے کی خاطر ایسا کیا حقیقت میں اہلبیت کا دشمن تھا وہ اس لیے کہ قاتلوں کو کوئی سزا نہ دی بلکہ انعام دیا۔

جب یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہوا پھر اس پر پیشمان ہوا ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ نے بیان کیا ہے کہ یونس بن حبیب الجرمی نے اس سے بیان کیا کہ جب ابن زیاد نے حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا تو اس نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھجوایا تو شروع شروع میں وہ آپ کے قتل سے خوش ہوا۔ اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کا مرتبہ اس کے ہاں اچھا ہو گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۴ طبع کراچی کامل ابن اثیر اس قافلہ کے مدینہ شریف میں پہنچنے پر کہرام مچ گیا گویا یوں جیسے قیامت آ گئی ہے یزید کے خلاف بہت لوگ اٹھے جن کا ہم واقعہ حرہ میں ذکر کر چکے۔

میں نے اپنی اس تحریر و کوشش میں ہر انصاف پسند مسلمان کو غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور جناب شیخ بندیالوی صاحب کے باطل نظریات کو دفع کرنے کی کوشش کی ہے البتہ اس میں خارجیوں ناصبیوں کے متعلق کچھ سخت

الفاظ ہیں وہ صرف اس لیے کہ انھوں نے ہمارے ایمان اور ایمان کے مرکز پر حملہ کیا ہم نے اس کا دفع کیا اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے قارئین کو صحابہ کرام واہلبیت کا مقام سمجھنے اور ان سے عقیدت ومحبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ دنیا و آخرت کی مشکلات سے محفوظ و مامون رکھے اور ہر خاص وعام کو استفادہ حاصل کرنے کی توفیق نصیف فرمائے۔ آمین



ماخذ مراجع جن سے استفادہ کیا گیا

تاریخ کتب

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔تاریخ کبیر	امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	طبع مکہ مکرمہ
۲۔تاریخ الامم والملوک	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری	طبع بیروت وکراچی
۳۔الکامل فی تاریخ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم ایشانی المعروف ابن الاثیر جوزی	طبع مصر و بیروت
۴۔تاریخ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون	طبع بیروت وکراچی
۵۔مقدمہ ابن خلدون		
۶۔وفیات الاعیان	علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان	طبع بیروت
۷۔تاریخ مدینہ جذب القلوب الی دیار المحبوب	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی	طبع کراچی
۸تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی	طبع کراچی
۹۔البداہ والنہایہ۔تاریخ ابن کثیر	حافظ عماالدین اسمٰعیل بن عمر کثیر	طبع بیروت وکراچی
۱۰تاریخ یعقوبی	مؤرخ ابی یعقوب	ضیاء القرآن لاہور
۱۱۔تاریخ نجد وحجاز	مفتی عبدالقیوم ہزاروی	
۱۲۔عقد الفرید	ابن عبدربہ	

۱۳۔المجد فی تاریخ نجد	عثمان بشیر نجدی	
۱۴۔فتوحات اسلامیہ	سید وحلان مفتی مکہ معظّمہ	طبع ہرات
۱۵۔تاریخ بغداد	امام ابن عساکر	طبع بیروت
۱۶۔تاریخ اہلحدیث	ابراہیم میر سیالکوٹی	طبع سرگودھا
۱۷۔تاریخ دارالعلوم دیوبند	سید محبوب رضوی	ادارہ اسلامیات لاہور
	مختلف کتب	
۱۔حیات الحیوان	علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری	اسلامی کتب خانہ لاہور
۲۔فتح المغیث	امام شمش الدین سخاوی	دارالامام طبری
۳۔ماثبت بالسنۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	بیروت
۴۔الحفوظ	امام اہلسنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی	کراچی
۵۔احیاء العلوم	امام محمد بن غزالی	لاہور۔بیروت
۶۔معجم البلدان		
۷۔مجربات طب روحانی وجسمانی	امام غزالی	دارالاشاعت کراچی
۸۔کلیات امدایہ	حضرت امداداللہ مہاجر مکی	دارالاشاعت کراچی
۹۔دیوبندی مذہب	محمد عاصم	طبع لاہور
۱۰۔خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام		
۱۱۔خبار الاطّوال	ابوحنیفہ دینوری	طبع العربیہ قاہرہ
۱۲۔کتاب المعارف۔	ابن قتیبہ دینوری	طبع مصر

۱۳۔المذاہب الاسلامیہ	ابوزہرہ مصری	دارالفکر بیروت القاہرہ
۱۴۔المحلی بالآثار	ابن حزم ظاہری غیر مقلد وہابی	طبع دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۵۔دشمنانِ امیر معاویہ	مولانا محمد علی	بلال گنج لاہور
۱۶۔احتجاج طبرسی۔	شیخ ابومنصور طبرسی	طبع نجف اشرف
۱۷۔مجالس المومنین		
۱۸۔جامع الاخیار		
۱۹۔مراۃ الجنان	علامہ عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی	مؤسۃ الاعلمی بیروت

کتب تفسیر وتراجم وحاشیہ جات

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔الجامع الاحکام	علامہ قرطبی مالکی	ایران
۲۔تفسیر روح المعانی	سید محمود آلوسی	بیروت
۳۔جامع البیان	امام ابوعبداللہ ابوجعفر محمد بن جزیر طبری	بیروت کراچی
۴۔مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	کراچی
۵۔تفسیر عثمانی	شبیر احمد عثمانی دیوبندی	کراچی
۶۔تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	کراچی
۷۔تفسیر عبدالرزاق	امام عبدالرزاق بن ہمام	دارالمکرمہ بیروت

۸۔اسباب نزول القرآن	امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی	دارالکتب علمیہ بیروت
۹۔روح البیان	علامہ اسمٰعیل حقی	بہاولپور
۱۰۔تیسیر القرآن	حافظ عتیق الرحمٰن وہابی غیر مقلد	اسلامک پبریس لاہور
۱۱۔تفسیر ابن کثیر دمشقی	حافظ ابن کثیر دمشقی	لاہور بیروت
۱۲۔کنز الایمان ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خاں	طبع لاہور
۱۳۔تفسیر خزائن العرفان	سید نعیم الدین مرادی آبادی	لاہور
۱۴۔نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی	لاہور
۱۵۔فتح القدیر	قاضی شوکانی وہابی طبع دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر	بیروت
۱۶۔خازن	علامہ خازن	
۱۷۔فتوحات الٰہیہ حاشیہ	جلالین علامہ سلیمان جمل	
۱۸۔ترجمہ و تفسیر بیان القرآن	اشرف علی تھانوی دیوبندی	تاج کمپنی لاہور۔کراچی
۱۹۔تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی	تاج کمپنی لاہور کراچی
۲۰۔معارف القرآن	مفتی شفیع کراچی دیوبندی	کراچی
۲۱۔احسن التفاسیر	احمد حسن دہلوی وہابی	

۲۲۔تفسیرات احمدیہ	ملاجیون	طبع انڈیا بھارت
۲۳۔معارف القرآن	ادریس کاندھلوی دیوبندی	قرآن محل لاہور
۲۴۔ترجمۃ القرآن	محمود الحسن دیوبندی	طبع کراچی
۲۵۔ترجمۃ القرآن	شاہ رفیع الدین و وحید الزمان خان	لاہور انارکلی
۲۶۔تفہیم القرآن	ابو الاعلیٰ مودودی وہابی دیوبندی	تعمیر انسانیت لاہور
۲۷۔تبیان القرآن۔	شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی	طبع فرید بک سٹال لاہور
۲۸۔تفسیر الحسنات	علامہ ابوالحسنات شاہ	طبع حزب الاحناف لاہور
۲۹۔ہدایۃ القرآن	ضیاء اللہ شاہ بخاری وہابی دیوبندی	جامع الابدر السلامیۃ ساہیوال
۳۰۔تفسیر ثنائی	مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی	مکتبۃ الرحمٰن سول لائن سرگودھا
۳۱۔ترجمۃ القرآن	فتح محمد جالندھری وہابی دیوبندی	قرآن سوسائٹی جلالپور جٹاں گجرات
۳۲۔احکام القرآن	از امام ابوبکر جصاص حنفی	طبع سہیل اکیڈمی لاہور

کتب فقہ وفتاویٰ واصول ولغت

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔فتح القدیر	امام محقق علی الطلاق علامہ کمال الدین بن ہمام	نوریہ رضویہ سکھر

۲۔شرح المحذب	علامہ یحییٰ بن شرف نووی	بیروت
۳۔درمختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی	مصر
۴۔ردالمختار	علامہ ابن عابد بن شامی	مصر
۵۔ہدایہ شریف	علامہ علی بن ابوبکر المرغینانی	ملتان
۶۔عین الہدایہ	جسٹس امیر علی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۷۔فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	طبع جدید لاہور
۸۔فتاوی ابن تیمیہ	امام ابن تیمیہ (غیر مقلد)	بیروت
۹۔المفردات	امام راغب اصفہانی	ایران وکراچی
۱۰۔کتاب تصریفات	علامہ میر سید شریف	المطبوعہ خیریہ
۱۱۔تکمیل الایمان	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	لاہور
۱۲۔اصول البز وری	امام اجل فخر الاسلام بزوری	کراچی
۱۳۔فواتح الرحموت	بزیل المصطفےٰ	
۱۴۔المسائیر یہ مع المسامرہ	علامہ کمال الدین بن ہمام	طبع مصر
۱۵۔شرح فقہ اکبر۔	امام ملا علی قاری۔	طبع مصر
۱۶۔فتاوی ستاریہ	شیخ ادریس سلفی وہابی	کراچی
۱۷۔فتاوی نذیریہ	نذیر حسین دہلوی وہابی	
۱۸۔فتاوی ثنائیہ	مولوی ثناءاللہ امرتسری وہابی	
۱۹۔فتاوی اہلحدیث	عبداللہ روپڑی اہلحدیث	طبع احیاء السنۃ النبویہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

۲۰۔حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین	عاشق رسول امام احمد رضا خاں	طبع کراچی لاہور
۲۱۔فتاوی حدیثیہ	امام ابن حجر مکی	مصر
۲۲۔تہذیب الکمال	حافظ جمال الدین یوسف المزی	دارالفکر بیروت
۲۳۔الکامل فی ضعفا الرجال	احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی	
۲۴۔فقہ عمر	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	علم وعرفان لاہور
۲۵۔تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۶۔شرح عقائد نسفی	علامہ تفتازانی	کراچی
۲۷۔بیان الفوائد فی حل شرح القصائد نسفیہ	مجیب اللہ گونڈوی دیوبندی	ملتان
۲۸۔المیزان الکبریٰ	علامہ امام شعرانی	
۲۹۔خلاصۃ الفتاوی	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری	امجد اکیڈمی لاہور
۳۰۔فتاوی عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	طبع کراچی
۳۱۔امدادالفتاوی	اشرف علی تھانوی دیوبندی	طبع کراچی
۳۲۔فیروز الغات	مولوی فیروز الدین	طبع دہلی
۳۳۔احکام شریعت	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	طبع کراچی

۳۴۔ الصبح النوری شرح المختصر القدری		
۳۵۔ تہذیب الاسماء واللغات	امام نووی	طبع بیروت

شروحات حدیث

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری	علامہ احمد قسطلانی	طبع بیروت
۲۔ بذل المجہود فی حل ابی داؤد	خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی	ملتان
۳۔ شرح نخبۃ الفکر	علامہ ابن حجر عسقلانی	غلام علی سنز کراچی
۴۔ مرأت المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی	لاہور
۵۔ شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی	طبع فرید بک سٹال لاہور
۶۔ کرمانی شرح صحیح بخاری	علامہ کرمانی	طبع بیروت
۷۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر		دار الاحیاء بیروت
۸۔ شرح شفاء	امام ملا علی قاری	لاہور
۹۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری	علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی	
۱۰۔ مرقات شرح مشکوٰۃ	امام ملا علی قاری	بیروت
۱۱۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	لاہور

۱۲۔تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری	شیخ وحید الزماں غیر مقلد وہابی	نعمانی کتب خانہ لاہور
۱۳۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	امام بدرالدین عینی	بیروت
۱۴۔فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانی	طبع مصر
۱۵۔نعمت الباری شرح صحیح بخاری	شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی	فرید بک لاہور
۱۶۔ بضیمۃ الرائد فی شرح العقائد	ازنواب صدیق وہابی	طبع علوی لکھنو

کتب حدیث

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔بخاری شریف	امام ابوعبداللہ اسمٰعیل بخاری	طبع کراچی
۲۔صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج	کراچی لاہور
۳۔سنن ترمذی	امام ترمذی	کراچی لاہور
۴۔سنن ابوداؤد۔	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	بیروت لاہور
۵۔سنن ابن ماجہ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	بیروت لاہور
۶۔سنن نسائی	امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر نسائی	لاہور
۷۔مشکوٰۃ	امام ولی الدین تبریزی	طبع دہلی و بیروت

۸۔مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن بکر ہیثمی	بیروت
۹۔اطبقات علی الموضوعات	امام جلا الدین سیوطی	اثریہ سانگلہ ہل
۱۰۔مسند امام احمد	امام احمد	بیروت
۱۱۔حجۃ اللہ علی العلمین	علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی	بیروت
۱۲۔حلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ	بیروت
۱۳۔اکمال الاکمال المعلم	ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشطانی	بیروت
۱۴۔صحیح ابن ماجہ	ناصر الدین البانی وہابی	
۱۵۔صحیح سنن ابی داؤد	ناصر الدین البانی وہابی	
۱۶۔المنتقی	امام عبداللہ بن علی بن جارود نیشاپوری	القاہرہ
۱۷۔دلائل النبوت	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ	طبع دار النفائسیس
۱۸۔طحاوی شریف	امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	طبع لاہور
۱۹۔سنن کبریٰ البیہقی	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	بیروت
۲۰۔الفردوس بما ثور الخطاب	امام ابوشجاع	بیروت
۲۱۔مسند ابو یعلی الموصلی	امام احمد بن علی المثنیٰ التیمی	بیروت
۲۲۔سنن دارمی	امام دارمی	بیروت
۲۳۔المنتقی	امام ابن تیمیہ	طبع سلفیہ القاہرہ

۲۴۔ زرقانی علی المواہب	علامہ قسطلانی محمد بن عبدالباقی	دارالمعرفہ بیروت
۲۵۔ سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی	داالکتب العلمیہ بیروت
۲۴۔ شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۵۔ سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۶۔ شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ		دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۸۔ المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی	دارالفکر بیروت
۲۹۔ البحر الزخار المعروف مسند البزار	امام احمد عمرو بن عبدالخالق بزار	مؤسۃ القرآن بیروت
۳۰۔ اسعاف الراغبین	علامہ شیخ محمد بن الصبان	
۳۱۔ ادب المفرد۔	امام بخاری	طبع سانگلہ ہل ولاہور
۳۲۔ تلخیص الذھبی	امام ذھبی	
۳۳۔ الطبقات الکبریٰ	علامہ عبدہاب شعرانی	طبع مصر
۳۴۔ المستدرک للحاکم	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ	
۳۵۔ جامع الاصول	امام محمد الدین المبارک بن محمد ایشانی	بیروت
۳۶۔ کنز العمال		
۳۷۔ المعجم الکبیر		
۳۸۔ الکامل لابن عدی		

۳۹۔تنبیہ الغافلین	فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی	کراچی

اخبار و رسائل

ماہنامہ دار العلوم دیو بندی بھارت انڈیا

ماہنامہ خدام الدین لاہور۔روزنامہ نوائے وقت۔روزنامہ جنگ۔ روزنامہ جناح۔ روزنامہ پاکستان۔روزنامہ خبریں۔روزنامہ دن۔روزنامہ ایکسپریس

سیرت فضائل

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔خصائص کبریٰ	حافظ امام جلال الدین سیوطی	لاہور بیروت
۲۔سیرت حلبیہ	علامہ علی ابن برہان الدین حلبی	کراچی۔بیروت
۳۔الصوائق المحرقہ	امام ابن حجر مکی ہیتمی	کراچی بیروت
۴۔القول البدیع	علامہ شمس الدین سخاوی	مکتبہ المویدطائف
۵۔مدارج النبوت	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	لاہور
۶۔رحمۃ اللعالمین	قاضی سلیمان منصور پوری وہابی	لاہور
۷۔سیرت النبی	سلیمان ندوی وشبلی نعمانی	لاہور
۸۔اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر جذری	بیروت
۹۔ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء	امام ماوردی	مصر
۱۰۔انساب والاشراف	احمد بن یحیٰی بن جابر بلاذری	بیروت

۱۱۔حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق	مفتی تقی عثمانی دیوبندی	کراچی
۱۲۔الصواصم من القواصم	علامہ ابو بکر ابن العربی	بیروت
۱۳۔میزان الاعتدال	علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی	بیروت
۱۴۔نور الابصار مع تنویر الاظہار	شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی	جامع سراجیہ فیصل آباد
۱۵۔تہذیب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	بیروت
۱۶۔الفاروق	شیخ شبلی نعمانی دیوبندی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۱۷۔طبقات الکبریٰ لابن سعد	علامہ ابن سعد	کراچی۔بیروت
۱۸۔وفاء الوفا	علامہ سمہودی	کراچی۔بیروت
۱۹۔السیرت النبویہ	حافظ ابن کثیر دمشقی	کراچی۔بیروت
۲۰۔انفاس العارفین	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	المعارف لاہور
۲۱۔فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	کراچی
۲۲۔الرحیق المختوم	صفی الرحمٰن وہابی غیر مقلد	سلفیہ لاہور
۲۳۔مکتوبات	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی	ادارہ اسلامیات لاہور
۲۴۔سیرت ضیاء النبی ﷺ	پیر محمد کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن لاہور
۲۵۔جمہرۃ الانساب العرب	ابن حزم ظاہر غیر مقلد	طبع دار المعارف مصر
۲۶۔الاصابہ فی تمیز الصحابہ	حافظ ابن حجر عسقلانی	دار الفکر بیروت

۲۷۔تحفہ اثناءعشریہ	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	دارالاشاعت کراچی
۲۸۔سبل الہدیٰ والارشاد	امام یوسف الصالحی شامی	القاہرہ
۲۹۔کشف المحجوب	سید علی ہجویری داتا گنج بخش	ضیاءالقرآن لاہور
۳۰۔مختصر سیرت	شیخ عبداللہ نجدی	لاہور
۳۱۔الاستیصاب علی ھاش الاصحابہ	عبداللہ بن محمد بن عبدالبر	بیروت
۳۲۔ الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم		منیریہ مصر
۳۳۔الفرع النامی من الاصل السامی	از نواب صدیق حسن خان وہابی	طبع نظامی کانپور
۳۴۔الفصل فی الملل والا ہواءوالنحل	ابن حزم ظاہر غیر مقلد	طبع مصر

دیوبندی وہابی کتب

نام کتاب	مصنف	طبع
ا۔الافاضات الیومیہ	ملفوظات اشرف علی تھانوی وہابی	ملتان وتھانہ بھون
۲۔احسن العزیز	اشرف علی تھانوی دیوبندی	اسلامی اکادمی لاہور
۳۔ارواح ثلاثہ	اشرف علی تھانوی دیوبندی	اسلامی اکادمی لاہور

۴۔حفظ الایمان مع بسط البنان	اشرف علی تھانوی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۵۔سوانح اشرف علی تھانوی	خواجہ عزیز الحسن مجذوب خلیفہ تھانوی	ملتان تالیفات اشرفیہ
۶۔تصوف الاسلام	عبدالماجد دریا آبادی	طبع اعظم گڈھ انڈیا
۷۔صراط مستقیم	شاہ اسمٰعیل دہلوی	اسلامی اکادمی لاہور
۸۔تقویۃ الایمان	شاہ اسمٰعیل دہلوی	میر محمد کتب خانہ کراچی
۹۔قصص الاکابر	....	دارالعلوم جامع اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور
۱۰۔فضائل درود شریف	شیخ زکریا صاحب دیوبندی	خواجہ اسلام و مکتبہ رحمانیہ لاہور
۱۱۔تذکرۃ الرشید	عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی وہابی	ادارہ اسلامیات لاہور کراچی
۱۲۔سوانح یوسف کاندھلوی	شیخ ثانی حسنی دیوبندی وہابی	ملک سنز فیصل آباد
۱۳۔چراغ سنت قصوری		مطبوعہ قاسمی دیوبندی
۱۴۔شہاب ثاقب	حسین احمد دیوبندی	
۱۵۔مرثیہ محمود الحسن دیوبندی وہابی		مطبوعہ دیوبند
۱۶۔منہاالسنۃ	شیخ ابن تیمیہ وہابی	
۱۷۔حیات ابن تیمیہ	یوسف کوکن وہابی	طبع ذوالنورین اکادی سرگودھا

۱۸۔حیات ابن حزم ظاہری غیر مقلد		طبع کراچی
۱۹۔حیات ابن قیم جوزی		طبع نفیس اکیڈیمی کراچی
۲۰۔خلافت وملکویت	شیخ مودودی دیوبندی وہابی	ترجمان القرآن لاہور
۲۱۔تحذیر الناس	قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی	دارالاشاعت کراچی
۲۲۔چمنستان	مولانا ظفر علی خان	
۲۳۔تحریک پاکستان اور نیلشنلٹ علماء		
۲۴۔تحفہ مرحومین	خلیل الرحمٰن انوری دیوبندی وہابی	مدرسہ تعلیم اسلام مکتبہ الفقیر فیصل آباد
۲۵۔رسومات محرم و تعزیہ داری	محمود عباسی وہابی خارجی	کراچی
۲۶۔خلافت یزید ومعاویہ		
۲۷۔خلافت راشدہ	حکیم فیض عالم وہابی	طبع لاہور
۲۸۔مقام صحابہ		
۲۹۔رسومات محرم اور سانحہ کربلا	حافظ صلاح الدین غیر مقلد وہابی اہلحدیث	طبع دارالسلام لاہور
۳۰۔رشید ابن رشید	ابو یزید دین بٹ وہابی	لنڈا بازار لاہور
۳۱۔واقعہ کربلا اواس کا پس منظر	شیخ بندیالوی دیوبندی وہابی	سرگودھا
۳۲۔سوانح قاسمی دیوبندی		دارالعلوم دیوبند انڈیا

۳۳۔ یزید اکابر دیوبند کی نظر میں		
۳۴۔ المہند۔ علمائے دیوبند		بیروت
۳۵۔ نصب الرایہ	ابوزہرہ مصری	بیروت
۳۶۔ نزالابرار	نواب صدیق حسن خاں وہابی غیر مقلد	بیروت
۳۷۔ تجلیات صفدر	شیخ امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی وہابی	ملتان
۳۸۔ کرامات اہلحدیث	عبدالمجید سوہدری وہابی غیر مقلد	فیصل آباد
۳۹۔ امام حسین اور واقعہ کربلا	حافظ ظفر اللہ شفیق	لاہور
۴۰۔ سیدنا علی وسیدنا حسین	قاضی اظہر مبارکپوری و نفیس حسینی دیوبندی وہابی	مکتبہ شہید لاہور
۴۱۔ شہید کربلا اور یزید	قاری طیب دیوبندی وہابی	ادارہ اسلامیات لاہور
۴۲۔ مکتوبات شیخ الاسلام	حسین مدنی	لاہور
۴۳۔ حادثہ کربلا کا پس منظر عبدالرشید نعمانی دیوبندی کی تین کتب کا مجموعہ	مرتب: ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی دیوبندی	طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور
۴۴۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ۔ علمائے دیوبند کی کتب کا مجموعہ مقدمہ مفتی عبدالستار دیوبندی	مرتب: محمد اسحٰق ملتانی دیوبندی	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور Ph: 7352022

سوانح کربلا



حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

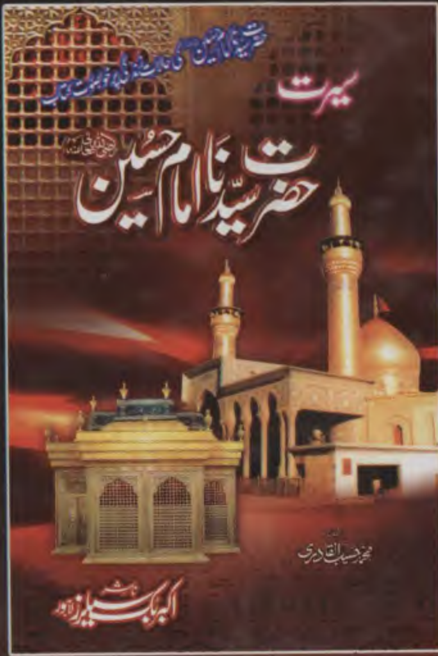
اکبر بک سیلرز اردو بازار، لاہور

مُحرّم کیلئے
۱۲ وعظوں کا مُستند مجمُوعہ

خُطباتِ مُحرّم

تصنیف: فقیہ ملّت مُفتی جلال الدین احمد امجدی

اکبر بُک سیلرز اُردو بازار، لاہور











ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022